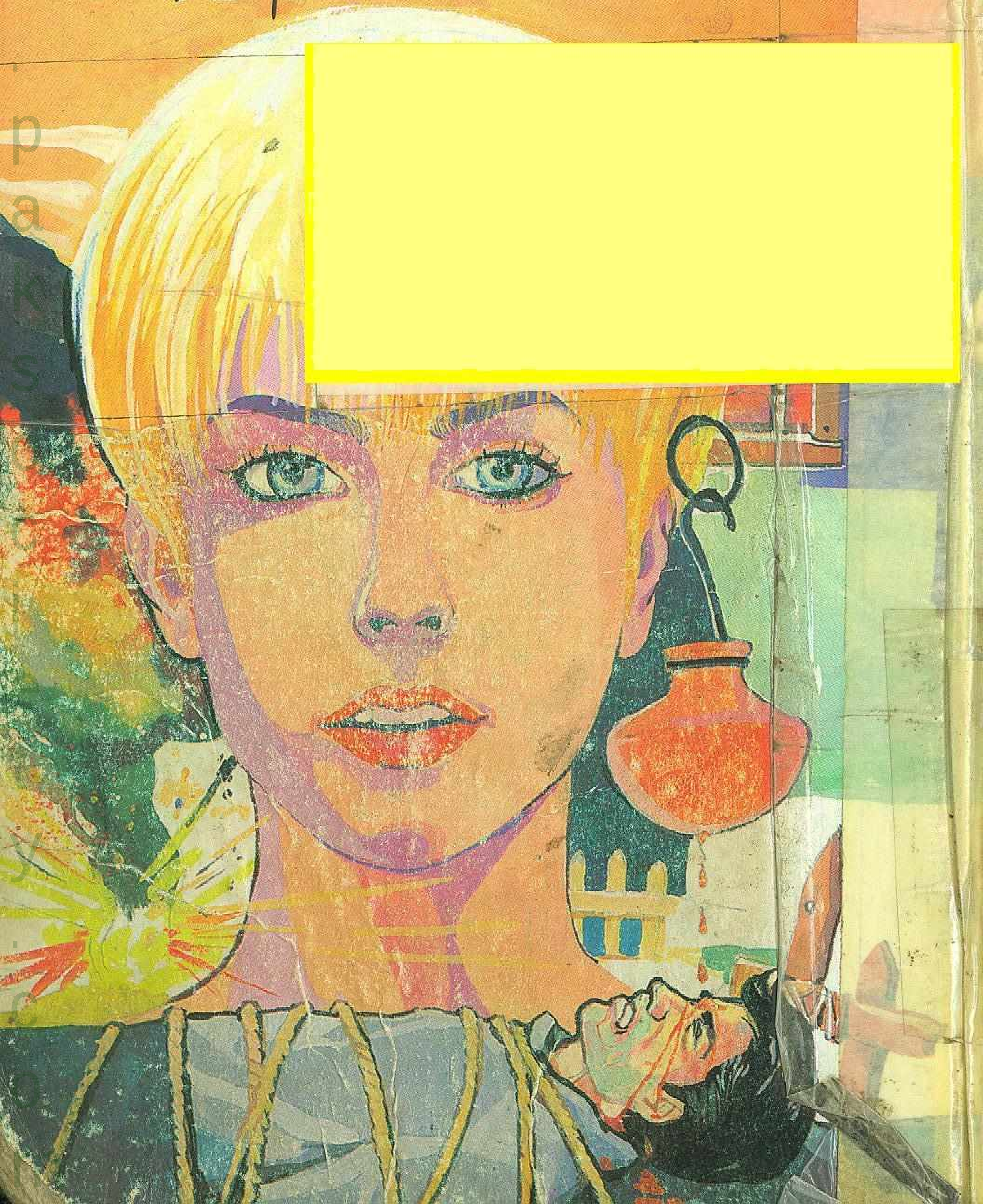
قاتل ویرانے

ایم اے راحت



8

قاتل ویرانے

ایم اے راحت

MAQBOOL ACADEMY

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

دن کا وقت تھا۔ سورج کافی بلند ہو چکا تھا چنانچہ تمام انتظامات کے بعد ہم چل پڑے۔ راستے ذرا پر خطر تھے لیکن فاصلے طے کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی تھی۔ موسم میں شدت آتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف تپتے ہوئے سیاہ پتھروں کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ پر پیچ سڑک پر اکا دکا ٹریفک نظر آ رہا تھا اور ہم خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ صمد العمران بھی خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا۔ کافی دیر تک فاصلہ طے کرتے رہے پھر اچانک ہی مجھے رفتار سست کرنی پڑی چونکہ ہمیں تقریباً" سو گز دور کے فاصلے پر ایک مرسیڈیز الٹی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ صمد العمران بھی ایک دم ہوشیار ہو گیا۔ مجبوراً" ہمیں بھی رفتار سست کرنی پڑی تھی کیونکہ اس طرح اسے نظر انداز کر کے آگے نہیں بڑھا جا سکتا تھا۔ الٹی ہوئی گاڑی سے تھوڑے فاصلے پر میں نے وین روک دی اور صمد العمران کی صورت دیکھنے لگا۔

"کیا خیال ہے رکا جائے۔ پتا نہیں کون ہے حالانکہ اس وقت حالات ایسے نہیں ہیں کہ ہم کسی تجسس کا شکار ہوں، لیکن پھر بھی دیکھ تو لینا چاہیے اس طرح تو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

میں نے صمد العمران کی بات سے اتفاق کیا اور ہم گاڑی کا انجن بند کر کے نیچے اتر آئے۔ صمد العمران میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ویسے یہ علاقہ خاصا خطرناک ہے یہاں خانہ بدوش قبائل بھی نظر آ سکتے ہیں اور یہ لوگ اچھی عادات و خصائل کے مالک نہیں ہوتے لوٹ مار بھی کر لیا کرتے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم محتاط انداز میں چلتے ہوئے گاڑی کے نزدیک پہنچ گئے اور سب سے پہلے ہم نے اس کے اندر جھانکا۔ یہ دیکھ کر شدید حیرت ہوئی کہ گاڑی میں کوئی موجود نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی گڑبڑ ہے' اگر یہ گاڑی الٹی ہے تو کسی نہ کسی کو زخمی بھی ہونا چاہیے تھا۔ صمد العمران نے تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔

فرض کرو' اگر ہم یہ سوچیں کہ گاڑی کا مالک گاڑی سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر چلا گیا ہے تو اس کے نکلنے کی جگہ کون سی ہو سکتی ہے جبکہ دونوں دروازے اندر سے بند ہیں۔

"ہاں یہ ذرا حیرت کی بات ہے۔ میں نے کہا اور گاڑی کے بالکل قریب زمین پر بیٹھ کر نشانات تلاش کرنے لگا لیکن سنگی زمین تھی جگہ جگہ چٹانیں ابھری ہوئی تھیں ان پر اس قسم کا ایسا کوئی نشان تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ نہ ہی گاڑی کے آس پاس خون کے نشانات مل رہے تھے۔ چٹانوں پر تیز دھوپ آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی تھی۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے کہا۔"

"بہتر یہی ہے کہ ہم اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ جائیں۔"

"اگر ہاتھ ڈال کر اس کی ڈکی وغیرہ کی تلاشی لی جائے تو کم از کم یہ پتا چل سکتا ہے کہ گاڑی کس کی ہے۔"

"مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے مسٹر صمد العمران؟"

"بس تجسّس ہے اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔" میں نے ابھی کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا کہ دفعتہ" ہی ایک فائر کی آواز سنائی دی اور گولی گاڑی کے اگلی حصے سے ٹکرائی۔ ہم دونوں ہی اچھل پڑے تھے۔ میرے ذہن میں شدید سنسنی پیدا ہوگئی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی کی چال بھی ہو سکتی ہے۔ ہمیں یہاں روکنے کے لیے۔ میں نے فورا" ہی صمد العمران سے کہا۔

"میں نے کہا تھا نا چلو واپس' وین کی جانب چلو ورنہ......... لیکن فائرنگ دوبارہ شروع ہوگئی اور اس انداز میں شروع ہوئی کہ ہمیں دوڑ کر گاڑی کے پچھلے حصے میں پناہ لینی پڑی۔ فائرنگ کا رخ سڑک ہی کی جانب سے تھا۔ اس طرف سے ہمیں گھیر لیا گیا تھا۔ صمد العمران نے بھی نہایت پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اور گاڑی کے عقب میں آگیا تھا۔ اس نے

بڑبڑاتی ہوئی مدھم آواز میں کہا۔"

"واقعی بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ ہمیں کسی قیمت پر یہاں نہیں رکنا چاہیے تھا۔ میرا خیال ہے وین تک پہنچنا بھی آسان کام نہیں ہوگا ان لوگوں نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے ہونٹ بھینچے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ صحیح سمت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے دوسرا طریقہ استعمال کیا۔ زمین پر لیٹ کر زمین سے کان لگا دیئے میں پتھروں کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا اور اس میں مجھے کامیابی حاصل ہوگئی۔ مدھم مدھم آوازیں محسوس ہوئی تھیں۔ جیسے پتھروں سے کوئی چیز رگڑ کھا رہی ہو۔ یقینی طور پر حملہ آور اسی جانب تھے۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا کچھ فاصلے پر ایک چٹان نظر آئی تھی۔ میں نے اپنے جسم کو تولا اور اس کے بعد چیتے کی طرح اس چٹان کی جانب زقند لگا دی۔ میرا خیال تھا کہ مجھ پر فائر ہوگا' لیکن فائر نہیں ہوا۔ غالباً" وہ جو کوئی بھی تھے یا تھا اس کے لیے تیار نہیں تھے کہ اس صورت حال کے باوجود میں اپنی جگہ چھوڑ پاؤں گا' لیکن مجھے ذرا بہتر موقع مل گیا تھا۔ چند لمحات رک کر میں نے ایک نظر صمد العمران پر ڈالی اور پھر اس سمت دیکھنے لگا جدھر سے میری توقع کے مطابق فائر ہوا تھا اور میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ مجھے وہاں کچھ تحریک سی محسوس ہوئی اور اس کے بعد پھر لگاتار دو تین فائر ہوئے۔ گولیاں گاڑی کی باڈی سے ہی ٹکرائی تھیں لیکن ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ سب بے مقصد ہی رہا تھا۔ چند لمحات کے لیے پھر ایک پراسرار سی خاموشی طاری ہوئی۔ میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ قصہ کیا ہے۔ میں چند لمحات جائزہ لینے کے بعد اپنی جگہ تبدیل کرنے کے بارے میں سوچنے لگا اور پھر کسی چھپکلی کی طرح میں نے اپنی جگہ سے آگے بڑھنا شروع کر دیا اگر وہ شخص جو گولی چلا رہا ہے کھڑے ہو کر فائرنگ نہیں شروع کر دیتا تو اس کی چلائی ہوئی گولی فی الحال مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔ اس تصور کے ساتھ میں مسلسل آگے بڑھتا رہا پھر اچانک ہی اس بڑے پتھر کی آڑ سے مجھے ایک سر ابھرتا ہوا دکھائی دیا اب میرا اس سے فاصلہ زیادہ نہیں رہ گیا۔ اس شخص کی توجہ اس طرف نہیں تھی جدھر میں موجود تھا۔ وہ گردن اٹھا کر گاڑی ہی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس سے کم از کم یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے صحیح صورت حال کا احساس نہیں ہے اور وہ تنہا ہی ہے۔ میں رینگتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں اس پر

ایک کامیاب حملہ کر سکتا تھا اور پھر کسی اسپرنگ کی طرح میں اپنی جگہ سے اچھلا اور اس شخص پر جا پڑا۔ وہ بری طرح میرے بوجھ تلے دبا ہوا زمین سے ٹکرایا تھا۔ میں نے اس کی دونوں کلائیاں قابو میں کیں اور اس کی پشت پر جکڑلیں۔ آٹومیٹک رائفل میرے اس حملے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ میں نے اسے بری طرح زمین پر رگڑ کر رکھ دیا حالانکہ اچھا خاصا تنومند آدمی تھا لیکن غیر متوقع حملے کی وجہ سے مار کھا گیا تھا۔"

"کون ہو تم فوراً" جواب دو فوراً"........؟" لیکن وہ شدید تکلیف کا شکار نظر آرہا تھا اذیت کے آثار اس کے چہرے پر منجمد تھے۔ اٹھو کوئی گڑبڑ کی تو میں تمہاری ہی رائفل کی گولی تمہاری پشت میں اتار دوں گا۔" اس نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور آگے بڑھنے لگا۔ میں اسے رائفل کے زور پر گاڑی کی جانب لے گیا۔ اچانک ہی گولیاں چلیں اور یہ بھی خوش بختی تھی کہ نشانہ میں نہ بن سکا' لیکن کئی گولیاں اس شخص کے جسم میں پیوست ہوگئی تھیں۔ میں نے اسے چھوڑا اور ایک دم سے زمین پر لیٹ گیا۔ وہ چیخیں مارتے ہوئے آہستہ سے زمین پر گرا تھا اور چند لمحوں کے بعد اس کا جسم بے جان ہوگیا۔ صمد العمران پر سکتہ سا طاری تھا۔ میں رائفل ہاتھ میں پکڑے گاڑی ہی کی آڑ میں ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ جب ہم مرنے والے پر متوجہ تھے تو دشمن کے کئی آدمی ہماری جانب عقب سے بڑھ رہے تھے' پھر انہوں نے بھی ہماری طرف لمبی لمبی چھلانگیں لگائیں کوئی طاقتور شخص عقب سے مجھ پر آرہا اور بالکل اسی طرح میں بھی نیچے گرا جس طرح میں نے چھلانگ لگا کر اس آدمی کو نیچے گرایا تھا۔ میں سنبھلنا ہی چاہتا تھا کہ ایک زور دار ٹھوکر میرے داہنے شانے پر لگی اور اس کے ساتھ ہی دوسری ٹھوکر سر پر بھی میں پہلو کے بل الٹ گیا۔ اس شخص نے پوری قوت سے اپنے وزنی جوتے کی ٹھوکر میری گردن پر رسید کر دی۔ مجھے اپنے چاروں طرف تاریکی پھیلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ نجانے کتنی دیر تک میں بے ہوشی میں ڈوبا رہا تھا اور اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

چاروں طرف گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ سر میں دھماکے ہو رہے تھے۔ میں نے شدت تکلیف سے مضبوطی سے دانت بھینچ لیے اور تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے کی کوشش کرتا رہا لیکن کچھ بھی نہیں دکھائی دے رہا تھا پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے آس پاس کے ماحول کو ٹٹولنے کی کوشش کی اور میرا ہاتھ کسی کے جسم سے ٹکرایا۔ میں نے جسم

کو ٹٹول کر دیکھا تاریکی میں کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا بہرحال میں اس جسم کو ٹٹولتا رہا اور پھر مجھے ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"کک........ کون ہے۔ کک........ کون ہو تم؟" اس کے ساتھ ہی کسی نے میری کلائی پکڑلی تھی۔ یہ صمد العمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر اس پر سے ہاتھ ہٹالیا۔ صمد العمران کی آواز پھر سنائی دی۔

"کون ہے' کون ہو؟"

"میں ہوں۔"

"یہ یہ' اتنی شدید تاریکی کیسے پھیلی ہوئی ہے؟"

"پتا نہیں۔"

"کیا ہم اندھے ہوگئے ہیں؟"

"ہو سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور میرے اس جواب پر صمد العمران کا سانس رک گیا وہ خاموش کھڑا سوچتا رہا پھر میں نے اور اس نے قدموں کی آوازیں بیک وقت ہی سنی تھیں۔

"کوئی ہے؟"

"ہاں۔"

"مم مگر یہ جگہ........ کک........ کونسی ہے اور یہ سب کیا ہوا ہم اندھے کیسے ہوگئے؟" میں نے اس احمقانہ سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا اپنا ذہن بھی الجھنوں کا شکار نظر آرہا تھا کوئی صحیح فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہی خیال ایک بار پھر ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ کہیں خود ولیم جیکال ہی کی نیت تو نہیں تبدیل ہوگئی' لیکن بات حلق سے اتر نہیں رہی تھی۔ دفعتہ" میں نے کسی گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور چونک پڑا۔ صمد العمران نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی کرنا چاہی لیکن میں نے اندازے سے ہاتھ بڑھ کر اس کا منہ بھینچ لیا۔ میں یہ نہیں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں ہوش میں آگیا ہوں۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر غالبا" اس جگہ کے قریب سے گزری جدھر ہم موجود تھے اور پھر مجھے آواز سنائی دی۔

"اے گدھے تو سگریٹ سلگا رہا ہے میں نے تجھ سے منع کیا ہے کہ یہاں ہماری

موجودگی کا کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"سوری میڈم۔" دوسری آواز سنائی دی۔

اور اس کے بعد گاڑی وہاں سے شاید آگے بڑھ گئی' لیکن میں اس آواز پر غور کر رہا تھا۔ یہ آواز میرے لیے شناسا تھی اور دفعتہً ہی میرے جسم میں جھرجھری سی پھیل گئی اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو یہ استارا کی آواز تھی اور مائی گاڈ۔ استارا ہم تک پہنچ چکی ہے لازمی امر ہے کہ اس نے صمد العمران کو بھی دیکھ لیا ہوگا۔ اوہ یقیناً" لیکن پھر وہی سوال ہے۔ ولیم جیکال آخر کہاں مرگیا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ ہم خاموشی سے لیٹے رہے۔ گاڑی کی آواز معدوم ہوگئی تھی بہرحال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی جگہ سے اٹھا گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھا کوئی تین چار قدم چلنے کے بعد ہی میرا سر خیمے کے کپڑے سے چھو گیا اور میں نے اسے ٹٹول کر دیکھا۔ خیمہ پوری طرح ہمیں چھپائے ہوئے تھا' لیکن ظاہر ہے اس کی نچلی سطح کپڑے ہی کی تھی۔ میں نے تھوڑا سا اسے اٹھا کر باہر جھانکا اور باہر کے منظر کا جائزہ لینے لگا۔ رات کا وقت تھا' سگریٹ نہ جلانے کی ہدایت ہی اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ رات کا وقت ہے اور استارا کو تاریکی میں اپنے دیکھ لیے جانے کا خطرہ ہے۔ پتا نہیں کیا منصوبہ تھا اس کا' لیکن اس وقت ولیم جیکال نے جس کمزوری کا ثبوت دیا تھا وہ سمجھ میں نہ آنے والی تھی۔ میں نے پھر اپنی جگہ چھوڑی اور آہستہ آہستہ پورے خیمے میں چکرانے لگا۔ دس بارہ فٹ کے قطر کا خیمہ تھا۔ خاصا کشادہ اور مضبوط کپڑے سے بنا ہوا۔ کیا کرنا چاہیے۔ صمد العمران اب بھی اپنی جگہ پڑا ہوا تھا۔ ظاہر بات ہے کہ اس کے ذہن میں بھی سوچوں کا بسیرا ہوگا۔ میں نے چند لمحات انتظار کیا اور اس کے بعد ایک ایسی جگہ دریافت کرلی جہاں سے خیمہ اٹھا کر باہر نکل سکتا تھا پھر میں نے لوٹ لگا کر صمد العمران کے قریب پہنچ کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میں باہر کا اندازہ کرتا ہوں۔ یہ ایک خیمہ ہے جس میں ہمیں رکھا گیا ہے تم محتاط رہنا۔"

صمد العمران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اپنی منتخب جگہ سے خیمے کا پردہ اونچا کیا۔ گو وہ کافی سخت تھا لیکن پھر بھی میں اسے بے آواز اتنا اونچا اٹھانے میں کامیاب ہوگیا

کہ میں اس کے نیچے سے باہر نکل سکوں۔ کسی ایک شخص کے قدموں کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ وہ خیمے کے سامنے یا اس کے اطراف میں گشت کر رہا تھا میں اس آواز کو محسوس کرتا رہا مجھے اندازہ تھا کہ خیمے کے قریب پہنچ کر اسے "فوراً" ہی میرے بارے میں علم ہو جائے گا اس لیے "فوراً" ہی خیمے سے باہر نکلنا تو مناسب نہیں تھا۔ البتہ اس کے قدموں کی آواز سے میں اس کی سمت کا اندازہ لگا رہا تھا پھر وہ جیسے ہی اس جگہ سے آگے بڑھا جہاں میں اپنے بدن کو پوری طرح تول کر باہر نکلنے کے لیے تیار تھا۔ میں نے نہایت پھرتی سے ہاتھ آگے بڑھائے اور اس کے دونوں پاؤں عقب سے پکڑ لیے پھر ایک زوردار جھٹکا مارا اس شخص کے حلق سے ایک آواز نکل گئی' اور وہ بری طرح دھپ کی آواز کے ساتھ نیچے گرا' لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتا یا چیخ سکتا۔ میں نے پھرتی سے باہر نکل کر اسے دبوچ لیا۔ میرا ایک ہاتھ بڑی مضبوطی سے اس کے منہ پر جم گیا تھا تاکہ وہ کسی قسم کی آواز بھی نہ نکال سکے۔ گرنے کے ساتھ ہی اس کی رائفل بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اور وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میں نے بڑی تیزی سے اس کے نرخرے پر اپنا پنجہ گاڑھ دیا۔ بلاشبہ وہ مجھ سے زیادہ طاقتور تھا' لیکن اس وقت زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اگر میری گرفت ذرا بھی ڈھیلی ہوگئی تو وہ نہ صرف آواز نکالے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ مجھ پر قابو بھی پالے کیونکہ اس وقت میں ذرا کمزور پوزیشن میں تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی مدافعت ختم ہوتی چلی گئی۔ یقینی طور پر نرخرے پر پڑنے والا دباؤ اس کی موت کا باعث بن گیا تھا اس کے بعد وہ بالکل بے حس و حرکت ہوگیا' لیکن میں نے اپنا اطمینان پوری طرح کیا تھا اور اس کی موت کے بعد بھی اپنی جگہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا تھا پھر جب پورا یقین ہوگیا کہ اس طرف اور کوئی متوجہ نہیں ہوا ہی تو میں نے سب سے پہلے اس کی رائفل اپنے قبضے میں کرلی۔ اس کے بعد میں نے اطراف کا بغور جائزہ لیا کچھ فاصلے پر ایک پرانی طرز کی لینڈ کروزر کھڑی تھی۔ لینڈ کروزر کے قریب ہی ایک اور خیمہ بھی لگا ہوا تھا اب مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ میرا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ آیا اس لینڈ کروزر کے ذریعے یہاں سے نکل جانے کی کوشش کروں یا پھر رک کر صورت حال کا جائزہ لوں۔ بڑا سنگین مسئلہ تھا۔ مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ جگہ کونسی ہے اور اگر میں یہاں سے نکل کر بھاگنے کی کوشش بھی کروں تو کس

سمت جاسکتا ہوں اس کے علاوہ صد العمران کو بھی خیمے سے ساتھ لینا ضروری تھا۔ پتا نہیں یہاں کتنے آدمی موجود ہیں۔ لینڈ کروزر کے قریب پہنچ گیا اور اس کا جائزہ لینے لگا۔ صرف لینڈ کروزر کا کھڑے ہونا ہی تو کافی نہیں تھا۔ اس کی چابی بھی درکار تھی۔ دفعتہ" ہی میں نے آہٹیں سنیں اور میں سانپ کی طرح پلٹ پڑا۔ خیمے سے دو افراد نکلے تھے اور ٹھٹک کر مجھے دیکھنے لگے تھے۔ ان کا مجھ سے اتنا فاصلہ بھی نہیں تھا کہ میں انہیں رائفل سے نشانہ بنا سکتا۔ انہیں فورا" احساس ہوگیا کہ کوئی گڑبڑ ہے چنانچہ وہ دونوں بری طرح چیختے ہوئے مجھ سے دور ہٹنے کی کوشش کرنے لگے کیونکہ انہوں نے میرے ہاتھ میں رائفل دیکھ لی تھی۔

وہ کسی نامانوس زبان میں کچھ کہہ بھی رہے تھے اسی لمحے تاریکی میں کہیں سے فائر ہوا اور میں نے فورا" ہی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ دوسرا فائر ہوا اور اس بار گولی قریب کھڑی ہوئی لینڈ کروزر کے ایک شیشے پر لگی۔ شیشے ٹوٹنے کا چھناکہ بہت زور دار تھا۔ مجھ اندازہ ہوگیا کہ اب صورت حال بگڑ گئی ہے۔ میں نے اچانک ہی ایک لمبی چھلانگ لگائی اور ان دونوں پر پہنچ گیا اور میں نے ان کی گردن میں ہاتھ ڈال کر انہیں زمین پر گرا دیا' لیکن وہ دونوں بھی لڑاکے معلوم ہوتے تھے وہ زمین پر گرے بے شک تھے' لیکن انہوں نے اپنے چہرے پتھروں سے ٹکرانے سے روک لیے تھے اور پھر ایک دم الٹ گئے تھے اس طرح وہ میری گرفت سے نکل گئے' لیکن میں نے بھی تساہل سے کام نہیں لیا۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کی ٹانگ پکڑلی اور وہ میرے ہی اوپر ڈھیر ہوگیا۔ اس دوران دوسرا آدمی رائفل سنبھال چکا تھا' لیکن اسے یہ احساس ہوگیا تھا کہ اس کا ساتھی رائفل کی زد میں آسکتا ہے چنانچہ اس نے فائر نہیں کیا بلکہ رائفل کو نال کی طرف سے پکڑ کر اس کا انتظار کرنے لگا' پھر ایک ایسے چھوٹے سے گڑھے کے کنارے پر پہنچ گئے جو ذرا گہرائی میں تھا۔ غالبا" اسے بھی اس کا اندازہ نہیں تھا کیونکہ جھونک میں ہم دونوں ہی ایک ساتھ اس گڑھے میں گرے تھے مجھے اتفاقیہ طور پر بہتر موقع مل گیا۔ میں نے ٹانگ موڑ کر اس کی پیٹھ پر ایک ٹھوکر جمادی اور وہ بری طرح چیخنے لگا پھر میں نے اسے ٹھوکروں پہ ہی رکھ لیا تھا۔ اچانک ہی میں نے گاڑی کی آواز سنی ایک گاڑی طوفانی رفتار میں اسی سمت آرہی تھی۔ گڑھے میں ہونے کی وجہ سے میں گولیوں کی زد سے بچ گیا تھا لیکن جو گاڑی اس طرف آرہی تھی۔ اس کی روشنیوں نے گڑھے کو اپنی رینج میں لے لیا پھر وہ قریب آکر رک گئی اور

اس سے بہت سے قدموں کے نیچے اترنے کی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی استارا کی آواز۔

"خبردار' گولیوں سے بھون دیا جائے گا تمہیں باہر نکل آؤ اندر کون ہے۔" کچھ ٹارچوں کی روشنیاں بھی مجھ پر پڑی تھیں۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں خاموشی سے باہر نکل آؤں' لیکن اب مجھے اندازہ تھا کہ میرے ساتھ کیا صورت حال پیش آنے والی ہے۔ میں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور گڑھے سے باہر نکل آیا مجھے روشنیوں کی زد میں لے لیا گیا تھا۔ استارا نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"دیکھو اس کمبخت نے کس کس کو نقصان پہنچایا ہے سب کے سب گدھے ہیں' سب کے سب ناکارہ' کوئی بھی اس قابل نہیں ہے کہ کچھ کرسکے۔" میں خاموش کھڑا ہوا تھا اور میں نے دیکھ لیا تھا کہ میں تین آدمیوں کی رائفلوں کے نشانے پر ہوں۔ استارا نے تمام احتیاط بالائے طاق رکھ دی تھی جبکہ یہاں سے جانے سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو سگریٹ تک پینے سے منع کر گئی تھی لیکن اب ان ہنگامی حالات میں اس نے غالبا" ان احتیاطی اقدامات کو نظرانداز کردیا تھا۔ مجھے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر گرفت میں لے لیا گیا اور اس کے بعد استارا نے کہا۔

"دوسرے کو بھی دیکھو کہیں وہ نکل نہ جائے گدھے ہو تم۔ گولی ماردینے کے قابل۔" وہ اپنے ساتھیوں پر برس رہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد صد العمران کو بھی میرے پاس ہی لے آیا گیا۔ یہاں چار یا پانچ افراد تھے جو ہماری کڑی نگرانی کر رہے تھے۔ استارا کو میری پھیلائی ہوئی تباہ کاری کے بارے میں بتایا گیا۔ اس آدمی کی لاش کی اطلاع دی گئی جسے میں نے گردن دبا کر مار دیا تھا۔ زخمیوں کے بارے میں بتایا گیا اور استارا خاموش رہ گئی مجھے اس کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ نہیں ہو پارہا تھا' لیکن یہ اندازہ ضرور تھا کہ وہ پیچ و تاب کھا رہی ہے بہرحال اپنی اس کارروائی سے میں غیر مطمئن نہیں تھا۔ مجھے اور صد العمران کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ وہ شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کے محافظ بھی تھے۔ مجھے کڑی نظروں سے گھورتے ہوئے اس نے کہا۔

"میں اعتراف کرتی ہوں کہ تم نہایت خطرناک اور شاطر آدمی ہو۔ درحقیقت

پورٹ سعید پہنچ کر میں کسی نہ کسی طرح صمد العمران سے رہائی حاصل کر لیتی اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ صمد العمران بخوشی وائٹ ڈریگن میرے حوالے کرنے پر تیار ہو جاتا' لیکن کمینے انسان یہ صرف تم تھے جس نے میرے راستے روکے اور مجھے بد ترین نقصان سے دوچار کیا۔ گارین میرا دست راست ہی نہیں میرا محبوب بھی تھا۔ میں اس کے انتقام کے لیے دیوانی ہو رہی ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر پیٹرول چھڑکوں اور آگ لگادوں میں تمہیں ایسی ہی موت مارنے کی خواہش مند ہوں' لیکن میرا منصوبہ فیل ہو جائے گا بہرحال تم آخر صمد العمران تک پہنچ ہی گئے اور یہ شخص بھی تم سے تعاون پر آمادہ نظر آتا ہے۔ مسٹر صمد العمران تم جو کچھ بھی ہو جہاں تک بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ میں اب بھی تمہیں یہ پیشکش کرتی ہوں کہ وائٹ ڈریگن اگر میرے حوالے کردو تو تمہیں وہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا جس کے تم خواہش مند ہو۔ میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ تمہاری وفاداریاں کسی کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ تم صرف اپنی محنت کا صلہ وصول کرنا چاہتے ہو اگر تم وفاداری ہی کے سلسلے میں کام کر رہے ہوتے تو ظاہر ہے مصری نژاد ہو مصر کے علاوہ اور تمہیں کون پسند آتا ہے۔ میری بات سنو۔"

"ایک منٹ میڈم ا۔ستارا' اگر وائٹ ڈریگن حاصل کرنا ہے تو اس وقت باقی تمام باتیں نظرانداز کر کے میری بات سنو ورنہ ہم اپنی بدقسمتی پر زندگی بھر روتے رہیں گے۔"

میرا لہجہ اور انداز ایسا تھا کہ ا۔ستارا متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

"تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"ولیم جیکال کو تم نے بالکل نظرانداز کر دیا ہے تمہیں اندازہ ہے کہ ولیم جیکال انہی راستوں سے گزر کر بالا آخر کسی نہ کسی طرح لیبیا میں داخل ہو جائے گا اور بن غازی تک پہنچنا اس کے لیے مشکل کام نہیں ہوگا۔"

"لیبیا' بن غازی؟" ا۔ستارا نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"وائٹ ڈریگن اس وقت بن غازی ہی میں ہے اور ولیم جیکال کو اس کے بارے میں معلوم ہوچکا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"باقی تفصیلات تم صمد العمران سے معلوم کر سکتی ہو۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا

اور ا۔ستارا کے انداز میں نمایاں طور پر اضطراب محسوس کیا گیا وہ صمد العمران کی جانب متوجہ ہوگئی۔ صمد العمران نے خار کھانے والے انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم انسان ہو یا نہایت احمق ہو کیا تم نے یہ ہوش مندی کی بات کی ہے۔"

"ایک منٹ صمد العمران' آخری وقت تک امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے' اگر ولیم جیکال ہم سے پہلے حماد فروغی تک پہنچ گیا تو کیا تم وائٹ ڈریگن بچا سکو گے؟"

صمد العمران نے اس وقت بہترین اداکاری کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کا منہ اس طرح حیرت سے کھلا رہ گیا جیسے اسے میرے الفاظ پر شدید حیرانی ہوئی ہو۔ اس نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

"مم......... مگر......... آخر۔ اوہ میرے خدا میری تمام محنت اکارت جاتی محسوس ہو رہی ہے۔"

"آپس کی بکواس کے بجائے اگر تم مجھ سے گفتگو کرو تو بہتر ہے۔"

"میں بتاتا ہوں تمہیں' میڈم ا۔ستارا وائٹ ڈریگن اب سے بہت پہلے بن غازی منتقل ہو چکا ہے اور وہاں ایک شخص کے پاس محفوظ ہے۔ ولیم جیکال وہ راستہ پا چکا ہے لیکن آسانی سے وہ وہاں نہیں پہنچ سکے گا جبکہ اس سے پہلے ہمارا پہنچ جانا ضروری ہے اگر ہم وہاں نہ پہنچے تو کسی نہ کسی طرح وہ حماد فروغی تک پہنچ جائے گا اور وائٹ ڈریگن اس کے قبضے میں آجائے گا۔"

"تم بالکل بکواس کر رہے ہو۔" ا۔ستارا نے مضطرب انداز میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تب تم جہنم میں جاؤ' ہم دونوں کو گولی مار دو اور اس کے بعد بھٹکتی پھرو۔"

"وائٹ ڈریگن ایک ایسا منصوبہ ہے کہ اس کے حصول کے لیے دنیا کی ہر شے قربان کی جاسکتی ہے۔ ہماری دشمنی دوستی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ میں تمہیں جو کچھ دے سکتی ہوں صرف اس بات کا اطمینان دلانا چاہتی ہوں کہ دوسرا کوئی اتنا تمہیں فراہم نہیں کر سکے گا۔"

"سب سے پہلے تو تم اپنے دل و دماغ پر قابو کرو میڈم ا۔ستارا جو کچھ میں نے

تمہیں بتایا ہے وہی سچ ہے اگر یقین نہ آئے تو ہم پر تشدد کرو ہمارے جسموں کو داغدار کر دو اور آخر میں ہمیں گولی مار کر ہلاک کر دو اور اس کے بعد اس بات پر افسوس کرتی رہو کہ جس منصوبے کے لیے تم نے اپنے قیمتی آدمیوں ضائع کر دیا اس کے حصول میں تم ناکام رہی ہو۔"

"تمہارا مطلب ہے ہمیں بن غازی پہنچنا چاہیے؟"

"ہاں' ولیم جیکال سے پہلے۔"

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے اتنا آسان تو نہیں ہوگا؟"

"اگر آسان نہیں ہے تو پھر اس منصوبے کو اپنے ذہن سے نکال پھینکو۔"

وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ تھوڑی دیر تک پر خیال انداز میں زمین کو کریدتی رہی اور اس کے بعد بولی۔

"اور اگر اس میں کوئی چالاکی ہوئی تو.........؟"

"تو پھر تم رقص کرنا' موسیقی سے لطف اندوز ہونا اور عیش کرنا۔"

"تم سے طویل حساب چکانا ہے لیکن فی الحال سودے بازی ہو سکتی ہے۔"

"میں آخری بات تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں بن غازی پہنچنا چاہیے ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے میں تم پر اعتماد کرنے کا اظہار تو کر ہی نہیں سکتی لیکن بہرحال یہ خطرہ مجھے مول لینا پڑے گا۔ البتہ اس بات پر یقین کر لو کہ یہ آخری موقع ہے اس کے بعد میرے اور تمہارے درمیان صرف گولیوں کی زبان میں بات ہوگی۔"

"تم ہی کر سکتی ہو یہ۔ ہم اب کس قابل رہے؟" اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہاں سے واپس مڑ گئی۔ صمد العمران گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا پھر جب ایک ایک کر کے تمام لوگ چلے گئے تو اس نے حیران نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"تم ذہنی اور جسمانی طور پر انتہائی کامیاب انسان ہو۔ تمہارے بارے میں سوچ کر بعض اوقات میرے بدن میں تھرتھری پیدا ہو جاتی ہے' بہر طور تمہارا تعلق بھی ایسے اداروں سے ہے جہاں تم ہی جیسے لوگوں کی کھپت ہو سکتی ہے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

چند ہی لمحات کے بعد مجھے دوبارہ گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور میں نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اِستارا قاہرہ چلی گئی۔"

"کس سلسلے میں گئی ہے؟"

"میرا خیال ہے سرحد عبور کرنے کے لیے تیاریاں کرنا چاہتی ہے؟"

"ہمارے کاغذات کہاں ہیں۔ کیا وہ اس کی نگاہوں میں آ گئے ہوں گے۔" میں صمد العمران کے ان الفاظ پر پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر میں نے کہا۔

"دیکھیں گے' ہو سکتا ہے وہ کاغذات ہماری وین میں ہی محفوظ ہوں۔" صمد العمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔

میں گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا میں نے محسوس کیا تھا کہ اِستارا جن محافظوں کو چھوڑ گئی ہے وہ میری طرف سے زیادہ چوکنے نہیں ہیں ورنہ ہمارے آس پاس ہی پھٹک رہے ہوتے۔ یا پھر ظاہر ہے انہوں نے ایسے مورچے سنبھالے ہوئے ہوں گے جہاں سے وہ ہماری نگرانی کر سکیں اور ہم اپنی جگہ نہ چھوڑنے پائیں' لیکن اِستارا کے جانے کے بعد ایک اور خیال میرے ذہن میں گردش کرنے لگا تھا وہ خیال یہ تھا کہ اگر ہم اِستارا ہی کے ساتھ سرحد عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ممکن ہے اِستارا ہمارے وین نکلے جانے پر آمادہ نہ ہو اور وین یہیں رہ جائے۔ سارا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اس کے لیے ضروری ہے کہ اِستارا کے بغیر ہی یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس وقت اس کا بہترین موقع حاصل ہو گیا تھا۔ کیونکہ اِستارا لازمی امر تھا کہ قاہرہ کے لیے روانہ ہوئی ہے ہو سکتا ہے اس جگہ سے قاہرہ کا فاصلہ اتنا زیادہ نہ ہو لیکن بہرحال چوبیس گھنٹے کا وقت تو تھا ہی۔ ہمیں اسی دوران یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ذہنی رو ایک بار پھر ولیم جیکال کی جانب بھٹک گئی تھی۔ وہ کمبخت اس طرح گم ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب یہ سوچنا تھا مجھے کہ کیا کیا جائے۔ دفعتہ" میں نے صمد العمران سے کہا۔

"کیا خیال ہے صمد العمران کیا ہم اِستارا کا انتظار کریں گے؟"

"اس سے فائدہ کیا۔ ہم مصیبتوں میں گرفتار ہو کر لیبیا میں نہیں داخل ہوں گے۔"

"بے شک۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی؟"

"میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے۔"

"خالہ جی کا گھر ہے کیا۔ جہاں ہم سیرو تفریح کے لیے آئے ہیں اور آرام سے یہاں سے نکل جائیں گے۔" مجھے صمد العمران کے انداز پر ہنسی آگئی۔ میں نے کہا۔

"نہیں ڈیئر' خالہ جی کا گھر تو نہیں ہے لیکن کیا نکلنے کی کوشش نہیں کی جاسکتی؟"

"کیسے کریں گے؟"

"کیا تمہارے ہاتھوں کی انگلیاں بہت کمزور ہیں؟"

"انگلیاں! صمد العمران نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کو جنبش دے کر کہا۔"

"ہاں انگلیاں' میں اپنے ہاتھوں کی رسیوں کا رخ تمہاری جانب کرتا ہوں۔ ہم دونوں پشت سے پشت ملا کر بیٹھ جاتے ہیں تم میری رسیوں کو کھولنے کی کوشش کرو اور میں تمہاری رسیوں کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

صمد العمران حیرت سے مجھے دیکھنے لگا تھا۔ غالباً" یہ سوچ رہا تھا کہ یہ طریقہ زیادہ مشکل تو نہیں ہے کم از کم کوشش کی حد تک' پھر یہ اس کے ذہن میں کیوں نہیں آیا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اپنا رخ اس کی جانب پھیر دیا۔ محافظ چونکہ ہمارے آس پاس موجود نہیں تھے' لیکن ہمیں ان کے بوٹوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ ہمارے عقب میں ایک چٹان تھی۔ آس پاس میں اور ایسی بہت سی چیزیں جن کی آڑ ہم لے سکتے تھے۔ صمد العمران نے میری ہاتھوں پر کوشش شروع کر دی حالانکہ انتہائی مشکل کام تھا ہماری بندشیں اتنی معمولی نہیں تھیں کہ آسانی سے کھل جائیں' لیکن کوشش کرنے سے تو بہت کام ہو جاتے ہیں۔ وہ رسی اچھی خاصی موٹی تھی' اگر باریک ہوتی تو دقت ہوتی' لیکن موٹی رسی نے کام آسان کر دیا تھا۔ چند ہی لمحات کے بعد میں نے اپنے ہاتھوں پر رسی کی گرفت ڈھیلی محسوس کی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے آہستہ آہستہ رسیوں کو کھینچنا شروع کر دیا اور میرے ہاتھ ان کی گرفت سے آزاد ہوگئے۔ پاؤں اب بھی بندھے ہوئے تھے' لیکن ہاتھوں کو کھلنے کے بعد پیروں کو کھولنا مشکل کام نہیں تھا چنانچہ اس سے پہلے میں نے صمد العمران کے ہاتھ کھول دینا زیادہ ضروری سمجھا اور اسے اپنی جانب رخ کرنے کے لیے کہا میرے آزاد ہاتھوں نے صمد العمران کی ہاتھوں کی بندشیں

ایک لمحے میں کھول دیں وہ آزاد ہوگیا۔ میں نے اس سے کہا۔

"اب نہایت احتیاط سے اپنے پیروں کو کھول لو اور اس کے بعد رسی کو اس طرح پیروں پر ڈال لو کہ وہ پیروں پر لپٹی ہوئی محسوس ہو۔"

صمد العمران میری ہدایت پر عمل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ میں نے بھی اپنے پاؤں بہ آسانی کھول لیے۔ جوتوں کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں غالباً" محافظوں نے ہمارے قریب آنا ضروری نہیں سمجھا تھا اور صرف دور دور سے نگرانی کر رہے تھے۔ میری ہدایت پر صمد العمران نے ہاتھ بھی پیچھے ہی کر لیے اصل میں پہلے اس سچویشن کا جائزہ لینا تھا جس کے تحت کام کیا جاسکے لیکن زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ ایک محافظ کو خیال آہی گیا تھا کہ کم از کم ایک نظر تو ہم پر ڈال ہی لی جائے اور وہ اس طرف نکل آیا تھا۔ وہ مشتبہ نگاہوں سے ہمیں دیکھتا ہوا ہمارے قریب آگیا اور اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کہو دوستو تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟"

میں نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "تم لوگوں کی مہمان نوازی تو بہت عظیم ہے۔ پانی کا ایک قطرہ تک نہیں ملا ہمیں۔" جواب میں محافظ قہقہہ لگا کر بولا۔

"تم ہو بھی تو معزز مہمان۔ یہاں خوراک کی ویسے ہی کمی ہے۔ اس ویرانے میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملتی چنانچہ تم بھی صبر کرو۔ ویسے ہم لوگ گرما گرم کافی پی رہے تھے۔" وہ فضا میں منہ اٹھا کر سونگھنے لگا۔ وہ ہمارا مذاق اڑا رہا تھا۔"

میں دل ہی دل میں ہنسنے لگا میں نے سوچا۔ بیٹے تیری یہ کافی تو میں ابھی نکالتا ہوں پھر وہ اطمینان سے واپس مڑ گیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف جانے لگا لیکن زیادہ موقع دینا حماقت تھی۔ میں نے پیروں پر سے رسی ہٹائی اور کسی مینڈک کی طرح اچھل کر پشت پر جاگرا اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے بدن کے بوجھ کے سہارے زمین تک لیتا چلا گیا اور اس کا سر پوری قوت سے زمین سے ٹکرایا۔ اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی تھی۔ لیکن بس اتنا ہی کافی تھا مجھے امید تھی کہ وہ اپنی رائفل فوراً' ہی استعمال نہیں کرسکے گا۔ میں نے اس کی رائفل فوراً" ہی اپنے قبضے میں کرلی۔ میرا اندازہ بالکل درست تھا۔ فوراً" دو آدمی دوڑتے ہوئے سامنے آئے انہوں نے اپنی رائفلیں سیدھی کر رکھی تھیں۔ میں نے ایک لمحے انتظار نہ کیا۔ رائفل سے نکلنے والی گولیاں ان کے جسموں میں

پیوست ہوگئیں ان کے ہاتھ فضا میں بلند ہوگئے اور پھر وہ سیدھے ہی سیدھے چت زمین پر جاگرے۔ صمد العمران نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اب اس کے جسم میں بڑی پھرتی پیدا ہوگئی تھی اس نے فوراً ہی ایک رائفل اپنے قبضے میں کرلی اور ہم لوگوں نے چٹانوں کی آڑ لے لی۔ ہمارے کان مزید آہٹوں کے منتظر تھے۔ یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہاں کتنے محافظ ہیں۔ اصولی طور پر اس کارروائی کے بعد انہیں سرگرم ہو جانا چاہیے تھا لیکن، ایک منٹ دو منٹ پھر پانچ منٹ گزر گئے اور کوئی تحریک نہ ہوئی۔ میں نے اشارے سے صمد العمران سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے وہ دونوں شانے ہلا کر مسکرا دیا۔ میں نے اسے وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور رائفل لے کر جھکا جھکا آگے بڑھنے لگا پھر ایک چٹان پر چڑھ گیا لیکن اس انداز میں کہ کسی بھی جانب سے کوئی تحریک ہو تو میں چٹان سے نیچے چھلانگ لگا دوں، لیکن استارا نے ہمارے لیے صرف تین ہی آدمیوں کو یہاں پہرے پر متعین کیا تھا۔ باقی لوگوں کو وہ اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں یہ اطمینان ہوگیا کہ اب یہاں اور کوئی مدافعت کرنے والا نہیں ہے، حالانکہ ایک جیپ اب بھی یہاں کھڑی ہوئی تھی لیکن جیپ کے آس پاس کوئی اور موجود نہیں تھا۔ میں نے صمد العمران سے کہا۔

"اب لائن کلیئر ہے۔"

"کہیں وہ لوگ چھپ نہ گئے ہوں۔"

"بظاہر تو نظر نہیں آتا، لیکن اب یہ رسک تو لینا ہی پڑے گا آؤ، بلکہ رکو میں جیپ اسٹارٹ کرکے یہاں لاتا ہوں خدا کرے اس کی چابی اگنیشن میں موجود ہو۔" میں پھر بھی محتاط انداز میں آگے بڑھا اور جیپ تک پہنچ گیا۔ جیپ کے آس پاس بھی کوئی موجود نہیں تھا۔ میں نے جیپ کے اگنیشن کو دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اب آسانیاں پیدا ہو رہی تھیں غالباً" ان لوگوں نے جیپ کو الرٹ رکھا تھا تاکہ کسی بھی ضرورت پر جیپ میں سوار ہوکر وقت ضائع کیے بغیر آگے بڑھا جاسکے۔ میں نے جیپ اسٹارٹ کی اور صمد العمران کے قریب لے آیا۔ صمد العمران بھی اچھل کر جیپ میں سوار ہوگیا۔ میں نے جیپ آگے بڑھا دی۔ صمد العمران نے کہا۔

"ویگن پتا نہیں کس حال میں ہوگی۔ خدا کرے وہ کمبخت اسے نہ لے گئی ہو۔"

"ابھی تک تو ایسی صورت حال نظر نہیں آئی ہے چلو دیکھتے ہیں۔" فاصلہ بہت زیادہ

نہیں تھا۔ ہمیں اپنی وین نظر آگئی لیکن وہ اس جگہ نہیں تھی جہاں ہم نے اسے چھوڑا تھا۔ الٹی ہوئی گاڑی اب بھی وہیں پڑی ہوئی تھی۔ ہم لوگ اپنی وین کے قریب جا رکے اور دوسرے لمحے جیپ سے کود کر وین میں داخل ہوگئے۔ وین میں قدم رکھتے ہی صمد العمران کے حلق سے ایک چیخ سی نکل گئی کیونکہ وین میں جو افراتفری نظر آرہی تھی وہ بڑے خدشات کا اظہار کرتی تھی۔ یقیناً" وین کی پوری طرح تلاشی لی گئی تھی۔ سیٹیں چاقو سے پھاڑ دی گئی تھیں۔ ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ ڈکی کھلی ہوئی تھی اور اس میں سے کاغذات باہر پھینک دیے گئے تھے، لیکن شکر ہے کہ انہوں نے ان کاغذات پر توجہ نہیں دی تھی۔ وائٹ ڈریگن ہی تلاش کرتے رہے تھے حالانکہ یہ وہ کاغذات تھے جن کے ذریعے ہمیں مصر کی سرحد عبور کرکے لیبیا میں داخل ہونے میں مدد مل سکتی تھی اگر استارا ہی کاغذات پر توجہ دے لیتی تو وہ انہیں اپنے قبضے میں کرلیتی لیکن اس نے ساری چیزیں نکال کر پھینک دی تھیں۔ صمد العمران نے پھرتی سے وین سے باہر چھلانگ لگا دی اور اس کے نیچے رینگ گیا دوسرے لمحے مجھے اس کی قلقاری سنائی دی تھی اور اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ صورت حال کیا ہے۔ چند لمحات کے بعد وہ باہر نکل آیا اور اس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ محفوظ ہے اصل میں اسے جس طرح میں نے گیئر بکس کے سائیڈ میں ویلڈ کرالیا تھا کوئی اس کی جانب توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس کے اوپر میں نے جلی ہوئی موٹی موٹی گریس بھی لگادی تھی، تاکہ وہ وین ہی کا ایک پرزہ محسوس ہو۔"

"تم نے کھول کر دیکھ لیا؟"

"ہاں۔"

"سب خیریت ہے؟"

"ہاں، اب جس قدر جلد ہو یہاں سے نکل چلو یہی ہمارے حق میں بہتر ہے۔"

میں نے گردن ہلا دی بہرحال سیٹیں وغیرہ تو پھٹ ہی چکی تھیں لیکن اب ان کی جانب توجہ دینا بے مقصد ہی تھا۔ وین میں ہمارے کھانے پینے کی چیزیں بھی موجود تھیں لیکن سب کی سب لڑھکا دی گئی تھیں میں نے ابھی ان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ پہلے یہاں سے آگے بڑھ گیا اور کچھ دیر کے بعد ہم اس سڑک پر آگئے جو ہمیں ہماری منزل کی

جانب لے جاسکتی تھی۔ استارا کی واپسی چوبیس گھنٹے سے پہلے متوقع نہیں تھی اور یہ وقت ہمارے لیے بہت کافی تھا بہرحال اسے ایک بار پھر ایک بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ صمد العمران کے ہوش و حواس اب مکمل طور پر بہتر ہوگئے تھے اس نے مجھ سے پوچھے بغیر کھانے پینے کی کچھ چیزیں نکالیں اور میری جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

"دوران سفر اس قسم کا کھانا بعض اوقات بڑا خوشگوار محسوس ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب حالات قابو سے نکلنے کے بعد دوبارہ قابو میں آگئے ہوں۔ البتہ ان کمبختوں نے پینے کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ خیر کوئی بات نہیں ہے ہماری منزل اب اتنی دور بھی نہیں کہ ہم خوراک کے لیے پریشان ہو جائیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ بسکٹ وغیرہ معدے میں اتارے گئے تو طبیعت کو بڑی تقویت سی ہوئی۔ ہم دونوں گزرے ہوئے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے مسلسل سفر کر رہے تھے آخر کار ہماری منزل آگئی اب اس وقت ہم مصر اور لیبیا کی سرحد پر تھے ہمیں وہ محافظ نظر آرہے تھے جو سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ محافظ نے ہم پر رائفلیں تان لیں اور ہمیں ویگن سے نیچے اترنے کے لیے کہا۔ رائفلیں وغیرہ ہم نے راستے ہی میں پھینک دی تھیں۔ ویگن کی اچھی طرح تلاشی لی گئی لیکن ویگن سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی تھی جس پر پابندی ہو۔ محافظوں نے اس بات پر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا اور ان میں سے ایک نے کڑی نگاہوں سے ہمیں گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے؟"

"نہیں جناب ہمارے کاغذات سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ ہم سیاح ہیں اور اپنی اس ویگن کے ذریعے سفر کر رہے ہیں۔" میں نے محافظوں کے چہروں پر جو کچھ دیکھا تھا فوراً ہی اس پر عمل بھی کر ڈالا تھا۔ میری جیب سے نکلے ہوئے کچھ نوٹ محافظوں کی جیب میں منتقل ہوگئے تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں اور انہوں نے ہمیں بڑی خوش اخلاقی سے آگے جانے کا راستہ دے دیا بلکہ راستے کے بارے میں معلومات بھی فراہم کر دیں اور ہمیں بتا دیا کہ بن غازی جاتے ہوئے ہمیں کون سے راستوں کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ شام ہو چکی تھی اور ہمیں مسلسل سفر کرنا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد آبادیاں نظر آنے لگیں۔ ایک جگہ سے پیٹرول کی ٹنکی بھروائی اور اس کے بعد پھر سفر کا آغاز کر دیا۔ جو

صورت حال ہمارے علم میں آئی تھی اس کے تحت بن غازی پہنچنے میں ہمیں کافی وقت صرف کرنا تھا۔ ایک آبادی میں رک کر ہم نے کھانے پینے کی اشیاء طلب کیں لیکن ہمارے پاس لیبیا کی کرنسی موجود نہیں تھی۔ البتہ مصری پونڈ کے عوض ہمیں عمدہ کھانا فراہم کر دیا گیا کیونکہ مصر اور لیبیا کے درمیان کرنسی کا تبادلہ بہت زیادہ مشکل کام نہیں تھا۔ میں نے اور بھی کرنسی حاصل کی تاکہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کام آسکے۔ پیٹرول کے سلسلے میں بھی مصری پونڈ کو ہی قبول کرلیا گیا تھا۔ رات خاصی ہوگئی سڑک پر اکا دکا مال بردار ٹرکوں کے علاوہ اور کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔ کچھ فاصلے پر پہنچنے کے بعد ہمیں ایک تنگ سا پہاڑی راستہ اختیار کرنا پڑا جس کے دونوں طرف بلند و بالا پہاڑوں کا سلسلہ نظر آرہا تھا۔ راستہ انہی پہاڑوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ ہمیں اس راستے کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں۔ صمد العمران نے بھی یہی بتایا کہ اس وقت محافظوں کی نشاندہی بڑی کارآمد رہی۔ ورنہ راستوں کے سلسلے میں بستیوں سے مدد لینی پڑی آخر کار اس سفر کا اختتام بن غازی جیسے خوبصورت شہر پر ہوا سڑکوں پر ہر قسم کا ٹریفک جاری تھا۔ ہر چیز دستیاب تھی چنانچہ سب سے پہلے یہاں ناشتا کرنا تھا اور اس کے لیے ہم نے ایک خوبصورت ہوٹل کا انتخاب کیا۔ یہاں مصری پونڈ کو لیبیا دینار میں تبدیل کرانا بالکل مشکل نہ ہوا۔ ہوٹل میں ناشتا کرنے کے بعد ہم تروتازہ ہوگئے۔ صمد العمران نے کہا۔

"ہمارا براہ راست حماد فروغی کے گھر پہنچ جانا مناسب نہیں ہوگا میرا خیال ہے ہمیں پہلے یہاں کسی ہوٹل میں قیام کرنا چاہیے اور میری رائے ہے کہ اس ویگن کو ہم مناسب جگہ چھوڑ دیں کیونکہ یہ دوسروں کی نگاہوں میں بھی آچکی ہے ہمیں اس سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"میں تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں ویسے بھی اس کھٹارا ویگن کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا خیال ہے؟"

"یہاں سے اٹھا جائے۔"

"ہاں لیکن ہمیں اس میں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

"قیام کہاں کرو گے؟"

"بلاشبہ بن غازی آئے ہوئے مجھے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے، لیکن میں یہاں سے واقفیت رکھتا ہوں۔ ہم کسی غیر معروف ہوٹل میں قیام کریں گے اور یہ کام مشکل نہیں ہوگا۔"

"اور ہماری خاص چیز۔"

"اب اسے اپنے ساتھ ہی رکھیں گے ہم اپنے دشمنوں کو چکمہ دے کر یہاں تک آنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ حماد فروغی بہت عمدہ شخصیت کا مالک ہے ویسے بھی اس کا قیام بن غازی کے مشرقی گوشے میں ایک الگ تھلگ مقام پر ہے میرا خیال ہے پہلے ہم اس سے رابطہ کرلیں اس کے بعد وہاں پہنچیں گے۔"

"یہاں آنے کے بعد اب باقی ذمے داری تمہاری رہ جاتی ہے صمد العمران۔"

"ٹھیک ہے۔ آؤ پھر چلیں۔"

ہوٹل سے باہر آنے کے بعد ہم نے آخری بار اس وین میں تھوڑا سا سفر کیا اور ایک ایسے مقام پر اسے چھوڑ دیا جو ذرا دور دراز علاقے میں تھا، لیکن شہر سے اتنی دور بھی نہیں کہ ہمیں وہاں سے ٹیکسی ملنے میں دقت ہوتی۔ سب سے پہلے ہم نے وین سے اپنے نشانات صاف کرنے شروع کر دیے۔ اس کی نمبر پلیٹیں اتار لیں۔ تمام کاغذات اس میں سے نکال لیے یہاں تک کہ فنگر پرنٹس بھی صاف کر دیے۔ اس کے بعد صمد العمران نے وین کے نیچے لیٹ کر وہ بکس بھی نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اسے تو میں تمہاری تحویل میں دے ہی چکا ہوں۔ مصر سے ہی میں نے تمہیں اس کا محافظ بنا دیا ہے، چنانچہ یہ تمہارے حوالے۔"

میں نے چھوٹا بکس اپنے لباس میں پوشیدہ کرلیا اور اس کے بعد ہم ٹہلتے ہوئے وہاں سے آگے چل پڑے اب ہمیں کسی ہوٹل کی تلاش تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور سے صمد العمران نے گفتگو کی اور اس نے ہمیں ایک بوسیدہ سے ہوٹل کے سامنے لا کھڑا کیا۔ بدترین جگہ تھی لیکن یہی ہمارے لیے موزوں بھی تھی۔ تنگ و تاریک کمرے میں دو بستر بچھے ہوئے تھے کیونکہ صمد العمران نے یہاں ڈبل روم طلب کیا تھا۔ کوئی سہولت نہیں تھی۔ کرایہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ بکس کو ایک محفوظ جگہ پوشیدہ کر دیا گیا اور اس کے

بعد صمد العمران تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

"میں سمجھتا ہوں اگر میں اس کام کو تکمیل تک پہنچا سکا تو یہ میری تمام زندگی کا بہترین کارنامہ ہوگا۔ درحقیقت اس کے حصول سے پہلے جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں میرے ذہن میں یہ خیال نہیں تھا کہ یہ میرے لیے اس قدر وبال جان بن جائے گا، لیکن جب انسان کسی سلسلے میں اتنی محنت کر چکا ہوتا ہے کہ اسے اپنی زندگی کے بیش قیمت لمحات ضائع ہونے کا افسوس ہو تو پھر اپنے مقصد کی تکمیل ہی چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی یہی سمجھو کہ بس پھنس جانے والی بات تھی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہی ہوا۔"

"حماد فروغی سے رابطے کا کیا ذریعہ ہوگا؟"

"اول تو یہاں فون نہیں ہے، دوئم یہ کہ اگر ہم کہیں سے فون تلاش بھی کرلیں تو میرے پاس حماد فروغی کا فون نمبر نہیں ہے۔ پرانی بات تھی جب میرے اور اس کے درمیان رابطہ تھا اب تو بہت عرصے سے میرا اس سے رابطہ کٹا ہوا ہے۔"

ہم لوگ بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے تھے۔ حماد فروغی تک جانے کے لیے دوسرے دن کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ رات کا کھانا باہر ہی کھایا اور پھر کال کوٹھری میں آپڑے صمد العمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میری پچھلی کئی راتیں نیند سے عاری گزری ہیں چنانچہ اس منحوس جگہ کم از کم نیند بڑی پر سکون آئے گی۔" اور واقعی اس منحوس جگہ نیند بڑی خوبصورت آئی تھی۔

دن میں کافی دیر تک سوتے رہے۔ اس کے بعد کاہلوں کے سے انداز میں وقت گزارا۔ شام کو تقریباً چار بجے صمد العمران تیار ہوگیا۔ ہم نے وہ بکس بھی ساتھ لے لیا تھا۔ ہوٹل کا یہ کمرا چھوڑنے کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی۔ ٹیکسی ہمیں لے کر باب غلوم چل پڑی جس کا پتا ڈرائیور کو بتا دیا گیا تھا۔ خاموشی سے یہ سفر طے کیا گیا اور اس کے بعد ہم بن غازی کے اس مضافاتی علاقے میں پہنچ گئے جہاں حماد فروغی کی قیام گاہ تھی ایک وسیع احاطے میں پھیلی ہوئی تھی۔ بڑے سے احاطے کو درختوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور اس کے درمیان عمارت کی سنگی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے صمد العمران نے کہا۔ "اندر جلترنگ بجنے لگا ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"ان سیڑھیوں میں ایسے حساس آلہ نصب کیے گئے ہیں جو اندر فوراً اطلاع دیتے ہیں کہ کوئی آیا ہے۔"

"محسوس تو نہیں ہوتے۔"

"یہی تو خوبی ہے۔"

"واقعی خوب ہے۔"

"آؤ۔" صمد العمران نے کہا اور ہم تنگ سیڑھیاں عبور کرکے دروازے پر پہنچ گئے۔

ابھی ہم یہاں پہنچے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص نے ہمارا استقبال کیا۔

"فرمائیے؟"

"تم کون ہو؟" صمد العمران نے کہا۔

"خادم۔" اس نے جواب دیا۔

"اس سے کہو صمد العمران آیا ہے۔"

"آپ اندر تشریف لے آئیے۔" ملازم نے مودب لہجے میں کہا اور دروازہ پورا کھول دیا۔ صمد العمران مجھے اشارہ کرکے خود اندر داخل ہوگیا۔ ملازم نے بے آواز دروازہ بند کیا اور ہماری راہنمائی کرنے لگا۔

"کیا وہ ڈرائنگ روم میں نہیں ہے؟"

"نشست گاہ تبدیل کردی گئی ہے۔" ملازم نے جواب دیا۔

"تعجب ہے۔" صمد العمران بولا۔ وہ اس قسم کا اظہار کر رہا تھا جیسے اس گھر کے معاملات میں وہ بہت زیادہ مداخلت رکھتا ہو اور مجھے بتانا چاہتا ہو کہ یہ گھر اس کے لیے بالکل اجنبی نہیں ہے۔

ملازم ایک راہداری سے گزار کر اسے ایک دروازے کے سامنے لایا اور دروازہ کھول دیا ہم لوگ اندر داخل ہوگئے۔ اندر بہت ہی مدھم روشنی پھیلی ہوئی اور اتنا نفیس اور دبیز قالین بچھا ہوا تھا کہ پاؤں دھنستے چلے جائیں چونکہ تیز روشنی سے اندر آئے تھے اس لیے ایک لمحے کے لیے ماحول نگاہوں میں دھندلا گیا لیکن ایسا صرف چند ہی لمحوں کے

لیے ہوا تھا۔ دفعتہً صمد العمران ٹھٹک گیا میں نے بھی سامنے ایک شاندار صوفے پر بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا اور میرا منہ حیرت سے کھل گیا۔

میری نگاہیں ولیم جیکال کو دیکھ رہی تھی جو نیم دائرے کی شکل میں بنے صوفے کے عین درمیان بیٹھا ہوا مسکراتی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہال کے وسیع حصے میں' مزید چار آدمی نظر آرہے تھے۔ جو مسلح گارڈ کی حیثیت تھے۔

ہم دونوں ہی پر حیرتوں کا اس طرح حملہ ہوا کہ چند لمحوں کے لیے پتھرا کر رہ گئے۔ ولیم جیکال کی آواز نے ہی ہماری یہ محویت توڑی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویلکم مائی فرینڈز۔ ویلکم۔"

میرے بدن پر جھرجھری سی آگئی۔ صمد العمران پر تو جیسے سکتہ سا طاری ہوگیا تھا۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہوں تو تم یہاں عیش کر رہے ہو؟"

"ہاں مائی ڈیر۔ اصل میں میں نے تھوڑا سا پروگرام بدل دیا تھا۔"

"مسٹر ولیم جیکال کیا یہ بد عہدی نہیں تھی؟"

"اب جب کہ تم صمد العمران پر سب کچھ ظاہر کردینا چاہتے ہو تو مجھے چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں یہ تھوڑی سی نہیں بلکہ کافی بد عہدی تھی لیکن میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے میں نے اپنے پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی کردی تھی کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم ہر قیمت پر یہاں پہنچ جاؤ گے۔"

"تو اس کے بعد تم اس کی توقع کیوں رکھتے ہو کہ میں معاہدے کی پابندی کروں گا۔"

"نہیں مجھے یہ توقع بالکل نہیں ہے' لیکن جو کام زیادہ آسانی سے ہو رہا ہے میں اسے نظرانداز تو نہیں کرسکتا۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ راستے میں استارا نے ہم لوگوں کے ساتھ انتہائی سخت سلوک کیا اور نہ جانے کس کس طرح ہم یہاں تک پہنچ سکے ہیں۔"

"نہیں میں نے اس پر غور نہیں کیا لیکن تمہاری شخصیت پر میں نے غور کیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ استارا تم پر قابو نہیں پاسکتی' کیا تم نے اسے قتل کردیا؟"

"اس سوال کا جواب بے مقصد ہے لیکن حماد فروغی کہاں ہے؟"

"نہیں نہیں۔ میں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ صمد العمران کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے تھی کہ اس کا دوست حماد فروغی اس وقت بن غازی میں موجود نہیں ہے بلکہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ بیروت گیا ہوا ہے۔"

اب صمد العمران چونکا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور سخت لہجے میں کہا۔

"اور اس کی غیر موجودگی میں تم یہاں داخل ہو گئے ہو؟"

"ہاں۔ تمہارے بہت پیارے دوست نے......... تمہیں نہیں مسٹر دانش منصور آپ کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ پہلے آپ کا مناسب بندوبست کرلیا جائے۔"

اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ لوگ پستولیں سیدھی کیے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گئے۔

"یہ سب کیا ہے؟" صمد العمران نے کہا لیکن کسی نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ ہمارے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے اور ہمیں صوفوں پر بیٹھا دیا گیا۔

"ہوں تو میرے دوست دانش منصور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ کم از کم ایک سلسلے میں تم نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔"

"تم نہایت ذلیل انسان معلوم ہوتے ہو ولیم جیکال اور اس سطح کے آدمی نہیں ہو۔ جس سطح کا میں نے تمہیں سمجھ لیا تھا۔" میں نے غرا کر کہا۔

"جب لوگ مجبور ہو جاتے ہیں تو گالیوں کے سوا اور کچھ نہیں کہتے۔ تم نے میری کیا سطح متعین کی تھی۔"

"میں نے تمہیں ایک اعلیٰ ظرف سمجھا تھا اور جو طاقتور ہوتا ہے وہ ہمیشہ اعلیٰ ظرف ہوتا ہے لیکن تم نہایت گھٹیا اور بزدل آدمی ہو۔"

"ویری گڈ۔ بہرحال ان معاملات کا تعلق مجھ ہی جیسے لوگوں سے ہوتا ہے لیکن تم اپنے آپ کو کیا کہتے ہو۔ کیا صمد العمران ایک اچھا انسان نہیں ہے۔ کیا اس نے تم پر اعتبار نہیں کرلیا تھا۔ تم نے اس کے اعتبار کو دھوکا دیتے ہوئے مجھ سے سودے بازی کی۔ اصل میں بس یہیں سے میرا ذہن خراب ہو گیا۔ میں نے سوچا جب تم ایک آدمی سے فریب کرکے مجھ سے سودا کرسکتے ہو تو کیا میں تمہیں فریب نہیں دے سکتا۔"

"اوہ......... تم........."

"صمد العمران کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ یہ شخص تمہیں دھوکا دے کر تمہاری حویلی سے اس چھوٹے سے مکان میں آیا جہاں فاضل انعم اور رحمانہ موجود تھے۔ وہاں سے اس نے مجھے طلب کرکے تمہیں دکھایا اور اس کے بعد اس نے مجھے یہ بتایا کہ تم بن غازی پہنچنا چاہتے ہو تاکہ اپنے دوست حماد فروغی کے ساتھ مل کر اس سودے کی تکمیل کرسکو۔ میری مراد وائٹ ڈریگن ہے۔"

صمد العمران آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا پھر رفتہ رفتہ اس کے انداز میں تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو یہ بات ہے؟"

"مجھ سے بات کرو ڈیر۔ بالکل یہی بات ہے۔ میرا خیال ہے ہماری مطلوبہ چیز اس شخص کے پاس موجود ہے۔ کتنا بھروسا کرلیا تم نے اس پر۔ دیکھو۔ اس نے اپنے آدمی کو حکم دیا اور ایک لمحے کے اندر وائٹ ڈریگن کا وہ بکس مجھ سے لے لیا گیا جو انتہائی قیمتی حیثیت رکھتا تھا۔ وائٹ ڈریگن اس ڈبے میں موجود تھا۔ ولیم جیکال کے اشارے پر وہ ڈبہ اس کے حوالے کر دیا گیا اور ولیم جیکال نے ڈبہ کھول کر وائٹ ڈریگن نکال لیا۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تجسس کے آثار نظر آرہے تھے۔ اس کی آنکھیں ننھے ننھے قمقموں سے جگمگانے لگی تھیں اس کا منہ حیرت سے پھیل گیا تھا اور میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے بدن میں ہلکی سی لرزش بھی پیدا ہو گئی ہے پھر وہ آہستہ سے بولا۔"

"یہ ہے وہ قیمتی اور نایاب شے جس کے لیے اس وقت دنیا کی بڑی بڑی قوتیں اسے حاصل کرنے کے لیے جتن کر رہی ہیں لیکن اسے حاصل کیا ولیم جیکال نے۔ ولیم جیکال دی گریٹ آج تم دنیا کی ایک ایسی قیمتی شے کے مالک ہو جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے اور صرف یہ تمہاری محنت کا پھل ہے۔" اس نے وائٹ ڈریگن کو بغور دیکھا اور پھر اسے اپنی گود میں رکھنے کے بعد اپنی سینے کی جیب کے قریب سے کوئی شے نکالنے لگے۔

میں اور صمد العمران اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ میرے لیے صمد العمران کے چہرے پر ایسی نفرت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ جس اب

تبدیل کرنا کسی طور ممکن نہیں تھا۔ واقعی اس کے ذہن کو شدید جھٹکا لگا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں پر مار کھا گیا اور اب نہیں کہہ سکتا کہ کیا صورت حال پیش آئے۔ ہاتھ تو صرف پشت پر باندھے گئے تھے اور اس وقت بھی وہی صورت حال تھی جو استارا کے موقع پر پیدا ہوگئی تھی میں نے غیر محسوس طریقے سے اپنے ہاتھوں کو ہلکی ہلکی جنبش دینا شروع کی۔ ایک خاص انداز میں ہاتھوں کو چوڑا کر کے ہلکا کرنا بعض اوقات رسیوں کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ جس انداز میں انہوں نے میرے ہاتھ کسے تھے۔ اس سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ میں ہاتھوں کو کھول سکوں۔ ویسے بھی میں نے خاص تیکنیک استعمال کی تھی۔ جب انہوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو ملا کر باندھنے کی کوشش کی تھی تو میں نے ہاتھوں کے درمیان انتہائی قوت صرف کر کے اتنا خلا رکھا تھا کہ میرے ہاتھ چوڑے ہو جائیں اور بعد میں انہیں ڈھیلا کرنے میں آسانی ہو لیکن یہ کام اتنی آسانی سے نہیں ہو سکتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اس میں مصروف رہا۔ میری نگاہیں ولیم جیکال کو دیکھ رہی تھیں جس نے جیب سے چشمہ نکالا اور وائٹ ڈریگن کو دیکھنے لگا تھا پھر اس نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے درمیان ایک ایسی دراڑ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ درمیان سے کھل بھی سکتا ہے۔ مائی ڈیر صمد العمران اسے کھولنے کا کوئی خاص طریقہ ہے یا پھر میں اسے اسی طرح کھول دوں۔ اس کا مقصد ہے کہ یہ بھی ایک ڈبہ ہے۔ ہاں یقینی طور پر یہ ایک قیمتی شے ہے کیونکہ اس کے اندر جو فارمولا پوشیدہ ہے وہ دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کے لیے انتہائی دلچسپی کا باعث ہے۔ ویری گڈ۔ تو پھر میں اسے کھول کر دیکھوں۔"

صمد العمران نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ولیم جیکال نے کافی تگ و دو کے بعد وائٹ ڈریگن کو کھول دیا۔ وہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا تھا لیکن ولیم جیکال کے اندازے کے مطابق کوئی چیز اس میں سے نیچے نہیں گری اور ولیم جیکال کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے وائٹ ڈریگن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو خالی ہے۔" اسی وقت صمد العمران کا ہذیانی سا قہقہہ فضا میں بلند ہوا اور ولیم جیکال چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر وہ غرائے لہجے میں بولا۔

"صمد العمران۔ فارمولا کہاں ہے؟"

"مصر میں۔" صمد العمران نے کہا اور ایک ٹھن گرج قہقہہ لگایا۔

اب تو میں بھی سکتے میں رہ گیا تھا۔ صمد العمران نے کتنی گہری چال چلی تھی۔ وہ خالی وائٹ ڈریگن میرے حوالے کر کے مجھے بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ہاں اس کی سوچ درست ہی تھی۔ جس طرح اس کے ساتھ دھوکا ہوا۔ اس طرح اگر فارمولا وائٹ ڈریگن میں محفوظ ہوتا تب بھی دھوکا ہو سکتا تھا۔ اس نے فارمولے کو مصر میں ہی پوشیدہ کر دیا اور خالی وائٹ ڈریگن لے کر یہاں تک آ گیا تاکہ جب کوئین میکویا سے سودا مکمل ہو جائے تو اصل فارمولا اس کے حوالے کر دے صمد العمران بھی تو بے وقوف نہیں تھا۔ وہ پولیس میں ایک افسر اعلیٰ رہ چکا تھا۔ ولیم جیکال کے چہرے کا سکوت بڑا ہولناک تھا اس کا چہرہ بگڑتا جا رہا تھا وہ گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا۔

"کیا بکواس کرتے ہو؟"

"کیوں مسٹر ولیم جیکال تمہارا کیا خیال ہے۔ دنیا میں جب ذہانت کی تقسیم ہوئی تھی تو کیا تم ہی لوگوں نے اسے حاصل کر لیا تھا۔ میں بے وقوف ہوں احمق ہوں۔ میں جانتا تھا کہ میں ایک کمزور آدمی ہوں تم لوگوں پر قابو نہیں پا سکتا اس لیے میں نے اپنے طور پر اپنے تحفظ کا تمام بندوبست کر دیا۔ وائٹ ڈریگن بہت عرصے سے خالی ہے۔ فارمولا اس کے اندر موجود تھا لیکن میں نے اسے نکال کر ایک ایسی جگہ پوشیدہ کر دیا کہ وائٹ ڈریگن ایک بے مقصد چیز ہو جائے۔"

"تم تم.......... تم میں تمہیں.......... میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔" ولیم جیکال نے وائٹ ڈریگن ایک صوفے پر پھینکتے ہوئے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔

"نہیں مائی ڈیر مسٹر جیکال میرے ہلاک کرنے سے یہ فارمولا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا میں گم ہو جائے گا۔"

"اب مجھے اس سودے پر کوئی اعتراض نہیں مسٹر ولیم جیکال لیکن مجھے ہر قیمت پر ہر اس شخص سے سودا منظور ہے جو مجھے اس کی مناسب قیمت ادا کر دے۔ اگر تم چاہو تو مجھ سے اس کی قیمت پر بات کر سکتے ہو۔"

"میں تیار ہوں۔ ویسے بھی مجھے یہ فارمولا قیمت ادا کر کے ہی خریدنا تھا۔ لیکن میں تم سے سودا کر سکتا ہوں۔"

"صمد العمران کیوں حماقت کر رہے ہو تمہیں کبھی کوئی رقم نہیں ملے گی۔" میں نے درمیان میں مداخلت کی اور صمد العمران مجھے گھورنے لگا اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔"

"دیکھو تم سے مجھے اس قدر نفرت ہوگئی ہے کہ اگر مجھے اس فارمولے کی کوئی قیمت نہ بھی دستیاب ہوئی۔ تب بھی میں یہ فارمولا تمہارے علاوہ ہر شخص کو دینے کو تیار ہوں۔"

"نہیں مائی ڈیر صمد العمران طے شدہ رقم تمہیں یہاں بھی فراہم کی جاسکتی ہے اور مصر میں بھی جس طرح تم پسند کرو۔" ولیم جیکال نے کہا۔

"میں اب بری طرح بددل ہوگیا ہوں مسٹر ولیم جیکال میرا خیال ہے۔ یہ رقم میری تقدیر میں نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم یہ رقم مجھے کبھی ادا نہیں کرو گے۔"

ولیم جیکال اس کے قریب پہنچا اور اس نے صمد العمران کے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا۔

"تم میں اور اس شخص میں فرق ہے یہ الگ آدمی ہے اور تم الگ۔ اور اب تمہیں باندھے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"فرض کرو اگر میں رقم تم سے یہاں طلب کروں تو کیا تم ادائیگی کے لیے تیار ہو جاؤ گے صمد العمران نے ہاتھ کھلنے کے بعد جیکال سے کہا؟"

"میں اس کا وعدہ کرچکا ہوں۔"

"تو پھر مجھے یہ رقم یہیں درکار ہے۔"

"فراہم ہو جائے گی تمہاری خواہش کے مطابق لیکن فارمولے کے بارے میں مجھے تفصیل بتادو۔" ولیم جیکال نے کہا۔

"تمام معاملات تم مجھ پر چھوڑ دو صرف یہ بتاؤ فارمولا مصر میں کہاں پوشیدہ ہے۔"

"فارمولا مصر میں نہیں یہیں موجود ہے۔"

"یہاں.......... کہاں کیا تمہارے لباس میں یا اس کے پاس؟"

"نہیں.......... میں تمہیں بتاتا ہوں کہ فارمولا کہاں ہے۔" صمد العمران نے کہا۔

وہ واقعی دیوانہ ہوگیا تھا۔ اس وقت بے دست وپا ہوگیا تھا۔ ولیم جیکال نے جو چال چلی تھی وہ کارگر ہوتی نظر آرہی تھی حالانکہ مجھے خود بھی نہیں معلوم تھا کہ صمد العمران نے وہ فارمولا کہاں پوشیدہ کیا ہے۔ آیا وہ مصر میں ہی ہے یا یہاں موجود ہے اور یہ بھی

ایک سچ تھا کہ میں صمد العمران کو دھوکا نہیں دے رہا تھا بلکہ یہاں تک لانے کے بعد میں اسے بھرپور تعاون دینا چاہتا تھا۔ اصل مسئلہ تو ان لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوکر یہاں تک پہنچنے کا تھا۔ کیونکہ وہاں جتنے جال پھیلے ہوئے تھے مجھے ان سے نکلنا مشکل نظر آرہا تھا۔ خاص طور سے یہی دونوں گروہ زیادہ سرگرم عمل نظر آتے تھے۔ یہاں لیبیا میں اگر تھوڑا سا وقت مل جاتا تو پھر میں اپنے طور پر کوشش کرکے صمد العمران کو فارمولے سمیت یہاں سے نکال کر بارسلونا جانا چاہتا تھا۔ باقی تمام کام وہاں کرلیے جاتے کیونکہ اس میں بھی کوئی میرا ذاتی مفاد نہیں تھا لیکن ولیم جیکال کے اس انکشاف کے بعد صمد العمران بالکل ہی آؤٹ ہوگیا تھا۔

"اب جبکہ میں یہ توقع ختم کر بیٹھا ہوں کہ وائٹ ڈریگن کے بدلے میں مجھے وہ دولت حاصل ہوگی جس سے میں اپنی زندگی کو ایک شاندار مقدم دے سکوں گا تو میں اس کھیل کو ختم کرکے سب کچھ ختم کردینا چاہتا ہوں اور اس کے صلے میں ولیم جیکال تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میری جاں بخشی کردینا۔"

"اوہ مائی ڈیر صمد العمران تم مجھ سے تعاون کرو اور پھر دیکھو کہ میں تمہارے لیے کیا کرتا ہوں؟" ولیم جیکال نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور صمد العمران زہریلے انداز میں مسکرانے لگا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور ولیم جیکال سے بولا۔

"میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور ان چند لمحات ہی میں اپنی زندگی پر سے یہ شدید بوجھ ہٹا دینا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ چیزیں درکار ہیں جن کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں پاتا لیکن ایک بات ذہن میں ہے۔ مجھے تھوڑا سا الیکٹرک وائر ایک چھوٹا بارہ وولٹ کا بلب اور ایک ایڈاپٹر چاہیے۔ اگر ایڈاپٹر نہ مل سکے تو پھر کسی گاڑی کی بیٹری سے بھی کام چل جائے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"ولیم جیکال یہ وقت مطلب پوچھنے کے لیے نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے میری ذہنی رو بدل جائے۔ براہ کرم ان اشیاء کا انتظام کرو اگر تمہارے پاس گاڑی موجود ہے تو اس کی بیٹری میں سے کوئی ایک یا دو گز لمبا ڈبل تار اور گاڑی ہی کی کسی لائٹ کا چھوٹا سا بلب ان چیزوں سے کام چل جائے گا۔ کیا تم یہ مجھے فراہم کرسکتے ہو۔"

"ہاں کیوں نہیں یہ تو آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔"

"تو پھر انتظار نہ کرو۔" صمد العمران نے کہا۔

"ولیم جیکال حیران نگاہوں سے صمد العمران کو دیکھتا ہوا بولا۔"

"ان چیزوں کا تم کیا کرو گے؟"

"تم فارمولا چاہتے ہو نا وہ فارمولا میں تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔"

"زیادہ دیر نہیں گزری۔ ولیم جیکال کا بھیجا ہوا آدمی واپس آگیا۔ گاڑی کی بیٹری تار اور چھوٹا سا بلب۔ یہ تینوں چیزیں وہ یہیں سے حاصل کرلایا تھا۔ صمد العمران ایک ماہر مکینک کی طرح مصروف ہوگیا۔ اس نے ایک چھوٹی سی تپائی درمیان میں رکھی اور وائٹ ڈریگن کو اس پر رکھ دیا۔ سامنے ہی ایک سفید رنگ کی دیوار تھی۔ ہم سب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ صمد العمران نے بلب وائٹ ڈریگن کے کھلے ہوئے پیٹ میں رکھا۔ ایک چھوٹے سے سوراخ سے دونوں تار باہر نکالے اور انہیں چھیل کر ان کی ننگی تاروں کو مروڑنے لگا اور پھر اس نے وہ تار بیٹری کے نیگیٹو اور پازیٹو سے منسلک کر دیے۔ دیوار پر دو ننھے ننھے سفید نقطے نظر آنے لگے جو وائٹ ڈریگن کی آنکھوں سے منعکس ہو رہے تھے۔ صمد العمران نے ولیم جیکال کو قریب بلا لیا۔ وائٹ ڈریگن کو تھوڑا سا پیچھے ہٹایا اور وہ نقطے پھیلتے چلے گئے اور پھر دنیا کا حیرت انگیز عجوبہ نگاہوں کے سامنے آگیا۔ ان نقطوں میں ہندسے کوئی تحریریں نظر آرہی تھیں۔ یہی وہ ناقابل یقین فارمولا تھا جس کے لیے دنیا بھر میں تگ و دو ہو رہی تھی۔ یہ فارمولا وائٹ ڈریگن کی آنکھوں میں منتقل کر دیا گیا تھا اور بجلی کی روشنی سے اسے سفید دیوار پر دیکھا جاسکتا تھا۔ صمد العمران ولیم جیکال کو وائٹ ڈریگن کو آپریٹ کرنے کا طریقہ بتانے لگا اور میں چکرائی ہوئی نگاہوں سے اس تمام منظر کو دیکھتا رہا۔ صمد العمران نے کہا۔"

"یہی اصل فارمولا ہے اور جس نے اس کی تشکیل کی ہے اسے ہم دنیا کا عظیم ترین دماغ کہہ سکتے ہیں۔ تلاش کرنے والے کسی مائکرو فلم میں یا کسی دستاویز میں تلاش کرتے رہیں گے لیکن اصل فارمولا ان ننھی ننھی آنکھوں میں پوشیدہ ہے جو وائٹ ڈریگن کے سامنے کے حصے میں لگی ہوئی ہیں۔"

ولیم جیکال شدید حیران نظر آرہا تھا اور اس کے ساتھی بھی ششدر تھے۔ یہ لمحات

بڑے سنسنی خیز تھے اور سب کے سب اس میں محو ہوگئے تھے۔ تب صمد العمران نے آگے بڑھ کر بیٹری کے تار نکال لیے اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

لیکن دروازے پر ہونے والی آہٹوں کو نہ میں نے محسوس کیا تھا۔ نہ ولیم جیکال نے ہم تو اس وقت چونکے جب تیز روشنی اندر داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی چند افراد بھی۔ ایک لمحے کے لیے صحیح طور پر اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آنے والے کون ہیں لیکن گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے یہ ظاہر کر دیا کہ جو کوئی بھی اندر آیا ہے خطرناک ارادوں کے ساتھ آیا ہے۔ ولیم جیکال کے تین آدمی بیک وقت شکار ہوگئے۔ ولیم جیکال نے حلق سے ایک دھاڑ نکالی اور اچھل کر دوسری جانب جانے کی کوشش کی اس کی ٹھوکر درمیان میں رکھی ہوئی تپائی پر لگی اور وائٹ ڈریگن اچھل کر دور جا پڑا۔ میں نے فوراً" ہی اپنے آپ کو نیچے گرا دیا تھا اور اس طرح گرنے سے میرے ہاتھوں کی وہ بندشیں بھی کھل گئیں تھیں۔ جنہیں میں نے پہلے سے ڈھیلا کر رکھا۔ ولیم جیکال نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کون ہو تم؟" جواب میں ا۔ستارا کی آواز میں نے صاف پہچان لی تھی۔

"تمہاری دوست ولیم جیکال جو کچھ تم کرنے جا رہے تھے میں نے اسے ناکام بنا دیا ہے۔" ا۔ستارا کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی لیکن اس کے ساتھ ہی ولیم جیکال نے نجانے کس طرح ا۔ستارا پر چھلانگ لگا دی تھی۔ ا۔ستارا کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی اور عجیب سی افراتفری پھیل گئی۔

میں نے انتہائی کوشش کرکے اپنے آپ کو اس صوفے کی آڑ میں پوشیدہ کرلیا جس پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ صمد العمران کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ا۔ستارا اور ولیم جیکال کی غراہٹیں گونجتی رہیں۔ باہر عمارت کے مختلف گوشوں میں بھی فائرنگ کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر اچانک دروازے پر دھڑدھڑاہٹیں سی سنائی دیں اور غالباً" ا۔ستارا اور ولیم جیکال باہر نکل بھاگے۔ ایک ایسا ہنگامہ برپا ہوگیا تھا جس میں میری حیثیت تقریباً" معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ میں سکتے کے سے عالم میں وہاں پڑا ہوا تھا اور میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ہاتھ تو آزاد ہوگئے تھے اور میں اپنے طور پر عمل بھی کر سکتا تھا۔ کمرے میں چند لمحات کے لیے خاموشی طاری ہوگئی تھی اور مجھے اندازہ نہیں تھا کہ صورت حال کیا ہے لیکن دوسرے لمحے میرے بدن میں بجلیاں سی دوڑ گئیں۔ مجھے

اس طرح معطل نہیں ہو جانا چاہیے۔ میں برق رفتاری سے اپنی جگہ سے اٹھا اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ تب میں نے صمد العمران کو دیکھا جس کے پورے بدن میں گولیاں پیوست تھیں اور وہ انتہائی کرب کے عالم میں دم توڑ رہا تھا۔ میں نے تلخ نگاہوں سے اسے دیکھا اور آہستہ سے کہا۔

"جلد بازی کر گئے صمد العمران۔ افسوس اب میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔"

ولیم جیکال کے تین آدمی بھی لاشوں کی شکل میں نظر آئے۔ استارا اور ولیم جیکال غالباً ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہوئے باہر نکل بھاگے تھے۔ تبھی میرے ذہن میں برقی رو سی دوڑ گئی۔ مجھے وائٹ ڈریگن کا خیال آیا اور میں نے اس سمت نگاہیں دوڑائیں جہاں ٹھوکر لگنے سے وائٹ ڈریگن جا کر گرا تھا۔ چمکدار کھلونا وہاں موجود تھا۔ میں نے بھی چھلانگ لگا کر اس پر جھپٹا مارا اور اسے اپنے لباس میں پوشیدہ کرلیا اس کے بعد میں نے ولیم جیکال کے ایک ساتھی کی خود کار رائفل اٹھائی اور پھرتی سے باہر نکل آیا۔ کئی آدمی سامنے سے اسی سمت دوڑتے نظر آرہے تھے۔ میں نے بے دریغ ان پر فائر کھول دیا اور آگے کی طرف دوڑتا رہا۔ میں یہاں سے اتنی دور نکل جانا چاہتا تھا کہ وہ لوگ مجھ تک نہیں پہنچ سکیں اور پھر جب تک سانس بالکل ہی ختم نہ ہوگیا میں دوڑتا رہا۔ کافی فاصلہ طے ہوگیا تھا اور اب مجھے کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ یہ ریگستانی علاقہ تھا اور مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کس سمت نکل آیا ہوں لیکن میں ان سے محفوظ رہنا چاہتا تھا۔ کچھ دیر تک سانس درست کرتا رہا اور پھر ذرا سی کیفیت بحال ہوئی تو میں نے پھر سفر شروع کر دیا۔ میرے کان آہٹوں پر لگے ہوئے تھے لیکن اس سمت کوئی آہٹ نہیں تھی۔ کچھ فاصلے پر مجھے عمارتیں نظر آنے لگیں تو میں نے سکون کا گہرا سانس لیا کہ میں کسی ایسی سمت نہیں آنکلا ہوں جہاں آبادی موجود نہیں ہے بہرحال ہمت کرکے ان عمارتوں کی طرف چل پڑا۔

☆☆☆☆

بن غازی میں فی الحال قیام کے لیے وہی ہوٹل موجود تھا جس میں' میں نے اور صمد العمران نے کمرا حاصل کیا تھا اس ہوٹل کی موجودگی اس وقت میرے لیے باعث تقویت تھی۔ سر چھپانے کا ٹھکانا تو ملے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ استارا اور جیکال کے درمیان کیا فیصلہ ہوا لیکن اب میں ان دونوں سے پوشیدہ رہ کر نئے فیصلے کرنا چاہتا تھا۔ ہوٹل کے اس تنگ و تاریک کمرے میں اپنے بستر پر لیٹے ہوئے میں نے دل میں سوچا کہ کیا عجیب و غریب حالات ہیں۔ انتہائی عجیب طریقے سے یہاں تک پہنچا ہوں۔ واپسی کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں۔ بہت زیادہ ذہنی بحران کا شکار ہوگیا تھا۔ دنیا کی ایک نایاب ترین چیز میرے پاس موجود تھی اور اسے بہ حفاظت بارسلونا تک لے جانا تھا۔ اس کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔ بعد کے حالات بڑے غیر یقینی رہے۔ میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے واپس قاہرہ پہنچ جاؤں۔ قاہرہ پہنچ کر نعیمہ عاکف سے رابطہ قائم کیا جائے اور اس کے بعد بارسلونا تک کا سفر اختیار کرنے کی کوشش کروں بشرطیکہ نئے گروہ میرا راستہ کاٹنے کی کوشش نہ کریں لیکن فی الحال کیا جاسکتا ہے۔ صمد العمران ذہن میں آیا۔ میں بہرحال اس کے لیے افسردہ تھا بہت محنت کی تھی اس نے وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں لیکن حالات جس انداز میں پیش آئے تھے اس میں اسے کوئی اعتماد نہیں دیا جاسکتا تھا۔ یہ ایک افسوس ناک امر تھا لیکن اس قسم کے افسوسناک واقعے تو رونما ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ذرا دم لے لوں اس کے بعد نئے سرے سے جدوجہد کا آغاز کرنا ہوگا۔ بہرحال وائٹ ڈریگن ابھی میرے پاس محفوظ تھا اور آیندہ کے لیے نہیں کہہ سکتا تھا کہ کیسے کیسے حالات

سے سابقہ پڑے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ استارا اور ولیم جیکال کی آپس میں کیا ٹھہری لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ دونوں شیطان میرے پیچھے ہی لگے رہیں گے بلکہ ہو سکتا ہے ان میں مفاہمت ہو جائے اور وہ دونوں اس بات پر اتفاق کرلیں اب تو وائٹ ڈریگن کا طریقہ استعمال بھی ولیم جیکال کے علم میں آچکا ہے۔ وہ آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ بن غازی میں میرا رکنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں فوری طور پر بن غازی چھوڑنے پر تل گیا۔ ابھی سرکاری اداروں کو میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا ہے۔ جس طرح ہم لوگ لیبیا میں داخل ہو گئے تھے۔ وہ طریقہ کار غلط نہیں تھا لیکن پھر بھی کچھ اور قانونی تقاضے پورے کرنا ہوتے ہیں جو ہم نے بالکل نہیں کیے تھے۔ اگر حماد فروغی ہی یہاں موجود ہوتا تو شاید کچھ کام بن جاتا لیکن وہ بھی موجود نہیں ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کی رہائش گاہ میں جو کچھ ہو چکا تھا وہ بھی اس کے لیے بڑا خطرناک تھا۔ وہاں کئی لاشیں موجود تھیں اور نجانے کیا کیا افراتفری پھیلائی گئی تھی۔ سب سے پہلے بن غازی چھوڑ دیا جائے۔ طرابلس کے علاوہ اور کہاں کا رخ کر سکتا تھا چنانچہ بعد میں معلومات حاصل کیں اور وہاں سے طرابلس کا رخ اختیار کیا۔ لیبیا کا دارالحکومت ایک پراسرار روایت کا حامل تھا۔ میں طرابلس پہنچ گیا۔ یہاں آنے کے بعد مجھے بڑے اعتماد سے آیندہ کے لیے کام کرنے تھے۔ لیبائی دینار میرے پاس اب بھی کافی مقدار میں موجود تھے۔ اپنی تباہ شدہ حالت کو درست کرنے کے لیے مجھے بہت سے کام کرنے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے میں نے بازاروں کا رخ کیا اور اپنے لیے کچھ خریداری کی۔ ایک غیر ملکی کی حیثیت سے مجھے بہ آسانی شناخت کرلیا گیا تھا اور لوگ مجھ سے اسی انداز میں پیش آرہے تھے۔ بہرحال مطلوبہ سامان حاصل کر کے میں اب کسی ہوٹل کی تلاش میں چل پڑا۔ سب سے پہلے اپنے ذہن کو مطمئن کرنا ضروری تھا اس کے بعد ہی کچھ کیا جاسکتا ہے۔ ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کے لیے کمرا حاصل ہو گیا اور میں اس میں فروکش ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ ابھی میرے لیے نجانے کیا کیا خوفناک واقعات موجود ہیں وہ لوگ اس آسانی سے تو ہار نہیں مان لیں گے۔

کمرے میں آئے ہوئے بہت زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میں چونک پڑا۔ ویٹر ہو گا میں نے دل ہی دل میں سوچا پھر بھی اسے آنے کی اجازت

دینے کے بجائے میں نے خود ہی دروازے پر پہنچ کر باہر دیکھا اور جیسے ہی میری نگاہ باہر کی جانب اٹھی میں دھک سے رہ گیا۔ جو چہرہ مجھے دروازے پر نظر آیا تھا وہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ یہ نعیمہ عاکف تھی۔ اس وقت اس کا آنا میرے لیے قطعی غیر متوقع تھا۔

"ہیلو.........." اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئیے مس نعیمہ۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا اور وہ اندر آگئی۔

"مجھے دیکھ کر آپ حیران ہو گئے؟"

"اب بھی یقین نہیں آرہا۔"

"تو مجھے چھو کر دیکھ لیجیے۔" نعیمہ نے بے ساختہ کہا۔

"جی؟" میں نے معنی خیز لہجے میں کہا تو نعیمہ میرے انداز پر خجل ہو گئی اور آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

"بس۔ ٹھیک ہوں لیکن خدارا آپ یہ بتائیے کہ آپ کو میری یہاں موجودگی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"میڈم یہاں ہیں۔ اور انہوں نے آپ کو طلب کیا ہے۔"

"کوئن!" میں اچھل پڑا۔

"جی۔"

"اوہ میرے خدا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ دوہری کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی بے ایمانی کرنے کا ارادہ تھا۔ دل میں خیال تھا کہ ذرا سا موقع مل جائے تو اس فارمولے کا مونوگراف بنا کر رشید ناگی کو بھجوا دوں تاکہ ڈائمنڈ سٹی میں اس پر کام شروع ہو جائے لیکن تقدیر میں نہیں تھا۔ اب وائٹ ڈریگن مجبوراً" کوئن میکویا کے حوالے کرنا ہو گا۔ بہرحال اگر اس کے نتائج اچھے نکل آئیں تو بھی ٹھیک ہے۔ دوسرا خیال یہ بھی تھا کہ ان مشکل حالات میں جس قدر جلد ممکن ہو وائٹ ڈریگن کوئن میکویا کے ہاتھوں میں پہنچ جائے۔

تھوڑی سی رسمی گفتگو کے بعد میں کوئن میکویا کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

☆☆☆☆

نعیمہ عاکف کے پاس ایک قیمتی کار موجود تھی۔ اس نے خود ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔ نعیمہ نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ وہائٹ ڈریگن میں نے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ اب اس کی ذمے داری سے سبکدوش ہو جانا چاہتا تھا۔ کار سفر کرتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک علاقے میں ایک چھوٹی سی بھدی سی عمارت کے سامنے جارکی۔ عمارت میں کار کے لیے پورچ بھی نہیں بنا ہوا تھا۔ بہت اہم قسم کی عمارت تھی۔ نعیمہ نیچے اتر گئی اور مجھے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ عمارت کے باہر کے حصے میں تالا پڑا ہوا تھا نعیمہ عاکف نے پرس سے چابی نکال کر اپنے ہاتھوں سے یہ تالا کھولا اور مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ یہ کیفیت ذرا الجھن کی حامل تھی لیکن نعیمہ عاکف پر شبہ کرنا کچھ عجیب سا لگتا تھا۔ اس کی شخصیت میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جس پر شبہ کیا جاسکے۔ میں نے اس سے یہ سوال تک نہ کیا کہ مکان کا تالا اس نے کیوں کھولا ہے۔ آگے بڑھ کر اس نے ایک دوسرے دروازے کا تالا کھولا۔ عمارت باہر سے جس قدر بدنما تھی، اندر سے اتنی ہی خوبصورت۔ بہترین ڈیکوریشن کی گئی تھی، پھر جس پہلے کمرے میں ہم داخل ہوئے اسی میں، میں نے کوئن میکویا کو دیکھا۔ ایک صوفے پر نیم دراز کیفیت میں تھی۔ حسین لباس پہنا ہوا تھا۔ بے حد پرکشش نظر آرہی تھی۔ مجھے دیکھ کر مسرور انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے اور کافی جھک گئی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ مجھ سے بولی۔

"کہو دانش منصور کیسے ہو؟"

"اب تک خوفزدہ ہوں۔" میں نے کہا اور وہ مسکرانے لگی پھر محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"بیٹھو، تمہارے الفاظ تمہاری شخصیت سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔" میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہائٹ ڈریگن کا صندوقچہ میں نے اپنے برابر رکھ لیا تھا۔ میں نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا کوئن۔"

"خوفزدہ ہونے والی شخصیتیں دوسری ہوتی ہیں۔ تمہارے سینے میں تو مجھے دل تلاش کرنا ہوگا چونکہ انسانی جسم میں دل ضرور ہوتا ہے اور دل میں خوف، لیکن تم جیسا نڈر نوجوان میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔"

"میرے بارے میں آپ نے بہت زیادہ خوش فہمیاں اختیار کر رکھی ہیں کوئن۔"

"نہیں ڈیئر! میری مہارت اور میرے تجربے کو چیلنج نہ کرو میں نے اتنا بڑا انحصار جس شخص پر کیا ہے وہ اس انحصار کے قابل ہے ذہین، تیز رو، نڈر اور بے باک اپنے دشمنوں پر ہمیشہ حاوی آجانے والا۔ دانش منصور یہ تمام صفات کوئی بڑے سے بڑا سائنس داں کسی فولادی روبوٹ میں بھی نہیں پیدا کر سکتا۔ تم اس دور کے انوکھے انسان ہو۔"

"میرا خیال ہے اب میں اس تعریف سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے خود اپنے بارے میں اتنی معلومات نہیں ہیں۔" وہ ہنسنے لگی پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"بدقسمتی سے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں نہ تو یہاں تمہاری کوئی خاطر کرسکتی ہوں اور نہ ہی ہم زیادہ وقت یہاں گزار سکتے ہیں کیونکہ میری معلومات کے مطابق بہت سے لوگ اب اس بات سے آشنا ہوچکے ہیں کہ وائٹ ڈریگن کا کھیل لیبیا منتقل ہو چکا ہے۔ طرابلس میں ایسی کئی پارٹیاں موجود ہیں جن کے افراد چپے چپے پر پھیل کر یہ اندازہ لگا رہے ہیں کہ اس کھیل میں شامل افراد اس وقت کہاں پوشیدہ ہیں۔ میں بھی انہی کا سہارا لیتی ہوئی یہاں پہنچی ہوں اور خوش بختی سے تم تک پہنچنے میں سب سے پہلے کامیاب ہوئی ہوں۔"

میں نے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کرکے کہا۔ "اور یہ حقیقت ہے کوئن کہ مجھے ان میں سے کسی کے بارے میں نہیں معلوم، لیکن وہائٹ ڈریگن اس وقت میرے قبضے

میں ہے اور میں اسے فوراً آپ کی تحویل میں دے دینا چاہتا ہوں۔" کوئن میکویا کھڑی ہوگئی اس نے کہا۔

"میں کبھی یہ نہ کہوں گی ڈیئر دانش منصور کہ میں انسانی صفات سے الگ کوئی شخصیت ہوں۔ اس وقت میری دلی آرزو ہے کہ میں وہائٹ ڈریگن اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔"

میں نے فوراً صندوقچہ اٹھایا۔ اسے کھولا اور کوئن میکویا کے سامنے پیش کر دیا اس نے بڑی چاہت سے وہائٹ ڈریگن کا صندوقچہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ میں اس کے چہرے کے تاثرات سے اس کی دلی خوشی کا اندازہ لگا رہا تھا وہ مسرور لہجے میں بولی۔

"اس بات پر یقین کرلو دانش منصور کہ یہ ایک بہت قیمتی شے ہے اور میں نے اس کے معاوضے کے طور پر اتنی بڑی رقم اپنے پاس محفوظ کی تھی کہ شاید اتنی رقم سے آج تک کوئی ایک شے نہ خریدی گئی ہو اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس وقت مجھے دنیا کے بہترین دماغوں پر فوقیت حاصل ہوئی ہے وہ جو اس وہائٹ ڈریگن کو حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے اور کامیابی حاصل ہوئی بلیک چینل کو اور اس کی وجہ تم ہو۔ میں اپنے دلی جذبات کا اظہار الفاظ میں نہیں کرسکتی میں اسے لے کر جارہی ہوں تمہیں نعیمہ عاکف آگے کا پروگرام بتائے گی۔ ابھی عالی ارشام نامی ایک شخص یہاں آئے گا وہ تیونس کا رہنے والا ہے اور ایک عربی جہاز کا ملاح میرا مطلب ہے کپتان۔ وہ تمہیں لے کر تیونس پہنچے گا اور وہاں میری تم سے ملاقات ہوگی۔ نعیمہ عاکف تیونس تک تمہارا ساتھ دے گی۔ کیا مجھے اجازت دو گے؟"

"اگر واپسی اتنی ہی ضروری ہے اور میرے لیے آئندہ کا بندوبست کر دیا گیا ہے تو کوئن آپ ہر چیز زیادہ بہتر سمجھتی ہیں۔"

"تب پھر خدا حافظ۔" اس نے کہا اور صندوقچہ دونوں ہاتھوں میں لے کر سینے سے لگالیا' پھر وہ آہستہ آہستہ معدوم ہونے لگی اور اس کا وجود چند لمحات کے بعد مٹ گیا۔ میں سکتے کے سے عالم میں کھڑا رہ گیا تھا۔ کوئن میکویا کی شخصیت نے مجھے ایک بار پھر سحرزدہ کر دیا تھا وہ جدید دور کی طلسماتی سائنس کا ایک کردار معلوم ہو رہی تھی۔ بے شک سائنس کی ترقی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن اب بھی بہت سے سائنسی کھیل صرف تصورات کی حد

تک محدود ہیں' لیکن کوئن میکویا کی شخصیت انہی تصورات کا ایک حصہ بن گئی تھی۔ وہ کسی ٹھوس چیز کے ساتھ بھی اپنے جسم کو ذرات میں منتقل کر کے کسی بھی جگہ ٹرانسمیٹ ہوسکتی تھی اور اس نے مجھے اس بارے میں تفصیلات بھی بتا دی تھیں۔ اس کے ٹھوس وجود کی کسی بھی جگہ ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو کہیں بھی منتقل کرسکتی تھی' جبکہ یقینی طور پر جدید ترین دنیا میں بھی ابھی ایسے انتظامات نہیں ہوسکے بہرحال اسے غائب ہوئے چند لمحات بھی نہیں گزرے تھے کہ نعیمہ عاکف اندر آگئی۔ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"کوئن چلی گئی؟"

"ہاں اور مجھے تمہارے سپرد کر گئی ہیں۔" میں نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور نعیمہ عاکف کے چہرے پر شرم کے تاثرات پھیل گئے اس نے جلدی سے کہا۔

"عالی ارشام کے بارے میں آپ کو بتایا گیا ہے مسٹر دانش منصور؟"

"ہاں۔"

"بس وہ چند لمحات میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔" اس نے کہا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ میرے الفاظ پر وہ کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئی ہے بہرحال سب سے بڑی خوشی مجھے یہ تھی کہ وہائٹ ڈریگن اب کوئن میکویا کی تحویل میں پہنچ چکا ہے اور کوئن میکویا پر مجھے بھرپور اعتماد تھا۔ نعیمہ عاکف نے کہا۔

"ہم یہاں کسی تکلف میں نہیں پڑیں گے۔ آپ کی خاطر مدارت کا بندوبست کہیں اور ہی کرلیا گیا ہے۔ عالی ارشام کا انتظار ہے۔ وہ پہنچنے ہی والا ہوگا۔" پھر کچھ دیر کے بعد ایک شخص بے تکان اندر داخل ہوگیا۔ گہرے سیاہ رنگ کا ایک طویل القامت آدمی تھا جس کے چہرے اور آنکھوں سے شوخی ٹپکتی تھی اندر آکر اس نے شستہ انگریزی میں کہا۔

"عالی ارشام کا تعارف کرا دیا گیا ہوگا' اور اسے بھی یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس مکان میں اس کی ملاقات صرف دو افراد سے ہوگی ایک خوبصورت حسینہ اور ایک نہایت خوبصورت نوجوان آپ دونوں کو خوبصورت کہہ کر میں نے اپنی نیت کی صفائی کا اعلان کر دیا ہے کیونکہ عموماً خواتین کی تعریف کرتے ہوئے وہ بھی ایک ایسے نوجوان کے سامنے جس کے سامنے کسی سیاہ فام کی دال نہیں گل سکتی۔ ذرا محتاط رہنا پڑتا ہے معاف کیجئے گا۔

لوگوں کا خیال ہے کہ میں بہت زیادہ بولنے کا عادی ہوں لیکن اس وقت میں لوگوں کے اس خیال کی تائید کرانے کے لیے اپنی شخصیت کا اظہار نہیں کروں گا کیونکہ وقت کی کمی کا احساس مجھے بھی ہے اور آپ لوگوں کو بھی تو آیئے میرے ساتھ تشریف لے آیئے۔"

وہ واپسی کے لیے مڑا' نعیمہ عاکف مجھے دیکھ کر مسکرا دی۔ میں بھی مسکرا رہا تھا۔ عالی ارشام نے نہ بولتے ہوئے بھی اتنا بول دیا تھا کہ عام حالات میں اتنی گفتگو برداشت نہیں کی جاسکتی تھی۔ عالی ارشام اپنی کار لے کر آیا تھا۔ میرے ذہن میں بہت سے سوالات تھے' لیکن بے مقصد مثلاً" یہ مکان اور وہ کار جسے اب یہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا تھا' لیکن یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جس پر بہت زیادہ غور کیا جاتا۔ عالی ارشام اپنی کار لے کر آیا تھا۔ سفید رنگ کی یہ فیری برق رفتاری سے شفاف سڑکوں پر دوڑنے لگی اور اس کا سفر بہت طویل تھا عالی ارشام نے اس طویل سفر کے دوران کہا۔

"اصولی طور پر یہی طریقہ سفر مناسب تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اتنے طویل اور تھکا دینے والے سفر میں عمدہ قسم کی کافی اور بہت ہی شاندار سینڈوچ سفر کی بوریت کو کم کر دیتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں آپ اپنے عقب میں دیکھ سکتے ہیں۔"

نعیمہ عاکف کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور اس نے خوشی بھرے انداز میں کہا۔

"مسٹر عالی ارشام آپ نے یہ خوبصورت انکشاف کرکے واقعی سفر کی بوریت تقریباً" بالکل ختم کردی ہے۔"

"اور کافی بھی برازیل کی سب سے قیمتی کافی۔ پی کر ذرا تعریف کر دیجئے گا میں تعریف سے خوش ہو جانے والوں میں سے ہوں۔ اصل میں انسانی فطرت کی یہی کمزوری ہے۔" عالی ارشام کو ایک موضوع ملا تھا تو وہ اسی پر بولنا شروع ہو گیا تھا' لیکن کافی کا ایک کپ نعیمہ عاکف نے جب اس کے ہاتھ میں تھمایا تو اس کی گفتگو کا یہ سلسلہ ختم ہوا۔ اس نے ایک سینڈوچ بھی اٹھالیا اور بولا۔

"ڈرائیونگ کے دوران اصولی طور پر ان لوازمات میں نہیں الجھنا چاہیے لیکن میں نے گیارہ سال کی عمر سے ڈرائیونگ کی ہے اور مجھے اس میں مہارت حاصل ہے۔"

"سینڈوچ انتہائی لذیذ ہے مسٹر عالی ارشام۔" نعیمہ عاکف نے اس خیال سے کہا کہ

عالی ارشام سینڈوچ کی جانب متوجہ ہو جائے اور جب سینڈوچ اس کے منہ میں پہنچے گا تو اسے اپنی کار ڈرائیونگ کے واقعات سنانے میں مشکل پیش آئے گی اور اس کی تفصیل سے چھٹکارا مل جائے گا۔ نعیمہ عاکف کا یہ حربہ کارگر رہا اس کے بعد عالی ارشام سینڈوچ چبانے لگا تھا اور ہم لوگ بھی سینڈوچ کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔ بہرحال اس سفر میں لطف آرہا تھا۔ خالص طور سے اس لیے کہ میرا دماغ ہلکا ہو گیا تھا کوئن میکویا کو پانا اب ان میں سے کسی کے لیے ممکن نہیں تھا۔ سفر کا اختتام ہوا ہم لوگ ایک بندرگاہ پر پہنچے تھے۔ بحیرہ روم کی اس بندرگاہ پر ایک چھوٹا سا جہاز موجود تھا جس پر یونانی کمپنی کا فلیگ نظر آرہا تھا۔ پتا نہیں کیا سلسلہ تھا' لیکن مجھے اس سے کوئی غرض بھی نہیں تھی۔ عالی ارشام ہمیں بے تکان اس جہاز تک لے گیا اور نجانے اس نے یہاں کیا انتظامات کیے ہوئے تھے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن سمجھنا ضروری بھی نہیں تھا کیونکہ ہمیں اس چھوٹے سے جہاز کے ایک کیبن میں منتقل کر دیا گیا۔ کیبن میں دو بستر لگائے گئے تھے اور میں نے نعیمہ عاکف کے چہرے پر کسی قدر گھبراہٹ کے آثار دیکھے تھے۔ غالباً" ایک ہی کیبن میں میرے ساتھ قیام اس کے لیے ذرا پریشان کن تھا۔ میں نے اس بات کو محسوس کیا اور دل ہی دل میں مسکرانے لگا۔ میں نے سوچا کہ محترمہ نعیمہ عاکف آپ اندر سے کیسی بھی ہوں لیکن میں اپنے آپ کو ایک شریف آدمی ثابت کروں گا۔ جہاز پر پہنچنے کے بعد عالی ارشام سے چھٹکارا حاصل ہوا تھا۔ نعیمہ عاکف نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چونکہ اب آئندہ کے معاملات ہمارے سپرد نہیں ہیں اس لیے ہم آزاد ہیں البتہ عالی ارشام نے یہ نہیں بتایا کہ ہمیں ابھی باہر نکلنا چاہیے یا نہیں' لیکن ہمیں کیبن تک لے آنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم باہر نہ جائیں کم از کم اس وقت تک جب تک کہ جہاز لنگر نہ اٹھادے۔"

"ہاں ویسے بھی تو ذہنی اور جسمانی طور پر بہت تھکا ہوا ہوں اس لیے آرام ہی کرنا چاہتا ہوں۔"

"تب آپ براہ کرم اگر چاہیں تو غسل وغیرہ کرلیں اور پھر آرام سے بستر پر لیٹ جائیں۔ میں آپ کے آرام میں بالکل مزاحم نہیں ہوں گی۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"محترمہ نعیمہ عاکف جب اتفاقیہ طور پر ایسا کوئی ساتھ ہو جاتا ہے تو دو سمجھدار

انسانوں کی مانند ایک دوسرے کو ہینڈل کیا جاسکتا ہے۔ آپ بہت زیادہ تکلفات کا مظاہرہ کرکے میرے اور اپنے درمیان جو دیوار کھڑی کرنا چاہتی ہیں اپنی کوششیں ضرور کریں لیکن نہ کریں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔"

میرے ان الفاظ پر وہ بھونچکی سی ہوگئی اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کر خوبصورت کیبن کے ملحقہ باتھ روم میں داخل ہوگیا تھا۔ غسل کرکے فارغ ہوا باہر نکلا تو نعیمہ عاکف خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"عالی ارشام کی جانب سے کوئی پیغام تو نہیں موصول ہوا۔"

"نہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ میں بستر پر دراز ہوگیا تھا اور اس کے بعد میں نے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر آنکھیں بند کرلیں اس وقت تک میں نہ چونکا۔ جب تک ہمیں جہاز کی وسل نہ سنائی دی۔

جہاز نے ساحل چھوڑ دیا تھا۔ ہم سے ابھی تک کسی نے رجوع نہیں کیا تھا۔ اس لیے ہم بھی خاموش اپنے کیبن میں بیٹھے رہے۔ بہت وقت گزر گیا اور پھر ہمارے کیبن کی روشنیاں جل اٹھیں۔ نعیمہ عاکف بھی خاموشی سے اپنے بستر پر دراز ہوگئی تھی اور اس نے بھی آنکھیں بند کرلی تھیں۔ غالباً" اس احساس کے ساتھ کہ اگر میری نگاہیں اس کی جانب اٹھیں بھی تو اسے نہ پتا چل سکے پھر رات گہری ہوگئی تو عالی ارشام ہمارے کیبن میں آگیا۔

"معزز مہمانوں کو بے شک تکلیف سے دوچار ہونا پڑا ہوگا لیکن یہی مناسب تھا۔ انتظامات تو خیر سب ہوگئے تھے لیکن اس کے باوجود میں آپ دونوں کو لیبیا حکام کی نگاہوں میں نہیں لانا چاہتا تھا اب آپ مکمل طور پر آزاد ہیں جب چاہیں عرشے پر تشریف لا سکتے ہیں ویسے رات کا کھانا اگر آسمان کے نیچے ہی کھائیں تو مجھے بھی خوشی ہوگی بدقسمتی سے میں اس ڈنر میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک کپتان کے فرائض ذرا مختلف ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں نے میرے جسم پر یہ نیا لباس دیکھ ہی لیا ہوگا۔ جب کپتان کا یہ لباس میرے جسم پر پہنچ جاتا ہے تو میں صرف کپتان ہوتا ہوں اور مجھے اپنے فرائض اسی انداز میں سنبھالنا پڑتے ہیں جو ایک کپتان کے فرائض ہوتے ہیں اس لیے اس وقت میں آپ سے زیادہ گفتگو نہ کرسکوں گا۔"

عالی ارشام ہمیں خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گیا اور نعیمہ عاکف کے حلق سے ایک قہقہہ چھوٹ نکال اس نے کہا۔

"خدا کی پناہ اگر یہ شخص باتیں کرنے پر تل جائے تو اپنے مدمقابل کا کیا حشر کرے گا اسے وقت نہیں ملتا بات کرنے کا۔"

"دلچسپ آدمی ہے۔"

"تو پھر آیئے باہر چلیں۔"

"ضرور۔" میں نے کہا اور نعیمہ عاکف کے ساتھ جہاز پر باہر نکل آیا۔ ہمیں واقعی وقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ عرشے پر پہنچ کر دیکھا تو آسمان گہرا تاریک نظر آرہا تھا اس پر تارے کھلے ہوئے تھے۔ خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ نعیمہ عاکف ہونٹ سکوڑ کر بولی۔

"ہماری قید واقعی طویل ہوگئی تھی۔ کیا خیال ہے دانش منصور صاحب کھانا کھایا جائے۔"

"ہاں مجھے بھی بھوک لگی ہے۔" میں نے کہا اور ہم جہاز کے اس اوپن ایئر حصے میں پہنچ گئے جہاں ڈنر کا انتظام تھا راستے میں نعیمہ عاکف نے کہا۔

"یہ مسافر بردار جہاز ہی معلوم ہوتا ہے لیکن اس پر مسافروں کی تعداد بہت کم ہے۔"

"آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ اس جہاز کی اصل نوعیت کیا ہے؟"

"نہیں۔" نعیمہ عاکف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا آپ اس کے بارے میں جانتی ہوں گی؟"

"کوئی بہت کم ایسی تفصیلات بتاتی ہیں اور ایسی تفصیلات کا نہ پوچھنا ایک لحاظ سے بہتر بھی ہوتا ہے کیونکہ معلومات حاصل کرنے کے بعد ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم اوپن ایئر ریستوران پر پہنچ گئے۔ تین بیرے بیک وقت ہماری جانب لپکے تھے۔ تینوں کے انداز میں بے حد احترام تھا۔ انہوں نے مینو ہمارے حوالے کر دیا اور ہمارے آرڈر کے انتظار میں کھڑے ہوگئے۔ نعیمہ عاکف نے مسکرا کر میری جانب دیکھا تو میں نے کہا۔ "آپ بلاشبہ میری میزبان ہیں۔"

"پھر بھی دانش صاحب؟"

"نہیں پلیز آپ ہی انتخاب کریں۔"

نعیمہ عاکف نے آرڈر لکھوایا اور تھوڑی دیر کے بعد ہمارے سامنے کھانا سرو ہو گیا اور ہم کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔ نعیمہ عاکف کھاتے کھاتے ایک دم ہنس پڑی اور اس نے پانی کے چند گھونٹ حلق سے اتارے۔ میں سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا تو وہ بولی۔

"مجھے اصل میں عالی ارشام یاد آ گیا تھا۔" میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"ہاں بلاشبہ وہ بہت زیادہ گفتگو کرنے والا شخص ہے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ اس کے سپرد بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ ورنہ میرا خیال ہے ہماری زندگی عذاب بن جاتی۔"

کھانے کے بعد کافی دیر تک چہل قدمی کرتے رہے اور اس کے بعد اپنے کیبن کی جانب واپس چل پڑے۔ سونے سے پہلے میں نے اسے شب بخیر ضرور کہا تھا اور پھر تھوڑی دیر تک تو بے شک جاگتا رہا' لیکن ذہن کو ہر قسم کے تصورات سے آزاد کر کے۔ نیند آنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔ میں گہری نیند سو گیا۔ صبح کو ہی آنکھ کھلی تھی اور میں نے نعیمہ عاکف کو اس کے بستر پر موجود نہیں پایا تھا' لیکن چند ہی لمحات کے بعد وہ باتھ روم سے برآمد ہوئی اس کا چہرہ کافی بدلا بدلا نظر آ رہا تھا آنکھوں میں اعتماد اور چہرے پر ایک ملائم سی کیفیت تھی اس نے مجھے صبح بخیر کہا اور میں نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا۔

"آپ بہت جلد اٹھ جانے کی عادی ہیں؟"

"ہاں میں صبح کو ہمیشہ جلد جاگتی ہوں۔ آپ باتھ روم چلے جائیں میں نے آپ کا لباس نکال لیا ہے اس کے بعد ناشتا طلب کیے لیتے ہیں۔"

ناشتہ ہم نے کیبن ہی میں کیا تھا اس دوران وہ بالکل خاموش رہی تھی۔ میں بھی کچھ نہیں بولا تھا۔ ناشتے سے فراغت حاصل ہو گئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ جہاز کا سفر کتنا طویل ہے؟ تو اس نے اس بات سے بھی لاعلمی ظاہر کی اور ہنس پڑی۔

"کیوں۔" میں نے اسے ہنستے دیکھ کر پوچھا۔

"اصل میں' میں اس بات پر ہنس رہی ہوں کہ آپ کے ساتھ تو ہوں میں' لیکن آپ کو اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتی' یقیناً" اس وقت آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں مصلحتاً" خاموشی اختیار کیے ہوئے ہوں۔"

"نہیں میں یہ نہیں سوچ رہا۔" میں نے جواب دیا۔ اس کا رویہ بے حد اچھا رہا۔ دوپہر کو کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب جہاز کی رفتار سست ہوتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے بعد اس کی رفتار بالکل ہی ختم ہو گئی۔ ہم لوگ حیران ہو کر کیبن سے باہر نکل آئے تھے۔ جہاز کے انجن بند ہو چکے تھے حالانکہ یہ جگہ کھلا سمندر تھا۔ نجانے کیا واقعی پیش آیا' لیکن پھر عالی ارشام ہماری جانب آتا ہوا نظر آیا۔ اس نے کہا۔

"اوہو میں آپ ہی کے کیبن کی جانب جا رہا تھا۔"

"خیریت عالی ارشام کیا بات ہے؟"

"افسوس ہمارا آپ کا تو بالکل ہی ساتھ نہ رہ سکا حالانکہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تیونس پہنچنے کے بعد کچھ وقت آپ کے ساتھ گزاروں گا۔ خیر یار زندہ صحبت باقی۔"

"مگر ہوا کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"اوہو سوری۔ میں بھی عجب احمق آدمی ہوں اصل میں آپ کو یہیں سے سب میرین پر منتقل ہونا ہے۔ مجھے سب میرین سے میسج ملا تھا اور اب وہ سطح پر ابھر آئی ہے۔ ہم آپ کو اس تک پہنچانے کا بندوبست کر رہے ہیں۔"

"سب میرین؟"

"جج جی ہاں' لیکن صرف آپ کو سب میرین پر جانا ہے' محترمہ نعیمہ عاکف میرے ساتھ تیونس ہی جائیں گی۔"

میں نے نعیمہ عاکف کا چہرہ بجھتے ہوئے دیکھا ایک لمحے کے لیے وہ افسردہ ہو گئی تھی۔ اس نے میری جانب دیکھا اور پھر دوسری طرف رخ کر لیا۔ ہم لوگ عالی ارشام کے ساتھ ایک مخصوص جگہ پہنچ گئے۔ کافی فاصلے پر ایک سب میرین پانی کی سطح پر ابھر رہی تھی۔ میں حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا حالانکہ اتنا تو مجھے بھی معلوم تھا کہ کوئن میکیویا کس پائے کی عورت ہے۔ اس لیے یہ سارا عمل ناقابل یقین نہیں تھا عالی ارشام نے ایک اسٹیمر

سمندر میں اتار دیا اور اس کے بعد مجھے اسٹیمر پر سوار کر دیا گیا۔ سب میرین کے اوپری حصے میں چند افراد نظر آ رہے تھے جو غالباً میرے استقبال کے لیے تیار تھے۔ نعیمہ عاکف نے مجھے رخصت کرتے ہوئے کہا۔

"خوشی کی بات یہ ہے کہ کہیں بھی اور کسی نہ کسی جگہ ہماری ملاقات ضرور ہوگی، مسٹر دانش منصور فی الوقت خدا حافظ۔"

میں نے اسے خدا حافظ کہا اور پھر اسٹیمر کے ذریعے سب میرین کی جانب چل پڑا۔ سب میرین کے کارکن، مجھے سب میرین پر منتقل کرنے کے انتظامات کر رہے تھے اوپری حصے میں نظر آنے والے لوگوں میں کوئن میکویا نہیں تھی بالکل اجنبی چہرے تھے، لیکن ان کا انداز یہ بتاتا تھا کہ انہیں میرے بارے میں کافی تفصیلات بتادی گئی ہیں۔ ظاہر ہے یہ کوئن میکویا کے خاص آدمی ہوں گے۔ انہوں نے مجھے سب میرین پر خوش آمدید کہا اور اسٹیمر واپسی کے لیے پلٹ پڑا۔ جب وہ کافی دور نکل گیا تو ہم لوگ سب میرین میں نیچے اتر گئے اور سب میرین کا کام شروع ہوگیا۔ وہ آہستہ آہستہ سمندر میں بیٹھ رہی تھی میں نیچے پہنچا تو مجھے کوئن میکویا کے پاس پہنچا دیا گیا جو اس شاندار ایٹمی آبدوز کے ایک مخصوص حصے میں میری منتظر تھی۔ اس نے پر اخلاق مسکراہٹ کے ساتھ میرا استقبال کیا اور بولی۔

"ملاقات تو آپ سے بہت جلد ہی ہونی تھی، مسٹر دانش منصور اور تیونس میں ہونی تھی لیکن حالات نے فاصلے مزید کم کر دیے۔ کہئے آپ کا یہ مختصر سا وقت کیسے گزرا؟"

"رسمی طور پر گفتگو کرنا کچھ عجیب سا لگتا ہے کوئن یقیناً" آپ نے میرے لیے جو انتظامات کیے تھے وہ شاندار تھے۔ پروگرام میں تبدیلی کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔"

"نہیں بہت زیادہ خاص وجہ نہیں۔ ویسے بھی تیونس میں آپ کا استقبال کرنے کے بعد میں آپ کو سب میرین پر ہی لانے والی تھی لیکن یہ ذرا قبل از وقت ہوگیا۔ خیر بیٹھیے پلیز، میں بہت مضطرب ہوں۔"

"کیوں خیریت؟" میں نے چونک کر سوال کیا تو وہ بولی۔

"آئی ایم سوری۔ تم بھی سوچ رہے ہو گے ڈیئر دانش منصور کہ میں کس قدر خود غرض عورت ہوں فوراً" ہی تم سے سوال و جواب شروع کر دیے۔ اصل میں وہائٹ ڈریگن لینے کے بعد مجھ سے بھی صبر نہیں ہوسکا اور میں اس کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے پر تل گئی میں نے وہائٹ ڈریگن کو دیکھا۔ شاید تم بھی اسے بغور دیکھ چکے ہوگے اس کے درمیان کھلنے جگہ موجود ہے۔ جس سے یہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو یہ اندر سے خالی تھا جب کہ میرے علم کے مطابق اس میں فارمولے کی مائیکرو فلم یا کوئی ایسی چیز ہونی چاہیے تھی جس سے فارمولے کے بارے میں تفصیلات پتا چل سکتیں۔ تم میرے اضطراب کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ یوں لگتا ہے کوئی ہم سے پہلے اس پر ہاتھ صاف کر گیا۔ کیا یہ ممکن ہے دانش منصور.........؟"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "نہیں میڈم۔ اصل میں طرابلس میں آپ نے مجھے اتنا موقع ہی نہیں دیا کہ میں آپ سے تفصیلی گفتگو کرتا اور چونکہ ہماری ملاقات تیونس میں ہونا قرار پائی تھی آپ ذرا اپنے الفاظ یاد کیجیے گا۔ اس وقت آپ نے کہا تھا کہ اس کے بارے میں تمام تر گفتگو وہیں جاکر ہوگی چنانچہ میں بھی خاموش ہوگیا تھا۔ آپ بالکل مضطرب نہ ہوں فارمولا اس میں موجود ہے اور نہایت مہارت سے اس میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

"اوہ مائی گاڈ، کہاں کیسے، کس طرح اور کیا تم اس بات سے پوری طرح مطمئن ہو اور پورے اعتماد کے ساتھ یہ الفاظ کہہ سکتے ہو؟"

"جی اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کا حصول بالکل بے معنی ہو جاتا۔"

"تمہارے اوپر مجھے اس قدر اعتماد ہے دانش منصور کہ صرف تمہارے ان الفاظ نے مجھے دلی سکون بخشا ہے ورنہ یہ حقیقت تھی کہ میری بینائی متاثر ہونے لگی تھی۔ مجھے سخت صدمہ ہوا تھا اس بات کا کہ اتنی زبردست کاوشوں کے باوجود ہم لوگ وہائٹ ڈریگن میں چھپے ہوئے فارمولے کے حصول میں ناکام رہے مگر پلیز مجھے بتاؤ تو سہی ایسی کون سی جگہ ہے جہاں وہ فارمولا محفوظ ہے۔"

"اس کے لیے ہمیں کچھ بندوبست کرنا ہوگا۔" میں نے کہا اور مطلوبہ چیزیں کوئن میکویا کو بتادیں۔ اس نے فوراً" ہی سب میرین کے ایک آفیسر کو طلب کرکے وہ تمام چیزیں لانے کے لیے کہا اور وہائٹ ڈریگن کا صندوقچہ کھول کر اس میں سے وہائٹ ڈریگن نکال لیا پھر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ بہت دیر تک دیکھتی رہی، پھر مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"اپنے آپ کو بہت زیادہ ذہین سمجھنے والے بعض اوقات معمولی سی بات سے اس طرح دھوکا کھاتے ہیں کہ ساری ذہانت ملیامیٹ ہو جاتی ہے۔ میں کچھ کچھ سمجھ رہی ہوں کہ ان چیزوں کے منگوانے سے تمہارا کیا مقصد ہے۔ کمال ہے واقعی کمال ہے۔" اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور دوبارہ بولی۔

"لیکن یہ بھی تو کمال ہے کہ کسی چیز کو حقیقت کی آخری حد تک سمجھا جائے۔ بہرحال اس سے زیادہ اگر تمہارے بارے میں کہوں گی تو مجھے خود بھی یہ احساس ہوگا کہ وہ الفاظ تصنع میں شامل ہو جائیں گے۔ یقین کرو دانش منصور' میں تمہاری اپنے ساتھ شمولیت سے بے پناہ خوش ہوں۔" میں نے خاموشی ہی اختیار کی اور اس سلسلے میں مزید کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ مطلوبہ اشیاء آنے کے بعد میں نے وہائٹ ڈریگن کا پورا فنکشن اس کے سامنے پیش کر دیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیوار پر نظر آنے والے اس فارمولے کو دیکھنے لگی۔ بہت دیر تک وہ اس میں کھوئی رہی۔ اس کے چہرے کے بدلتے نقوش اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ اس فارمولے کو پوری طرح سمجھ رہی ہے۔ لازمی امر تھا کہ اتنا بڑا سائنسی نظام قائم کرنے والی خود بھی کوئی ایسی ہی سائنس دان ہوگی جو ان تمام چیزوں کو خوبی سمجھ سکتی ہے۔ البتہ میرے فرشتوں کو بھی اس کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا کہ یہ سارا چکر ہے کیا؟

بہت دیر تک وہ اس میں کھوئی رہی اور اس کے بعد مطمئن انداز میں گردن ہلا کر بولی۔

"ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں دانش منصور کہ اس وقت ہم دنیا کی ایک بہت بڑی مشکل کا حل اپنی مٹھی میں رکھتے ہیں۔ آہ یہ میرے خوابوں کی تعبیر ہے میں تمہیں بتا نہیں سکتی یہ کیا شے ہے۔ میری توقع سے کہیں آگے اور اب صحیح معنوں میں مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی دیوانگی بے مقصد نہیں تھی۔ یہ چیز ہی ایسی ہے۔ دانش منصور تمہاری وجہ سے ایک عظیم فارمولا میرے ہاتھ لگا ہے۔ میں اس بات کو کبھی فراموش نہیں کروں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے معیار پر پورا اترا کوئن میکویا۔"

کوئن میکویا نے وہائٹ ڈریگن واپس اس صندوقچے میں رکھ دیا' پھر بولی۔

"ہمیں اس آبدوز سے سفر کرنا ہے میں تمہیں بتادوں کہ میں تمہیں ایکوونیا لے جارہی ہوں۔"

"ایکوونیا؟"

"ہاں۔ بلیک چینل کے وہ پوائنٹس جہاں بلیک چینل کے لیے کام ہو رہا ہے۔ میں پہلے بھی تمہیں ان کا تھوڑا بہت نظارہ کرا چکی ہوں۔ ہمارا اصل مقام وہی ہے اور ہم وہیں سے بلیک چینل کے لیے تمام کام کرتے ہیں۔ ایکوونیا ستائیس جزیروں پر مشتمل ہے' لیکن ان جزیروں کا ایک دوسرے سے فاصلہ بے پناہ ہے بلکہ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ یہ ان سمندری راستوں پر نہیں ہے بلکہ یوں سمجھ لو کہ ان سمندری راستوں سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے جہاں عام طور پر جہاز رانی ہوتی ہے زیادہ تفصیل ابھی تمہیں بتاؤں گی بعد میں تمہیں بلیک چینل کے ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے یہ تفصیلات خود بخود معلوم ہوتی رہیں گی۔ فی الحال اتنا بتاتی ہوں کہ ہم لوگ ایکوونیا میں ایسا ہی نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں جیسا برمودہ ٹرائینگل میں ہے۔ برمودہ ٹرائنگل جیسی حیثیت رکھتا ہے اور وہاں تک پہنچنا بھی ایک خاص تیکنیک کے تحت ممکن ہے۔ ورنہ وہاں جانا بھی آسان نہیں ہوتا وہ تیکنیک صرف میں اور میرے کارکن جانتے ہیں اگر اجنبی جہاز وہاں پہنچنے کی کوشش کریں تو راستے میں ہی شدید ترین حادثے کا شکار ہوسکتے ہیں یہی کیفیت فضا میں سفر کرنے والے جہازوں کی ہے۔ میں نے بلیک چینل کے علاقوں میں ایسا نظام قائم کیا ہے کہ مصنوعی سیارے بھی وہاں کے بارے میں تفصیلات نہیں حاصل کرسکتے۔ ان سیاروں کی رینج روکنے کے لیے ہم نے ایک مقناطیسی نظام قائم کیا ہے۔ جو طیاروں کی کارکردگی کو ناکام بنا دیتا ہے اور اس طرح بلیک چینل دنیا کی نگاہوں میں آنے سے بچ جاتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی ایسا نظام قائم کیا جائے جس کے ذریعے زیادہ نیچے آکر بلیک چینل کے پوائنٹس کا جائزہ لیا جائے تو فضا میں موجود طیارے نیچے قائم کی ہوئی مقناطیسی قوتوں کی وجہ سے فضا ہی میں تباہ ہوسکتے ہیں۔ یہ سارا نظام اس لیے کرنا پڑا بالآخر ایک دن بلیک چینل منظر عام پر آئے گا اس وقت جب وہ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا اور دنیا کو اس کی تلاش ہوگی لیکن وہ اس کی تلاش میں ناکام رہیں گے۔ تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا دانش منصور کے میرے ان جذبوں میں نیکی اور سچائی ہے یہ تنہا میری اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں تم سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ کائنات کا ارتقاء اس لیے نہیں

ہوا تھا کہ انسان بالا آخر ایک دوسرے کا دشمن بن جائے اور صرف اس کی تباہی کے منصوبے بناتا رہے۔ کائنات کی تشکیل میں تو قدرت کا کچھ اور ہی خیال کار فرما تھا وہ اپنی تعمیر کی ہوئی حسین دنیا کو پھولوں کی دنیا دیکھنا چاہتی تھی، لیکن شیطانی قوتوں نے اس دنیا میں نفرتوں کو جنم دے کر مہلک ہتھیار ایجاد کرائے اور انسان انسان کو فنا کرنے کے لیے شدید محنت پر تل گیا۔ میں اس کائنات کے بسنے والوں کو زندگی کا پیغام دینا چاہتی ہوں اور یہ مشن صرف میری ذات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کے لیے میں نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے جب تم اس سے روشناس ہوگے تو حیران رہ جاؤ گے۔ میں نے نسل در نسل یہ انتظام کیا کہ میرے اس مقصد کو سنبھالنے کے لیے میری عمر کے بعد دوسرے لوگ وہی تمام جذبات اور وہی نظریات لے کر منظر عام پر آئیں۔ جانتے ہو میں نے اس کے لیے کیا کیا ہے۔ میں نے اس کے لیے نسلوں کا انتظام کیا ہے۔ کئی نسلیں یہ کام کریں گی اور ان نسلوں کی نمود ایک مخصوص طریقہ کار کے تحت ہوتی رہے گی۔ اس نمود سے پیدا ہونے والے بچے پیدائش کے وقت سے لے کر عمر کی آخری حد تک وہی نظریات اپنائیں گے جو میرے ذہن میں موجود ہیں۔ میں نے اس کے لیے بھی معقول انتظام کیا ہے۔ تم اسے دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔" میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس عجیب و غریب عورت کو دیکھ رہا تھا ویسے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں تھی جہاں دنیا میں شیطانوں کے مقابلے پر انسان نہ ہوتے یا ایسی قوتیں نہ ہوتیں جنہیں روحانیت بھی بخشی گئی ہے تو شیطانیت ساری دنیا پر حاوی ہو جاتی اور اللہ کا نام لیوا کوئی باقی نہ رہتا لیکن جب تک دنیا کی عمر باقی ہے، اللہ نے اپنا نام لینے والوں کا بندوبست بھی کر رکھا ہے۔ اب وہ کون ہیں کہاں ہیں۔ تعصب کی نگاہ سے دیکھا جائے تو بات اپنے آپ تک محدود ہو جاتی ہے، لیکن اگر فراخ چشمی اختیار کی جائے تو کون کہاں کس شکل میں ہے یہ تلاش کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔

اس وقت میں کوئن میکویا کے افکار و خیالات سے کچھ اس طرح متاثر ہوا تھا کہ میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے۔ میں اس کے چہرے کی جذباتی کیفیت دیکھ رہا تھا اور یہ جذباتی کیفیت بتاتی تھی کہ جو الفاظ اس کی زبان سے نکل رہے ہیں ان میں زبان کا کوئی قصور نہیں ہے اس کا دل بول رہا ہے اور ایسے لوگ قابل صد احترام ہوتے ہیں جو اپنے دل میں اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے بقاء کا جذبہ رکھیں۔ میں دل و جان سے کوئن میکویا

کا ہم خیال ہوگیا اور میں نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے ایک دن کہا تھا کوئن میکویا کہ صرف اپنے وطن کے بارے میں نہ سوچوں انسانیت کے بارے میں سوچوں۔ بے شک حب الوطنی ایک اچھا جذبہ ہے اور اگر یہ بھی انسان کے دل میں نہ ہو تو پھر وہ اپنوں ہی میں نہیں دوسروں کے بارے میں بھی کچھ نہیں سوچ سکتا۔ آج میں تہ دل سے اس بات کا قائل ہوگیا ہوں کہ آپ کے افکار وخیالات بہت اعلیٰ ہیں اور ایک ادنیٰ سے رکن کی حیثیت سے اگر میں آپ کا معاون رہوں تو یوں سمجھ لیجئے کہ یہ میری خوش بختی ہوگی۔" وہ جذباتی لہجے میں بولی۔

"ہاں مجھے تمہاری ضرورت ہے اور ایک آخری بات میں تم سے اور کہنا چاہتی ہوں اس کے بعد میں اس جذباتی موضوع کو ختم کردوں گی۔ وہ یہ کہ جو احکامات میں تمہیں دوں یا جو ذمے داریاں میں تمہارے سپرد کروں یہ نہ سوچنا کہ ان میں میرا لالچ یا میری ذات کا کوئی مفاد وابستہ ہے۔ یہ سب وسیع تر مفاد کے لیے ہوگا۔ بعض اوقات اس میں کچھ ایسے مرحلے بھی آسکتے ہیں جنہیں تمہارا ذہن قبول نہ کرے، لیکن میرے لیے انہیں قبول کرلینا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کوئن میکویا کہ آپ کے سپرد کیے ہوئے کسی کام کو صرف کام تصور کروں گا اس کے پس پردہ کیا ہے اس پر کبھی غور نہیں کروں گا۔" میں نے متاثر لہجے میں کہا اور وہ آنکھیں بند کرکے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ اس کے چہرے پر جذبات کے سائے لرزاں تھے اور میں حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا میں جانتا تھا کہ وہ اس وقت بھی مجسم نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس کا عکس ہے جو بالکل اسی طرح میرے سامنے ہے جیسے وہ خود لیکن اس کے تمام تر جذبات اس کی آواز کی لرزشیں اس کے چہرے کے تاثرات بالکل ایسے ہی تھے جیسے وہ مجسم وجود رکھتی ہو۔ کتنی عجیب بات تھی کتنی حیران کن۔ دل چاہتا تھا کہ اسے ہاتھ لگا کر چھو کر دیکھوں، لیکن یہ ایک غیر مناسب کوشش تھی چنانچہ میں نے خود پر قابو پالیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اسی طرح جذبات میں ڈوبی رہی، پھر آنکھیں کھول کر مسکرائی اور بولی۔

"آئی ایم سوری۔ میں کچھ جذباتی ہوگئی تھی۔"

مجھے اس کے یہ نقوش بے حد بھائے لیکن بہرطور احترام کا ایک جذبہ دل میں

موجود تھا اس لیے آنکھوں تک کو اس کیفیت کے اظہار سے باز رکھا اور عقیدت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ بولی۔

"اور یہ نہ سمجھنا کہ تمام الفاظ ادا کرکے میں نے تمہیں ٹال دیا ہے۔"

"سمجھا نہیں۔"

"میرا مطلب یہ ہے کہ تم جن چیزوں کے حقدار قرار پائے ہو وہ تمہاری اپنی ملکیت ہیں۔ میں اس کے لیے ایک طریقہ کار متعین کر چکی ہوں کیا ابھی اس کے بارے میں سننا پسند کروگے۔ کسی قسم کے ذہنی تردد کا شکار تو نہیں ہو؟"

"ہمارا یہ سفر کتنا طویل ہوگا؟"

"ابھی کچھ طوالت ہے اس میں۔"

"تو ظاہر ہے باتیں کرکے ہی اسے طے کیا جاسکتا ہے یا پھر اگر آپ کی کچھ اور مصروفیات ہوں تو میں ان میں بالکل دخل اندازی نہیں کروں گا۔"

"نہیں اس وقت میں صرف تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

"جی پھر آگے فرمایئے۔"

"ہر قسم کی ایسی چیزوں سے جو بالکل ناکارہ ہوں اور انہیں جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہو۔ بجلی حاصل کرنے کا یہ پلانٹ بڑی خوبیوں کا حامل ہے اس سے ایک طرف تو وطن میں موجود تمام وہ ویسٹ جس کا کوئی مصرف نہیں ہوتا ختم ہو جائے گا دوسری جانب اس سے کافی بجلی بھی حاصل ہوگی۔ اتنی کہ تمہاری صنعتوں کی ضروریات کافی حد تک پوری کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ پلانٹ سویڈن میں تیار ہوا ہے اور میں اسے خرید چکی ہوں اس کے بارے میں سویڈن کی اعلیٰ ترین کمپنیوں کو معلومات فراہم کر دی گئی ہیں اور اسے تمہارے وطن تک پہنچانے کے لیے تمام انتظامات تیزی سے شروع کر دیے جائیں گے۔ کچھ ہی دنوں میں یہ پلانٹ تمہارے وطن پہنچ جائے گا اس کے لیے چند انجینئرز بھی سویڈن سے اس کے ساتھ جائیں گے تم اپنی حکومت کے لیے کوئی پیغام دینا چاہتے ہو۔" میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو وہ بولی۔

"اس کے علاوہ وہ رائلٹی جو اس فارمولے کی خریداری کے لیے میں نے متعین کی تھی وہ بھی اب تمہاری ملکیت ہے اگر اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں اپنے وطن میں جمع کرانا چاہو تو کرا سکتے ہو اور اگر اسے بھی اپنی حکومت کے حوالے کرنے کے خواہشمند ہو تو اسی کے مطابق کام ہو سکتا ہے۔" میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"رائلٹی کے مسئلے میں کوئی بات میں نہیں کہہ سکتا' لیکن اس پلانٹ کے لیے جو کوشش آپ کر رہی ہیں کوئن میں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔ میرے وطن میں بجلی کا مسئلہ خاصی مشکلات رکھتا ہے ہم ابھی ترقی پذیر ہیں اور اپنے محدود وسائل سے ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ وطن عزیز کے لیے ہمیں ہر وہ شے حاصل ہو جائے جو ہمارے لیے مشکل ہے' بہرحال اس سے ہمیں بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔"

"اصل میں دانش منصور جب خلوص کی بات آتی ہے تو پھر دوستوں ہی سے فائدہ اٹھانے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا۔ میں نے جو قیمت اس کی متعین کر دی تھی وہ بہر طور میں ادا کرنے کو تیار تھی۔ ہاں اس بات کے امکانات ذرا مدھم نظر آرہے تھے کہ دنیا کے ان تمام ممالک کی کوششوں کے باوجود میں اس فارمولے کے حصول میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ اس سے مجھے کوئی مالی فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ میرے بہت سے مالی مفادات بھی اس سے وابستہ ہیں۔ میں تو صرف ان کا ایک حصہ تمہیں دے رہی ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے آپ اس رقم کو میرے ہی اکاؤنٹ میں میرے وطن پہنچا دیں اور جہاں تک کچرا پلانٹ کا معاملہ ہے میری جانب سے اسے میرے وطن کو گفٹ کر دیا جائے۔ میں اس کے لیے آپ کو کچھ پیغامات بھی دوں گا۔ جنہیں کچرا پلانٹ کے ساتھ وہاں بھیجا جائے۔"

"اس بارے میں کارروائی فوری طور پر شروع ہو جائے گی اور میں تمہیں اس کی تمام تفصیلات سے آگاہ رکھوں گی۔" اس نے کہا اور میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

بہرحال یہ تمام چیزیں میرے لیے انتہائی مسرت کا باعث تھیں اور میں بہت خوش تھا' پھر کافی وقت گزرنے کے بعد اس نے مجھ سے ایک انوکھا سوال کیا۔ مسکراتے ہوئے مجھ سے بولی۔

"دانش منصور' تقریباً" ہر بات ہم ایک دوسرے کے بارے میں جان چکے ہیں ایکوونیا سیون پر میں تمہیں ابھی لے جارہی ہوں۔ میں تم سے اگر ایک سوال کروں تو

محسوس تو نہیں کرو گے۔"

"نہیں۔ وعدہ کرتا ہوں کوئن کے میں ذہنی طور پر بھی آپ سے بہت متاثر ہو گیا ہوں آپ کے افکار و خیالات میرے لیے بڑی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔"

"ڈائمنڈ سٹی کیا ہے؟" اس نے سوال کیا اور میں ششدر رہ گیا۔ میں اس سے وعدہ کر چکا تھا کہ کسی سوال کا غلط جواب نہیں دوں گا۔ چند لمحات غور کرنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"آپ کو اس کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہیں؟"

"زیادہ نہیں بس یہ پتا چلا ہے کہ تم نے ایک جزیرہ خریدا ہے اور وہاں کچھ خاص قسم کی کارروائی کر رہے ہو۔"

"ہاں۔ میں مختصراً" آپ کو اپنے بارے میں بتا چکا ہوں اور خود آپ کی اپنی تحقیق میرے بارے میں یہی ہے کہ اپنے پیارے وطن کی بہتری کے لیے میرے دل و دماغ ان کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ کیا کیا جائے۔ ڈائمنڈ سٹی بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے۔ جہاں سے میں ملکی مفادات کے لیے سائنسی پیمانے پر کچھ کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں مجھے یہی معلومات حاصل ہوئی ہیں اور اس سوال کا کوئی غلط مطلب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے مستقبل میں ڈائمنڈ سٹی بلیک چینل ہی کا ایک حصہ ہو لیکن تمہاری اجازت سے اور تمہارے زیر نگرانی ہم اپنے مفادات مشترک رکھیں گے تاکہ ہمارے درمیان بہترین روابط قائم رہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی تھی اصل میں کہ جو رقم رائلٹی کی بنتی ہے۔ وہائٹ ڈریگن کے سلسلے میں۔ وہ ڈائمنڈ سٹی میں تعمیرات کے کام آئے گی۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلائی اور کہا۔ "ویسے میں آپ کی معلومات کو دل سے سراہتا ہوں۔"

"یہ سب کچھ میں نے صرف اس لیے معلوم کیا ہے کہ میں اپنے طور پر بھی تمہاری کاوشوں کے بارے میں سوچ سکوں اور ان کے لیے اپنی خدمات پیش کر سکوں' بہرحال سوئیڈن سے یہ پلانٹ مالمونامی جگہ سے روانہ ہو گا۔ بحیرہ بالٹک میں ایک جہاز اسے بار کر کے لے جائے گا اور یہ کام مشکل نہیں ہو گا میرے لیے۔ تم ایکوونیا چل کر اپنے پیغامات ترتیب دے لو۔"

بعد کا سفر بس چھوٹی موٹی باتوں میں گزرا تھا۔ دوران سفر اس نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا تھا جبکہ میں جانتا تھا کہ وہ جب چاہے یہاں سے بھی منتقل ہو سکتی ہے لیکن وہ بالکل انسانوں کی مانند میرے ہمراہ رہی تھی۔ البتہ کھایا پیا نہیں تھا اس نے' جبکہ میرے لیے ہر چیز حاضر ہو جایا کرتی تھی پھر سب میرین کا یہ طویل سفر ختم ہوا اور ہم نے ایکوونیا کے ڈیک پر قدم رکھا۔

ایکوونیا بلاشبہ ایک تصوراتی دنیا معلوم ہوتا تھا۔ سرسبز و شاداب جزیرہ جو بہت چھوٹا تھا۔ اونچے اونچے درختوں میں چھپا ہوا اگر بلندی سے اسے دیکھنے کی کوشش کی بھی جاتی تو بس ایک سبز دھبے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آتا لیکن وہاں ایک خوبصورت ڈیک بھی بنا ہوا تھا اور اس پر مخصوص قسم کی وردی میں ملبوس محافظ بھی موجود تھے ایسی تمام مشینیں جن سے جہازوں پر لدے ہوئے سامان کو اتار جا سکے۔ پتلے پتلے لیکن خوبصورت راستے بھی بنے ہوئے تھے جن پر خاص قسم کی الیکٹرک کاریں رواں دواں تھیں لیکن ان کی تعداد بے حد محدود' جزیرے کی وسعت ہی کتنی تھی۔ درختوں کے نیچے لکڑی کے چھوٹے چھوٹے خوبصورت مکانات بنے ہوئے تھے جن میں بڑے سے بڑے مکان میں صرف دو یا تین کمرے تھے لیکن ان کی نفاست قابل دید تھی مجھے ایکوونیا کی سیر کرائی گئی اور کوئن میکویا نے بتایا کہ ایکوونیا میں جو کچھ ہو رہا ہے زیر زمین ہو رہا ہے اور ان کارروائیوں کے سلسلے میں انہیں اتنا مضبوط مقام دیا گیا ہے کہ بیرونی طور پر کوئی بھی کارروائی کارگر نہ ہو سکے اور اگر سمندری راستے سے بھی ایکوونیا پر حملہ کیا جائے تو موثر جواب دیا جا سکے اور اس کارروائی کو ناکام بنایا جا سکے۔ بلیک چینل کے اس جزیرے کو دیکھ کر میرے ذہن میں ڈائمنڈ سٹی کے لیے بہت سے تصورات ابھرے تھے۔ میں نے بھی اپنے وطن عزیز میں ایسے ہی شاندار جزیرے کا خواب دیکھا تھا جس کو ناقابل تسخیر بنا دیا جائے۔ میرے قیام کے لیے ایک خوبصورت لکڑی کا مکان منتخب کیا گیا تھا۔ ایکوونیا میں مرد عورتیں کافی تعداد میں نظر آ رہے تھے اور اکا دکا بچے بھی وہاں نظر آ جاتے تھے۔ میرے اس مکان میں کوئن میکویا نے مجھے ایکوونیا سے کافی حد تک متعارف کرا دیا اور اس کے بعد کہنے لگی۔

"اب تم یہاں کچھ وقت قیام کرو گے۔ تمہاری خدمت گزاری کے لیے بہت سے افراد تمہارے ساتھ ہوں گے۔" میں نے ذہنی طور پر اپنے آپ کو ایکوونیا میوزن میں قیام

کے لیے تیار کرلیا۔ اب مجھے کوئن میکویا کی رہنمائی کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ چلی گئی۔ کچھ لوگوں سے خود بخود شناسائی ہوگئی تھی اور شاید انہیں ہدایت بھی کر دی گئی تھی کہ میری دلبستگی کو مد نظر رکھا جائے چنانچہ بے شمار افراد میرے اردگرد پھیل گئے تھے اور یہاں میرے لیے نت نئی تفریحات کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے کلب بھی یہاں بنائے گئے تھے جن میں سوئمنگ پول' گھوڑ سواری اور ہر طرح کے تفریحی لوازمات مہیا کیے گئے تھے۔ کھانے پینے کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ میں نے خصوصی طور پر وہاں کا نظام دیکھا تھا اور اس دوران سوچنے کے لیے بھی کافی وقت ملا تھا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات رقصاں رہتے تھے۔ اپنے یاد آتے تھے لیکن اب یادوں میں کوئی حسرت نہیں تھی۔ ایک طرح کی خود اعتمادی دل میں پیدا ہوگئی تھی اور جس طرح کوئن میکویا سے میرے تعلقات استوار ہوئے تھے اس سے مجھے یہ امید تھی کہ میرے اوپر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ جب اور جس طرح چاہوں اپنے آپ کو استعمال کر سکتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ کوئن میکویا مجھے میری خواہش پر میرے وطن پہنچانے میں ذرا بھی تساہل سے کام نہیں لے گی اور اس سلسلے میں میری پوری پوری مدد کی جائے گی' بہرحال میکویا سے پیدا ہو جانے والے تعلقات میری خواہش کے مطابق تھے۔ میں نے اپنے آپ کو ایک مشاق گھوڑے سوار' ایک بہترین نشانہ باز' جسمانی قوت میں انتہائی چاق و چوبند شخصیت ثابت کر دیا تھا اور یہاں ایکوونیا میں میرے بن جانے والے دوست میری صفات کے قائل تھے۔ میں نے زیر زمین کارکردگی بھی دیکھی تھی۔ یہ کارکردگی زیر زمین اس لیے تھی کہ کسی بھی بیرونی خطرے سے اس کا تحفظ کیا جائے۔ عجیب و غریب سائنسی کارروائیاں ہو رہی تھیں کوئن میکویا کا کہنا تھا کہ ایکوونیا کے نام سے اس نے بہت سے جزائر پر کام شروع کر رکھا ہے یہ تو صرف ایک جزیرہ ہے اور اس کا نمبر سات ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کس پیمانے پر یہاں کام ہو رہا ہے۔ ایک اعتماد بھی دل میں پیدا ہوگیا تھا۔ دنیا کے حالات بے شک بھیانک ہیں۔ جنگ باز ممالک اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے دھڑا دھڑ ہتھیار بنا رہے ہیں' لیکن کچھ قوتیں ایسی بھی ہیں جو ان جنگ باز ممالک کی مخالفت کرتی ہیں اور ان کے خوفناک ارادوں کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ جیسے کوئن میکویا۔ ویسے بہت بڑا کام تھا یہ اور اس نے جس انداز میں اس کا اظہار کیا تھا اس کا میں تہ دل سے

قائل ہوگیا تھا۔ کتنی عجیب سی بات تھی۔ میں تو پھر بھی اپنے ہم وطنوں کے لیے سوچتا تھا اور میری آرزوئیں ان کی ذات کی بہتری کے لیے تھیں' لیکن میرے خیال میں کوئن میکویا کا مشن مجھ سے بھی بڑا تھا وہ دنیا کے ہر شخص کے لیے سوچتی تھی اور کام کر رہی تھی۔ یہاں دوسرے لوگوں سے ملاقات کرنے کے بعد مجھے اس بات کا علم بھی ہوا کہ کوئن میکویا نے صرف ہتھیاروں کے خلاف ہی جنگ نہیں کر رکھی ہے بلکہ اس کے مقاصد تو بہت وسیع تر ہیں اور واقعی وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھی اور انسانیت کے لیے بہت بڑی رہنما شخصیت جبکہ وہ اس کا صلہ کچھ نہیں چاہتی تھی اور ایک طرح سے ایک مجرمانہ حیثیت ہی حاصل تھی۔ مثلاً ایکوونیا سات پر بیماریوں کے خلاف کام ہو رہا تھا موجودہ دور کی بدلی ہوئی جغرافیائی کیفیات سے پیدا ہونے والی نت نئی بیماریاں جو باہر کی دنیاؤں میں ابھی ناقابل علاج تھیں۔ ان کے لیے بہترین تجربات ہو رہے تھے اور ان کے خلاف جنگ کے موثر انتظامات بھی اس کے علاوہ بنجر ہو جانے والی دنیا بھر کی زمینوں کے لیے ریسرچ کی جارہی تھی تاکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے غذائی مسئلے کو کنٹرول کیا جاسکے۔ حقیقی معنوں میں تو یہ مشن تقریباً میرے مزاج سے ہم آہنگ تھا لیکن اس کا دائرہ کار بہت وسیع اور میری سوچ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی تھی' اگر ایک اتنی اچھی سوچ رکھنے والی عورت کے ساتھ مل کر میں اپنی ادنیٰ سی خدمات سرانجام دے رہا ہوں تو یہ تو زندگی کا ایک بہترین مشن ہے۔ ہوسکتا ہے ان نیکیوں کے صلے میں مجھے میرے دل کا سکون بھی مل جائے۔ کوئن میکویا سے اگر مجھے ذہنی طور پر اتفاق نہ ہوتا تو شاید میرے دل میں اس کے لیے اس طرح مخلصانہ جذبات نہ پیدا ہو پاتے' لیکن رفتہ رفتہ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں اس کی کاوشوں سے بالکل متفق ہوتا جارہا ہوں' بہرحال یہ تھی تمام صورتحال اور یہاں گزرنے والے اچھے خاصے طویل وقت کا مجھے احساس بھی نہیں ہوسکا' پھر ایک دن وہ واپس آگئی مجھ سے ملاقات کی میں اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ' اس کا مقصد ہے کہ میرے خدشات غلط ثابت ہوئے۔"

"آپ کے دل میں کیا خدشات تھے کوئن؟"

"میں سوچ رہی تھی کہ تم یہاں شدید بیزاری کا شکار ہوگے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"بس یہ خیال تھا میرے دل میں کیونکہ بہرحال تم ایک ایسی متحرک دنیا کے انسان ہو جہاں تحریک ہی زندگی ہوتی ہے جبکہ یہاں زندگی تقریباً ساکت ہے۔"

"نہیں کوئن آپ نے ان لوگوں کی دلبستگی کے لیے بڑے مہذب انتظامات کر رکھے ہیں۔"

"میرے لفظ مہذب پر وہ خوب ہنسی اور اس نے کہا۔"

"ہاں یہ لفظ تم نے صحیح استعمال کیا۔ انسانی ضرورتیں تو بہرطور یکساں ہی ہوتیں ہیں لیکن لفظ مہذب ذرا دلچسپ ہے ویسے میں تمہارے لیے کچھ تحائف لائی ہوں۔"

"تحائف۔"

"ہاں۔ بڑی جرات کی ہے میں نے اور شاید یہ تمہارے لیے نہایت حیرت انگیز ہوں۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا اور بولی۔

"زندہ تحائف۔" میں واقعی حیران رہ گیا تھا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"زندہ تحائف بڑے عجیب الفاظ ہیں کوئن میکویا۔"

"آؤ میرے ساتھ میں تمہیں تھوڑا سا سفر کراؤں گی۔" اس کے بعد کوئن میکویا مجھے ایک الیکٹرک کار میں لے کر چل پڑی۔ ایک نہایت خوبصورت لکڑی کی عمارت جسے میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا ہماری منزل تھی۔ وہ مجھے ساتھ لیے ہوئے اندر داخل ہوگئی اور جب میں اندر پہنچا تو میری آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ میں نے متحیرانہ انداز میں رشید ناگی اور رخسار کو دیکھا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر مجھ پر حیرت کے اس قدر شدید جذبات غالب ہوئے تھے کہ میں پتھرا کر رہ گیا۔ میرے منہ سے ان کے لیے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا تھا۔ ادھر رشید ناگی اور رخسار مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے۔ کوئن میکویا مسکرا رہی تھی۔ وہ دونوں مضطربانہ انداز میں کھڑے ہوگئے رشید ناگی آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو ہیلو۔" اس نے مجھے کسی نام سے مخاطب نہیں کیا تھا۔ جس کی وجہ میں سمجھتا تھا۔ کوئن میکویا نے کہا۔

"اور اب میرا خیال ہے مجھے تم دونوں کے درمیان سے ہٹ جانا چاہیے۔ میرا

مطلب ہے تم تینوں کے درمیان سے۔ اوکے معزز مہمانو! مجھے معاف کرنا تم میرے بارے میں جس قدر شکایات چاہو اپنے دوست سے کر سکتے ہو اوکے دانش منصور چلتی ہوں۔"

کوئن میکویا وہاں سے واپس پلٹ گئی۔ میں اب بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم حقیقت ہو یا صرف میرا تصور۔"

"چیف چیف' یہ سب کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے چیف؟"

"ناگی کیا واقعی یہ تم ہی ہو؟"

"چیف یہی سوال میں آپ کے بارے میں کر سکتا ہوں۔" رخسار کچھ پتھرائی سی کھڑی رہی تھی۔ میں آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"رخسار' کیا میں یقین کرلوں کہ یہ تم ہی ہو؟"

"فیصل' میں میں۔" رخسار کے انداز سے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں کی جان نکل گئی ہو وہ بیٹھ گئی۔ رشید ناگی نے آہستہ سے کہا۔

"میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں چیف اس کے بعد میں کہیں اور چلا جاؤں گا' پلیز مجھ سے کچھ بات کرلیجیے۔ آپ کو دیکھ کر میں اس قدر حیران ہوا ہوں کہ میرے اعصاب جواب دے رہے ہیں۔"

"بیٹھ جاؤ۔ کیا اسے جانتے ہو۔ میرا مطلب ہے جس کے ساتھ میں یہاں تک آیا تھا؟"

"نہیں چیف مکمل طور سے نہیں جانتا۔ بس یوں سمجھ لو صورت آشنائی ہے۔" رشید ناگی نے جواب دیا۔

"مجھے اس صورت آشنائی کے بارے میں بھی تفصیل بتاؤ۔" میں نے ابھی رخسار سے بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور اپنے آپ کو پوری طرح سنبھالے ہوئے تھا۔ رشید ناگی نے چند لمحات توقف کیا پھر بولا۔

"اب سے چند روز قبل مسٹر شاہنواز نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے آپ کا پیغام دیا انہوں نے بتایا کہ سرکاری پیمانے پر سوئیڈن سے روانہ شدہ ایک جہاز ہمارے وطن پہنچ

رہا ہے اور اس پر ایک بہت بڑا پلانٹ آ رہا ہے اس کے بارے میں ہمیں حکومت سویڈن نے پوری تفصیل لکھی تھی اور کہا تھا کہ چند انجینئرز بہت جلد پہنچنے والے ہیں جو اس پلانٹ کی تنصیب میں مدد دیں گے۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ پلانٹ ہمارے ہی وطن کے ایک شخص دانش منصور نے سویڈن سے خریدا ہے اور اسے اپنے وطن روانہ کیا جارہا ہے اس کی روانگی نہایت خفیہ رکھی گئی ہے کیونکہ ہمارے کچھ مخالفین راستے کی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ ہم اس پلانٹ کو ریسیو کرنے کا انتظام کرلیں۔ مجھ سے بے شمار افراد کے رابطے قائم ہوگئے اور پھر آپ کے بارے میں طرح طرح کے سوالات سامنے آئے اب یہ کہتے ہوئے ذرا الجھن تو ہوتی ہے' لیکن بہرحال یہ ایک حقیقت ہے۔ وہ یہ چیف کہ آپ کے بارے میں یہ سوال بے شمار ذہنوں میں پیدا ہوچکا ہے کہ آپ کی موت کا جو سلسلہ منظر عام پر آیا تھا وہ حقیقت نہیں تھی بلکہ اس کے پس پردہ کچھ پراسرار کارروائیاں تھیں۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سلسلے میں ذاتی طور پر کچھ بھی نہیں کہہ سکتا لیکن اس بات کو بہت زیادہ اچھالا نہیں گیا۔ ہاں کچھ اخبارات نے آپ کے سلسلے میں یہ تصور ضرور شائع کیا تھا کہ ایک محب وطن شخص جس نے اپنی زندگی میں وطن کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور جس کی موت کا اعلان کچھ عرصہ قبل ہوچکا تھا۔ جس کی تدفین وغیرہ بھی کردی گئی تھی۔ درحقیقت زندہ ہے اور وطن کے لیے کاوشوں میں کوشاں' کچھ اخبارات نے قیاس آرائیاں کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ کچھ ایسے ہی عوامل ہوں گے جن کی بناء پر اس کی موت کا اعلان اور اس کی تدفین کا مصنوعی بندوبست کیا گیا' بہرطور ہم نے اس کی تردید یا تائید نہیں کی۔ خاموشی اختیار کی اور اخباری نمائندوں کو اس بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ خیر یہ تو تھی ضمنی بات تو مسئلہ یہ ہوا کہ یہ پلانٹ بڑی سنسنی کا حامل بن گیا کیونکہ حکومت نے اس سلسلے میں کوئی کاوش نہیں کی تھی اور یہ توقع بھی نہیں تھی ہمیں کہ اتنی بڑی چیز ہمیں حاصل ہو جائے گی لیکن تمام اطلاعات درست ثابت ہوئیں۔ پلانٹ کو سرکاری طور پر ریسیو کیا گیا اور اس کے بعد مخلصانہ طریقے سے اس کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا جس میں سویڈن سے آنے والے انجینئر آج تک ہمارے معاون ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی چیف مجھے ذاتی طور پر ایک بہت بڑی رقم کا اشارہ ملا جو آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کی جانے والی تھی۔ چیف یہ بہت بڑی رقم ہے اور وہ سب کچھ بھی

درست ہوگیا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ آپ حسب عادت اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں' لیکن ہمیں آپ کے بارے میں کوئی نشان نہیں ملا تھا پھر مجھ سے رجوع کیا گیا اور کسی خاتون نے مجھ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ کم از کم دس دن کا انتظام کرکے آؤں کیونکہ یہ ملاقات دس دن تک طویل رہے گی اور اس کے پس پردہ بڑے عوامل ہیں۔ میں بات تو نہیں سمجھ پایا تھا' لیکن چونکہ پیغام آپ کے حوالے سے دیا گیا تھا اس لیے میں مطلوبہ عمارت پہنچ گیا جس کے بارے میں عین وقت پر نشاندہی کی گئی تھی۔ میں نے وہاں رخسار کو بھی دیکھا۔ رخسار نے مجھے بتایا کہ انہیں ان کی رہائش گاہ سے لایا گیا ہے اور یہ ہدایت کی گئی ہے کہ دانش منصور ان سے خفیہ ملاقات چاہتے ہیں اس لیے کچھ روز کا انتظام کرکے آئیں۔ ہم اس عمارت میں کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ تب ہمیں یہ خاتون نظر آئیں اور انہوں نے ہم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ ان کا تعلق اس عظیم شخصیت سے ہے جس کا نام دانش منصور ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہمیں دانش منصور سے ملانا چاہتی ہوں اور چیف بس اس کے بعد کچھ ایسی کارروائیاں ہوئیں جن کی بناء پر ہم ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ ہمارا یہ سفر کس انداز میں رہا اور ہمیں کہاں لایا گیا یہ ہمیں بالکل نہیں معلوم بس یوں سمجھ لیجئے کہ اب ہمیں یہاں اس عمارت میں ہوش آیا ہے اور یہاں ہوش میں آئے ہوئے ہمیں زیادہ وقت نہیں گزرا۔ یہ ہے مکمل داستان۔"

"چیف ذرا سی تفصیل معلوم ہو جائے گی؟" پھر اس نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ تفصیل تمہیں نہیں بتاؤں گا تو اور کسے بتاؤں گا؟" میں نے کہا اور پھر میں نے رشید ناگی کو کوئن میکویا کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دیں۔ رخسار اور رشید ناگی متحیرانہ انداز میں میری یہ کہانی سن رہے تھے۔ رشید ناگی بہت متاثر نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"چیف یہ تو ایک شاندار طریقہ کار دریافت ہوگیا ہے ہمیں دنیا کے جدید ترین پلانٹ حاصل ہوسکتے ہیں جو ہمارے وطن کی معیشت اور تعمیر کو بہترین طریقے سے پورا کرسکتے ہیں۔"

"ہاں رشید ناگی میں نے بھی اسی بنیاد پر کوئن میکویا کے ساتھ شمولیت اختیار کی ہے۔ وہ بہت عظیم عورت ہے اس کے دل میں انسانیت کا درد ہے اور اس کے افکار و

خیالات نے مجھے روشنی بخشی ہے۔" میں نے کوئن میکویا کے ذہنی رجحانات کا تفصیل سے مفہوم بتایا اور رشید ناگی اور رخسار بہت متاثر نظر آنے لگے۔ رخسار نے کہا۔

"تعجب ہے انسان کی دنیا کتنی محدود ہو جاتی ہے فیصل۔ وہ اپنی سوچ کے دائروں میں اتنا محدود رہتا ہے کہ بعض اوقات اسے دنیا کے معاملے میں کوئی تصور بھی نہیں پیدا ہوتا لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو اس انداز میں سوچتے ہیں۔"

"تم بتاؤ رخسار کیا کوئن میکویا قابل احترام نہیں ہے؟"

"میں خلوص دل سے اس کی شخصیت کی قائل ہوگئی ہوں۔" رشید ناگی نے کہا۔

"تو پھر چیف اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"دیکھو ناگی۔ میرا مشن میری مرضی کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے بلکہ صحیح معنوں میں یوں سمجھو کہ میرے ذہن میں وسعتیں پیدا ہوئی ہیں۔ میں پہلے صرف اپنے وطن والوں کے لیے محدود تھا لیکن انسانیت تو جگہ جگہ کراہ رہی ہے کرب زدہ ہے۔ تکلیفوں کا شکار ہے اگر ایسی ایک شخصیت مجھے مل گئی ہے جو دنیا بھر کے لیے سرگرداں ہے تو کیوں نہ میں بھی اپنا فرض پورا کروں۔"

"ہاں چیف بہت اچھی بات ہے۔"

"اور پھر سب سے بڑی بات ہے کہ اس میں میرے وطن کا مفاد بھی وابستہ ہے۔ اہل وطن کے لیے وطن سے دور رہ کر بھی اگر کچھ کر سکوں تو میری زندگی کا مقصد تو پورا ہو جاتا ہے۔"

ناگی نے متاثر نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔ "ہاں چیف اگر ایسے لوگ دنیا میں نہ پیدا ہوں تو شاید دنیا کبھی ترقی کی راہ پر گامزن نہ ہو سکے۔ چیف میں آپ سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ آپ اپنے مشن کو جاری رکھیے اور میرا تعاون ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہے۔"

"رشید تم یہاں آرام کرو جو کچھ کوئن میکویا نے وعدے کے مطابق مجھے دیا ہے اس نے مجھے اس کی شرافت کا اور زیادہ قائل کر دیا ہے۔ رخسار اب میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" رشید ناگی اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا۔

"اگر میں باہر نکل جاؤں تو کسی کو اعتراض تو نہیں ہوگا چیف۔"

"نہیں رشید ناگی جیسا کہ میں تمہیں مختصراً بتا چکا ہوں کہ یہ ایکوونیا ہے اور دنیا سے الگ تھلگ اتنے فاصلے پر کہ یہاں دنیاوی معاملات اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئن میکویا نے جو کچھ کیا ہے پورے اعتماد کے ساتھ کیا ہے ورنہ وہ تمہیں یہاں تک نہ لاتی۔"

"ٹھیک ہے چیف اب آپ رخسار سے گفتگو کریں۔" رخسار نے پر سکون نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔ "تم تو جانتے ہی ہو فیصل کہ میں دنیاوی خواہشات سے بہت دور رہبانیت کی طرف مائل ایک لڑکی ہوں۔ میرے مسائل بھی حل ہو چکے ہیں۔ اہل خاندان سے ملاقات ہوتی ہے لیکن وہ مجھے دیوانہ سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جب میری زندگی کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے تو پھر میں انسان ہوں کہاں۔ سب مجھ سے ملتے ہیں۔ تمام لوگ اپنی اپنی مصروفیات میں ہیں سب بھائی آپس میں ایک دوسرے کی اولادوں سے شادیاں وغیرہ کر رہے ہیں جو باہر چلے گئے تھے وہ بھی واپس آگئے ہیں اور اب وطن ہی میں رہتے ہیں۔ ہاں بڑے غزنوی صاحب بدستور ملک سے باہر ہیں انہوں نے باہر ہی بود و باش اختیار کر رکھی ہے بس کبھی کبھی ان سے رابطہ ہو جاتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے میں بھی سکون سے ہوں۔ رشید ناگی نے میرے ہر طرح کے مسائل کو سنبھال رکھا ہے جب دل چاہتا ہے ڈائمنڈ سٹی چلی جاتی ہوں جب دل چاہتا ہے تمہاری کوٹھی میں آکر رہنے لگتی ہوں جب دل چاہتا ہے اپنے گھر چلی جاتی ہوں۔"

"اگر مجھے یہ مصروفیات نہ ہوتیں رخسار تو میں تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھتا۔" میں نے کہا اور رخسار عجیب نظروں سے مجھے دیکھنے لگی پھر مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"تو کیا تم مجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔" میں نے چونک کر اسے دیکھا اور بولا۔

"کیا مطلب؟"

"مجھے تمہارے ان الفاظ پر حیرت ہوئی ہے فیصل۔"

"کیوں رخسار، میں واقعی سمجھ نہیں پایا؟"

"اگر مجھ سے یہ سوال کرو تو میں ہر طرح کی قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں کہ میں ہر لمحہ تمہارے ساتھ رہتی ہوں۔ مجھے کہیں بھی کسی بھی جگہ تم اپنے آپ سے الگ نظر نہیں آئے۔"

"اوہ رخسار۔"

"میں نہ کوئی جذباتی بات کر رہی ہوں اور نہ مجھے اب ان باتوں سے کوئی دلچسپی رہی ہے جو حقیقت ہے بڑی سادگی سے کہہ دیتی ہوں تم یقین کرو فیصل۔ یہ صرف خیالی تصوراتی یا کتابی باتیں نہیں ہیں۔ انسان کسی بھی چیز کو اپنی نکتہ نظر بنالیتا ہے ایک احساس ہوتا ہے جو کبھی اس سے دور نہیں ہوتا وہ ہر لمحہ اس احساس کا مالک رہتا ہے تم ایک احساس ہی تو ہو میرے لیے۔"

رخسار کے یہ الفاظ میرے لیے بڑے سنسنی خیز تھے میرے اعصاب عجیب سی اینٹھن کا شکار ہوگئے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ اس کے ان الفاظ کا اسے کیا جواب دوں۔

میرے منہ سے صرف اتنا نکلا۔ "رخسار۔"

رخسار کے چہرے پر بلا کی تمکنت بلا کا نور نظر آرہا تھا اور میں خود کو اس کے مقابلے میں بہت کمتر محسوس کر رہا تھا۔ اس کے الفاظ نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس نے پھر کہا۔

"ہاں فیصل۔ میں ولی یا درویش بننے کی کوشش نہیں کر رہی جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سچائی ہے۔ بس تمہیں کچھ تفصیل بتاتی ہوں۔ اس پر غور کرو مجھے بتاؤ کیا میری سوچ غلط ہے۔"

"بتاؤ رخسار" میں نے کہا۔

"تمہاری داستان کتنی عجیب ہے فیصل۔ میں اپنی نہیں تمہاری داستان کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔ میں خود تو ایک عام سی عورت ہوں۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئی۔ عیش و عشرت میں پلی اور عمر کے اس مرحلے تک پہنچ گئی جہاں خود اپنے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔ مجھے تم سے محبت ہوگئی۔ تمہارا التفات مجھے نہ مل سکا۔ تب میں نے دعا مانگی۔ میں نے دعا مانگی کہ اگر میں پوری سچائی سے تمہاری جانب مائل ہوں تو تم مجھ سے بے تعلق نہ رہو اور میری دعا پوری ہوگئی۔ قربان ہوگئی میں اس ذات باری پر جس نے میری دعا پوری کی۔ میں نے پہلے بھی صرف تمہارا التفات تمہاری محبت چاہی تھی اس نے مجھے وہ دے دی۔ میری نیت صاف تھی۔ میں سرشار ہوگئی۔ نہ تم مجھ سے دور ہو نہ تمہارا قرب۔ تمہارا تصور۔ دیکھو فیصل قربتوں کا ایک خاص انداز کائنات کی ریت ہے

لیکن اس کے لیے بہتر وہی وقت ہوتا ہے جو اللہ متعین کرے۔ بس اس کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے اور جلد بازی نہیں کرنی چاہیے میں بہت مطمئن ہوں اور بتاؤں تم جو کچھ کر رہے ہو جاری رکھو۔ کبھی خوفزدہ نہ ہونا اگر کبھی تمہارے دشمن تم پر حاوی اور تم موت کے قریب پہنچ جاؤ تو پورا یقین کرلینا کہ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائیں گے۔ وہ ناکام رہیں گے۔ اس لیے کہ تمہاری سلامتی کے لیے میری مانگی ہوئی دعاؤں کا حصار تمہارے گرد قائم ہوگا۔"

رخسار کی باتوں نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے۔ میرے پورے بدن میں سنسنی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ مجھ سے بدرجہا برتر تھی۔ وہ تصوف کی طرف مائل ہوگئی تھی۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"مجھ سے اختلاف ہے تمہیں؟" کچھ دیر کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں رخسار۔"

"شکریہ۔"

"میں یہ سوچتا ہوں رخسار کہ تم بہت اونچے منصب پر فائز ہوگئی ہو۔ بہت بلندی پر پہنچ چکی ہو تم۔"

"اگر ایسا ہے بھی تو اس کی وجہ کون ہے؟"

"میں تم سے بہت کمتر ہوں۔"

"پلیز۔ ایسا مت کہو۔ بات ہو رہی تھی تمہاری قربت کی۔ میں جہاں بھی ہوں بے حد مطمئن ہوں۔ مجھے ایک لمحے میں تمہاری خبر مل جاتی ہے۔ بس ایک لمحے میں۔"

"کیسے؟"

"میرا دل بتا دیتا ہے۔"

"کوئن میکویا کے بارے میں جو کچھ میں نے بتایا ہے تمہیں اس سے اتفاق ہے۔"

"صرف اتفاق کی بات نہ کہو۔ مجھے اس سے عقیدت ہوگئی ہے۔"

"میں نے مافیا میں شامل ہو کر اپنے وطن والوں کے لیے آسائشیں حاصل کرنے کے بارے میں سوچا تھا' لیکن مجھے اس سے کہیں بڑے ذرائع مل گئے ہیں۔"

"یقیناً"

"تو میں اپنا کام جاری رکھوں۔"

"یہ میری آرزو ہے۔"

"انشاء اللہ۔" میں نے مسرور لہجے میں کہا۔

"اس کے علاوہ تم سے ایک فرمائش بھی کرنی تھی۔"

"میری خوش قسمتی ہوگی۔" میں نے کہا۔

"دنیا بھر کے مسائل تم نے سمیٹ رکھے ہیں۔ میں اپنے شہر کے کچھ مسائل سمیٹنا چاہتی ہوں۔"

"کیسے۔ بتاؤ۔"

"میں ایک رفاہی ادارہ کھولنا چاہتی ہوں۔ خاص طور سے ان مظلوم خواتین کے لیے جو مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ ان نوجوان لڑکیوں کے لیے جو دنیا کی بے توجہی سے اپنی عمریں' اپنا نسوانی وقار کھو بیٹھتی ہیں۔"

"سبحان اللہ' پھر؟"

"اس کے لیے مجھے فنڈ درکار ہوگا اور کچھ لوگوں کی مدد بھی۔"

"ناگی سے بات کی؟"

"نہیں سوچا تھا تم ملو گے تو تم سے کہوں گی۔ کسی اور سے کیوں کہوں۔"

"میں تمہارے اس مشن میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ناگی تمام انتظامات کردے گا۔"

"شکریہ۔" رخسار نے کہا۔

"اس ملاقات نے مجھے جو تازگی بخشی ہے میں اس کے لیے مسلسل شکر گزار ہوں' مگر مجھے ایک بات پر حیرت ہے۔"

"کس بات پر؟"

"اسے میرے اور تمہارے دلی معاملات بھی معلوم ہوگئے۔"

"تم نے نہیں بتایا تھا؟"

"عالم خواب میں بھی نہیں۔"

"اس کے وسائل لامحدود ہیں۔"

"ہاں۔ میں قائل ہوگیا۔"

"اب ایک کام کرو۔ اس سے کہو کہ ہمیں جلد واپس پہنچادے۔"

"اوہ۔ کیوں؟"

"تاکہ تم اپنا نیا کام شروع کرسکو۔" میں محبت بھری نظروں سے رخسار کو دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"رخسار۔ ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"اجازت لینا ضروری ہے۔"

"اپنی دعاؤں میں ایک اور دعا شامل کرلو۔"

"بتاؤ کیا۔"

"زندگی ختم ہونے سے قبل۔ خواہ وہ آخری سانس ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے میرا پتا ضرور چل جائے۔ بس یہ پتا چل جائے کہ میں کون ہوں۔"

"تم فیصل ہو۔ رخسار کی محبت کے مالک ہو۔ اس کے علاوہ تم کیا ہو۔ میرا ایمان ہے ضرور پتا چل جائے گا۔" رخسار نے کہا اور مجھے بڑا سکون محسوس ہوا۔

بعد میں رشید ناگی بھی آگیا۔ میں نے ناگی کو رخسار کی خواہش کے بارے میں بتایا اور اس سے کہا کہ وہ اس خواہش کی تکمیل میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔

کوئن میکویا نے اس دوران ہم سے کوئی ملاقات نہیں کی۔ دو دن تک ہم لوگ ساتھ رہے پھر میں نے خود ہی کوئن سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور کوئن آگئی۔

"میں نہیں جانتی کہ میرے اس اقدام کو کیا حیثیت حاصل ہوئی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لیے صرف شکریہ کہنا کافی نہ ہوگا کوئن۔"

"گڈ۔ مجھے خوشی ہوئی۔"

"یہ واپس جانا چاہتے ہیں۔"

"اتنی جلدی۔"

"ہاں۔ ہم لوگ باعمل ہیں۔ وقت کے قدر دان۔"

"مس رخسار بھی جائیں گی؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ انتظام ہو جائے گا۔"

ناگی کو میں نے بہت سی ہدایات دی تھیں۔ رخسار مسکراتی ہوئی گئی تھی۔ اس کا کردار بے حد ٹھوس ہوگیا تھا بہرحال میں اس روحانی خوشی سے انکار نہیں کرسکتا جو ان دونوں سے مل کر حاصل ہوئی تھی۔ اول تو کوئن میکویا کا مقصد حیات اتنا عظیم تھا دوئم اس کی ریاضت داری اور مجھ سے یگانگت دونوں باتوں نے مجھے متاثر کیا تھا۔

چند روز گزر گئے' پھر ایک شام کوئن میرے پاس آئی اور بولی۔ "تمہارے لیے ایک مہم تیار ہے دانش۔"

"گڈ! میں تیار ہوں۔"

"اس وقت اس موضوع پر گفتگو کے موڈ میں ہو؟"

"سو فیصد۔" میں نے جواب دیا اور کوئن سوچ میں ڈوب گئی' پھر اس نے پر خیال لہجے میں کہا۔

"آئزک مٹسن نسلاً آئرش ہے جرمنی میں آباد ہوگیا تھا۔ دنیا بھر کے عظیم سائنس دانوں میں اس کا شمار ہوتا ہے جرمنی سے وہ پیرس آگیا تھا وہیں شادی کی بیوی مرگئی ایک بیٹی کا باپ ہے چار سال قبل اسے اغواء کرلیا گیا۔ اغوا کنندگان اس دوران ٹریس نہیں ہوسکے۔ بہت کوششیں کی گئیں لیکن اس پیمانے پر نہیں کہ وہ برآمد ہو جائے۔ یہ بہت بڑا کام تھا۔ آئزک مٹسن اسی پائے کا سائنس دان ہے کہ اسے صرف بلیک چینل میں ہونا چاہیے چنانچہ طویل عرصے سے بلیک آرمی اسے تلاش کررہی تھی۔"

"بلیک آرمی؟" میں نے سوال کیا اور وہ مسکرا دی۔

"ہاں بلیک چینل کا ایک شعبہ جو دنیا بھر میں کام کرتا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"گڈ۔"

"بلیک آرمی نے اعلیٰ پیمانے پر کام کیا اور کچھ معلومات طویل عرصہ میں حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔"

"مثلاً۔" میں نے سوال کیا۔

"لڈ اسٹم بوٹ اور رک وائٹر نامی دو آدمی اس اغواء کے ذمے دار تھے۔ یہ دونوں ایک بین الاقوامی گروہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن بعد میں اس سے علیحدہ ہوگئے۔ طاقتور

گروہ نے اپنے راز افشا ہونے کے خوف سے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی لیکن یہ دونوں اس گروہ کے قابو میں نہیں آسکے اور آخر کار انہوں نے گروہ کے سربراہوں کو قتل کر دیا جس کے بعد یہ گروہ خود بخود ختم ہوگیا لڈ اسٹم بوٹ جسم تھا اور رک وائٹر دماغ۔ دنوں مل کر کام کرنے لگے لیکن آخر کار ان میں چل گئی اور رک وائٹر نے غداری کرکے لڈ اسٹم بوٹ کو ایک خطرناک جال میں پھنسا کر گرفتار کرا دیا۔ اب لڈ اسٹم بوٹ اکواڈور کی ایک جیل میں قید ہے اور رک وائٹر پیرس میں ہے۔"

"رک وائٹر آزاد ہے؟"

"نہ صرف آزاد بلکہ بہترین زندگی گزار رہا ہے۔"

"کھلے عام؟"

"ہاں۔ اسے ایک باعزت مقام حاصل ہے۔"

"خوب۔"

"رک وائٹر اور اسٹم بوٹ جانتے ہیں کہ آئزک مٹسن کہاں ہے اور مجھے آئزک مٹسن کی ضرورت ہے۔"

"اوہ!"

"تمہیں اس کے حصول کے لیے کام کرنا ہے۔"

"میں سمجھ گیا۔"

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے اس کے لیے۔"

"اس کی تفصیل چاہتا ہوں۔"

"رک تو کسی طرح مٹسن کے بارے میں بتانے پر راضی نہیں ہوگا لیکن لڈ کارآمد ہوسکتا ہے۔"

"درست خیال ہے۔"

"کام اکواڈور سے شروع کرنا ہوگا۔"

"جیل سے؟"

"بالکل' اور تمہیں اس کے لیے کوئٹو کی جیل جانا ہوگا۔ جنوبی امریکا کے لیے تمہارے سفر کا آغاز برطانیہ سے ہوگا۔ اکواڈور کے دارالحکومت کوئٹو سے اپنی کارروائی کا

آغاز کرنا ہوگا اور پھر وہاں سے لڈ کو آزاد کرانا ہوگا۔"

"ٹھیک۔"

"لڈ کو پیرس لا کر اسے شیشے میں اتارنا ہوگا۔ اس سے ہمیں آئزک کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے کوئن۔"

"بلیک آرمی ہر جگہ تمہاری معاون رہے گی اور لمحہ لمحہ تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کے لیے تیار۔"

"میرے بارے میں اسے اطلاع دے دی جائے گی۔"

"ہاں۔ بلیک آرمی کے افراد کی شناخت اس کی کلائی پر بنے ہوئے یہ نشان ہوں گے۔" کوئن نے ایک کارڈ میرے سامنے کر دیا۔ جس پر دو سیدھی سیاہ لکیریں بنی ہوئی ایک پوری جبکہ دوسری آدھی۔ بڑی سادہ لکیریں تھیں۔

"صرف یہ نشان؟"

"ہاں بڑی لکیر ایک انچ چھوٹی آدھے' انچ' بالکل ٹھیک ناپ اس سے کم زیادہ جعلی نشان ہوں گے۔"

"گڈ!"

"امریکا کی بیشتر ریاستیں ڈرگز کی مشکل کا شکار ہیں اور اس کے انسداد کے سلسلے میں بے حد سخت ہیں' لیکن وہاں سزائے موت پر پابندی ہے۔ پارلیمنٹ میں کئی بار ڈرگز کے سلسلے میں سزائے موت کی سفارش کی گئی لیکن یہ سفارش مسترد کر دی گئی۔ البتہ اس سلسلے میں کافی سخت قوانین ہیں۔ کوسٹو جیل میں تمہیں ڈرگز کے الزام میں جانا ہوگا۔"

"گڈ۔" میں مسکرا دیا۔

"لیکن بڑی رعایتوں کے ساتھ.......... اور.........."

"نہیں کوئن۔ میری مسکراہٹ اس وجہ سے نہیں تھی۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"پھر بھی' لیکن مشکلات تو اٹھانی پڑیں گی۔ باقی تفصیلات متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے حاصل ہوگی۔ تمہیں اس مشن پہ کوئی اعتراض ہے۔"

"ذرہ برابر نہیں۔"

"اس کے صلے میں.........." کوئن نے کہنا چاہا لیکن میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کی بات کاٹ دی۔

"ہمارے درمیان قائم خلوص میں کسی ایسے اظہار کی ضرورت ابھی باقی ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر؟"

"سوری۔" کوئن نے کہا۔

پانچ افراد نے دوسرے دن مجھ سے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"میں سرجن کور کے ہوں۔ مجھے تمہارے دونوں ہاتھوں میں دو مصنوعی انگلیاں جوڑنی ہوں گی۔ چھ انگلیوں والے افراد حیران کن نہیں ہوتے۔"

"ایسا کیوں کیا جائے گا؟"

"میرا نام پیل گورن ہے۔ میں گیسز کا ماہر ہوں۔ آپ کے اس سوال کا جواب میرے پاس ہے۔" دوسرے آدمی نے کہا۔

"جی؟"

"یہ اضافی دو انگلیاں ایک انتہائی طاقتور گیس کے سلنڈر ہوں گی۔ کوسٹو جیل میں یہ سلنڈر اس وقت کام آئیں گے جب آپ وہاں سے فرار ہوں گے۔ یہ خواب آور گیس ایک ہزار افراد کو بے ہوش کرنے کے لیے کافی ہے۔"

"میں اس سے کیسے بچ سکوں گا؟"

"اس کے اخراج کے وقت صرف بیس سیکنڈ آپ کو اپنا چہرہ پانی کے اندر رکھنا ہوگا۔ یہ بڑی سرعت سے کام کرتی ہے اور صرف پانچ سیکنڈ میں دو کلومیٹر کے علاقے کو گہری نیند سلا دیتی ہے۔"

"ون سیکنڈ کے لیے حفاظتی اقدامات۔"

"صرف آگ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ باقی استعمال کے وقت ان کے پن نکالنے ہوں گے۔"

"ویری گڈ!"

"میرا نام آورن گوئل ہے۔ آپ کے سفر کے لیے انتظامات مجھے کرنے ہیں۔ یہاں

سے آپ کو لندن منتقل کر دیا جائے گا۔ وہاں سے آپ پروفیسر کیم کے نام سے سفر کریں گے جو ایک کمپنی کے نمائندے کی حیثیت سے اکواڈور جائیں گے۔ کمپنی کے بارے میں تفصیل آپ کو لندن میں مہیا کر دی جائے گی۔"

"میک اپ؟" میں نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی یہ خطرناک ہوتا ہے۔"

"کیوں؟"

"اس کو پہچان لیا جائے تو شخصیت سو فیصد مشکوک ہو جاتی ہے۔ باقی انتظامات کر لیے جائیں گے۔"

"اس کے بعد کیا کرنا ہوگا؟"

"باقی پروگرام آپ کو بلیک آرمی سے ملے گا۔"

"کہاں؟"

"اکواڈور کوئٹو میں۔"

"اور کچھ؟"

"نہیں بس۔"

"اوکے۔" میں تیار ہوں۔

میری پہلی منزل ارجنٹائن تھی۔ بحرِاقیانوس کے ایک ساحل پر مجھے اتار گیا اور پھر مختلف مراحل سے گزار کر بیونس آئرس پہنچا دیا گیا۔ بیونس آئرس سے برطانیہ کا سفر کرنا تھا جس کے لیے تمام انتظامات کر دیے گئے۔ پروفیسر کیم کی حیثیت مجھے یہیں دے دی گئی تھی۔ ایک شخص نے یہاں میری رہنمائی کی تھی جو سب میرین سے میرے ساتھ آیا تھا۔ یہاں سے برطانیہ روانہ ہونے کے تمام انتظامات کر دیے گئے تھے۔ لندن ائرپورٹ پر بیٹی ہارن نے میرا استقبال کیا تھا۔ وہ ایک پلے کارڈ لیے کھڑی تھی جس پر "پروفیسر کیم ویل کم" لکھا ہوا تھا۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا پھر بھی میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

سترہ سالہ شوخ و چنچل اور زندگی سے بھرپور خوبصورت لڑکی نے مجھے دیکھ کر پلے کارڈ پھینکا۔ اس نے کئی بار میرے رخسار چومے اور انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے

بولی۔

"اوہ پروفیسر۔ تم کتنے شاندار ہو۔ آؤ تم نے تو مجھے نہیں پہچانا ہوگا؟"

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔"

"ارے میں بیٹی ہارن ہوں۔ یہ دیکھو۔" اس نے کلائی میرے سامنے کر دی جس پر ڈیڑھ لائن بنی ہوئی تھی۔

"اوہ بیٹی ہارن۔" میں نے کہا اور پھر وہ پرجوش انداز میں مجھ سے لپٹ گئی اور ایک بار اور میرا رخسار چوم کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

"آؤ۔ آؤ نا۔ باہر میری کار موجود ہے۔" باہر ایک حسین بیل کار کھڑی ہوئی تھی جس کی چھت نہیں تھی۔ اس پر خوبصورت نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ زندگی سے بھرپور اس لڑکی کی کار ایسی ہی ہونی چاہیے تھی اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا اور میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔ کار برق رفتاری سے دوڑنے لگی' لیکن لڑکی کے انداز میں جو شوخی اور جو چنچل سی کیفیت ائرپورٹ پر پائی گئی تھی کار میں بیٹھنے کے بعد بالکل مفقود ہو گئی اور ائرپورٹ سے اچھا خاصا طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے اس نے ایک بات بھی نہیں کی تھی یہاں تک کہ کار ایک خوبصورت سی عمارت کے سامنے پہنچ گئی۔ لڑکی نے اسے پارکنگ میں لگایا اور نیچے اتر آئی' پھر وہ سرد لہجے میں بولی۔

"آیئے پروفیسر کیم۔" میں خاموشی سے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ لفٹ نے ہمیں آٹھویں منزل پر اتار دیا۔ رہائشی عمارت تھی' لیکن بہت معیاری قسم کی۔ آٹھویں منزل کے ایک فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے دروازے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ میں خاصا حیران سا تھا نجانے اسے کیا ہو گیا تھا ایک کمرے کے دروازے کو کھول کر اس نے مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا یہ ایک خواب گاہ تھی۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کو کچھ وقت یہاں گزارنا پڑے گا پروفیسر کیم' یہ آپ کا بیڈ روم ہے۔"

"کیا تم بھی یہیں رہتی ہو؟" میں نے سوال کیا اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر بدستور سرد لہجے میں بولی۔

"جی ہاں۔"

"ایک سوال کروں مس بیٹی ہارن؟"

"جی۔"
"مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی؟"
"میں سمجھی نہیں۔"
"میرا مطلب ہے کہ اچانک ہی مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کو میری کوئی بات ناگوار گزری ہو۔"
"یہ آپ کا احساس ہے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"
"آپ کا موڈ ایک دم آف ہو گیا ہے۔"
"ہمیں ایک دوسرے کے موڈ پر نظر نہیں رکھنی چاہیے۔"
"اور وہ ائرپورٹ پر؟"
"وہاں یہ سب کچھ ضروری تھا۔"
"گڈ' مگر میرا سوال نامکمل ہے؟"
"کون سا سوال؟"
"کیا آپ بھی یہیں رہتی ہیں؟"
"ہاں۔"
"گویا میرا اور آپ کا ساتھ رہے گا۔"
"جی نہیں' میں صرف ضروری پیغامات آپ تک پہنچانے کی ذمے دار ہوں۔"
"اور یہاں کھانے پینے کا کیا سلسلہ ہو گا؟"
"آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے ایک بار بتا دیں انتظامات ہو جائیں گے۔"
"تعجب ہے۔"
"نہیں آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔"
"خیر ٹھیک ہے جیسا آپ پسند کریں۔"
"مجھے تعجب ہے پروفیسر کیم۔"
"اب میں یہ سوال کروں کہ کس پر؟"
"یہی کہ مرد کہیں بھی ہوں' کیسے بھی ہوں' کسی بھی پروفیشن سے ان کا تعلق ہو کسی لڑکی کو دیکھنے کے بعد ان کا انداز ایک جیسا ہو جاتا ہے۔"

"اس پر آپ کو تعجب کیوں ہے مس بیٹی ہارن؟"
"کوئی تبدیلی تو ہونی چاہیے۔"
"خواتین میں کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں؟"
"کیا مطلب؟"
"میرا مطلب ہے کیا مردوں کے ساتھ ان کا انداز یکساں نہیں ہوتا؟"
"میں نہیں جانتی۔"
"آپ تو بہت سی باتیں نہیں جانتی ہوں گی۔ ابھی آپ کی عمر ہی کتنی ہے؟"
"آپ کو نہ میری شخصیت سے دلچسپی ہونی چاہیے نہ میری عمر سے۔" اس نے کہا اور میں ہنس پڑا پھر میں نے کہا۔
"اوہ تو یہ بات ہے۔" وہ واپسی کے لیے مڑ ہی رہی تھی لیکن میرے الفاظ سن کر چونک گئی۔
"کیا بات ہے؟" میں مسکراتا رہا۔ میرے الفاظ نے شاید اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اس نے کسی قدر جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کیا بات ہے آپ نے بتایا نہیں؟"
"غالباً" اپنی نوخیزیت کی بناء پر آپ یہ بات سوچ رہی ہیں کہ مرد ہونے کی حیثیت سے آپ سے فلرٹ کرنے کی کوشش کروں گا۔"
"عموماً" ایسی کوشش کو ناکام بنانے کے لیے میں نے مختلف طریقے ایجاد کیے ہوئے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ان میں سے کوئی طریقہ آپ کے ساتھ استعمال نہیں کر سکتی۔ چنانچہ یہی بہتر ہے کہ آپ میری جانب متوجہ ہونے کی کوشش نہ کریں۔"
"کافی پینا چاہوں گا اگر دستیاب ہو سکے تو۔" میں نے کہا اور وہ کوئی جواب دیے بغیر پلٹ کر واپس چلی گئی۔ میں مسکراتے ہوئے کمرے کا جائزہ لینے لگا تھا۔ لندن کے ایک قیمتی فلیٹ کا بیڈ روم جیسا ہونا چاہیے تھا ویسا ہی یہ بیڈ روم تھا' بہر طور ایک طویل سفر طے کر کے آیا تھا۔ ہر چند کہ یہ سفر پر آسائش تھا لیکن اس کے باوجود تھوڑی سی تھکن تو لازمی تھی' چنانچہ باتھ روم کا رخ کیا اپنا لباس خود ہی نکالا تھا۔ بیٹی ہارن نے جو چولا بدلا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ صرف اپنے کام سے کام رکھے گی' حالانکہ احمقانہ بات تھی

زبردستی تو کہیں کسی کے ساتھ نہیں کی جاسکتی' لیکن عمر کا معاملہ بھی تھا۔ بہت چھوٹی سی عمر تھی اس کی البتہ مجھے یہ تعجب تھا کہ کوئن میکویا نے بلیک آرمی کے نمائندوں میں ایسی چھوٹی عمر کی لڑکیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ اتنا میں البتہ جانتا تھا کہ اس کے اقدامات بڑے دور رس ہوتے تھے لیکن بیٹی ہارن سے مجھے بھی اس کے علاوہ اور کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ وہ میرے پروگرام کا ایک حصہ ہے' چنانچہ غسل وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد میں کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا اور کھڑکی کھول کر باہر کے مناظر دیکھنے لگا۔ لندن کی تمام تر روایات نگاہوں کے سامنے تھیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ بیٹی ہارون اندر آگئی۔ کافی کی ٹرالی میں کافی کے ساتھ کچھ ڈرائی فروٹس اور بسکٹ بھی رکھے ہوئے تھے میں نے حیرانی سے کہا۔ "صرف ایک پیالی کیا آپ میرے ساتھ کافی نہیں پئیں گی مس بیٹی ہارن؟"

"اس کے بعد جب بھی کسی شے کی ضرورت ہو وہ بلیک بٹن لگا ہوا ہے دیوار پر اسے دبا دیجئے پروفیسر کیم۔"

"میں نے آپ سے کچھ سوال کیا تھا؟"

"جن سوالات کے جواب دینا ضروری نہ ہوں۔ میں وہ نہیں دیا کرتی۔ آپ سے پہلے بھی عرض کرچکی ہوں۔" وہ واپس چلی گئی۔ بڑی نک چڑھی ہے بھئی۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کتنا تضاد ہوگیا۔ ائرپورٹ پر تو میں بوکھلا ہی گیا تھا اور میں نے سوچا تھا کہ میڈم میکویا نے ایکوینا میں تو اخلاقیات کے معقول بندوبست کر رکھے ہیں' لیکن اس سے باہر اپنی بلیک آرمی کو ہر طرح کی آزادی فراہم کردی ہے' لیکن میرا یہ خیال اب غلط ثابت ہوگیا تھا ائرپورٹ پر صرف ضرورتاً" اس لڑکی نے ایسا کیا تھا اور اب خود اپنے جال میں پھنسی نظر آرہی تھی ویسے دلچسپ بات تھی نعیمہ عاکف جب مجھے مصر میں ملی تھی تو اس کا اندازہ بھی بڑا پاکیزہ رہا تھا۔ خیر ایک مصری حسینہ کو میں اس لیے نظرانداز کرسکتا تھا کہ وہ مذہباً" مسلمان تھی' حالانکہ مصری روایات کچھ اور ہیں لیکن بہرحال ہر جگہ ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں' لیکن یہاں لندن میں ایک ایسی ملانی خاتون اور وہ بھی اس نوعمری میں مل جائیں تو ذرا حیرت انگیز بات تھی۔ خیر مجھے ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں تو اپنے اس دلچسپ مشن کے بارے میں سوچ رہا تھا جو میرے سپرد کیا گیا تھا اور اب میں

ذہنی طور پر ایکواڈور جانے کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا۔ مشن کا انداز بڑا ایڈونچر رہا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ کام میرے شایان شان ہے دل پوری طرح مطمئن تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ کوئن میکویا نے میرے ساتھ جس طرح ڈیلنگ کی تھی اور جیسے اس نے ہر طرح میرے مفادات کا خیال رکھا تھا اس سے مجھے اس کی نیک نیتی پر اعتماد ہو جاتا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ اس کا مشن بڑا انسان پسند تھا اور جو کچھ وہ کر رہی تھی بڑا حیران کن تھا ایک عورت نے اتنی بڑی ذمے داری سنبھال رکھی تھی۔ نہ صرف سنبھال رکھی تھی بلکہ بڑی خوش اسلوبی سے اسے پورا بھی کر رہی تھی۔ بلاشبہ اس کا دائرہ عمل تو روز آرگنائزیشن اور دوسرے بہت سے بڑے اداروں سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ سرمایہ داروں کی وہ انجمن تو صرف دولت کے حصول کے لیے مجرمانہ سرگرمیاں اپنائے ہوئے تھی' لیکن کوئن میکویا کا نظریہ کچھ اور ہی تھا۔ مجھے خوشی تھی کہ مجھے میرے مشن کا بلکہ میری زندگی کے مشن کا دوسرا حصہ ملا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شاندار تھا اور میں دلی طور پر کوئن میکویا کے مقاصد سے اتفاق رکھتا تھا۔ سوچوں کے دائرے گھوم پھر کر بیٹی ہارن پر ہی واپس آگئے اور میں مسکرا دیا میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ نوخیز لڑکی تو بے فکر رہ میری ذات سے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا میں آج تک اگر کسی جال میں پھنسا بھی تو وہ صرف اس قسم کے لوگ ہوتے تھے جن کا اپنا نظریہ غلط ہوتا تھا۔ میری جانب سے ایسی کوئی کارروائی کبھی نہیں ہوئی تھی جو میرے ضمیر کو داغدار کردے۔ سارا ماضی نجانے کیسے کیسے حسین چہروں سے بھرا ہوا تھا' لیکن میری پاکیزہ فطرت کو مجروح کرنے میں بس وہی خواتین کامیاب ہوئیں تھیں جنہوں نے خود ہی میرے سلسلے میں سخت کاوشیں کی تھیں۔ بیٹی ہارن کے ساتھ یہ دلچسپ قیام ڈھائی دن رہا اور اس کے بعد دو افراد مجھ سے آکر ملے۔ مودب اور خوش اخلاق لوگ تھے انہوں نے پہلے اپنا تعارف ڈیڑھ لکیر کی شکل میں پیش کیا اور پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ میری روانگی کے تمام انتظامات ہوگئے ہیں اور مجھے کوئٹو روانہ کرنے کے لیے تمام انتظامات میرے سامنے لے آئے گئے ہیں۔ انہوں نے میرے کاغذات جو پروفیسر کیم کی حیثیت سے تھے۔ پاسپورٹ ایکٹ وغیرہ مجھے پیش کردیے اور میں ان کا جائزہ لیتا رہا۔ تب ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"کوئی لمبا چوڑا کھیل نہیں ہے جناب آپ کوئٹو میں ہوٹل گرین ونگ میں قیام

کریں گے اور جس وقت آپ ہوٹل گرین ونگ روانہ ہوں گے تو جو گاڑی آپ کو لے کر جائے گی وہ آپ کو کچھ اپنا سامان بھی مہیا کر دے گی مطلب یہ کہ ضروری سامان اور یہی ضروری سامان آپ کے مشن میں آگے کار آمد ہوگا۔"

مجھے اس ضروری سامان کے لیے بھی پہلے ہی بریف کر دیا گیا تھا گویا اس مشن کا ایک پورشن بلیک آرمی نے سنبھال رکھا تھا اور مجھے اس سلسلے میں کوئی خاص کاوش نہیں کرنی تھی میرا کام تو اس وقت شروع ہوتا تھا جب میں ایکواڈور کی مشہور جیل پہنچ جاؤں جو ایکواڈور کے دوسرے بڑے شہر کوئنسا میں ہے۔ ایکواڈور کے بارے میں جغرافیائی کیفیت سے مجھے پوری طرح روشناس کرا دیا گیا تھا۔ یہ ملک جنوبی امریکا کے شمال مغرب میں بحرالکاہل کے ساحل پر واقع ہے اس کے شمال میں لوبیا اور پیرو مشرق اور جنوب میں ہیںن اور تقریباً ایک ہزار کلو میٹر دور گیلا پیگوز جزائر بھی ہیں جو اسی کی ملکیت ہیں۔ اس کا دارالحکومت کوئٹو ہی ہے۔ وہاں کی کرنسی "دسپرے" کہلاتی ہے۔ اسپینی زبان زیادہ بولی جاتی ہیں۔ ویسے دو مقامی زبانیں بھی ہیں غرض یہ کہ مجھے وہ تمام تفصیلات بتا دی گئی تھیں جو میرے لیے کار آمد ہو سکتی تھیں اور میں مطمئن تھا۔

وقت مقررہ پر میں لندن ائرپورٹ سے ایکوڈور کے لیے روانہ ہوگیا۔ یہ راستہ بھی کم نہیں تھا اور انتہائی طویل سفر تھا۔ اس سفر کے دوران کوئی ایسی خاص بات پیش نہیں آئی جو قابل ذکر ہوتی میں آخر کار کوئٹو پہنچ گیا۔ خاصی رات ہو گئی تھی مجھے اس علاقے کے بارے میں بس اتنی ہی تفصیلات معلوم تھیں جتنی مجھے بتائی گئی تھیں۔ موسم نہایت سرد تھا اور شاید یہاں برف باری بھی ہوا کرتی تھی کیونکہ اس قسم کے آثار نظر آرہے تھے۔ ہوٹل گرین ونگ جانے کے لیے جب میں ائرپورٹ سے باہر نکلا تو فوراً ہی سبز رنگ کی ایک ٹیکسی میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ ٹیکسی میں سبز رنگ میں نے پہلی بار دیکھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بڑے اعتماد سے نیچے اتر کر میری لیے عقبی دروازہ کھول دیا اور میرے چھوٹے سے سوٹ کیس اور اس ہینڈ بیگ کی جانب ہاتھ بڑھا جو دونوں میرے ہاتھ میں موجود تھے۔

"کیا تم جانتے ہو کہ ہمیں کہاں جانا ہے؟"

"لیں سر، میں رجسٹرڈ ٹیکسی ڈرائیور ہوں یہ دیکھئے میرا رجسٹریشن۔" اس نے اپنے

بائیں ہاتھ کی کلائی میرے سامنے کر دی اور میں نے اس کا رجسٹریشن دیکھ کر اپنا سامان اس کے حوالے کر دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میرا سامان ڈکی میں رکھ کر ٹیکسی آگے بڑھا دی اور کچھ دیر کے بعد مجھے ہوٹل گرین ونگ کے نیون سائن جگمگاتے نظر آئے۔ تقریباً فور اسٹار اسٹائل کا ہوٹل تھا۔ پرسکون اور پر آسائش۔ اس وقت صرف اس کے بڑے کاؤنٹر پر کچھ لوگ نظر آرہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میرا سامان ڈگی سے اتارتے ہوئے کہا۔

"سر آپ کے سامان میں یہ ایک تحفے کا اضافہ ہوگیا ہے۔" اس نے ایک تھیلے کی جانب اشارہ کر کے کہا جو چمڑے کا بنا ہوا بہت خوبصورت بیگ تھا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا پورٹر میرا سامان لے کر اندر آیا تھا اور اس کے بعد گرین ونگ کی پانچویں منزل پر مجھے ایک کمرہ حاصل ہوگیا تھا۔ یہ سب کچھ اب تک اتنی آسانی سے ہوتا رہا تھا کہ مجھے بھی حیرت ہو رہی تھی۔ کوئن میکویا کی اعلیٰ پائے کی صلاحیتوں سے تو خیر مجھے کوئی انکار ہی نہیں تھا، لیکن بلیک آرمی کے افراد دنیا کے مختلف گوشوں میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں یہ بات میرے لیے مزید تعجب خیز تھی۔ بہت بڑے پیمانے پر کام ہو رہا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ کوئن میکویا اپنے مقاصد کے لیے کامیاب ہو جائے گی۔ اس نے مجھ سے جو گفتگو کی تھی وہ بعض جگہ انتہائی پر اسرار نوعیت کی تھی اس نے بتایا کہ اسے اپنی عمر پر بھروسہ نہیں ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ اس کی عمر اس مقصد کی تکمیل کے یے ناکافی ہے جو اس کے ذہن میں ہے، لیکن اس نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے اور مستقل میں ایسے انتظامات کیے ہیں جن سے اس کا یہ مشن اس کی موت کے بعد بھی اسی انداز میں آگے بڑھتا رہے دنیا کو سدھرنے میں نجانے کتنا وقت لگے گا اور نجانے وہ لمحات کب آئیں گے جب بلیک چینل کو اپنی خدمات سرانجام دینے کا مرحلہ درپیش ہوگا۔ یہ ایک دور رس بات تھی جسے اس نے محسوس کیا تھا خیر اب یہ اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ کوئن میکویا بہت اعلیٰ پائے کی عورت ہے اور اس نے اپنی کاوشوں سے جس ماحول کو جنم دیا ہے وہ دنیا کے لیے بڑا سود مند ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بد نصیب دنیا اس جیسی عورت کو اس کا جائز مقام نہ دے سکے لیکن یہ مقام بہر طور میرے دل میں موجود تھا اور میں اس کی تہ دل سے قدر کرتا تھا۔

پھر مجھے ٹیکسی ڈرائیور کے دیے ہوئے اس تحفے کا خیال آیا جو اس نے ٹیکسی سے

اترتے ہوئے مجھے پیش کیا تھا۔ یقیناً یہی تحفہ مجھے کونسا جیل تک پہنچانے میں معاون ہوگا کیا ہی دلچسپ بات ہے۔ کھاپی لینا چاہیے اور ذرا دیکھوں تو سہی تحفے کو یہ ہے کیا شے۔ میں نے تھیلے کی زپ کھولی انتہائی احتیاط سے پیک کی ہوئی حشیش تھی جس میں ایک خاص قسم کے گھاس کے پتے رکھے گئے تھے۔ پتا نہیں حشیش کو ان پتوں میں کیوں لپٹا گیا تھا۔ یہ میرے لیے ایک بالکل ہی نئی بات تھی، لیکن میری اپنی سوچ یہ تھی کہ شاید اس طرح اس حشیش کو پتوں میں لپیٹنے سے ائرپورٹ کی مشینیں اس کی تلاش میں ناکام ہو جاتی ہوں۔ تمام تر بندوبست کر دیا گیا تھا تاکہ میرے سلسلے میں کوئی ایسی بات نہ رہ جائے جس سے میں مشکوک ہونے سے بچ جاؤں۔ البتہ رات کے بقیہ حصے میں نیند اس خیال کے تحت نہیں آئی تھی کہ نجانے کب کوٹو کی پولیس کو میری طرف رخ کرنے کا خیال آجائے اور میں اسے سوتا ہوا ہی ملوں جاگ کر ذرا ان تمام معاملات سے دلچسپی لینا اچھی بات تھی لیکن پولیس بھی مطمئن تھی یا پھر ظاہر ہے اسے اطلاع دینے والوں کا اپنا ایک پروگرام ہوگا اور چونکہ وہ میرے اپنے ہی آدمی تھے۔ اس لیے انہوں نے سوچا ہوگا کہ اس طویل ترین سفر کی تھکن تو اتر جائے اس لیے مجھے کم از کم آج کی رات آرام کر لینا مناسب ہوگا۔ دن نکل آیا میں نے صبح کا ناشتا روم سروس سے طلب کیا۔ ابھی تک کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی تھی جو کام کو آگے بڑھاتی، لیکن معزز میزبانوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ میں ناشتا زیادہ سے زیادہ کس وقت تک کر سکتا ہوں۔ دن کے کوئی پونے بارہ بجے ہوں گے جب اچانک میرے کمرے کے دروازے پر ایک غیر متوقع سی دھڑدھڑاہٹ محسوس ہوئی اور میں سمجھ گیا کہ کام کا آغاز ہو گیا ہے فور اسٹار ہوٹل کے ویٹر اتنے غیر مہذب نہیں ہو سکتے کہ وہ اس انداز میں دروازہ پیٹیں، بہرحال میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور اس کے بعد اداکاری شروع ہو جانی چاہیے تھی کیونکہ میں نے ایک مخصوص قسم کی وردی میں ملبوس پولیس والوں کو دیکھا تقریباً دس بارہ افراد تھے جو دھڑدھڑاتے ہوئے میرے کمرے میں گھس آئے ویسے یہاں کے پولیس والے ذرا اپنے وطن کے پولیس والوں سے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ اخلاق و آداب سے بے پروا اپنی دھونس جمانے کے عادی ورنہ یورپ کی پولیس تو بہت مہذب ہوتی ہے اور اسے پولیس ماننے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ میرے سینے پر جس طرح ہاتھ رکھ کر مجھے پیچھے دھکیلا گیا تھا اس سے بہت سی یادیں تازہ ہو گئی

تھیں پھر بھی میں نے حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایک کو تعجب سے دیکھا۔ ان میں سے دو آدمیوں نے میرے ہاتھ موڑ کر عقب میں کر لیے ایک آگے بڑھ کر میری تلاشی لینے لگا۔ غالباً ہوٹل کے عملے کے افراد بھی موجود تھے جو سادہ لباس میں بالکل پیچھے کھڑے ہوئے خوفزدہ نگاہوں سے پولیس افسران کی یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ فور اسٹار ہوٹل کے کسی مہذب مہمان کے ساتھ اگر کوئی ناجائز بدسلوکی ہو جائے تو بہرطور یہ ہوٹل والوں کے لیے بھی افسوسناک بات ہوتی ہے۔ غالباً وہ اسی خیال کا شکار تھے کہ پتا نہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سچائی پر مبنی ہے یا غلط فہمی پر، مجھ سے کوئی سوال کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا بس وہ لوگ جو کچھ کر رہے تھے اس سے مطمئن تھے شاید یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہو کہ پہلے تو سب کچھ کر لیا اور اگر اس کے بعد بات نہ بنی اور ملزم اصل ملزم نہ نکلا تو پولیس والے اسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ جائیں اس سے زیادہ ایک عام شہری کی اور کیا حیثیت ہو سکتی ہے، لیکن یہاں انہیں ناکامی نہیں ہوئی کیونکہ میرے سامان کو جس طرح اٹھا کر پھینکا گیا تھا اس کے بعد حشیش کے تھیلے کا مل جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ جو لوگ تلاشی لے رہے تھے ان کے حلق سے چیختی ہوئی سی آواز نکلی۔ الفاظ کیا تھے یہ تو میری سمجھ میں نہیں آسکے، لیکن انداز نے سب کچھ بتا دیا اور پھر یہ سب کچھ غیر متوقع تو نہیں تھا۔ میں تو آیا ہی اسی کے لیے تھا وہ افسران جو ساتھ آئے تھے اور ابھی تک ان تمام معاملات سے غیر متعلق سے ایک جانب کھڑے ہوئے تھے اس طرف متوجہ ہو گئے جہاں پولیس کے افراد حشیش کا تھیلا لیے ہوئے کھڑے تھے۔ تھیلا ان کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے اسے کھول کر دیکھا اور حشیش برآمد ہو گئی۔ سادہ لباس میں ہوٹل کے منتظمین اور دوسرے چند افراد کھڑے ہوئے تھے اور جن کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ یقینی طور پر وہ یا تو سول حکام ہوں گے یا پھر ایسے افراد جن کی نگرانی میں یہ چھاپہ مارا گیا ہے وہ بھی اس طرف آگئے تھے حشیش کی پوری طرح چیکنگ کی گئی اور اس کے بعد وہ لوگ تیزی سے آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے۔ پولیس افسران کا رویہ میرے ساتھ انتہائی سخت ہو گیا۔ مجھے گریبان سے پکڑ لیا گیا اور چند ہی لمحات کے بعد میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی گئی۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا تھا۔ ”حشیش“ اور میں نے معذرت خواہانہ انداز میں انہیں دیکھتے ہوئے گردن جھکالی تھی جیسے اعتراف کر رہا ہوں کہ ”جی جناب یہ میری ہی

ملکیت ہے۔" بھلا اس کے بعد کسی تکلف اور رعایت کی کیا گنجائش تھی۔ مجھے ہتھکڑی ڈالنے کے بعد پیچھے سے دھکیلتے ہوئے باہر لایا گیا۔ میرے سامان پر فوری طور پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ رویہ خاصا خراب تھا ان لوگوں کا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ باقی ساری باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن یہ لوگ اچھی خاصی درگت بنا ڈالیں گے میری۔

باہر پولیس کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ بہت سے افراد حشیش کے اسمگلر کو گرفتار ہوتے دیکھ رہے تھے۔ یہ ہوٹل کے باشندے تھے ان کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے لیکن وہ مجھے زیادہ دیر نہیں دیکھ سکے کیونکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے پولیس کی ایک گاڑی میں بٹھایا گیا۔ مسلح افراد میرے اردگرد بیٹھ گئے غالباً" یہ اطلاع میرے لیے بالکل درست ہی تھی کہ امریکی ریاست ایکواڈور میں حشیش کے اسمگلروں کے لیے بڑے سخت انتظامات ہیں اور وہ لوگ ان سے بڑی نفرت کرتے ہیں کیونکہ حکومت امریکہ کی آدھی آبادی کو ان ڈرگس کے ذریعے ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ تو شکر ہے کہ یہاں ابھی تک سزائے موت کا قانون رائج نہیں ہوا تھا اگر ایسا ہوتا تو بڑی دلچسپ بات تھی، لیکن میں جانتا تھا کہ کوئن میکویا اس کے بعد کم از کم ایسا کوئی طریقہ کار نہ اختیار کرتی اس نے بھی اس رعایت ہی سے فائدہ اٹھایا تھا، لیکن مجھے جس حقیقی شکل میں کونسی جیل تک پہنچانے کے انتظامات کیے گئے تھے وہ بھی ایک شاندار کارنامہ ہی تھا۔

مجھے پولیس ہیڈ آفس پہنچا دیا گیا۔ ایک بہت شاندار عمارت تھی جس میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لیے کام ہو رہا تھا۔ پولیس والے میرے سازو سامان کو بھی اٹھا لائے تھے مجھے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں مختلف کاؤنٹر بنے ہوئے تھے چونکہ میری تلاشی لے لی گئی تھی اور میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں اس لیے انہیں میری فکر نہیں تھی لیکن پولیس ہیڈ آفس میں آنے کے بعد یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھوں سے کھول دی گئیں۔ جگہ جگہ مستعد مسلح پولیس کانسٹیبل کھڑے ہوئے تھے جن کی ذمے داری یہی تھی کہ پولیس ہیڈ آفس میں گڑبڑ کرنے والے کسی مجرم کو باآسانی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ یہاں کی تمام صورت حال کا اچھی طرح اندازہ لگا رہا تھا۔ میں ایک کاؤنٹر کے پیچھے جا پہنچا۔ میرا سازو سامان وہاں رکھ دیا گیا تھا۔ پولیس کے اعلیٰ افسران نے جو مجھے یہاں لے کر آئے تھے کاؤنٹر پر میرے بارے میں رپورٹ درج کرائی اور اس

کے بعد مجھے فوری طور پر ایک اور کمرے میں لے جایا گیا جہاں حشیش کا یہ پیکٹ میرے سامنے رکھتے ہوئے مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ میری ملکیت ہے۔

"ہاں، میں اس سے انکار نہیں کرتا۔"

"کیا اس سے پہلے بھی تم یہ سازو سامان لے کر یہاں آتے رہے ہو؟"

"نہیں ایکواڈور میں پہلی بار آیا ہوں۔"

"کیا تمہارا تعلق کسی بین الاقوامی گروہ سے ہے؟"

"نہیں، میں انفرادی طور پر کام کرتا ہوں۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔"

"نہیں جناب۔" میں نے مہذب لہجے میں جواب دیا۔ جانتا تھا کہ ذرا سا ٹیڑھا پن اچھی خاصی مار کھلا دے گا۔ مار کھانے کے مواقع ابھی آگے موجود تھے، لیکن ایک پولیس آفیسر کے ساتھ اس ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جو مجھے ائرپورٹ سے ہوٹل تک لے گیا تھا۔ یعنی وہ جس کے ہاتھ پر ڈیڑھ لکیر موجود تھی۔ یعنی بلیک آرمی کا کارکن اسے میرے سامنے لا کر ایک پولیس آفیسر نے اس سے سوال کیا۔

"یہی شخص ہے جس کی تم نے نشاندہی کی ہے؟"

"سو فیصد جناب۔"

"اس فارم پر دستخط کر دو۔" اس کے سامنے ایک فارم رکھتے ہوئے کہا گیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے فارم پر دستخط کر دیے۔ مجھے یہ طریقہ کار بھی کافی دلچسپ محسوس ہوا تھا یعنی ان حضرات نے مجھے میری منزل پر پہنچانے کے بعد خود ہی پولیس کو میرے بارے میں اطلاع کی تھی، بہر طور ان کا کام ہی یہی تھا اور یہ ذمے داری انہی کے سپرد کی گئی تھی کہ مجھے میری منزل تک پہنچا دیا جائے پھر یہ سلسلہ ختم ہوا میں نے یہ بات البتہ ذرا مختلف محسوس کی تھی کہ یہاں کام لیت و لعل سے نہیں ہو رہا تھا بلکہ مستعدی ان لوگوں کا شعار تھی۔ مجھے لانے کے بعد ابھی تک کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا ورنہ ہمارے ہاں ذرا انداز مختلف تھا موڈی لوگ موڈ پر کام باقی سب خیریت ہے، بہرحال اس کے بعد سب سے پہلا مسئلہ یہ پیدا ہو گیا تھا ان لوگوں کے لیے کہ میں یہ بات جھوٹ بول رہا ہوں کہ میرا تعلق کسی باقاعدہ گروہ سے نہیں ہے، چنانچہ اس کے لیے وہی محبت آمیز طریقہ کار اختیار کیا

گیا۔ یعنی میری قمیص اتار دی گئی اور مجھے عقوبت خانے میں لے جا کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ یہاں بڑے ماہر اور مشاق کاریگر موجود تھے جن کے انداز سے ہی پتا چلتا تھا کہ وہ اپنے فن کے ماہر ہیں چنانچہ ایک اعلیٰ پولیس آفیسر نے جوتے ہوئے چہرے اور بھنچے ہوئے باریک ہونٹوں کا مالک سفاک آدمی تھا۔ مجھ سے معلومات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کہاں سے آئے ہو؟"

"لندن سے۔"

"لندن کے مقامی باشندے ہو؟"

"نہیں، نسلاً اسپینش ہوں۔ لندن ہی میں رہتا ہوں۔"

"کاروبار کیا کرتے ہو؟"

"کچھ نہیں۔"

"کون سے گروہ سے تعلق ہے؟"

"کسی سے نہیں۔"

"سچ بولو۔"

"سچ بول رہا ہوں۔"

"تنہا کام کرتے ہو؟"

"ہاں۔"

"کتنے عرصے سے یہ سب کچھ کر رہے ہو؟"

"آدھی زندگی گزر گئی۔"

"کہاں کہاں مال سپلائی کرتے رہے ہو؟"

"دنیا کے مختلف گوشوں میں۔"

"مال کہاں سے خریدتے ہو؟"

"ہوں، یہ حشیش لے کر پہلی بار ایکواڈور آئے ہو؟"

"ہاں۔"

"کس کے لیے یہ مال لائے ہو کسے فروخت کرنا تھا؟"

"کسی کو نہیں۔ یہاں آ کر اس کی کھپت کے لیے مارکیٹ تلاش کرنا چاہتا تھا۔"

"یہ سچ نہیں ہے۔" اس شخص نے اس طرح کہا جیسے وہ میرے دماغ کے اندر جھانک رہا ہو بہرحال اپنے فن کا ماہر تھا۔ شاید میرے چہرے کی لکیروں سے اندازے لگا رہا تھا۔ میں نے کہا۔

"یہ سچ ہے۔"

"یہ سچ نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ مہذب طریقہ کار اختیار کرو۔"

"یہی سچ ہے۔"

"ایک بار پھر کہتا ہوں سچ بولو۔" بالکل یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی مشین متحرک ہو اس کی آواز بھی کچھ مشینی ہی انداز کی سی تھی۔ میں نے خاموشی اختیار کر لی اس نے کاریگروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سچ نہیں بول رہا، سچ بلواؤ۔" مجھے تھوڑی سی حیرت ہوئی تھی میری باقی باتوں پر اس نے اعتراض نہیں کیا تھا، لیکن یہاں رک گیا تھا۔ وہ آگے آ گئے۔ ان میں سے ایک نے چمڑے کا چھوٹا سا ہنٹر نکالا اور میری طرف رخ کر کے بولا۔

"کیا اس کے بغیر تم سچ نہیں بول سکتے؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں کہ کہ........." لیکن ابھی میرے منہ سے اتنا ہی نکلا تھا کہ شڑاپ سے چمڑے کا ہنٹر میرے جسم پر پڑا۔ مزہ آ گیا تھا، پھر تقریباً دس بار ہنٹر کھانے کے بعد میں نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"سنو سنو میں سچ بتانے پر آمادہ ہوں۔" وہ رک گئے بھنچے ہوئے ہونٹوں والے شخص نے کہا۔

"کس کے لیے یہ مال لائے تھے؟" میں نے ہانپتے ہوئے کراہتی آواز میں کہا۔

"فالکن برادرز کے لیے۔"

"یہ فالکن برادرز کیا ہے؟"

"تین بھائیوں پر مشتمل ایک فرم جو یہیں کہیں واقع ہے میں ابھی اس کی تلاش میں نہیں نکل سکا۔"

"ان لوگوں نے تم سے کہاں رابطہ قائم کیا تھا؟"

"لندن میں۔"

"کس طرح؟"

"ان میں سے ایک کچھ عرصے قبل لندن پہنچا تھا میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"اس کا کیا نام تھا؟"

"گرے بیکر۔"

"فالکن برادرز' گرے بیکر' کیا تینوں بھائی یہی کام کرتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتا۔ میری ملاقات گرے بیکر سے ہوئی تھی۔"

"فالکن برادرز' گرے بیکر۔" آفیسر نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے کہا جو میرے بیانات نوٹ کرتا جارہا تھا۔ اس نے یہ الفاظ بھی نوٹ کرلیے۔

"اس سے پہلے فالکن برادرز کے لیے کہیں اور کام کیا ہے؟"

"نہیں۔"

"جن جن لوگوں کو آج تک حشیش سپلائی کرتے رہے ہو ان کی تفصیل بتاؤ؟"

"یاد نہیں ہے۔"

"یاد کرو۔" اس نے ایک بار پھر اس انداز میں رکتے ہوئے کہا جس کے بعد کاریگر اپنے کام میں مصروف نظر آتے تھے' لیکن بارہ ہنٹر کافی تھے میرے لیے اور میرا کوٹہ پورا ہوچکا تھا اس کے بعد مزید ہنٹر کھانے کی گنجائش نہیں تھی چنانچہ میں نے جلدی جلدی کچھ الٹے سیدھے نام بتادیے جنہیں نوٹ کرلیا گیا تھا۔ غالباً اس کے بعد آفیسر کا کام ختم ہوگیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے لاک اپ کردو۔"

گرے بیکر کی تصویر مجھے دکھا دی گئی تھی۔ فالکن برادرز کے بارے میں بھی اسی طرف سے معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ سارا کام مکمل تھا اس بات کے سو فیصد امکانات تھے کہ مجھ سے گرے بیکر کی شناخت کرائی جائے چنانچہ میں اس کے لیے تیار تھا۔ لاک اپ میں مجھے تنہا ہی رکھا گیا تھا اور یہاں میرے پاس اور کوئی موجود نہیں تھا۔ کام ابھی تک توقع کے مطابق ہی ہوا تھا۔ بعد میں لاک اپ کے اندر ایک ڈاکٹر آیا اور اس نے

چمڑے کے ہنٹروں سے پیدا ہونے والے زخموں پر بینڈیج کردی جگہ جگہ ٹیپ لگا دیے گئے اور اس قسم کے انتظامات کیے گئے کہ مجھے تکلیف نہ ہو دو انجکشن بھی دیے گئے تھے اور اس کے بعد گرم کافی اور اعلیٰ قسم کے سینڈوچز سے میری ضیافت کی گئی تھی۔ اچھا طریقہ کار تھا مجھے بہر طور پسند آیا تھا اور میں جانتا تھا کہ ان معاملات سے کوئن میکویا ناواقف نہیں ہوگی اور یقینی طور پر میرے اس ایثار سے اس پر اثر بھی پڑا ہوگا' بہرحال یہ صرف میرا خیال تھا ابھی آگے پتا نہیں کیا صورت حال ہو۔ وقت گزرتا چلا گیا۔ شام کو تقریباً ساڑھے پانچ بجے کے قریب ایک بار پھر مجھے لاک اپ سے نکالا گیا اور مختلف راستوں سے گزار کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں تین مہذب اور شاندار آدمی موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہی بھنچے ہوئے ہونٹوں والا آفیسر ایک شاندار میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور وہ تینوں افراد بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کمرے میں اس آفیسر کے سامنے پہنچا دیا گیا۔ اس نے سرد نگاہوں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا ان میں سے کسی کو جانتے ہو؟" میری نگاہیں آہستہ آہستہ دوسروں پر سے گزرتی ہوئی گرے بیکر پر آکر رک گئیں۔ اسی شخص کی تصویر مجھے ذہن نشین کرائی گئی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"جی ہاں' مسٹر گرے بیکر کو میں پہچانتا ہوں۔ یہ مسٹر گرے بیکر ہیں۔" گرے بیکر جھلا کر کھڑا ہوگیا۔

"کیوں بکواس کرتا ہے ذلیل کمینے میں نے کبھی تیری صورت بھی نہیں دیکھی؟" میں خاموشی سے دو قدم پیچھے ہٹا' پھر میں نے کہا۔

"سوری مسٹر گرے بیکر! میں اس سلسلے میں بالکل بے قصور ہوں۔"

"ابے مگر میں تجھے کب جانتا ہوں۔ میں لندن گیا تھا مگر میں نے تیری صورت بھی نہیں دیکھی اور' اور۔"

"مسٹر گرے بیکر اس بات سے تو آپ انکار نہیں کرسکتے کہ آپ حشیش کی تجارت کرتے ہیں اور آپ کی فرم میں چھاپے کے دوران ہمیں حشیش کی کافی بڑی مقدار حاصل ہوگئی ہے۔" بھنچے ہوئے ہونٹوں والے اعلیٰ افسر نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے جناب میں مانتا ہوں' لیکن اس شخص کو میں بالکل نہیں جانتا اور نہ

ہی میں نے اس کے ذریعے حشیش منگوائی تھی۔ یہ یقیناً ہمارے خلاف کوئی سازش ہے۔"

"اگر یہ تمہارے خلاف کوئی سازش ہے تو پھر یہ سازش حکومت اکیوا ڈور ہی کی ہوسکتی ہے' بہرحال اس بات سے تم انکار نہیں کرسکتے کہ تم ڈرگس کے اسمگلر ہو۔"

گرے بیکر خاموش ہوگیا' لیکن وہ خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں شدید نفرت کے آثار تھے۔ پھنس گئے بیچارے' لیکن یہ بھی دلچسپ بات تھی کہ وہ واقعی ڈرگس کے اسمگلر تھے اور یہاں ڈرگس فروخت کرتے تھے۔ مجھے حیرت ہونے لگی۔ کس قدر منظم اور شاندار کارروائی کی ہے کوئن میکویا نے کوئی پہلو تشنہ چھوڑا ہی نہیں۔ بعد میں مجھے واپس لاک اپ میں پہنچا دیا گیا تھا۔

یہاں تک سب کچھ ٹھیک تھا۔ یہ کام بھی ہوگیا تھا۔ لاک اپ میں میرے ساتھ اور کوئی بدسلوکی نہیں ہوئی کیونکہ میں نہ صرف اقبالی مجرم تھا بلکہ میری وجہ سے کچھ اور مجرم بھی گرفتار ہوئے تھے۔

دوسرے دن مجھے ایک انویسٹی گیشن سیل کے سامنے پیش کیا گیا۔ چار افراد مجھ سے سوالات کے لیے موجود تھے۔

"نام!" ایک شخص نے پوچھا۔

"سی کیم۔"

"سی سے کیا مراد ہے؟"

"کیرول کیم۔"

"نسل۔"

"اسپینش ہوں۔"

"ڈرگس کا کام کب سے کرتے ہو؟"

"جب سے ہوش سنبھالا ہے۔"

"ہوش کہاں سنبھالا ہے تم نے ہوش گنوایا ہے۔ ہوش مند جرائم نہیں کرتے۔" آفیسر نے کہا۔

"شاید۔"

"فالکن برادرز کے بارے میں جو بیان تم نے دیا ہے اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتے ہو۔"

"نہیں۔"

"وہ لوگ ابھی تک اس بات پر مصر ہیں کہ وہ تمہیں نہیں جانتے اور تمہارا بیان جھوٹ ہے۔"

"مجھے اس کے لیے کیا کرنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ اپنے بیان پر دستخط کردو۔" انہوں نے ایک کاغذ میرے سامنے کردیا۔

عدالت میں میری پہلی پیشی گرفتاری کے تیسرے دن ہوئی۔ چوتھے دن میرے بارے میں فیصلہ ہوگیا۔ حشیش ضبط کرلی گئی۔ دیگر سامان کے ساتھ مجھے کوئٹو سے کونسا روانہ کردیا گیا جہاں مجھے چار سال قید سخت بھگتنا تھی۔

کونسا شہر نہ جانے کیسا تھا لیکن جیل کے اطراف کافی شاداب تھے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں تاحد نگاہ نظر آتی تھیں موسم بھی خنک تھا۔ جیل طول و طویل رقبے میں پھیلی ہوئی تھی اور قیدیوں کے لیے نہایت موثر انتظامات کیے گئے تھے۔

میرا رجسٹریشن ہوا۔ جو سامان میری ملکیت تھا اس کی ایک فہرست بنا کر اس پر میرے دستخط لیے گئے اور ایک رسید کاٹی گئی جسے ایک شخص کے حوالے کرکے مجھ سے کہا گیا۔

"تمہارا پاسپورٹ۔ یہ سامان محفوظ ہے۔ چار سال قید کاٹنے کے بعد رہائی کے وقت تم اسے حاصل کرسکتے ہو۔" اس کے بعد مجھے قیدیوں کے لباس کے ساتھ میرا نمبر دیا گیا اور بیرک نمبر و کمرہ بتا کر اندر پہنچا دیا گیا۔

گویا اس جدوجہد کا پہلا مرحلہ ختم ہوگیا۔ ساتھ ہی بلیک آرمی کی امداد کا سلسلہ بھی مجھے اس بارے میں بتا دیا گیا تھا۔ جیل کی زندگی پہلے بھی گزار چکا تھا اس لیے یہاں کے قاعدے قانون اور حاکم کی سختیوں سے بچنے کے گر معلوم تھے۔ پولیس لاک اپ میں جو ہنٹر پڑے تھے ان کے زخموں نے ہنٹر کی پوری پوری شکل بنا دی تھی۔ اپنی بیرک میں پہنچ گیا۔ جیل کی زندگی کا آغاز ہوگیا اب مجھے لڈاسٹم بوٹ کی تلاش تھی۔

بیس گھنٹے کے قیام کے دوران میں نے محسوس کیا کہ جیل کے حکام نے اپنا مضبوط

نظام قائم کیا ہے اور اس سے پوری طرح مطمئن ہیں اسی لیے زیادہ سخت انتظامات نہیں کیے گئے اور قیدیوں کو بے مقصد نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔ ہاں شرارت کرنے والوں کو چھوڑا بھی نہیں جاتا تھا۔ ان بیس گھنٹوں کے دوران چھوٹے چھوٹے کئی ہنگامے ہوئے اور پھر ہنگامہ کرنے والوں کی درگت بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ ہی بنائی گئی تھی اور یہ درگت ایسی نہیں تھی جسے آسانی سے نظرانداز کردیا جائے۔

پہلی رات گزر گئی۔ دوسری صبح ناشتے سے فراغت کے بعد بیرکوں سے باہر نکال کر مختلف ذمے داریاں سونپی گئیں اور قیدی کاموں میں مصروف ہوگئے اور پھر پہلے ہی دن میرا تعارف لڈا سٹم بوٹ سے ہوگیا۔ کوئی پونے بارہ بجے کا وقت تھا۔ میں ایک وسیع کیاری سے ناکارہ پودے اکھاڑنے میں مصروف تھا کہ کچھ فاصلے پر ہنگامہ ہوگیا۔ دو خطرناک قیدی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے تھے اور ان میں سے ایک لڈا سٹم بوٹ تھا جس کی تصویر مجھے دکھائی گئی تھی۔ تنومند اور طاقتور اسٹم بوٹ نے اپنے مقابل کو سر سے بلند کرکے زمین پر دے مارا اور محافظوں کا ایک گروہ اس پر ٹوٹ پڑا کیونکہ وہ دوبارہ اپنے شکار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے محافظوں سے بھی ہاتھا پائی کی اور محافظوں نے اسے اس بے دردی سے مارا کہ میں پریشان ہوگیا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ مر ہی نہ جائے۔

میرے قریب کھڑے ہوئے ایک نوجوان لڑکے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ لڈ کسی دن اسی طرح اپنی جان دے دے گا۔" میں نے چونک کر اس کو دیکھا۔ ہونق سی شکل کا دبلا پتلا لڑکا تھا جو چشمہ لگائے ہوئے تھا۔

"کیا مطلب؟" میری مداخلت پر اس نے چونک کر مجھے دیکھا پھر بولا۔

"اب وہ اسے اسپتال نہیں لے جائیں گے۔ دیکھو کام ہوگیا۔" اس نے اشارہ کیا اور میں نے اس طرف دیکھا۔ لڈ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم سے جگہ جگہ سے خون چھلک رہا تھا۔

"کیا وہ مرگیا؟" میں نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ ابھی کچھ دیر کے بعد اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ آؤ کام کریں ورنہ ہم بھی عتاب کا شکار ہوسکتے ہیں۔" میں بھی اس کے ساتھ کام میں مصروف ہوگیا۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"ولیم آرگر؟"

"کتنی سزا ہے؟"

"پانچ سال۔"

"وجہ؟"

"ڈرگز۔"

"کام کرتے تھے؟"

"نہیں بے گناہ ہوں، مگر وہ میرے پاس سے برآمد ہوئی تھی۔"

"کیسے؟"

"میرے چچا کا کارنامہ تھا۔"

"سگے چچا کا؟"

"ہاں۔"

"کیوں؟"

"وہ مجھ سے نفرت کرتا تھا۔"

"اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی؟" میں نے سوال کیا تو اس نے گھور کر مجھے دیکھا چشمہ صاف کیا پھر آہستہ سے بولا۔

"خالص گھریلو۔ کسی کو بتائی نہیں جاسکتی۔"

"سوری ولیم۔ مجھے احساس ہے کہ تمہارے ذاتی معاملات کریدنے لگا تھا۔ ویری سوری۔" میرے انداز سے وہ نرم ہوگیا۔ نوعمر بھی تھا۔ چند لمحات کے بعد بولا۔

"بالکل گھریلو معاملہ تھا ورنہ تمہیں ضرور بتادیتا۔"

"میں تم سے معافی مانگ چکا ہوں، مگر یہ شخص۔" میں نے گردن موڑ کر لڈا سٹم بوٹ کو دیکھا۔ وہ اسی طرح بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ میں نے تشویش سے کہا۔ "شاید وہ زیادہ زخمی ہوگیا ہے۔ وہ بے رحمی سے اسے مار رہے تھے۔"

"نہیں۔ وہ ٹھیک ہے بس آرام کررہا ہے۔" ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید تم اس سے عداوت رکھتے ہو۔"

"میں؟"

"ہاں۔"

"پوری دنیا میں مجھے کسی سے عداوت نہیں ہے۔ اپنے اس چچا سے بھی نہیں جس نے میری زندگی کے پانچ سال مجھ سے چھین لیے ہیں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"قیدی کے سلسلے میں تمہارے الفاظ ایسے ہی ہیں۔"

"تمہیں یہاں آئے ہو کتنا وقت گزر گیا۔"

"چند گھنٹے۔"

"تب ہی اس طرح کہہ رہے ہو۔ تم نے اس پر مار پڑتے ہوئے نہیں دیکھی۔ وہ کئی محافظوں کو زخمی کر چکا ہے۔"

"آخر کیوں؟"

"وہ بے حد غصہ ور ہے۔ ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔ اصل میں وہ اسپتال میں رہنا چاہتا ہے۔ وہاں شاید اسے زیادہ آرام ملتا ہے' لیکن اب جیل کے حکام اس کی پالیسی سمجھ چکے ہیں۔ وہ اسے اب اسپتال نہیں لے جاتے کیونکہ وہ اس کی سخت جانی کے بارے میں جانتے ہیں۔"

میں خاموش ہوگیا۔ ولیم نے اور بھی کئی باتیں اس کے بارے میں بتائی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے اسے اٹھتے ہوئے دیکھا وہ زینہ زینہ چلتا ہوا ایک گوشے میں جا بیٹھا تھا۔

پھر کھانے کا وقت ہوگیا۔ ایک طرف برتن چنے ہوئے تھے۔ کچھ کاؤنٹر لگا دیے گئے جن پر کھانا رکھ دیا گیا قیدیوں نے برتن اٹھائے اور قطار بنا کر کھڑے ہوگئے۔ وہ ایک ایک کر کے کاؤنٹر کے سامنے سے گزرتے اور ان کی پلیٹ میں ابلے ہوئے چاول ڈال دیے جاتے اس سے آگے ترکاری کے برتن لگے تھے جن سے ان چاولوں میں ترکاری ڈال دی جاتی تھی۔ میں نے اپنا کھانا لے کر لڈاسٹم بوٹ کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر محافظ کھڑے قیدیوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں اپنا برتن لے کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اپنا برتن اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے چونک کر گردن اٹھائی۔ اس کی آنکھوں سے نفرت جھانک رہی تھی۔

"تم زخمی ہو۔ کھانا لے لو۔" میں نے ہمدردی سے کہا۔

"برتن اٹھاؤ اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" اس نے غرا کر کہا۔

"پلیز۔ میں تمہارے لیے افسردہ ہوں۔ انہوں نے تمہیں بہت بے رحمی سے مارا ہے۔ تم یہ کھانا کھالو۔"

"میں نے تم سے کہا ہے دفع ہو جاؤ۔" وہ پھر اسی انداز میں بولا۔

"میں........." ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس نے زور سے برتن میں لات ماری اور برتن اچھل کر دور جا گرا۔ محافظ چونک کر ادھر دیکھنے لگے پھر ان کے چہرے غصے سے سرخ ہوگئے۔ دو محافظ لڈاسٹم کو گھورتے ہوئے اس کے پاس آگئے۔

"تمہارا دماغ ابھی ٹھیک نہیں ہوا۔ اسے اٹھاؤ اور مارو۔" ایک محافظ نے کہا۔

"برتن میں نے پھینکا ہے۔" میں نے کرخت لہجے میں کہا اور دونوں میری طرف گھوم گئے۔

"تم نے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیوں؟"

"یہ کھانا ہے۔ پھیکا اور بے مزا۔"

"اوہ۔ تب پھر ہم تمہیں بہتر کھانا کھلاتے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا اور ایک زوردار گھونسہ میرے جبڑے پر رسید کر دیا' پھر گھونسے' لاتیں' تھپڑ۔ وہ درندے تھے۔ معمولی سی بات پر انہوں نے میری کافی پٹائی کر دی تھی۔ دوسرے قیدی تماشہ دیکھتے رہے۔ محافظ دل بھر جانے کے بعد مجھے اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

میں بہت دیر اسی طرح پڑا رہا۔ کھانے کا وقفہ ختم ہوا تو میں اپنے زخموں سے خون صاف کر کے پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا میں نے اسٹم بوٹ کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا بہرحال یہ فیصلہ ضرور کر لیا تھا کہ اس کے بعد کم از کم ایسی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ نہیں کروں گا۔ شام کو کام ختم ہوگیا اور ہمیں بیرکوں میں ہانک دیا گیا۔ بڑی بیرک میں بے شمار قیدی تھے میں نے دیکھ لیا تھا کہ اسٹم بوٹ بھی وہیں موجود ہے' لیکن میں نے اس سے نگاہیں چرائے رکھیں۔ جال ڈالا تھا میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ انسانیت کی حد میں ہے یا اس سے

آگے نکل چکا ہے۔

رات کا کھانا بیرک میں ہی تقسیم ہوتا تھا۔ طریقہ کار وہی ہوتا تھا جو باہر کھلے میدان میں۔ میں جان بوجھ کر اپنا کھانا لینے کے لیے نہیں اٹھا اور اپنی جگہ پڑا رہا پھر دل ہی دل میں اس وقت خوشی سے اچھل پڑا۔ جب وہ دو برتنوں میں کھانا لے کر لڈ میرے پاس پہنچ گیا۔

"اٹھو۔" وہ بھاری لہجے میں بولا اور میں سہارا لے کر اٹھ گیا۔ "لو کھانا کھاؤ۔"

"تھینک یو سر۔" میں نے برتن اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ میرے اس نرم رویے نے اسے خوش کیا تھا۔ وہ بھی وہیں بیٹھ کر کھانے لگا۔ سارا کھانا خاموشی سے کھایا گیا تھا۔

"کسی پاگل خانے سے آئے ہو۔" وہ بولا۔

"جی؟"

"یہاں جیل میں انسانیت کا مظاہرہ کرتے ہو۔"

"میں انسان ہوں سر۔ جو ہوں وہ کرتا ہوں۔"

"انسان ہو؟" وہ ہنس پڑا۔

"میرا یہی خیال ہے۔"

"انسان ہو تو جیل میں کیوں آئے ہو۔"

"اپنے جرم کی بنا پر۔"

"انسان ہو کر جرم کیوں کرتے ہو۔"

"بات یہ ہے سر کہ انہوں نے آپ کو مارا تھا۔ آپ زخمی تھے میں نے اپنا کھانا آپ کو پیش کر دیا۔ وہ آپ کو دوبارہ مارتے اس لیے میں نے جھوٹ بول دیا۔ بس اتنا انسان ہوں۔"

"اس سے زیادہ تو نہیں ہو؟"

"ہوتا تو جرم کیوں کرتا۔" میں نے ہنس کر کہا اور وہ سنجیدہ ہو گیا' پھر خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دور جا کر بیٹھ گیا۔ پتھر پر پہلی بوند پڑ گئی تھی۔ میں اس کی فطرت کا اندازہ لگاتا رہا۔ اس کے بعد میں اس سے دور ہی رہا۔ بہت قریب جانے سے وہ شبہ کا شکار بھی ہو سکتا تھا۔

لیکن پھر بہت وقت نہ گزرا تھا کہ میں نے فالکن برادرز کو دیکھا۔ وہ تینوں بھی آ گئے تھے۔ مجھے تھوڑا سا افسوس بھی ہوا لیکن ایسے کام افسوسناک ہی ہوتے ہیں مجھے جو کچھ کرنا ہے اس میں تو ابھی بہت سے لوگوں کو میرے ہاتھوں نقصان پہنچے گا۔ البتہ جب ہم باہر کام کر رہے تھے تو انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔ وہ بے قابو ہو گئے اور تینوں نے مجھے گھیر لیا۔ ان کے ہاتھوں میں بیلچے اور کدالیں تھیں اور انہوں نے بیک وقت مجھ پر اس وحشیانہ انداز میں حملہ کیا تھا کہ اگر میں ہوشیار نہ ہوتا تو کام تمام ہو گیا تھا۔ ان کے انداز میں دیوانگی تھی اور وہ اس طرح مجھ پر حملے کر رہے تھے کہ آس پاس کے تمام قیدی ششدر رہ گئے' لیکن مجھے بچنا تھا چنانچہ میں نے جوابی کارروائی تو نہیں کی لیکن چند گز کے علاقے میں انہیں نچا کر رکھ دیا۔ وہ مجھے چھو بھی نہیں سکے اور پھر اچانک لڈ اسٹم بوٹ اس لڑائی میں شریک ہو گیا۔ اس نے عقب سے حملہ آوروں میں سے ایک کو پکڑا اور اسے گھما کر دور پھینک دیا باقی دو کے اوزار اس نے پکڑ لیے اور ایک کے منہ پر ٹکر ماری وہ لہولہان ہو گیا۔ بس اتنی دیر میں محافظ پہنچ گئے' لیکن شکر تھا کہ محافظوں نے دور سے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے فالکن برادرز کی ہی مرمت شروع کر دی۔ ایک محافظ نے مجھ سے پوچھا۔

"میں تو خاموشی سے کام کر رہا تھا جناب۔ یہ تینوں اچانک مجھ پر حملہ آور ہو گئے۔"

"تم سے کیا دشمنی ہے انہیں؟"

"میں نہیں جانتا سر' لیکن اگر مسٹر اسٹم بوٹ میری مدد نہ کرتے تو یہ ضرور مجھے قتل کر دیتے۔ انہوں نے میری زندگی بچائی ہے۔"

محافظ فالکن برادرز کو بری طرح مارتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ میں نے اسٹم بوٹ کو دیکھا' لیکن وہ خاموشی سے ایک طرف بڑھ گیا۔ میں دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا تھا۔

پھر اس رات برف پگھل گئی۔ وہ اپنا کھانا لے کر میرے پاس آ بیٹھا تھا۔ "پورے امریکہ میں اس سے زیادہ گھٹیا جیل کہیں نہیں ہو گی۔"

"میرا بھی یہی تجربہ ہے۔"

"اس سے پہلے بھی جیلوں میں رہ چکے ہو؟"

"کئی۔"

"کتنے کتنے سال کی سزائیں ہوئی ہیں۔"

"پانچ اور سات سال سے کم کبھی نہیں ہوئی۔"

"کیا؟" وہ حیرت سے بولا۔

"میں سچ بول رہا ہوں۔"

"یہ سزائیں کتنی بار ہوئی ہیں۔"

"تقریباً آٹھ بار۔ آٹھویں سزا یہ ہے۔"

"اور تم کہہ رہے ہو کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے۔"

"جی سر!"

"تمہاری عمر کتنی ہے۔"

"ستائیس سال۔" میں نے کہا اور ہنس پڑا۔

"کسی جیل میں ہی پیدا ہوئے تھے کیا؟"

"نہیں سر۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ پوری تفصیل سنیں گے تو میری بات پر ضرور اعتبار کرلیں گے۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"کیم۔ سی کیم۔ لوگ مجھے پروفیسر کیم کہتے ہیں۔"

"پروفیسر کیوں کہتے ہیں؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔"

"میرا نام معلوم ہے؟"

"جی سر۔"

"کیا نام ہے میرا؟"

"لڈا سٹم بوٹ۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"تمام قیدی آپ کا نام جانتے ہیں۔"

"ہوں۔" اس نے اپنا برتن صاف کرکے رکھ دیا۔ پانی پیا پھر میرے پاس آبیٹھا۔

"کیا تفصیل ہے تمہاری قید کی؟"

"پہلی بار مجھے ہانگ کانگ میں سات سال کی سزا ہوئی تھی۔ یہ سزا میں نے ایک مہینہ گیارہ دن میں پوری کرلی۔ دوسری سزا آئی لینڈ میں پانچ سال کی ہوئی تھی وہاں میں صرف بیس دن رکا تھا۔ تیسری.........." میں اسے تفصیل بتاتا رہا۔ وہ حیران نظر آرہا تھا۔

جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا۔

"اب اس بکواس کا مطلب بھی بتاؤ۔"

"اس بار مجھے چار سال کی سزا ہوئی ہے سر' لیکن شاید میں پندرہ دن سے زیادہ یہاں نہیں گزاروں گا۔"

"کیا کرو گے؟"

"بھاگ جاؤں گا؟"

"تم ان تمام جیلوں سے بھاگ چکے ہو؟"

"جی سر"

"بہت شیخی خور ہو۔ بکواس کرتے ہو۔"

"پندرہ دن میں نے زیادہ بتائے ہیں' ممکن ہے اس سے بھی کم وقت لگے۔" میں نے بے پرواہی سے کہا اور وہ کینہ توز نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"سولھویں دن اگر تم مجھے نظر آئے تو میں تمہیں قتل کردوں گا۔"

"نظر نہ آؤں سر تو مجھے یہ سوچ کر ضرور یاد کرلیجئے کہ میں سچا آدمی تھا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

وہ ایک منٹ تک خاموش بیٹھا رہا پھر اچانک اٹھ کر دور چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے اس کی جانب رخ نہیں کیا تھا' لیکن میں جانتا تھا کہ میں نے اسے پریشان کردیا ہے۔

دوسری رات وہ کھانے کے بعد میرے پاس آگیا تھا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی جادو ہے جس کے ذریعہ تم جیلوں سے نکل جاتے ہو۔" اس نے کہا۔

"نہیں سر! ذہانت سب سے بڑا جادو ہوتی ہے۔ میں نے دو طریقوں پر توجہ دی ہے۔"

"کیا؟"

"بہترین جنگ وہ ہے جس میں تم دوسروں کو نقصان پہنچانے کے بجائے اپنا دفاع کرسکو۔ اس سے بڑے فائدے رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ کر رہے ہو اس کے نتائج بھگتنے کے لیے ہمیشہ تیار رہو۔ اپنا کام کرتے ہوئے میں صرف یہ دیکھتا ہوں کہ کام بھی ہو جائے اور میں بچ بھی جاؤں' لیکن اگر کوئی خطرناک صورت حال پیش آتی ہے تو میں فوراً" ہتھیار ڈال دیتا ہوں اور دوسرے محاذ کے لیے تیاریاں کرتا ہوں۔"

"دوسرا محاذ کیا ہوتا ہے؟"

"یہی سر کہ میں آزادی حاصل کرلوں۔"

"کام کیا کرتے ہو؟"

"عام طور سے ڈرگس اسمگل کرلیا کرتا ہوں۔ دو تین بار نوادرات کی چوری کر کے انہیں فروخت کیا ہے۔ سر یہ بہترین کام ہے اس میں فوراً" رزلٹ مل جاتا ہے۔"

وہ مسکرا پڑا پھر بولا۔ "کبھی قتل بھی کیا ہے؟"

"جان بوجھ کر نہیں۔ اتفاقیہ طور پر کئی قتل ہوچکے ہیں میرے ہاتھ سے۔"

"بہت دلچسپ آدمی ہو اور بڑے عجیب بھی' بالکل مجرم نہیں معلوم ہوتے' لیکن تمہارے ایک بیان کی تصدیق ہوچکی ہے۔"

"کون سے بیان کی سر؟"

"تم نے کہا ہے کہ بہترین جنگ وہ ہے جس میں اپنا دفاع کیا جاسکے اور میں تمہیں ان تین افراد سے اپنا دفاع کرتے دیکھ چکا ہوں حالانکہ وہ تینوں تمہیں قتل کر دینا چاہتے تھے اور ان کی پوری پوری کوشش یہی تھی' لیکن میں نے دیکھا کہ تم صرف اپنے آپ کو بچاتے رہے تم نے ایک بار بھی ان پر حملہ نہیں کیا تھا اور اس سے تمہیں محافظوں کی ہمدردی حاصل ہوگئی۔"

"سر میں یہی چاہتا تھا۔" میں نے گردن خم کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گویا تم وہی کر رہے تھے جو تمہاری خواہش تھی۔"

"جی سر۔" میں نے جواب دیا اور وہ کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم کافی چالاک آدمی ہو۔"

"سر آدمی چالاک ہو یا نہ ہو' لیکن جو کام وہ کر رہا ہو اس کے لیے اسے ہمیشہ مستعد رہنا چاہیے۔ ورنہ پھر بہتر یہ ہے کہ وہ کام چھوڑ کر کوئی دوسرا کام کرے۔"

"میرے ان الفاظ پر وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔"

"تمہارے لیے میں ایک قطعی غیر اہم شخصیت ہوں ہماری ملاقات بھی اس جیل میں ہوئی ہے۔ وہاں جہاں مجھے کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے' لیکن یہ مت سمجھنا کہ میں کوئی معمولی انسان ہوں۔ میرا نام لڈ اسٹم بوٹ ہے اور دنیا کے کئی ممالک کی پولیس مجھ سے کانپتی ہے' لیکن میرا انداز فکر تم جیسا نہیں ہے۔ میں اپنی تیز مزاجی کی بناء پر ہمیشہ مار کھا جاتا ہوں۔ زندگی میں ایک بار صرف ایک بار میں نے ایک شخص سے دوستی کی تھی۔ میری اور اس کی دوستی مثالی حیثیت رکھتی تھی' لیکن اس کے بعد اس نے مجھے دھوکہ دیا اور میرا دل اس جانب سے اس طرح ہٹا کہ میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ دوبارہ کسی سے دوستی نہیں کروں گا تم سے بھی میں دوستی نہیں کر رہا بس ایک لالچ دل میں آگیا ہے جس کی بناء پر میں تمہاری جانب متوجہ ہوا ہوں ورنہ یقین کرو مجھے اب ان تمام فضول باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی ہے اور پھر تم نے اس وقت ایک بے لوث خلوص کا ثبوت دیا تھا میں اس سے متاثر ہوا' لیکن تم سمجھ گئے ہوگے کہ میں نے تمہارے اس خلوص کو قبول کیوں نہیں کیا۔"

"سر ہوتا ہے بعض اوقات انسانی ذہن کو اسی طرح تکدر کا شکار کر دیتے ہیں' لیکن سر بہرحال انسان کو انسان کی ضرورت باقی رہتی ہے اب آپ دیکھ لیجیے آپ نے ان تینوں سے میرا دفاع کیا یہ ایک بے اختیار جذبہ تھا۔ آپ کے دل میں اس وقت صرف ایک ہی تصور ہوگا وہ یہ کہ میں نے آپ کی وجہ سے مار کھائی تھی۔" وہ پھر خاموش ہوگیا اور دیر تک خاموش رہنے کے بعد سرد لہجے میں بولا۔

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ مجھے تم سے کیا لالچ ہے؟"

"سر لالچ کا لفظ آپ نے استعمال کیا ہے میں اس سے اختلاف رکھتا ہوں اگر چند لمحات کی رفاقت ہم میں سے کوئی کر کے کام آجائے تو اسے لالچ نہیں کہا جاسکتا بہر طور انسانوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر ایسی جگہ خاص طور سے جہاں ہم وحشی درندوں کے درمیان بسر کر رہے ہوں۔ میرے خیال میں تو تمام قیدیوں کو ایک

دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہیے۔"

"یہ سب انسانیت سے عاری لوگ ہوتے ہیں ورنہ مجرم نہ ہوں۔" اس نے ناک سکوڑ کر کہا پھر بولا۔ "میں جانتا ہوں تم مجھ سے کبھی نہیں پوچھو گے کہ مجھے تم سے کیا لالچ ہے اس لیے میں خود ہی بتائے دے رہا ہوں۔"

"جی سر۔"

"میں بھی فرار ہونا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا اور میرے بدن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ میں چند لمحات خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"تو پھر یہ سمجھ لیجیے سر کہ ہم لوگ آزاد ہیں۔"

"دیکھو اتنی بڑی بڑی باتیں مت کرو مجھے غصہ آجاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے سر آپ کو ایک وعدہ ضرور کرنا ہوگا؟"

"کیا؟"

"بعد میں چاہے آپ ہمیشہ مجھ پر حکم چلاتے رہیں، لیکن جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے کرنے کے لیے آپ کو میری ہدایات ماننا ہوگی۔" اس نے بھنویں سکوڑ کر مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"ٹھیک ہے میں اس کا وعدہ کرتا ہوں لیکن کب تک فرار کا منصوبہ بناؤ گے اور وہ منصوبہ کیا ہوگا؟"

"اس کے بارے میں آپ کو بالکل نہیں بتاؤں گا سر، بس میں نے پندرہ دن کا وقت دیا تھا آپ کو، میں اس میعاد کو اور کم کیے دیتا ہوں۔ چند روز، دو دن، چار دن، پانچ دن بس اس کے اندر اندر۔" میں نے کہا اور وہ بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھنے لگا۔

"دوسرے دن میں نے کام شروع کرلیا۔ آج میں نے پوری طرح اس جیل کا جائزہ لیا تھا۔ داخلی راستہ، یہاں موجود گاڑیاں جیل سے باہر کے بارے میں اندازہ لگایا اگر کوئن میکویا نے جو کچھ کیا ہے وہ کارآمد ہوجاتا ہے تو یہاں سے باہر نکلنا مشکل نہیں ہوگا اور اگر خدانخواستہ یہ منصوبہ کارآمد نہ ہوسکے تو۔ آگے کے تصور سے مجھے خوف محسوس ہوتا تھا۔"

رات کو وہ پھر میرے پاس آگیا۔ "تم فرار کے منصوبے کے بارے میں سوچ رہے

ہو؟"

"ہاں۔ ایک بات میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا سر۔"

"پوچھو۔"

"کیا آپ جیل سے کونسا شہر تک راستہ جانتے ہیں؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔"

"اکوا ڈور سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہوسکتا ہے۔" میں نے کہا اور وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔

"ہمیں کوئٹو پہنچنا ہوگا۔ کوئٹو سے ہم کولمبیا جاسکتے ہیں اور کولمبیا پہنچ گئے تو سمجھو اپنی مملکت میں پہنچ گئے۔ وہاں شارٹی ہے میرے ٹکڑوں پر پلا ہوا شارٹی۔ جو میری عزت کرتا ہے۔"

"کوئٹو میں کون ہے؟"

"وہاں انتظام ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ وہاں بڑے کام کے لوگ ہیں جو ہمارے کولمبیا پہنچنے کے سارے انتظامات کرلیں گے۔"

"کونسا سے کوئٹو۔" میں نے پر خیال انداز میں کہا۔

"ہاں سب بعد کی باتیں ہیں۔ ہم حالات کنٹرول کرلیں گے اصل مسئلہ اس جیل سے نکلنا ہے اور یہ آسان نہیں ہے۔" میں نے مصلحتاً بہت زیادہ ڈینگیں نہیں ماریں۔ بڑے آرام کے شب و روز گزرے تھے لیکن میں اب تک کی کاوشوں کو بے حد کارآمد سمجھتا تھا۔ وہ سب ہوگیا تھا جو اس پورے پلان کا دوسرا مرحلہ تھا اور اب تیسرے مرحلے کا آغاز تھا۔

دوسرے دن بھی میں نے حالات کا پورا پورا جائزہ لیا اور دل میں فیصلہ کرلیا کہ بس اس سے زیادہ وقت صرف کرنا بے کار ہے چنانچہ اس رات میں نے کھانے کے بعد اسٹم بوٹ سے کہا۔

"مسٹر اسٹم بوٹ۔ یہ رات سونے کی رات نہیں ہے۔ آپ جاگتے رہیں گے۔"

"کیوں؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"آج رات ہم جیل سے نکل جائیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت اور سنسنی کے نقوش ابھرے پھر فطری وحشت ابھر آئی۔ "دیکھو میرے سامنے سپرمین بننے کی کوشش مت کرو۔ وہ لوگ مجھے بالکل گدھے لگتے ہیں جو کسی ناممکن کو آسانی سے ممکن کہہ دیا کرتے ہیں۔"

"سوری سر' شاید میں نے الفاظ کے استعمال میں غلطی کی ہے۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ آج ہم یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے۔" میں نے فوراً ہی لہجہ بدل کر کہا۔

اس ساؤنڈ کو کنٹرول کرنا ایک مشکل کام تھا اور ذرا سی لغزش کام بگاڑ سکتی تھی۔

میرے ان الفاظ سے وہ متاثر ہوا اور بولا۔ "اصل میں میری سمجھ میں بات آئی نہیں۔ جیل کا عملہ اب اس قدر غیر مستعد بھی نہیں ہے کہ رات کو پہرہ نہ دیا جاتا ہو۔ میں خود اس کا جائزہ لے چکا ہوں۔ اس کے علاوہ قیدی ہیں اور قیدیوں کے نگراں ہیں۔ آخر وہ کون سا طریقہ ہوگا جس کے تحت تم ان سب کو دھوکا دے کر یہاں سے نکل جاؤ گے؟"

"سر میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے تھوڑی سی مہارت حاصل ہے لیکن شرط یہی ہے کہ آپ مجھ سے تعاون کریں اور کچھ دیر کے لیے اپنی عظیم شخصیت کو بھول جائیں۔ بعض اوقات ادنیٰ غلام بھی کوئی ایسی بات کہہ دیا کرتے ہیں جس کا مفہوم بہتر ہی نکلتا ہے۔ میں اسی نکتہ نگاہ سے کہہ رہا تھا۔"

"خیر مجھے تم سے تعاون کرنے میں کوئی عار نہیں ہے بس بات تھوڑی بہت میری

سمجھ میں آجایا کرے تو زیادہ بہتر ہے۔"

"سر میں ایک ایسا طریقہ اختیار کروں گا کہ یہ لوگ کچھ دیر کے لیے ہوش و حواس سے عاری ہو جائیں اور وہی ہمارے یہاں سے نکلنے کے لمحات ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس رات نہ سوؤں تو میں تمہارے لیے یہ کر سکتا ہوں۔"

"تھینک یو ویری مچ سر۔" میں نے کہا۔

اب اس سے زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گیا۔ مجھے اپنے کام کے لیے پوری طرح مستعد ہو جانا تھا۔ کوئن میکوویا نے جو انگلیاں میرے ہاتھوں میں بڑھائی تھیں ان کے بارے میں اس نے دعویٰ تو یہی کیا تھا کہ وہ کونسا کی جیل سے نکلنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گی۔ یہ مارجن بھی رکھنا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ اس قدر وسیع علاقے میں کارآمد نہ ہو پائیں اور ہمیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسے لمحات کے لیے بھی میں نے اپنے ذہن میں کچھ سوچ رکھا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ وہ کیا طریقہ اختیار کرنا تھا جس کے لیے مجھے ہدایت دی گئی تھی۔ پتا نہیں گیس کے یہ چھوٹے چھوٹے سلنڈر جو میرے ہاتھ میں خاص طور سے فکس کر دیے گئے تھے اس قدر کارآمد ہوسکتے ہیں یا مجھے شرمندگی ہی نہیں بلکہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خیر یہ تو میری فطرت میں ہی نہیں تھا کہ وقت سے پہلے اپنے آپ پر خوف کو مسلط کرلوں۔

چنانچہ وقت مقررہ پر میں نے دو ایسے برتنوں کا انتظام کیا جن میں پانی بھرلیا جائے اور اس کے بعد ایک بار پھر کوشش کرکے لڈ اسٹم بوٹ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے پانی کا بڑا سا پیالہ اسے دے کر کہا۔

"آپ کو اسے اپنے ہاتھوں میں سنبھال کر اس میں اپنا چہرہ ڈبو دینا ہے۔"

وہ نہ جانے کیوں خوشگوار موڈ میں تھا کہنے لگا۔ "گویا تم چاہتے ہو کہ میں چلو بھر پانی میں ڈوب مروں۔"

"نہیں سر میں اپنے لیے بھی یہی چلو بھر پانی لایا ہوں بس ہمیں چند لمحات اپنا چہرہ اس پانی میں ڈبوئے رکھنا ہوگا۔"

”اس شتر مرغ کے مانند جو ریت میں سر چھپا لیتا ہے۔“

”جی سر آپ کچھ بھی سمجھیں۔“

”مگر اس سے ہو گا کیا؟؟“

”اس کے نتائج تھوڑی دیر کے بعد بر آمد ہو جائیں گے لیکن ایک بات آپ ذہن نشین کر لیں اگر آپ نے اپنا چہرہ پانی سے نکالا تو ہم اپنے منصوبے میں ناکام ہو جائیں گے۔“

”خدا جانے تم کس قسم کے پاگل ہو۔ اب تک تمہاری باتوں کو میں دیوانگی ہی سمجھتا رہا ہوں۔“

”اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں تو آپ آئندہ میری باتوں کو دیوانگی نہ سمجھیں۔“

وہ نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”لیکن ایک بار اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر اس احمقانہ کام کا کوئی رد عمل نہ ہوا تو پھر میرا موڈ بہتر نہیں رہ سکے گا۔“

”میں آپ کی طرف سے دی ہوئی ہر سزا قبول کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔“ میں نے کہا۔

”او کے جو کرنا چاہتے ہو کرو۔“ اس نے پانی کا پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

اس کے بعد میں نے بسم اللہ کر کے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ اس کے سامنے ہی میں نے اپنی چھ چھ انگلیوں کو پانچ پانچ کر لیا اور وہ حیران نگاہوں سے میرے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔ میں نے گیس کے سلنڈر علیحدہ کر کے ان کا وہ پن تلاش کیا جس کے بارے میں کوئن میکوویا نے مجھے بتا دیا تھا اور پھر جس قدر قوت سے میں انہیں دور پھینک سکتا تھا میں نے وہ دونوں سلنڈر دور پھینک دیے۔ لڈ نے کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے فوراً" اپنا چہرہ پیالے میں بھرے ہوئے پانی میں ڈبو دیا۔ میری دیکھا دیکھی اس نے بھی یہی کیا۔ میرا دل اس شدت سے دھڑک رہا تھا کہ میں خود اس کی آواز سن رہا تھا لیکن میں نے پانی کے پیالے سے چہرہ نہیں ہٹایا اور لڈ نے بھی نہ جانے کیوں اپنا چہرہ پانی ہی میں ڈبوئے رکھا پھر کوئن میکوویا کی ہدایت کے مطابق جب مقرر وقت گزر گیا تو میں نے اپنا چہرہ پانی سے نکال لیا۔

”میں بھی اپنا چہرہ پانی سے نکال لوں یا اس میں ڈبوئے ڈبوئے اپنا سانس بند کر لوں۔

اس طرح تمہیں مجھ سے نجات مل جائے گی۔“

میں نے آگے بڑھ کر پانی کا پیالہ اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا ورنہ لڈ دوبارہ پانی میں چہرہ ڈبونے جا رہا تھا۔ میں نے گہری گہری سانسیں لیں کوئی خاص بات نہیں ہوئی البتہ ایک ہلکی ہلکی بو فضا میں ضرور پھیلی ہوئی تھی لیکن وہ اب ناگوار نہیں تھی۔

”نہیں مسٹر لڈ اب یہ پانی ہمارے لیے بے مقصد ہے۔“

”کیا ہمیں منہ دھو کر یہاں سے نکلنا تھا لیکن منہ دھونے کے لیے یہ طریقہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ غالباً" اس کی کوئی خاص ہی وجہ ہو گی؟؟“

”جی وجہ تو واقعی اس کی خاص ہی تھی۔“

”خیر تم جانو اور تمہارا کام۔ اب تم مجھ سے احمقانہ حرکتیں کرانے میں مصروف ہو گئے ہو تو ٹھیک ہے یہ بھی برداشت کر لوں گا۔“ اس نے کہا۔

میرے پورے بدن میں اب بھی سنسنی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ چنانچہ اب میں نتیجہ دیکھنا چاہتا تھا۔ میں بے آواز رینگتا ہوا باہر نکل آیا اور پھر میں نے وہاں کے ماحول کا جائزہ لیا۔ چاروں طرف ہو کا عالم اور خاموشی طاری تھی لیکن کچھ فاصلے پر دو سنتریوں کو زمین بوس دیکھ کر میری ہمت کچھ بڑھ گئی۔ میں آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچ گیا اور پھر میں نے انہیں جھنجھوڑ کر دیکھا وہ بے ہوش پڑے تھے۔ میری نگاہیں چاروں طرف کا جائزہ لینے لگیں۔ کوئن میکوویا کی فراہم کردہ گیس کے نتائج تو کچھ بہتر محسوس ہو رہے تھے۔ میں نے دور تک ایک لمبا چکر لگایا اور جدھر بھی مجھے لوگ نظر آئے بے ہوش ہی نظر آئے۔ قیدیوں کی بیرکس میں بھی مکمل خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ قیدیوں کے لیے جو محافظ کتے رکھے گئے تھے ان کی آوازیں بھی نہیں سنائی دے رہی تھیں چنانچہ میں دوڑتا ہوا لڈ کے پاس پہنچ گیا۔

”یہ کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟“

”آئیے مسٹر لڈ ہمارے لیے فرار کا راستہ کھلا ہوا ہے۔“

”کک......... کیا بک رہے ہو تم؟؟“

”آپ پلیز آئیے۔“

میں نے اس سے کہا اور وہ حیرت زدہ سا میرے ساتھ باہر نکل آیا۔ ہم لوگ آگے

بڑھ کر جیل کے وسیع احاطے کو عبور کرنے لگے۔

"یہ انہیں کیا ہو گیا۔ کیا سب ہلاک ہو گئے؟"

"میرے ساتھ تیزی سے آیئے۔" میں نے کہا۔

ہم تیزی سے آگے بڑھ کر ایک جگہ پہنچ گئے جہاں ایک گاڑی نظر آرہی تھی لیکن گاڑی میں بیٹھنے کے بعد مجھے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ گاڑی میں چابی موجود نہیں تھی اور ویسے تو یہاں بہت سی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں لیکن ان کی چابیاں ظاہر ہے ان میں نہیں ہوں گی۔ ایک ٹھنڈی سانس لے کر میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ لڈ اب بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ غالباً اسے اس بات پر شدید حیرت تھی کہ کسی طرف سے کوئی مدافعت نہیں ہو رہی۔ یہاں تک کہ ہم جیل کے بڑے گیٹ کے پاس پہنچ گئے۔ گیٹ کے پاس کھڑے ہوئی مسلح محافظ بھی انٹا غفیل پڑے ہوئے تھے۔ لڈ کو نجانے کیا سوجھی اچانک اس نے ایک محافظ کی گن اپنے قبضے میں لے لی اور اس کے کارتوس کی پیٹی اتار کر اپنے جسم پر سجالی۔ خیر اس حد تک یہ غلط نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے اس کی ضرورت پیش آجائے چنانچہ میں نے بھی اس کی دیکھا دیکھی یہی عمل کیا اور اس کے بعد ہم ذیلی دروازے سے باہر نکل آئے۔ لڈ اب سچ مچ سحر زدہ سا نظر آرہا تھا اس نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں دوڑ لگانی چاہیے۔"

"اب آگے کی رہنمائی آپ کے سپرد ہے۔"

"آجاؤ' ہمیں تیزی سے چلنا ہوگا۔"

اس کے بعد ہم نے دوڑنا شروع کر دیا۔ ابتدا میں رفتار بہت تیز رکھی گئی۔ بعد میں ہم نے رفتار سست کر دی تھی۔ لڈ اس تھوڑے سے عرصے کے لیے درندے کے بجائے انسان نظر آنے لگا تھا۔ غالباً شدید حیرت نے اسے حواس باختہ کر دیا تھا چنانچہ وہ خاموشی سے سفر کر رہا تھا۔ ہم لوگ بہت دور نکل آئے۔ میں نے لڈ سے کہا۔

"سر آپ نے کہا تھا کہ آپ راستے کے بارے میں جانتے ہیں۔ اب مجھے کونسا کی جانب آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"ہم ادھر ہی چل رہے ہیں۔ میں بہت زیادہ تفصیلات تو نہیں جانتا لیکن وہ جو سامنے ڈھلان نظر آرہے ہیں انہیں عبور کرنے کے بعد ہمیں سڑک نظر آجانی چاہیے۔

دائیں طرف سے سڑک ایک اور شہر کی جانب جاتی ہے لیکن اگر ہم سیدھے ہاتھ پر چلیں گے تو ہم کونسا کا رخ کریں گے۔"

"ٹھیک ہے سر۔" میں نے خاموشی اختیار کر لی اور اس کے بعد ہم لوگ مزید سفر طے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آسمان پر نکلے ہوئے چاند کی روشنی میں ہمیں وہ سنسان سڑک نظر آگئی جو ڈھلانوں کو عبور کرنے کے بعد بل کھاتی ہوئی دور تک جاتی نظر آتی تھی۔

یہاں تک تو لڈ کی رہنمائی کار آمد رہی تھی لیکن اب یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا کہ کونسا شہر تک پہنچنے کے لیے ہمیں کتنا سفر کرنا ہوگا لیکن یہ سب کچھ اس قدر آسان تو نہیں تھا۔ اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا چنانچہ ڈھلان عبور کر کے ہم سڑک پر پہنچ گئے۔

ابھی ہم سڑک سے کافی فاصلے پر تھے کہ ہم نے ایک ٹرک کو سڑک سے گزرتے ہوئے دیکھا لیکن یہ کونسا کی جانب سے آیا تھا اور مخالف سمت جا رہا تھا۔

"رات میں بھی اس سڑک پر سفر کرتا ہے اصل میں یہ سڑک ایک قصبے روسٹرا کی جانب جاتی ہے۔ وہ نہایت پر فضا پہاڑی مقام ہے لوگ ادھر عموماً تفریحی سیر کرتے رہتے ہیں۔"

ہم لوگ سڑک پر آگئے لیکن انداز ایسا رکھا کہ دور سے ہمیں دیکھا نہ جاسکے پھر ہم نے کونسا کی جانب رخ کیا تھا۔ لڈ نے تھوڑی دیر کے بعد میرا ہاتھ دبایا اس بار کوئی گاڑی روسٹرا سے کونسا کی جانب آرہی تھی۔

"یہ کون ہے اس بارے میں ہم نہیں جانتے لیکن ایک بات طے ہے کہ اگر ہم سڑک پر آکر اسے روکنے کی کوشش کریں گے تو یہ کبھی نہیں رکیں گے کیونکہ اول تو ہمارے جسم پر قیدیوں کی وردی ہے اور پھر ہتھیار بھی ہمارے بدن پر سجے ہوئے ہیں وہ لوگ ہمیں روند کر بھی نکل سکتے ہیں البتہ انہیں جانے دو۔ ایک ترکیب میری سمجھ میں آگئی ہے۔"

"وہ کیا سر؟" میں نے کہا۔

گاڑی ہی تھی اور بہت تیز رفتاری سے آرہی تھی چنانچہ وہ ہمارے سامنے سے گزر گئی۔

"سڑک زیادہ چوڑی نہیں ہے اسے بند کرنا ہمارے لیے مشکل نہیں ہوگا۔ یہاں جھاڑیاں اور پتھر بہت ہیں۔ چلو آجاؤ۔" لڈ نے کہا۔

اس کے بعد ہم نے جھاڑیاں اٹھا اٹھا کر سڑک پر پھینکنا شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اچھی خاصی جھاڑیاں سڑک پر جمع ہوگئیں۔ آنے والی گاڑی کو ہر قیمت پر روکنا ہی پڑے گا لیکن اب یہ تقدیر کی بات ہے کہ گاڑی کونسا کی طرف سے آئے یا دوسری جانب سے اور یہی ہوا بھی۔ روسٹرا سے آنے کے بجائے ہمیں ایک لمبی خوبصورت کار کونسا کی جانب سے آتی ہوئی نظر آئی۔ کار کی رفتار اچھی خاصی تیز تھی۔ ہم دونوں مستعد ہوگئے۔ میں سڑک کی ایک سمت چلا گیا اور لڈ دوسری جانب۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں غالباً جھاڑیوں کو دیکھ لیا گیا تھا اور جو کوئی بھی اس میں موجود تھا پریشان ہوگیا ہوگا۔ ایک دراز قامت آدمی نیچے اترا۔ ہیڈ لائٹس جلی چھوڑ دی گئی تھیں۔ اس نے جھاڑیوں کو دیکھا پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور اس کے بعد اس نے اپنے بغلی ہولسٹر سے پستول نکال لیا۔ اسے شبہ ہوگیا تھا کہ سڑک کسی خاص وجہ سے روکی گئی ہے۔ کچھ دیر تک وہ پستول سیدھا کیے ادھر ادھر دیکھتا رہا اور پھر سڑک کے کنارے چل پڑا۔ رخ لڈ کی طرف تھا پھر اچانک ہی تیز آواز سنائی دی۔ لڈ جیسے آدمی کو اپنے اوپر قابو رکھنا ایک مشکل کام تھا۔ دراز قد آدمی سڑک کے نشیب میں غائب ہوگیا اس کی ہلکی سی چیخ بھی ابھری اور اس کے ساتھ ہی مزید تین افراد گاڑی سے نیچے اتر آئے اور اس جانب دوڑے تھے۔

"رکو......... کون ہے۔ کیا بات ہے؟"

اب میرے لیے ضروری تھا کہ میں لڈ کو مشکل سے بچاؤں۔ ہوسکتا ہے یہ لوگ بھی مسلح ہوں۔ میں نے ایک دم اپنی گن اتار کر فائرنگ شروع کر دی اور وہ لوگ چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ مجبوراً ایک آدمی کو زخمی کرنا پڑا۔ باقی دو افراد نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ہم بے ضرر لوگ ہیں اور ہم تم سے تعاون کریں گے۔"

لڈ اپنے شکار کو کندھے پر اٹھائے ہوئے برآمد ہوگیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی گن نظر آرہی تھی۔ میں بھی سڑک کی دوسری جانب سے نکل آیا۔ ہمیں زیادہ دیر نہیں لگانی تھی

کیونکہ کسی بھی وقت کسی بھی سمت سے گاڑی آسکتی تھی۔ وہ چار افراد تھے۔ جس شخص نے لڈ کی جانب رخ کیا تھا وہ غالباً بے ہوش ہوچکا تھا۔ اب اس وقت یہ سوال کرنے کی گنجائش تو تھی نہیں کہ لڈ نے اس ہلاک کر دیا یا زندہ رکھا ہے جس شخص پر میں نے گولی چلائی تھی وہ اب بھی زمین پر پڑا ہوا تھا۔ باقی دو افراد ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے اور ان کے چہرے بری طرح بگڑے ہوئے تھے۔ لڈ اسٹمبوٹ نے اپنے شکار کو بڑی بے دردی سے زمین پر پھینک دیا اور ان میں سے ایک آدمی رندھی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا مسٹر ہیڈ ہلاک ہوگئے؟"

"نہیں صرف بے ہوش ہوا ہے۔ اب تم یہ نخرے بازیاں ختم کرو۔ جلدی سے اپنے کپڑے اتار دو۔"

"کک......... کیا مطلب سس......... سر؟" ان میں سے ایک نے کہا اور لڈ کا الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔

"مطلب سمجھ میں آگیا۔" وہ شخص لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا تھا۔ غالباً یہ تین افراد مسلح نہیں تھے لیکن پھر بھی میں نے انتہائی برق رفتاری سے کام لے کر ان تینوں کی یکے بعد دیگرے تلاشی لے ڈالی اور ان کی جیبوں میں جو کچھ بھی ہاتھ لگا وہ اپنے قبضے میں لے لیا۔ جنہیں میں نے ان کی جیب سے نکال لیا تھا۔ لڈ آسودہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور یقیناً میری کارکردگی سے مطمئن نظر آرہا تھا۔ میں نے ان میں سے ایک کی طرف دیکھا۔

"جو کچھ کہا جارہا ہے اس پر عمل کرو۔" میں نے ان سے کہا۔

میرے کہتے ہی دو افراد نے اپنے لباس اتار کر ہمیں دے دیئے اور جلد ہی ہم دونوں نے وہ لباس پہن لیے۔ ان سب کا مال و اسباب ہمارے پاس آچکا تھا۔

"اگر تم زندگی چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے بھاگ سکتے ہو بھاگو۔ دو منٹ کے اندر اندر ہماری بندوقوں کی زد سے نہ نکل گئے تو تمہیں نشانہ بنا دیا جائے گا۔"

"مگر......... ہمارا ساتھی........."

"اسے پڑا رہنے دو۔" میں نے کہا۔ وہ لوگ دیکھ چکے تھے کہ ہم قیدیوں کے لباس میں ہیں اور ہمارے پاس باقاعدہ ہتھیار موجود ہیں۔ وہ لوگ جان جانے کے خوف سے تیزی سے بھاگتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

لڈا اسٹمبوٹ خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ گاڑی کی رفتار سست کرنے کے لیے میں نے اسے خود نہیں کہا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ آدمی نہیں جانور سے واسطہ ہے اور میرے کہنے کا یہ شخص برا ہی مانے گا میری بات پر تو عمل نہیں کرے گا۔ اب جو ہو رہا ہے ہونے دیا جائے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ کولنسا کا سفر ختم ہوتا چلا گیا اور کچھ دیر بعد لڈ نے مجھے بتایا کہ ہم کولنسا پہنچ چکے ہیں۔

"یقیناً" جناب اس میں شک کی کیابات ہے؟"

"حد سے زیادہ احتیاط بھی وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوتی ہے۔ ان ساری چیزوں کو اسی طرح چھوڑ دو بس جیبوں میں جو کچھ ہے وہ اپنے پاس محفوظ رکھو۔"

صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں تھی۔ ہلکا ہلکا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ ہم پرسکون انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ ابھی تک مجھے یہ اندازہ نہیں ہوسکا تھا کہ لڈ کے ذہن میں کیا ہے۔ چلتے چلتے وہ رک گیا۔ اپنی داہنی سمت مڑ کر دیکھا۔ ایک چھوٹا سا خوب صورت مکان بنا ہوا نظر آرہا تھا۔ چھوٹا سا گیٹ جس کے دوسری جانب درخت جھانک رہے تھے۔ اطراف میں مکمل خاموشی اور سناٹا طاری تھا۔ اس نے چٹکی بجا کر مجھے اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ بہرحال اس شخص کو ہینڈل کرنا ایک مشکل کام تھا اور میں یہی مشکل کام سرانجام دے رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر دوسرے لمحے اچھل کر گیٹ پر ہاتھ رکھے اور پھر اپنے جسم کے ساتھ دوسری جانب کود گیا۔ ظاہر ہے اس کے پیچھے مجھے بھی کودنا تھا۔ کیونکہ میں اسے کسی بھی قیمت پر ضائع نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے بھی اندر قدم رکھا دیے۔ وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھ رہا تھا اور صورت حال کافی حد تک میری سمجھ میں آگئی تھی۔

چھوٹے سے خوبصورت بنگلے میں ایک قیمتی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ابھی مکان کے مکین گہری نیند سو رہے تھے۔ اس لیے کسی بھی طرف سے جاگنے کے کچھ آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ ہم مکان کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے اور لڈ غالباً اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کرنے لگا پھر اس نے سامنے کی سمت سے مایوس ہو کر بغلی سمت اور آخر میں عقبی حصے کو آزمایا۔

خوبصورت طرز کے چھوٹے سے خوشنما بنگلے میں عقبی دروازہ موجود تھا اور اس پر

شاید زیادہ توجہ نہیں دی گئی تھی۔ کیونکہ اسے باہر سے بھی تھوڑی سی کوشش سے کھولا جاسکتا تھا۔

لڈ نے بڑی مہارت کے ساتھ بے آواز وہ دروازہ کھول لیا اور ہم اندر داخل ہوگئے۔ پتلی سی راہداری دوسری جانب مڑ گئی تھی اور اس نے ہمیں اندرونی حصے میں پہنچا دیا تھا پر لڈ نے وہ بیڈ روم تلاش کرلیا جس میں چند افراد موجود تھے۔ وہ گہری نیند سو رہے تھے۔ ہم دروازے کے شیشوں سے اندر جھانک کر ان کا جائزہ لیتے رہے۔ ایک نوجوان شخص تھا اس کے پہلو میں ایک نوجوان عورت شب خوابی کے لباس میں خواب خرگوش کے مزے لیتی ہوئی۔ ایک اور کمرے میں ایک بچہ جس کی عمر آٹھ سال کے قریب تھی۔ یہ جائزہ لینے کے بعد لڈ دوسرے افراد کی تلاش میں پورے مکان میں گھومتا رہا لیکن ان تین افراد کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"تقدیر عموماً" میرا ساتھ دیتی ہے۔ بڑا مختصر اور خوبصورت سا خاندان ہے۔ نوجوان مرد' لڑکی اور بچہ واہ۔ اب تم یوں کرو گے کہ اس بچے کے پاس پہنچ جاؤ اور اسے سنبھالے رکھو۔ میں ان دونوں کو جگاتا ہوں۔"

"اوکے لیکن اگر آپ مجھے یہ بتادیں کہ کیا کرنے کا ارادہ ہے تو زیادہ بہتر ہوگا۔"

"ہم ان لوگوں کے ذریعے کوئٹو تک کا سفر کریں گے باہر موجود گاڑی کو آسانی سے لمبے سفر پر لے جایا جاسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ڈرائیونگ کوئی اور کر رہا ہو۔ کیا سمجھے؟"

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ یہاں دل ذرا سا دکھا تھا جو طریقہ وہ شخص اختیار کر رہا تھا بہت ہی وحشیانہ تھا لیکن صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا اس کم بخت کو روکنا ایک مشکل کام تھا میں جس قدر صبر سے کام لے رہا تھا میرا دل ہی جانتا تھا۔

میں نے اس کمرے کے دروازے کو آزمایا۔ باہر سے بند کیا گیا تھا اس لیے کھولنے میں وقت نہیں ہوئی۔ ماں باپ بچے کو دوسرے کمرے میں سلا کر دروازہ بند کر کے چلے گئے ہوں گے بہرحال میں نے بچے کو جگانے کی کوشش نہیں کی تھی اور خاموشی سے خوب صورت بچے کو دیکھتا رہا تھا۔ البتہ چند ہی لمحوں کے بعد بچے نے کروٹ بدلی اور آنکھیں

کھول دیں۔ میں اس کے عین سامنے تھا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور دوسری چیخ مجھے برابر کے کمرے میں سنائی دے رہی تھی۔

لڈا سٹمبوٹ اندر داخل ہو گیا تھا اور ان لوگوں کو یقیناً خوفزدہ کر رہا تھا۔ بچہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور آنکھیں جھپکتے ہوئے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"ہیلو۔ آپ کون ہیں؟"

"بیٹے ہم تمہارے مہمان ہیں۔"

"آپ کب آئے ہیں؟"

"زیادہ دیر نہیں ہوئی۔"

"کہاں سے آئے ہیں؟"

"بیٹا مہمان کہیں سے بھی آسکتے ہیں۔"

"ممی اور ڈیڈی کو پتا ہے آپ کے آنے کے بارے میں؟"

"ہاں معلوم ہے۔"

"سر آپ ہمارے کون ہیں؟"

"انکل کہہ سکتے ہو تم؟"

"میرا نام ہیری ہے۔"

"اوہ گڈ' اور میں پروفیسر کیم ہوں۔"

"ہاؤ آر یو مسٹر کیم۔" میں نے اس کا ننھا سا ہاتھ بڑے پیار سے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اسے بوسہ بھی دیا تھا۔

"مسٹر کیم آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے اور پھر اچانک اس طرح آپ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر میں حیران بھی ہوا ہوں۔ کیا آپ مجھے جگانے آئے تھے۔"

"ہاں۔"

"اصل میں۔ میں مہمانوں سے مل کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ مجھے مہمان اچھے لگتے ہیں۔"

"تھینک یو ڈیئر ہیری۔"

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں منہ ہاتھ دھولوں۔ اس کے بعد ممی کے پاس چلتے ہیں۔"

"منہ ہاتھ دھولو۔" میں نے کہا اور وہ اٹیچ باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔ میں خاموشی سے اپنی جگہ کھڑا رہا تھا۔ بچہ بہت پیارا اور معصوم تھا اس کے باوجود میں نے اس بات کا خیال رکھا کہ وہ اندر سے کوئی تیز طرار چیز نہ نکل آئے اور مجھ جیسے شخص کو دھوکا دے کر باتھ روم سے کہیں نکل نہ جائے۔

لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ بال بناتا ہوا باہر نکل آیا اور پھر ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"آیئے ممی کے پاس چلتے ہیں۔"

"ایک منٹ ٹھہرو بیٹے' ممی ڈیڈی ابھی یہیں آرہے ہوں گے۔" لیکن اچانک مجھے لڈا سٹم بوٹ کی آواز سنائی دی۔

"کیم۔ آجاؤ۔ بچے کو ساتھ لے آؤ۔" اس نے کہا اور میں یہ آواز سن کر مستعد ہو گیا۔ میں نے ہیری کی انگلی پکڑی اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکل آیا۔ برابر کے کمرے سے ڈری ڈری آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ہیری میرے ساتھ اندر داخل ہوا تو نوجوان عورت اس کی جانب دوڑی۔ لڈ نے بڑی بے دردی سے اس کے بال پیچھے سے پکڑ لیے تھے اور عورت کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی۔

"دیکھو اپنی فطرت کے خلاف میں نے ابھی تک تم لوگوں سے کوئی سخت سلوک نہیں کیا۔ تم دیکھنا چاہتے تھے کہ میرا آدمی بچے کے پاس موجود ہے یا نہیں۔ تم نے دیکھ لیا ابھی تک تم تینوں میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ ہر تھوڑے وقفے کے بعد میں کسی کو قتل کردوں اور مجھے کبھی کسی پر رحم نہیں آتا لیکن مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ ہاں تم سے کچھ گفتگو ضرور کرنا چاہتا ہوں۔"

"پلیز اس کے بال چھوڑ دیں۔" نوجوان مرد نے جس کی حالت کافی خراب تھی اور جو کوئی شریف آدمی معلوم ہوتا تھا لرزتی آواز میں کہا اور پھر عورت کی جانب رخ کر کے بولا۔

"ہلدا جذباتی باتوں سے گریز کرو۔"

”ہیری مائی ڈیئر ہیری۔“

”ابھی ہم اسے قتل نہیں کر رہے۔ کیم بچے کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔“

ہیری کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔

میں نے لڈ کے خاموش ہونے پر اہل خانہ پر نظر ڈالتے ہوئے ان سے کہا۔ ”ہم آپ کو کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے بلکہ آپ سب ہمیں اپنی گاڑی میں کوئٹو تک پہنچا دیں۔ اس کے علاوہ ہم آپ سے کچھ نہیں چاہتے۔“

”بائی روڈ۔“

”یقیناً“۔ اگر آپ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے تو دوسری صورت میں آپ کو قتل کر کے گاڑی لے جانا پڑے گی۔“

اسٹم بوٹ بے تعلقی سے بیٹھا ہوا کچھ سوچنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ نوجوان جس کا نام فلیش تھا نے کینہ توز نگاہوں سے مجھے دیکھا لیکن منہ سے کچھ بولا نہیں تھا۔ اچانک ہی لڈ نے کہا۔ ”راستے کے لیے عمدہ قسم کے سینڈوچز اور کافی ساتھ ہونی چاہیے کیونکہ سفر خاصا طویل ہو گا۔“

”میں تیار کر لوں گی۔ ہم آپ سے بھرپور تعاون کریں گے۔“

”تو پھر دیر کیوں کر رہی ہو۔ ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔“ لڈ نے کہا اور ہلدا بارک فوراً“ اٹھ گئی۔

ہیری اس دوران خاموش ہی رہا تھا۔ میری ہدایت پر فلیش نے لباس تبدیل کیا۔ ہیری کو بھی ایک خوبصورت لباس پہنایا گیا۔ وہ جانتے تھے کہ مصیبت گلے پڑ گئی ہے اور اب نجات مشکل ہے چنانچہ جو کچھ کیا جائے کیوں نہ خوش دلی سے کیا جائے اور کیا مزے کی بات تھی۔ ایک انوکھا اور پر لطف سفر شروع ہو گیا۔ انداز بالکل ایسا تھا جیسے ایک خاندان پکنک کے لیے نکلا ہو۔ البتہ میں نے پستول اپنے ہاتھ میں ہی رکھا تھا کیونکہ اس کا لڈ کے پاس ہونا کسی بھی لمحے خطرناک ہو سکتا تھا۔ ان بے چارے پریشان حال لوگوں کے لیے جو نا[illegible] مصیبت میں گرفتار ہو گئے تھے۔

میں او[illegible] ہیری کے ساتھ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور ہیری ایک ایک چیز کو دیکھ کر خوشی [illegible] کر رہا تھ۔ اسے اس بات پر مسرت تھی کہ وہ لوگ ڈرائیو پر نکلے ہوئے

ہیں۔ جبکہ اس کے ماں باپ کے دل پر جو بیت رہی تھی وہی جانتے تھے۔ لڈ آرام سے پچھلی سیٹ پر نیم دراز تھا اور ہیری کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ہیری راستے کے بارے میں تفصیلات بتاتا جا رہا تھا اور ایک ایک چیز کی خوش ہو کر نشان دہی کر رہا تھا۔

بہرحال سفر جاری رہا ہمیں صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں بہت ہی برق رفتاری سے کام نہ ہوا ہو اور کونسا کے ذمہ داروں نے فوری طور پر اس کارروائی کی رپورٹ نہ دے دی ہو لیکن کوئٹو تک کا طویل ترین راستہ طے ہو گیا اور جب ہم کوئٹو پہنچے تو شام جھک آئی تھی۔ کوئٹو میں داخل ہونے کے بعد فلیش نے تھکے تھکے انداز میں ہمیں دیکھا۔ پورے دن ڈرائیو کرنا معمولی بات نہیں تھی جبکہ ہم لوگ آرام سے بیٹھے رہے تھے اور ایک بار بھی نہ میں نے اور نہ لڈ نے ڈرائیونگ کی پیش کش کی تھی۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد لڈ نے ایک جگہ گاڑی رکوائی اور پھر نیچے اتر کر نہایت خلوص کے ساتھ مسٹر فلیش سے مصافحہ کیا اور بولا۔

”اس دوستی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور ممکن ہوا تو اس کا صلہ بھی دیا جائے گا۔ اب تم جاؤ ظاہر ہے پورے دن کی ڈرائیونگ کے بعد تمہارے اندر واپسی کی سکت نہیں ہو گی لیکن کوئٹو ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تمہیں قیام میں کوئی دقت پیش آئے۔“

فلیش نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس اس نے اس طرح گاڑی آگے بڑھا دی تھی جیسے اس مصیبت سے نجات مل جانے کی توقع ہی نہ ہو۔ میں نے کوئٹو کے ماحول کا جائزہ لیا۔ راستے میں پٹرول پمپ پر پٹرول بھرنے والے بوڑھے آدمی کی نظریں میرے ذہن میں چبھ رہی تھیں جس نے عجیب سی نگاہوں سے ہمیں دیر تک دیکھا تھا اور اس بات سے مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ ممکن ہے ہمارے فرار کے سلسلے میں کوئی ایسا طریقہ دریافت کیا گیا ہو جس کے ذریعے عام لوگوں کو بھی ہماری نشان دہی کر دی گئی لیکن میں نے اس کا تذکرہ لڈ سے نہیں کیا تھا۔ نتیجہ دو چار افراد کی موت کی شکل میں ظاہر ہوتا۔

”لڈ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ”میں نے تم سے کہا تھا کہ کوئٹو پہنچنے کے بعد ایسے انتظامات ہو جائیں گے جن سے ہم یہاں سے نکل سکیں۔“

”جی سر۔ کیا اس کا معقول بندوبست ہے؟“

”تم اس کی فکر مت کرو۔ البتہ ہمیں تھوڑا سا وقت مختلف جگہوں پر گزارنا ہو گا۔“

"یس سر۔" میں نے کہا اور اس کے بعد لڈ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

لڈ کے انداز میں اس قدر بے پروائی تھی جیسے وہ اپنے گھر کے لان میں گھوم رہا ہو۔ دیواروں' دکانوں' اور دروازوں کو اطمینان سے دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا لیکن میری نگاہوں میں خوف کے آثار تھے بہرحال ہم آگے بڑھتے رہے۔ رات اب پوری طرح پھیل گئی تھی اور اس سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوا تھا کہ اندھیری جگہوں پر شکلیں پہچاننے میں دقت ہوسکتی تھی اور بچت کے امکانات تھے پھر ہم ایک ریسٹورنٹ کے سامنے پہنچے جو بند تھا اور اس کے باہر "کلوز" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ لڈ کے ہونٹوں سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

"یہ کتے کا بچہ کہاں مرگیا؟" چونکہ کتے کے بچے کی کوئی نشاندہی کی گئی تھی اس لیے میں نے بھی اس کے بارے میں تفصیل معلوم نہیں کی۔

لڈ چند لمحات ہونٹ سکوڑے دیکھتا رہا۔ کوئی آدمی ریسٹورنٹ کے سامنے کے حصے میں نظر نہیں آرہا تھا۔ پھر لڈ نے آہستہ سے کہا۔ "آؤ۔" میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ لڈ کو ایک گلی سے گزر کر ایک لمبا چکر لگانا پڑا تھا۔ تب وہ ریسٹورنٹ کے عقبی حصے میں پہنچا یہاں ایک چھوٹا دروازہ بنا ہوا تھا۔ ابھی ہم چھوٹے دروازے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ایک بوڑھے اور مجہول سے شخص نے دروازہ کھولا اور کچرے کے پیکٹ نکال کر باہر ڈھیر کرنے لگا۔ لڈ آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا اور اس نے بڑی شرافت سے کہا۔

"ایکسکیوزمی سر۔" لڈ سے اس شرافت کی توقع کسی قیمت پر نہیں کی جاسکتی تھی۔ میں حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں جناب۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ ریسٹورنٹ کیوں بند ہے؟"

"یہ ریسٹورنٹ ہے؟" بوڑھا شخص پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"مسٹر پائیلو کہاں ہیں؟"

"جہنم میں۔" بوڑھے شخص نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"اوہو اچھا ہوا وہاں کب تشریف لے گئے تھے۔" لڈ نے سوال کیا اور آہستہ سے

آگے بڑھ کر بوڑھے کے قریب پہنچ گیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" اس نے جواب دیا اور لڈ کے ہاتھ کے چوڑے شکنجے نے بوڑھے کی گردن پکڑلی۔ بوڑھے شخص کے حلق سے بالکل مرغے جیسی قیں قیں کی آواز نکلی تھی لیکن لڈ اسے گردن ہی سے پکڑ کر اٹھائے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوگیا اور پھر اس نے میرے داخل ہونے کے بعد پاؤں سے دروازہ بند کردیا۔ بوڑھے شخص کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں اور وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ ادھر ایک پتلی سی راہداری تھی۔ لڈ نے بوڑھے کو راہداری میں گرا دیا اور پھر اس کی پنڈلی پر پاؤں رکھتا ہوا بولا۔

"پائیلو کہاں ہے؟"

"اوپر........" بوڑھے کے حلق سے خوفزدہ سی آواز نکلی اور لڈ نے گردن ہلا دی۔ ایک بار پھر جھک کر بوڑھے کو اٹھایا اور ایک ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کردیا۔ بوڑھا لہرانے لگا تھا اس کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں۔ اگر میں اسے سنبھال نہ لیتا تو وہ منہ کے بل زمین پر جاگرتا۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے۔

میں نے اسے سیدھا راہداری میں لٹا دیا اور تیزی سے لڈ کے پیچھے دوڑ پڑا۔ لڈ اطمینان سے آگے بڑھ رہا تھا۔ راہداری کے آخری سرے پر زینہ نظر آیا اور لڈ اس پر چڑھنے لگا۔ ہم اوپر راہداری میں پہنچ گئے۔ چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ بس ایک کمرے میں مدھم روشنی نظر آرہی تھی۔ لڈ نے اسی کی طرف رخ کیا تھا۔ دروازے کو دھکیلا اور وہ زوردار آواز کے ساتھ کھل گیا۔ لڈ اندر داخل ہوگیا۔

اندر ایک مسہری پر دو انسان دراز تھے۔ ایک عورت اور ایک مرد۔ دونوں بیک وقت چیخ پڑے اور خوفزدہ نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگے۔ پھر مرد جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے مسہری کے پائنتی پڑے کمبل پر جھپٹا مارا اور اسے بدن کے گرد لپیٹ لیا۔ اس کے ساتھ ہی عورت کو بھی احساس ہوا اور کمبل کا بقیہ حصہ اس کے ہاتھ آیا۔ اس نے خود کو اس میں چھپالیا۔ مرد کے منہ سے خوفزدہ لہجے میں نکلا۔

"لل........ لڈ........ آپ........"

"وہ سامنے باتھ روم ہے۔" لڈ نے انگلی سے اشارہ کیا۔

"یس.........یس لارڈ.........." مرد نے کہا۔ اور پھرتی سے مسہری کے نیچے کود گیا۔ اس نے پورا کمبل اپنے قبضے میں کرلیا تھا۔ تبھی عورت نے چیخ ماری اور مسہری سے کود کر باتھ روم کی طرف بھاگی۔ دوڑتے ہوئے اس نے کمبل مرد سے چھین لیا اور وہ ہکا بکا کھڑا رہ گیا۔ پھر خود بھی غسل خانے کی طرف چھلانگ لگا دی اور عورت کے ساتھ ہی غسل خانے میں گھس گیا۔

لڈ نہایت کمینہ انسان تھا اس نے ان دونوں کی پریشانی کی کوئی پروا نہیں کی تھی۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد غسل خانے سے مرد کی آواز سنائی دی۔

"ایکسکیوزمی سر۔ وہ اسٹینڈ پر کچھ لباس پڑے ہوئے ہیں۔ آپ براہ کرم زحمت کیجیے۔" وہ شاید مجھ سے مخاطب تھا۔

"میں برابر والے کمرے میں ہوں۔ تین منٹ کے اندر وہاں آجاؤ۔" لڈ نے کہا اور مجھے اشارہ کرکے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مرد کی بات کی پروا نہیں کی تھی۔

پھر اس نے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا اور روشنیاں جلا دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ یہاں کے ماحول سے پوری طرح واقف ہو۔ یہاں چند صوفے پڑے ہوئے تھے۔

پریشان حال شخص نے اندر آنے میں دیر نہیں کی تھی۔ وہ دانت نکالے ہوئے لڈ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ "سوری لارڈ۔"

"ڈگی؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"بیٹھ جاؤ۔"

"تھینک یو لارڈ۔" وہ بیٹھ گیا۔

"ریستوران بند کیوں پڑا ہے؟"

"وہ میرا لائسنس کینسل ہوگیا ہے۔ وہ کچھ پولیس افسران سے ناچاقی ہوگئی تھی۔ ایک ماہ کے بعد بحال ہو جائے گا۔"

"ہوں۔ مجھے دیکھ کر حیران ہوئے۔"

"بس.........لارڈ۔" وہ ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"میں نے جیل توڑی ہے بائیلو اور اب مجھے یہاں سے کولمبیا جانا ہے اور تمہیں

اس کا بندوبست کرنا ہے۔" لڈ نے مختصر الفاظ میں سب کچھ بتا دیا اور بائیلو کا چہرہ خوف سے سکڑ گیا۔

"پپ.........پولیس آپ کے پیچھے ہے لارڈ۔" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں لیکن شاید اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔"

"آپ کولمبیا جائیں گے۔" بائیلو بولا۔

"ہاں اس کے بعد فرانس۔"

"طریقہ سفر کیا اختیار کریں گے؟"

"محفوظ ہونا چاہیے۔ مگر سنو۔ پہلے ڈنر کا بندوبست کرنا ہے۔ ہم بھوکے ہیں۔"

"اسٹاف چھٹی پر ہے لیکن انکل موجود ہیں۔ میں انہیں بھیج کر باہر سے کھانا منگوا لیتا ہوں۔"

"انکل؟"

"ہاں میرا بوڑھا چچا میرے ساتھ ہی رہتا ہے۔"

"تب کوئی اور انتظام کرو۔" لڈ نے مسخرے پن سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"بوڑھا چچا تھکا ہوا تھا۔ دو تین گھنٹے آرام کرے گا۔" لڈ نے جواب دیا۔ بائیلو کچھ دیر نہ سمجھنے والے انداز میں لڈ کو دیکھتا رہا۔

"میں کسی اچھے ریستوران کو فون کرکے کھانا منگوا لیتا ہوں۔" وہ ٹیلی فون کے قریب پہنچا اور پھر اپنی معلومات کے مطابق کوئی نمبر ڈائل کرکے انتظار کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوگیا تو اس نے کھانے کے بارے میں آرڈر دے دیا اور اس کے بعد ٹیلی فون رکھ کر ہم لوگوں کی جانب دیکھنے لگا۔

"ہاں تو میں نے تم سے پوچھا تھا بلکہ شاید تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ طریقہ سفر کیا ہونا چاہیے۔ ایک ایسے شخص کو بلکہ دو ایسے افراد کو جو کونسا جیل سے بھاگے ہوئے ہیں کولمبیا پہنچنے کے لیے کون سا طریقہ سفر اختیار کرنا چاہیے۔ اس کا فیصلہ تم کر سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارا تعلق اکواڈور سے ہے۔"

"یہی غور کر رہا ہوں سر۔" بائیلو نے جواب دیا حالانکہ اس کی آواز سے خوف

ٹپک رہا تھا۔ خوفزدہ ہونے کی بات بھی تھی ظاہر ہے حالات کی سنگینی کا اسے پورا پورا احساس تھا۔ بہت دیر تک وہ بالکل خاموش رہا اور حیران کن طریقے سے لڈ نے بھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ بائیلو غالباً" اپنے ذہن میں کوئی طریقہ کار ترتیب دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔ "میں نے ایک فیصلہ کیا ہے لارڈ۔"

"ہاں بتاؤ۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے ساترے چلنا ہوگا۔ ساترے ایک چھوٹا سا صنعتی قصبہ ہے اور وہاں سے دریائے میروڈین بہتا ہے۔ اس راستے سے اسٹیم سروس ہے۔ میرا مطلب ہے کہ بہت سے ایسے اسٹیمر وغیرہ وہاں سے چلتے ہیں جو جزائر گیلا پیگوز جاتے ہیں۔ جزائر گیلا پیگوز کا سب سے پہلا جزیرہ کینٹو ہے۔ اگر ہم کینٹو پہنچ جائیں تو وہاں سے بے شمار میرے ایسے شناسا جہاز راں مل جائیں گے جو دو افراد کو لے کر جانے میں حیل و حجت نہیں کریں گے۔ عموماً" یہ ہوتا ہے کہ اگر مجھے یہاں سے کچھ سامان بھجوانا ہوتا ہے تو کینٹو میں کوئی نہ کوئی میرا واقف کار مل جاتا ہے اور کام آسان ہو جاتا ہے۔"

"بہت سی باتیں ایک ساتھ کر ڈالی ہیں تم نے۔ مثلاً" ساترے تک جانے کا کیا طریقہ کار ہوگا؟"

"میں آپ کو بذریعہ کار ساترے لے چلوں گا۔"

"گڈ، نمبر ایک یہ بات ہوئی نمبر دو ساترے سے تم کہتے ہو کہ اسٹیمر کے ذریعے کینٹو جانا ہوگا۔"

"یس لارڈ۔"

"اس کا کیا طریقہ کار ہوتا ہے؟"

"عموماً" ساترے سے جزائر گیلا پیگوز تک اسمگلنگ ہوتی ہے اور اس کے لیے بہت سے ایسے اسٹیمر کام کرتے ہیں جو معقول معاوضہ لے کر دو افراد کو کینٹو تک پہنچا سکتے ہیں۔ معاوضہ معقول دینا پڑے گا۔"

"دو نہیں تین۔" لڈ نے کہا۔

"تت........ تین۔" بائیلو حیرانی سے بولا۔

"تم بھی ہمارے ساتھ ہی کینٹو تک چلو گے ظاہر ہے میں یہ بات تو کبھی قبول نہیں

کروں گا کہ کینٹو پہنچ کر میں تمہارے نام سے کسی جہاز راں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں۔ تم نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے کسی آدمی سے ہمارا رابطہ قائم کراؤ گے اور ہمیں جہاز پر سوار کر کے اس وقت تک انتظار کرو گے جب تک جہاز ساحل نہ چھوڑ دے۔"

"یس لارڈ۔"

"تمہیں موت نہیں آنی چاہیے کیونکہ تمہارا لائسنس بھی ابھی ایک ڈیڑھ ماہ میں بحال ہوگا۔ تمہارا ریستوران ویسے بھی بند پڑا ہوا ہے۔"

"یس لارڈ میں نے انکار نہیں کیا۔"

"اخراجات کے لیے ہمارے پاس کچھ کرنسی ہے۔ وہ میں تمہارے سامنے رکھ دوں گا۔ کولمبیا جا کر میرے لیے رقم کا حصول کوئی مشکل کام نہیں رہے گا۔"

"نہیں لارڈ۔ اس کی کیا ضرورت ہے کیا میرے پاس آپ کے لیے اتنی سی رقم بھی نہیں ہے۔"

"بس میں بہت زیادہ محبتیں قبول نہیں کرتا۔ تمہارے ساتھ میں نے جو احسانات کیے ہیں ان کے صلے میں تم سے یہ ذمے داری لے رہا ہوں اس لیے نہ میرے محسن بننے کی کوشش کرو اور نہ بہت زیادہ سعادت مند۔"

بائیلو نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ غالباً" اس پاگل بل ڈاگ کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

"تو پھر کتنی دیر کے بعد ہم یہاں سے ساترے کے لیے روانہ ہوں گے؟"

بائیلو نے ایک لمحے کے لیے مضطربانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھا پھر بولا۔ "لارڈ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ویسے رات کا سفر اچھا رہے گا۔"

"مگر ایک رات برباد نہیں کی جا سکتی۔"

"یس لارڈ، بس آپ کھانا کھا لیجیے میں تیاریاں کرتا ہوں۔"

"اس وقت تک ہمارے سامنے ہی بیٹھو جب تک کہ کھانا نہ آ جائے۔"

"یس لارڈ۔" بائیلو نے بے چارگی سے جواب دیا لڈ اچانک ہی اسے چونک کر دیکھنے لگا۔ پھر مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"شاید تم نے اسے جانے کے لیے نہیں کہا ہے۔"

"لارڈ اسے کچھ رقم دے کر روانہ کرنا ہے۔" بائیلو شرمندگی سے گردن جھکا کر بولا۔

"دفع ہو جاؤ اور کھانے کے ساتھ واپس آؤ۔"

"بائیلو جلدی سے باہر نکل گیا۔ غالباً" چچا کی نیند بھی اس کے ذہن کو کھٹک رہی تھی۔ کوئی بھی توقع رکھی جاسکتی تھی اور پھر وہ جو اٹھ کر غسل خانے میں بھاگ گئی تھی۔ اب سبھی تو ایسے غیر مہذب لوگوں کی توقع نہیں رکھتے جیسا لڈ تھا۔ ویسے واقعی عجیب و غریب شے تھا یہ شخص حالانکہ اتنا مشکل نہیں تھا لیکن جب تک اس مشکل کو آسان نہ بنایا جائے وہ مشکل ہی مشکل تھا۔"

بائیلو کے نکل جانے کے بعد وہ برا سا منہ بنا کر صوفے کی پشت سے ٹک گیا۔ چند لمحات سوچتا رہا۔

"جزائر گیلا پیگوز اکواڈور ہی میں شامل ہیں۔ یہ بہت سے جزائر کا مجموعہ ہیں اور کوئٹو سے شاید ان کا فاصلہ ایک ہزار میل کے قریب ہے۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ وہ صنعتی قصبہ ساترے یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے لیکن ہمیں ایک طویل سفر سمندری اسٹیمر سے کرنا ہوگا اور یہی محفوظ طریقہ ہے۔ کیونکہ اس دوران کونسا سے اطلاع مل چکی ہوگی اور وہ لوگ شاید اس طویل ترین طریقہ سفر کے بارے میں نہ سوچ سکیں جس قدر جلد ممکن ہوسکے ہمیں اکواڈور چھوڑ دینا چاہیے۔"

"یس سر۔" میں نے جواب دیا۔

لڈ اسی طرح کی گفتگو کا قائل تھا جہاں کہیں اس کے ساتھ بے تکلفی کا مظاہرہ ہوتا وہاں اس کا دماغ بہک جاتا تھا پھر کہیں سے گھنٹیاں بجنے کی آواز سنائی دی لیکن ہم نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ لازمی امر تھا کہ بائیلو کا طلب کیا ہوا کھانا آگیا تھا۔ یہی سچائی تھی کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد بائیلو نفیس برتنوں میں کھانا سجائے ہوئے اندر داخل ہوا اور اس نے نہایت ادب سے یہ کھانا ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

"تو تم کھا چکے ہوگے؟"

"یس سر۔"

"وہ چلی گئی؟"

"یس سر، لیکن چچا کی حالت ذرا خراب ہے۔"

"کیوں؟"

"انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"

"بے وقوف آدمی تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ بائیلو کہاں ہے تو بولا جہنم میں۔ میں نے سوچا کہ جہنم سے بائیلو کو بلانے کے لیے اسے بھی جہنم رسید ہی کر دیا جائے۔ بس اس وقت رحمدلی ہی تھی کہ میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا۔"

"چچا سے میں نے ہزار بار کہا ہے کہ اپنے غصے کو قابو میں رکھا کریں لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔" بائیلو نے بے بسی سے کہا۔

لڈ نے شاید اس کی پوری بات بھی نہیں سنی تھی۔ ہاتھ دھوئے بغیر وہ کھانے پر پل پڑا۔ کھانا واقعی بہت شاندار تھا۔ میں نے احتیاط سے اپنی پسند کی چیزیں منتخب کریں جنہیں کھایا جاسکتا تھا ورنہ دیار غیر میں تو نجانے کیا کیا کچھ کھانے کو مل جاتا۔ بہرحال مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کھانے کے بعد لڈ انتظار نہیں کرے گا۔ بائیلو نے فوراً" کہا۔

"اگر آپ مجھے اجازت دیں لارڈ تو میں گاڑی تیار کرلوں۔"

"ہاں۔ یہی مناسب ہے۔" لڈ بولا اور بائیلو اجازت لے کر چلا گیا۔

ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بائیلو واپس آگیا اس نے لباس تبدیل کرلیا تھا اور مستعد نظر آرہا تھا پھر اس نے کہا۔

"کسی ایسی شے کی آپ کو ضرورت ہے لارڈ جو آپ ساتھ لے جانا چاہیں۔"

"ایک چھوٹا سا سوٹ کیس۔ میرے سائز کا لباس تو ملے گا نہیں لیکن تمہارے لباس میرے ساتھی پروفیسر کیم کے جسم پر بہ آسانی آسکتے ہیں۔ اس لیے چند لباس سوٹ کیس میں رکھ دو۔"

"لارڈ میں نے آپ کے سائز کے کچھ لباس بھی سوٹ کیس میں رکھ دیئے ہیں۔"

"وہ تمہارے پاس کہاں سے آئے؟"

"بس اتفاق ہے بڑے سائز کے کچھ لباس ایک بار اسمگلنگ کے سامان میں میرے پاس آگئے تھے اور میں انہیں سیل نہیں کرسکا تھا۔"

"ہاں ٹھیک ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے کچھ جوڑے جوتے وغیرہ بھی۔"

"نہیں، لیکن آپ اطمینان رکھیں ساترے میں ہم خریداری کر لیں گے۔" بائیلو نے کم از کم یہ الفاظ مخلصانہ کہے تھے۔

کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد لڈ نے بائیلو کو فوراً سفر پر جانے کا حکم دیا اور ہم سب تیار ہو کر بائیلو کی ایک اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئے اور سفر شروع ہو گیا۔

لڈ پچھلی سیٹ پر جاکر دراز ہو گیا۔ پتا نہیں سو رہا تھا یا جاگ رہا تھا۔ بائیلو خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا تھا اور یہ بات اس کا احساس دلاتی تھی کہ وہ اس ناگہانی سے دلبرداشتہ ہے اور جو کچھ کر رہا ہے خوشدلی سے نہیں کر رہا۔ بہرحال سفر جاری رہا۔ ساترے کے بارے میں بائیلو نے مجھے مکمل تفصیل بتائی تھی۔ یہ سفر خاصا طویل رہا تھا اور اس وقت غالباً صبح کے پونے پانچ بج رہے تھے جب دور سے ساری رات کی تھکی ماندی روشنیاں جھلملاتی نظر آئی تھیں۔ غالباً ساترے آگیا تھا۔ بائیلو ڈرائیو کرتا رہا اور اس کے بعد اس نے دریا میلوڈین کے ساحل کے ساتھ ہی اسٹیشن ویگن روکی تھی۔ یہاں زندگی رواں دواں تھی۔ عظیم الشان دریا تھا اور اس میں اسٹیمر وغیرہ اب بھی نظر آرہے تھے۔ جگہ جگہ ڈیک بنے ہوئے تھے۔ لوڈنگ اور ان لوڈنگ ہو رہی تھی۔ مزدور اپنے کام میں مصروف تھے۔ کیبن اور چھوٹے چھوٹے ہوٹل۔ ایک ہنگامہ خیز زندگی یہاں نظر آرہی تھی اور رات کے اس حصے نے اس ماحول پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ غالباً یہاں دن رات کام ہوتا تھا۔ میں دریائے میلوڈین اور ساترے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس لیے بس دلچسپ نگاہوں سے اس ہنگامہ خیز زندگی کو دیکھتا رہا۔ لڈ اسٹم بوٹ گاڑی رکنے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"بہت طویل سفر تھا۔ کیا ہم مطلوبہ جگہ پہنچ گئے۔"

"یس لارڈ۔"

"اب کیا کرنا ہے؟"

"آپ کسی اوپن ایئر میں جاکر بیٹھ جائیے۔ میں انتظامات کر کے آتا ہوں۔ گاڑی کو بھی کسی ایسی جگہ محفوظ کرنا ہو گا جہاں وہ میری واپسی تک محفوظ رہے۔"

"اوکے اور سنو کہیں پولیس کو ہمارے بارے میں خبر نہ کر دینا۔" لڈ اسٹم بوٹ نے

کہا اور بائیلو چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر اس نے کسی قدر افسردگی سے کہا۔

"کیا لارڈ بائیلو سے اس کی توقع رکھتے ہیں۔"

"اسٹم بوٹ شاید اپنے آپ پر بھی بھروسا نہیں کرتا۔ جاؤ جاؤ تم جانتے ہو کہ میں دوستی ہی کا مارا ہوا ہوں۔" بائیلو ٹھنڈی سانس لے کر وہاں سے چلا گیا۔ لڈ اسٹم بوٹ کے اس وقت کے الفاظ نے مجھے متاثر کیا تھا جگہ جگہ اوپن ایئر ریسٹوران نظر آرہے تھے۔ ہم وہیں جا بیٹھے۔

"مجھے تو بھوک لگ رہی ہے اور ذرا دیکھو فضا میں کیسی کیسی عجیب و غریب خوشبوئیں رچی ہوئی ہیں۔ شاید کہیں گوشت بھونا جارہا ہے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔" اس نے اپنی لمبی گردن اٹھا کر چاروں طرف دیکھا اور پھر اسے وہ جگہ نظر آگئی جہاں بکرے کی رانیں بھونی جارہی تھیں۔ لوہے کی سلاخوں میں رانیں بھوننے کا یہ انداز کچھ اپنے علاقے جیسا ہی تھا۔ ہم اس سے متعلق جگہ جاکر بیٹھ گئے اور لڈ اسٹم بوٹ نے ویٹر کو اشارے سے بھونی ہوئی رانیں لانے کے لیے کہا۔

بہت نفاست سے یہ رانیں ڈشوں میں سجا کر لائی گئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی عمدہ قسم کی کافی بھی۔ غالباً دریا پر کام کرنے والے عملے کے افراد یہاں آکر کافی کے ساتھ یہ بھنی ہوئی رانیں کھایا کرتے تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ سو فیصد بکرے ہی کی ہیں۔ حالانکہ یہ احساس بھی تھا کہ پتا نہیں بکرا جائز طریقے سے ذبح ہوا ہو گا یا نہیں اور شاید اسی احساس کے تحت جب لڈ اسٹم بوٹ نے مجھے رانیں کھانے کی دعوت دی تو میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مسٹر لڈ میں آپ کی طرح خوش خوراک انسان نہیں ہوں۔ میرے پاس تو بالکل گنجائش نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں تم کافی پیو۔" اس نے کہا۔

میں کافی سے شغل کرنے لگا حالانکہ بھنے ہوئے گوشت کی خوشبو نے میری بھوک جگا دی تھی لیکن آج تک غیر ممالک میں اس بات کا خصوصی خیال رکھتا رہا تھا کہ غذا ایسی لوں جو قدرتی ہو۔ مثلاً" مچھلی کھائی جاسکتی تھی۔ انڈے کھا لیتا تھا۔ ان چیزوں سے میں پرہیز نہیں کرتا تھا پھر سبزیوں سے بنی ہوئی اشیاء لیکن جہاں تک اس کے علاوہ جانوروں کا

گوشت تھا ان سے میں گریز ہی کرتا تھا لیکن نہایت سمجھداری اور ذہانت کے ساتھ۔ بہر طور اپنے وطن اپنے مذہب اپنے اقدار سے مجھے محبت تھی اور اس محبت نے ہی میری زندگی کو خود مجھ سے اتنا دور کر دیا تھا کہ بعض اوقات اپنے بارے میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ میں آخر کون ہوں اور میری اپنی حیات کا مقصد کیا ہے؟

صبح کی روشنی تیزی سے پھوٹتی آ رہی تھی اور اس وقت اچھا خاصا اجالا پھیل گیا تھا جب بائیو واپس آیا اس نے گردن خم کرتے ہوئے ہمارے سامنے کرسی گھسیٹی اور کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتا ہوا بولا۔

"ٹھیک پینتالیس منٹ کے بعد ہم اسٹیمر کے ذریعے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔"

"گڈ۔ گویا سارے کام ہماری پسند کے مطابق ہو رہے ہیں۔ ویسے جتنا فاصلہ طے کر کے ہم نکل آئے ہیں اس سے کم از کم اس بات کا اطمینان تو ہو گیا کہ ذہین ترین افراد یہ نہیں سوچ پائیں گے کہ اس وقت ہم سارے میں دریائے میلوڈین کے ساحل پر بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"یس لارڈ ایسا ہی ہے۔" بائیلو نے جواب دیا۔

اچانک لڈ نے پوچھا۔ "اور وہ سوٹ کیس تو تمہاری گاڑی میں ہی رہ گئے ہیں جو ہمارے سامان کے طور پر تم نے ساتھ رکھے تھے۔"

"نہیں لارڈ میں نے انہیں ساحل پر مطلوبہ کمپنی تک پہنچا دیا ہے۔"

"اچھا......... ویری گڈ۔" لڈ نے جواب دیا پھر مزید بیس منٹ بیٹھنے کے بعد ہم وہاں سے اٹھ گئے۔ بائیلو تھوڑا سا فاصلہ طے کرا کے ہمیں ایک جیٹی تک لے گیا جس سے اسٹیمر لگا ہوا تھا۔ اچھا خاصا اسٹیمر تھا لیکن ذرا پرانے طرز کا اسٹیمر تھا۔ اسٹیمر کے خلاصی سامان وغیرہ اسٹیمر پر بار کر رہے تھے۔

جب ہم اسٹیمر پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ باقاعدہ کئی خاندان سفر کے لیے تیار ہیں۔ ان میں خواتین اور بچے بھی تھے۔ خلاصی مقامی لوگ تھے اور نجانے ان اسٹیمروں کا انداز کیا تھا ہم لوگ اپنی جگہ پہنچ کر ایک بینچ پر قبضہ جمانے میں کامیاب ہو گئے۔

اسٹیمر اب رفتار پکڑ چکا تھا۔ اس دوران بائیلو کو دوست بنانے میں کامیاب ہو گیا اور

اس سے باتیں کرتا رہا۔ اسٹیمر میں موجود ایک موٹی عورت نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ اسٹیمر کے کپتان بارکے نے اس عورت اور اس کی لڑکی کے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا مگر ہم تینوں خاموش ہی رہے۔ البتہ لڈا اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور دلچسپ نگاہوں سے ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے دل تو میرا بھی چاہا کہ کپتان سے بھڑ جاؤں لیکن حماقت کی بات تھی بہتر ہے کہ خود پر قابو ہی رکھا جائے۔ کپتان نے دونوں ہاتھوں سے لوگوں کو پیچھے ہٹنے کے لیے کہا۔ اب وہ بھوکی نگاہوں سے موٹی عورت کے ساتھ بیٹھے نوجوان کو دیکھ رہا تھا اور نوجوان بھی پینترے بدل رہا تھا۔ کپتان نے کوئی خاص تیز رفتاری نہ دکھائی بلکہ نوجوان ہی کا انتظار کرنے لگا۔ جہاز کے دوسرے مسافر آگے آ گئے تھے۔ ایک بوڑھے شخص نے جو پادری قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا آگے بڑھ کر دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں ایک طویل سفر کرنا ہے۔ خدا کے لیے اپنے آپ کو پرسکون رکھو۔" جواب میں کپتان نے آگے بڑھ کر بوڑھے پادری کی داڑھی پکڑلی اور اسے گھسیٹ کر ایک طرف کر دیا۔ وہ نوجوان کا دشمن نظر آ رہا تھا۔ معمر شخص نے جو نوجوان کا باپ معلوم ہوتا تھا ایک بار پھر مدافعت کی کوشش کی لیکن کپتان نے اس کی گردن پر بھی ایک ہاتھ رسید کر دیا اور وہ دور جا گرا۔ نوجوان کی شامت ہی آ گئی تھی۔

پھر اچانک ہی کپتان نے آگے بڑھ کر نوجوان کو بازوؤں سمیت دبوچ لیا اور اٹھا کر اس زور سے دور پھینکا کہ اسے دریا میں ہی جا گرنا تھا لیکن نوجوان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ فضا میں اڑتا ہوا لڈ کے پاس سے گزرا اور لڈ نے بہ آسانی اسے کیچ کر لیا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ اب بات دوسری شکل اختیار کر جائے گی۔ لڈ نے نوجوان کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ کپتان وہیں اپنی جگہ کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر اس دوران مسافر وغیرہ کپتان کے سامنے آ گئے اور اسے طرح طرح سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگے لیکن یہ حیران کن بات تھی کہ کپتان لڈ کی جانب نہیں آیا تھا۔ یا تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا یا پھر وہ سمجھانے بجھانے سے باز آ گیا تھا۔ بہرحال بہت سے لوگ کپتان سے باتیں کرتے ہوئے اسے وہاں سے آگے لے گئے اور بائیلو نے ٹھنڈی سانس لی پھر بولا۔

"ایک بہت بڑی مصیبت ٹل گئی۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

بات ختم ہو گئی۔ سفر کا پہلا دن ختم ہوا۔ کھانے پینے کی اشیاء ضرورت کے مطابق

ل جایا کرتی تھیں۔ ہم نے اکوا ڈور کی کرنسی "سکرا" کو ایک جگہ جمع کرلیا تھا اور یہ کرنسی کافی تعداد میں تھی۔ بائیلو اس لڑکی کی جانب متوجہ تھا جس کو کپتان نے اپنے بازوؤں میں پکڑ لیا تھا۔ لڑکی واقعی خوبصورت تھی اور اس واقعہ کے بعد سے سہمی ہوئی نظر آتی تھی۔ بائیلو نے کئی بار اس کے قریب جانے کی کوشش کی لیکن لڑکی اس سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔ دوسرے دن صبح ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے ہم لوگ یونہی مٹرگشتی کرنے لگے۔ کپتان جس کا نام ہارٹے تھا بہت تند خو اور تیز مزاج تھا اور کسی کی ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ خلاصی بھی شاید اس سے عاجز تھے کیونکہ اس کے سامنے وہ اس طرح سہم جاتے تھے جیسے کبوتر نے بلی کو دیکھ لیا ہو۔ وہ بے دریغ جوتا' لات تھپڑ کسی کے بھی رسید کردیتا تھا۔ مسافر بھی اسے سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

دوپہر کو میں ریلنگ کے پاس کھڑا ہوا تھا اور وہ نوجوان لڑکی اس جانب آرہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ بائیلو اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس سے باتیں کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ میں دلچسپ نگاہوں سے بائیلو کو دیکھنے لگا۔ لڑکی اتفاقیہ طور پر میرے قریب آکر رک گئی۔

میں نے بائیلو کو سمجھا کر اس لڑکی کی جان بخشی کرادی وہ اب میرے پیچھے تھی۔

اسٹیمر اب شاید خلیج میں داخل ہوگیا تھا۔ کیونکہ میں نے دریا کو سامنے کی سمت بہتے ہوئے دیکھا تھا اور اس کی دوسری شاخ کھاڑی کی جانب چلی جاتی تھی۔ اسٹیمر کھاڑی میں داخل ہوگیا۔ یہاں بھی کپتان ہارٹے کی کچھ زیادتیاں سامنے آئی تھیں۔ خلاصیوں کو اسٹیمر کو کھاڑی میں داخل کرنے کے سلسلے میں کافی مستعدی سے کام کرنا پڑ رہا تھا اور ہارٹے نے اسے طلب کرلیا اور اس کے بعد اسی بری طرح مارنے لگا۔ یہاں تک کہ خلاصی بے ہوش ہوکر نیچے گر گیا۔ دوسرے خلاصی تھر تھر کانپ رہے تھے۔ ہارٹے انہیں بھی سخت سست کہنے لگا۔ ان میں سے کسی میں بھی یہ جرات نہیں ہوئی تھی کہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے جائیں ہارٹے بہت دیر تک ان لوگوں پر ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہا اور اس کے بعد واپسی کے لیے مڑ گیا۔

اب اسٹیمر خلیج میں سفر کررہا تھا اور اس کے بعد اسے سمندر میں داخل ہو جانا تھا۔
میں اب تک جس بات سے خوفزدہ تھا آخر کار کھاڑی میں سفر کے دوران وہ واقعہ پیش

آہی گیا۔

یہ بھی ایک براہ راست عمل نہیں تھا بلکہ صرف اتفاق تھا۔ لڈ اسٹمبوٹ اس وقت ایک جگہ کھڑا ہوا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شام کے تقریباً ساڑھے چار بجے تھے اور موسم خاصا بہتر ہوگیا تھا۔ اسی وقت ہارٹے اس طرف نکل آیا اور بالکل لڈ کے قریب سے گزرا۔ میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ دونوں کے قدو قامت میں کوئی نمایاں فرق نہیں تھا۔ لڈ کا شانہ ہارٹے کے شانے سے ٹکرا گیا اور ہارٹے ایک قدم آگے بڑھ کر رک گیا۔

"اے گدھے کے بچے آنکھیں نہیں ہیں کیا۔ میرے سامنے ہوشیار رہا کرو۔ میرا نام ہارٹے ہے۔"

لڈ نے چونک کر اسے دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی لات ہارٹے کے پیٹ پڑی اور ہارٹے کے حلق سے ایک آواز نکل گئی۔ وہ ایک دم جھک گیا تھا۔ لڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو نے مجھے گدھے کا بچہ کہا تھا۔ گدھے ہمیشہ لاتیں مارتے ہیں کیا سمجھے؟"

لیکن ہارٹے سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس کی آنکھیں ایک دم سرخ ہوگئی تھیں۔ "اور میں گدھے کے بچے کی ٹانگیں توڑ دیتا ہوں۔"

جواب میں لڈ پھر گھوما اور اس کی لات ایک بار پھر ہارٹے کے سینے پر پڑی۔ ہارٹے سینے پر ہاتھ رکھ کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا پھر اس نے اپنے دونوں بازو پھیلائے اور لڈ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ میں اس دوران بارہا یہ بات سوچ چکا تھا کہ کہیں لڈ اور ہارٹے کا سامنا نہ ہو جائے۔ بائیلو بھی خوف زدہ نگاہوں سے انہیں دیکھتا ہوا تھوڑے فاصلے پر آگیا تھا۔ وہی پادری نما بوڑھا جس کی داڑھی ایک بار ہارٹے نے پکڑی تھی پھر آگے آیا۔

"سنو.......... عظیم دوستو سنو۔ یہ سمندری سفر ہے اور ہم خود زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ میرا مطلب ہے موت کہیں بھی آسکتی ہے۔ انسانوں اور جانوروں میں نمایاں فرق ہونا چاہیے۔ میں تم سے اپیل کرتا ہوں کہ تم لوگ لڑنے سے گریز کرو۔"

لیکن اسی وقت ہارٹے نے آگے بڑھ کر لڈ کے سینے پر دولتی ماری۔ یہ دوسری بات ہے کہ لڈ اس کے لیے تیار تھا۔ اس نے اپنے آپ کو تھوڑا سا ترچھا کرلیا اور ہارٹے کی

ایک ٹانگ اپنی بغل میں دبالی۔ ہارٹے بری طرح نیچے گرا تھا۔ لڈ نے اس کی ٹانگ موڑ کر اسے اپنے ہاتھوں کے شکنجے میں کس لیا اور اس کے بعد اس نے پوری قوت سے اسے گھما دیا۔ ہارٹے اس بار کافی اونچی قلابازی کھا کر نیچے گرا تھا لیکن وہ بھی لڑائی بھڑائی میں استاد ہی معلوم ہوتا تھا بلکہ شاید مارشل آرٹس سے بھی واقف تھا کیونکہ نیچے وہ پیروں کے بل ہی گرا تھا اور اس کے بعد دوبارہ اچھلا تھا اور اس نے لڈ کی گردن میں قینچی ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ قینچی تو نہ پڑ سکی لیکن دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ دو جنگلی سانڈ لڑ رہے تھے لیکن چند ہی لمحوں میں لڈ نے اپنی برتری ثابت کر دی۔ ہارٹے کچھ بھی تھا لڈ سے زیادہ وحشی نہیں تھا۔ لڈ نے اسے گردن پکڑ کر کاندھے پر لادا اور اٹھا کر نیچے دے مارا۔ اس کے بعد اس نے کئی ٹھوکریں ہارٹے کے جسم کے مختلف حصوں پر رسید کیں اور وہ پیچھے کھسکنے لگا اب وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر پڑا ہوا لوہے کا ایک سریا اس کے ہاتھ میں آگیا اور اس نے جھپٹا مار کر وہ سریا اٹھالیا۔ غالباً" اس کے پاس کوئی آتشیں ہتھیار نہیں تھا ورنہ اس وقت وہ بے دریغ اسے استعمال کر ڈالتا۔ سریا دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس نے اسے تولا اور پھر نہایت وحشیانہ انداز میں لڈ پر حملہ کر دیا۔ لڈ نے اس کا پہلا وار بچایا لیکن اس کے بعد ہارٹے مسلسل لڈ پر حملے کرتا رہا۔ میں سنگین نگاہوں سے یہ صورت حال دیکھ رہا تھا۔ لڈ اپنے آپ کو مسلسل بچا رہا تھا۔ ہارٹے کے تمام وار ایسے تھے کہ اگر ایک بھی لڈ کے جسم پر پڑ جاتا تو یقینی طور پر لڈ ہلاک ہو جاتا۔ پھر اچانک ہی لڈ نے سریا پکڑ لیا اور پوری قوت سے اسے جھٹکا دے کر ہارٹے کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اب میری آنکھوں میں خوف اتر آیا۔ لڈ نے اگر ہارٹے پر وار کر دیا تو صورت حال بڑی خراب ہو جائے گی لیکن لڈ نے ایک دلچسپ کام کیا۔ اس نے سریے کے دونوں سرے ہاتھوں میں پکڑ لیے اور ہارٹے کی جانب بڑھنے لگا۔ ایک بھی فرد ایسا نہیں تھا اس وقت جو اس جگہ جمع نہ ہو گیا ہو۔ میں نے خاص طور سے اس کے خلاصیوں پر نظر رکھی تھی اس وقت یہ خطرہ تھا کہ وہ اپنے کپتان کو بچانے کے لیے مدافعت کریں گے لیکن میں نے ان کے چہروں پر کچھ اور ہی تاثرات دیکھے تھے۔ غالباً" وہ خوش تھے کہ آج پہلی بار ان کے سرکش کپتان کی پٹائی ہو رہی ہے اور یہ حقیقت تھی کہ اب تک لڈ نے ایک بھی ہاتھ نہیں کھایا تھا جبکہ ہارٹے کی ناک اور ہونٹوں سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے کے کئی حصے نیلے پڑنے لگے تھے۔

لڈ نے مسلسل پینترے بدلتے ہوئے ہارٹے پر نظر رکھی۔ ہارٹے اصل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ لڈ اس پر وار کرے گا لیکن اس کی یہ سوچ کامیاب نہ رہی۔ لڈ نے اچانک ہی موقع پا کر سریا اس کی گردن میں پھنسایا اور اسے اپنے سینے سے لگالیا پھر اس نے سریے کو اس طرح موڑ دیا کہ وہ کئی راؤنڈ کھا گیا اور ہارٹے کی گردن بھنچ گئی۔ البتہ سریے کے دو بل اس کی گردن میں پڑ گئے تھے۔ لڈ نے اس کی کمر پر ایک لات رسید کی اور ہارٹے اچھل کر دور جا گرا۔ وہ سریے کو اپنی گردن سے رسی کی طرح کھولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن یہاں یہ بات ثابت ہو گئی کہ لڈ ہارٹے سے زیادہ طاقتور تھا کیونکہ ہارٹے سریے کو کھول نہیں پا رہا تھا ویسے بھی اس قسم کی چیزیں مڑنے کے بعد آسانی سے سیدھی نہیں ہوتیں اور انہیں موڑنا آسان ہے سیدھا کرنا مشکل اور ہارٹے اس وقت اسی مشکل میں نظر آ رہا تھا لیکن اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر لڈ نے اپنا کام کر دکھایا۔ اس نے ہارٹے کے بال پکڑے اور اسے کھینچ کر ایک بار پھر نیچے دے مارا۔ ہارٹے اس بار فوراً" نہیں اٹھ سکا تھا۔ لڈ نے اس کے گھٹنوں پر ٹھوکریں لگائیں اور ہارٹے کے حلق سے چیخیں نکل گئیں اس نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"کتے کے بچو تم کھڑے دیکھ رہے ہو مارو اسے مارو۔" یہ جملے خلاصیوں سے کہے گئے تھے۔ خلاصی آگے بڑھے تو لڈ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خبردار کوئی آگے آیا تو اسے اٹھا کر پانی میں پھینک دوں گا۔"

خلاصی رک گئے۔ اب لڈ پوری طرح ہارٹے پر حاوی ہو گیا تھا۔ وہ اس پر مختلف ضربیں لگاتا رہا۔ آخری ضرب اس نے ہارٹے کی کنپٹی پر لگائی تھی۔ ہارٹے بے ہوش ہو گیا۔ میں منتظر تھا کہ اس کے بعد لڈ کوئی کارروائی کرے گا لیکن لڈ نے ایسا نہیں کیا تھا۔ غالباً" اس قدر پاگل بھی نہیں تھا کہ ہارٹے کو قتل کرنے کی کوشش کرتا۔ اسی وقت چاروں طرف سے تالیاں گونج اٹھیں اور میں نے دلچسپی کا یہ منظر دیکھا کہ تالیاں بجانے والوں میں خلاصی بھی تھے۔ یہ واقعی ایک دلچسپ بات تھی۔ خلاصی ایک دم سنبھل گئے۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے کپتان سے شاید وہ اسی قدر جلے ہوئے تھے کہ اس کی پٹائی پر انہیں خوشی ہو رہی تھی اور زندگی میں شاید پہلی بار انہوں نے اپنے کپتان کو پٹتے ہوئے دیکھا تھا۔

بہرحال اس کے بعد لڈ ہاتھ جھاڑتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ موٹی عورت جو نڈھال پڑی ہوئی تھی اپنی جگہ سے اٹھی اور لڈ کے قریب پہنچ گئی اس نے گردن خم کر کے کہا۔

"سر آپ نے میری زندگی بھر کی کوفت دور کر دی۔"

"ہاں ہاں اپنا کام کرو۔" لڈ کرخت لہجے میں بولا اور واپس جا کر اپنی اس بینچ پر دراز ہوگیا جو اس نے شروع سے اب تک اپنائی ہوئی تھی۔ ہارٹے اسی طرح پڑا ہوا تھا۔ خلاصیوں نے اس کی خبرگیری کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی اور اسٹیمر کا سفر بڑی خوش اسلوبی سے جاری تھا۔ بائیلو نے کہا۔

"مجھے خوف تھا اس شخص کو دیکھ کر ہی مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہوگا۔ آہ دیکھو دوست تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہیں سے یہ ظاہر مت کرنا میں تمہارے ساتھیوں میں سے ہوں تم لوگ تو کینٹو سے چلے جاؤ گے لیکن مجھے واپس بھی آنا ہے اور ان لوگوں کے آپس میں تعلقات ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے دریائے میلوڈین میں اسٹیمر چلانے والوں کے مجھے یہ لوگ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ویسے کینٹو پہنچنے کے بعد ہمیں ذرا حکمت عملی تبدیل کرنا پڑے گی۔" بائیلو بہت زیادہ پریشان نظر آ رہا تھا۔

ہارٹے خاصی دیر وہیں پڑا رہا۔ اس کے بعد خلاصیوں نے بمشکل تمام اس کی گردن سے سریا نکالا اور اسے اٹھا کر ایک بینچ پر لے گئے یہاں بینچوں کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں جہاں اسے آرام کرایا جاتا۔ نجانے کب ہارٹے کو ہوش آیا تھا۔ بہرطور میں نے اس پر نظر رکھی تھی کیونکہ بعد میں حالات سنگین بھی ہو سکتے تھے لیکن انسان اتنا بے وقوف نہیں ہوتا کہ ایک بار کی پٹائی کو ایک لمحے میں بھول جائے اور حالات کو نظرانداز کر دے۔ ہاں کینٹو پہنچنے کے بعد ذرا احتیاط کرنی تھی کیونکہ وہاں دوسرے اسٹیمر بھی ہوتے ہیں اور اس کے لیے مجھے اچانک ہی احساس ہوا کہ لڈ واقعی احمق انسان نہیں ہے۔ صورت حال کی نزاکت کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ جب کھاڑی ختم ہوگئی تو اس نے بائیلو کو قریب بلایا۔

"اب کینٹو کا سفر کتنا ہے؟"

"بہت مختصر۔ وہ سامنے کینٹو نظر آ رہا ہے لیکن اسٹیمر کو وہاں تک پہنچنے میں ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ لگ سکتا ہے۔"

"ہوں' ٹھیک' یہ خلاصی ہم سے تعاون پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ میرا خیال ہے ان

سے گفتگو کی جائے۔"

"میں سمجھا نہیں مسٹر لڈ۔"

"سمجھا دوں گا تمہیں بعد میں۔" لڈ نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر خلاصیوں کی جانب بڑھ گیا۔ وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے لڈ کو دیکھنے لگے تھے۔ میں اور بائیلو بھی زیادہ فاصلے پر نہیں تھے۔

"میں اس شخص کو قتل کر کے سمندر میں پھینکنا چاہتا ہوں۔" خلاصی خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے پھر بولے۔

"سر آپ کیا اسے معاف نہیں کر سکتے؟"

"ایک شرط پر۔ بندرگاہ پر یہ ہوش کے عالم میں نہیں پہنچے گا۔"

"ہم سمجھے نہیں جناب۔"

"میں سمجھا دیتا ہوں۔" لڈ نے کہا اور ہارٹے کی جانب بڑھ گیا جو بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ لڈ ہارٹے کے سامنے پہنچ گیا اور اس نے ہارٹے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گندی نسل کے کتے۔ تیری دماغی حالت اب کیا ہے؟" ہارٹے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ لڈ نے ایک زوردار گھونسہ اس کی کنپٹی پر رسید کیا اور ہارٹے کے دونوں ہاتھ پھیل گئے۔ اس نے یہ ہاتھ ہلا کر لڈ کی گردن میں حمائل کرنے کی کوشش کی لیکن لڈ نے پیچھے ہٹ کر ایک لات اس کے پیٹ پر رسید کر دی اور اس کے بعد پھر ایک گھونسہ اس کی ٹھوڑی پر رسید کر دیا۔ ہارٹے بینچ پر الٹ گیا تھا۔ لڈ نے اس کے بال پکڑ کر پھر اسے سیدھا کیا اور اس کے بعد اس کی کنپٹی پر ایک گھونسا رسید کیا تو ہارٹے کے بدن میں تشنج پیدا ہوگیا اور ایک بار پھر وہ لمبا ہوگیا تھا۔ لڈ نے آنکھ دبا کر خلاصیوں سے کہا۔

"اسے بے ہوشی کے عالم میں ہی بندرگاہ پر پہنچنا چاہیے۔ ورنہ میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔"

کسی خلاصی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اور بائیلو' لڈ کا مطلب سمجھ گئے تھے۔ لڈ یہ نہیں چاہتا تھا کہ بندرگاہ پر اترتے ہوئے کوئی ہنگامہ ہو اور اس کے سفر کے راستے خراب ہوں بہرحال خلاصیوں نے واقعی حیران کن طریقے سے تعاون کیا تھا۔ غالباً" اندر سے وہ بھی خوش تھے اور پھر اس خطرناک آدمی سے جھگڑا مول لینا انہوں نے مناسب

نہیں سمجھا تھا کون جانے کون کتنا طاقتور ثابت ہو۔

بندرگاہ پر اسٹیمر کو اپنی جگہ مل گئی۔ ہارٹے بدستور بے ہوش تھا۔ لڈ نے آنکھ دبا کر ہم دونوں کو اشارہ کیا اور ہم اپنا مختصر سا سامان لے کر بندرگاہ پر اتر گئے۔

اس کے بعد ہم نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ بائیلو سب سے زیادہ خوف زدہ تھا اور یہاں سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے شہر کینٹو کا رخ بھی نہیں کیا تھا بلکہ ساحل ساحل دور تک نکلتا چلا گیا تھا۔ کینٹو بظاہر ایک خوبصورت شہر نظر آرہا تھا۔ نجانے اس جزیرے کی وسعت کیا تھی اور اس میں کیا کیا خوبیاں تھیں لیکن بائیلو دوسری ہی مشکل کا شکار تھا پھر ایک جگہ اس نے قیام کیا اور لڈا اسٹمبوٹ سے بولا۔

"سر کیا حکم ہے آپ کا۔ آپ شہر میں قیام کریں گے یا پھر یہیں کوئی ایسی جگہ منتخب کرلی جائے جہاں سے ہم اپنے دوسرے کام کا آغاز کریں۔"

"نہیں' شہر خطرناک ہوسکتا ہے۔"

"بندرگاہ بھی خطرناک ہوسکتی ہے ویسے آپ کی یہ رائے بہتر ہے۔ ہمیں یہیں قیام کرنا چاہیے بلا سے تھوڑا سا وقت تکلیف میں گزار دیا جائے۔"

"تم اپنی فکر کرو۔ ہم دونوں نے کونسا کی صعوبتیں جھیلی ہیں اور ہم ابھی تک اپنے آپ کو جیل میں ہی محصور سمجھتے ہیں۔"

"اوکے سر پھر آپ یوں کریں کہ وہ سامنے جو جگہ ہے وہاں اپنے لیے قیام متعین کرلیں۔ اصل میں' میں ذرا ایک خاص جگہ جاکر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

لڈ نے بائیلو کو اجازت دے دی وہ جگہ جہاں ہم نے قیام کیا تھا ایک تفریحی ہٹ کی شکل اختیار کیے ہوئے تھی۔ یہاں ایسی اور بھی عمارتیں نظر آرہی تھیں جو عموماً بند تھیں۔ لڈا اسٹمبوٹ نے کہا۔

"کیا قیام کے لیے ہمارا عمارتوں سے باہر رہنا ضروری ہے؟"

"ضروری تو نہیں ہے سر ہم کسی بھی عمارت میں داخل ہوسکتے ہیں۔ بھلا ہمیں روکنے والا کون ہوگا لیکن ممکن ہے بائیلو کو ہماری تلاش میں دقت پیش آجائے۔"

بات لڈ کی سمجھ میں آگئی اس نے کہا۔ "ہاں یہ خطرہ ہے۔"

پھر ہم نے وہیں قیام کیا اور کئی گھنٹے وہاں آسانی سے گزار لیے۔ لڈ نے بھی کوئی

ایسی خاص بات نہیں کی تھی جو قابل ذکر ہوتی البتہ میرے ذہن میں ایک خدشے نے سر ابھارا تھا کہیں بائیلو اپنی مصیبت ٹالنے کے لیے یہاں سے فرار نہ ہو جائے۔ ہمارے تو اس قسم کے تعلقات بھی نہیں ہیں کہ کسی سے بعد میں ہم اپنے طور پر کچھ پوچھ سکیں۔ حالانکہ اس بات کے امکانات نہیں تھے۔ لڈ نے جس طرح بائیلو پر بھروسہ کیا تھا اور بائیلو جس طرح اب تک کا سفر طے کرکے یہاں تک پہنچا تھا اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ بائیلو' لڈ سے خوفزدہ بھی ہے اور اس کا احسان مند بھی اور وہ اتنی آسانی سے یہ سب کچھ چھوڑ کر فرار ہونے کی کوشش نہیں کرے گا کیونکہ جانتا ہے کہ لڈا اسٹمبوٹ واپس بھی آسکتا ہے۔

بہرحال ہمیں بہت طویل انتظار بھی نہ کرنا پڑا۔ شام ہوتے ہوتے' بائیلو ہمارے پاس پہنچ گیا تھا اور اس کے چہرے پر بشاشت تھی۔ اس بشاشت سے یہ اندازہ دور ہی سے ہو جاتا تھا کہ کوئی کام کی بات ہوگئی ہے اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی خوش قسمتی پر تو میں شک کرہی نہیں سکتا سر لیکن اتنی خوش قسمتی کم ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔"

"آگے بولو آگے بولو۔ کیا خاص بات ہوئی ہے؟"

"ہارڈ بیں یہاں موجود ہے۔"

"ہارڈ بیں۔"

"جی سر۔"

"یہ کیا ہے؟"

"ایک جہاز اور جسے کولمبیا ہی جانا ہے اور اس کا کیپٹن ڈین ہوپ ہے۔"

"تو اس کا میری خوش قسمتی سے کیا تعلق ہے؟"

"یہ سر کہ ڈین ہوپ میرا بہترین دوست ہے بلکہ یوں سمجھ لیجئے کہ بچپن کا دوست اور جب بھی وہ اکوا ڈور آتا ہے اور اسے فرصت ہوتی ہے تو میرے پاس ضرور پہنچتا ہے۔ میری اس سے ملاقات ہوگئی ہے اور میں نے اس سے تمام گفتگو کرلی ہے۔ لارڈ آپ کو آپ کے شایان شان ریسپشن ملے گا۔ ڈین ہوپ بہت نفیس انسان ہے۔ وہ خود آپ کے پاس پہنچتا لیکن ہارڈ بیں لنگر اٹھانے کی تیاریاں کررہا ہے اور اس نے مجھ سے کہا کہ ہے کہ وہ باقی تمام باتیں یہیں کرلے گا۔ میں آپ لوگوں کو لے کر فوراً وہاں پہنچ جاؤں۔"

لڑ واقعی خوش ہوگیا تھا اس نے کہا۔ "پھر تو واقعی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم دونوں ہی خوش قسمت ہیں۔ میری مراد اپنے آپ سے اور تم سے ہے بائیلو۔"

بائیلو نے مجھے اشارہ کیا اور ہم لوگوں نے اپنے سوٹ کیس اٹھالیے۔ لڑ نے خود ہی کہا۔ "تم نے اپنی خوش قسمتی کے بارے میں نہیں پوچھا۔"

"سر میری خوش قسمتی یہ ہے کہ میں اپنا فرض پورا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہوں اب آپ بہ آسانی کولمبیا پہنچ جائیں گے۔"

"ہاں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ تمہیں بہت جلد یہاں سے نجات مل جائے گی اور تم واپس اس روٹھی محبوبہ کے پاس جاسکو گے جو تم سے ناراض ہوگئی ہے۔" لڑ کا موڈ ایک بار پھر خوشگوار نظر آرہا تھا اور وہ مذاق کر رہا تھا۔ بائیلو ہنسنے لگا۔ کیپٹن ڈین ہوپ واقعی ایک خوبصورت شخص تھا۔ بہت ہی خوش مزاج طبیعت کا مالک اس نے لڑ کی شخصیت کو کسی خاص نگاہ سے نہیں دیکھا تھا۔

بلکہ نہایت محبت و انکسار سے لڑ سے مصافحہ کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ "سر میں آپ کا خادم ہوں' اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو ناراض ہونے کے بجائے مجھے اس کی ہدایت کردیجیے گا دوبارہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

لڑ نے حسب عادت اس کا شکریہ نہیں ادا کیا تھا۔ وہ ہمیں جہاز پر لے گیا۔ ہارڈ بیں ایک عمدہ جہاز تھا اور کولمبیا کے لیے لوڈنگ کر رہا تھا تھوڑا سا پورشن مسافر بردار بھی تھا لیکن ابھی مسافروں کو جہاز پر پہنچایا نہیں گیا تھا۔

بہرحال مجھے تو یہ طویل ترین مشقت ابھی نجانے کتنے عرصے سرانجام دینا تھی۔ اس نے ہم پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے ہمیں کیبنوں کی قطار دکھائی اور بولا۔ "آپ دونوں حضرات ایک کیبن میں رہنا پسند کریں گے یا الگ الگ' براہ کرم اپنی پسند کا کیبن دیکھ لیجیے گا۔ اس کے بعد دوسروں کو اس کی اجازت دی جائے گی۔"

"ایک ہی کیبن کافی ہے ہمارے لیے۔" لڑ نے جواب دیا.........

"تو پھر میرے خیال میں یہ کیبن بہت وسیع ہے یوں سمجھ لیجیے کہ ہارڈ بیں کا سب سے خوبصورت کیبن یہی ہے۔"

ہم نے اس بات کو اندر داخل ہونے کے بعد تسلیم کرلیا تھا ذو آرام دہ بستر لگے

ہوئے تھے اور ہر سہولت یہاں موجود تھی۔ بائیلو نے کیپٹن ڈین ہوپ کا شکریہ ادا کیا۔

"ڈیئر ڈین ہوپ' مسٹر لڈ اور پروفیسر کیم کے بارے میں تمہیں تفصیل بتا چکا ہوں۔ تمہیں اندازہ ہے کہ کولمبیا تک سفر کے دوران تمہیں ان کی کس طرح خدمت کرنی ہے۔"

"بعد میں تم چاہو تو مسٹر لڈ اور پروفیسر کیم سے اس سفر میں میری خدمات کے بارے میں معلومات حاصل کرلینا۔ کوئی شکایت ہوئی تو تم سے اور ان دونوں حضرات سے معافی مانگنے آجاؤں گا۔" ضرورت سے زیادہ ہی شریف آدمی معلوم ہوتا تھا' پھر بائیلو نے لڈ سے رخصت طلب کی اور اسٹمبوٹ نے اس سے کہا۔

"تمہارے اس تعاون کا حساب میرے رجسٹر میں درج ہوگیا ہے زندگی اتنی محدود نہیں کہ دوبارہ تم سے ملاقات نہ ہو اس وقت اس حساب کی ادائیگی کردی جائے گی۔"

"لارڈ' آپ جانتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو ہمیشہ آپ کا خادم سمجھا ہے اور اب بھی ایسی ہی بات ہے۔ نہ کوئی حساب ہے اور نہ اس کی کوئی ادائیگی مجھے درکار ہے' بس آپ کی محبت چاہیے۔"

ڈین ہوپ اور بائیلو اجازت لے کر چلے گئے اور میں نے ایک گہری سانس لی' بہرحال یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا۔ جتنی آسانی سے سرانجام پاگیا تھا۔

ایک جہاز کے کپتان کے اختیارات بے حد وسیع ہوتے ہیں اور ایسے معاملات کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے۔ ہارڈ بیں نے کافی وقت وہاں قیام کیا اس پر ہنگامہ خیزیاں جاری رہیں لیکن ہمیں کسی نے ڈسٹرب نہیں کیا جبکہ ہمارے پاس نہ کاغذات تھے نہ پاسپورٹ۔ بائیلو ہم سے اجازت لے کر چلا گیا تھا اور لڈا اسٹمبوٹ اس دوران اونگھتا ہی رہا تھا۔ میں نے بھی سپرمین بننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہر ملک کے قوانین ہوتے ہیں۔ اکواڈور کی حدود سے خیریت کے ساتھ نکل جانا سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس وقت تک اپنا تحفظ انتہائی ضروری چیز ہے۔

"ڈین ہوپ نے ہمارا پورا خیال رکھا تھا۔ ہر چیز فراہم کرتا رہا تھا۔ پتا نہیں بائیلو نے اسے ہمارے بارے میں کیا بتایا تھا لیکن رویے سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کے اور بائیلو کے درمیان گہری دوستی ہے اور ممکن ہے اس نے اصلیت ہی بتا دی ہو۔ اس کے باوجود

یہ خطرہ لینا بہت بڑی بات تھی پھر' جہاز نے لنگر اٹھا دیے مجھے بس لڈ سے خطرہ تھا۔ وہ کہیں اور کسی بھی جگہ الٹ سکتا تھا۔"

سفر کے آغاز کے کوئی چار گھنٹے کے بعد میں بہانے سے باہر نکل آیا اور کپتان کو تلاش کرتا ہوا برج پر پہنچ گیا۔ ڈین ہوپ نے بڑی گرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا تھا۔

"بہت معذرت خواہ ہوں مسٹر کیم۔ میں انتظامی امور میں پھنسا ہوا تھا اسی لیے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔"

"مجھے اندازہ ہے کیپٹن۔"

"اب آپ لوگ نہایت اطمینان کے ساتھ ہارڈ ہیں کے ہر گوشے میں گھوم پھر سکتے ہیں۔"

"اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ بہتر ہے آپ ہمیں باہر آنے کی اجازت نہ دیں۔"

"کیا مطلب؟" کپتان حیرت سے بولا۔

"ہاں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال ہے۔ میں بالکل نہیں جانتا کہ بائیلو نے آپ کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے۔ نہ میں آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں لیکن میرا ساتھی' ایک تند خو شخص ہے۔ بات بات پر الجھ پڑنے والا اور پھر وہ خود پر قابو نہیں پا سکتا۔ میں اس سفر میں کوئی حادثہ نہیں چاہتا۔ خاص طور سے آپ جیسے نفیس آدمی کے ساتھ۔"

"اوہ۔ اچھا۔ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"شاید آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ میں ہی اسے سمجھا لوں گا کہ باہر نکلنا ہمارے لیے خطرناک ہے لیکن آپ کا سامنا ہو تو آپ نرم لہجے میں اسے سمجھا دیجئے گا۔"

"بے حد مناسب بات ہے اور میں آپ کا دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کسی مشکل سے بچا لیا۔"

"او کے۔ مجھے اجازت۔"

کپتان نے پھر گرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا اور میں کیبن کی طرف چل پڑا۔ لڈ نیم مردہ انداز میں بستر پر چت پڑا ہوا تھا۔

"ہیلو! کیا گھوم آئے؟"

"باہر کی صورت حال دیکھنے گیا تھا۔"

"اتنی جلدی کیسے آ گئے؟"

"کپتان ہوپ کی درخواست پر۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اس نے نہایت لجاجت سے مجھ سے کہا کہ بالکل مجبوری ہے۔ جہاز کے مسافروں میں کچھ مشتبہ لوگ موجود ہیں۔ ہمارا کھلی جگہ آنا بالکل مناسب نہیں ہے۔"

"وہ ٹھیک کہتا ہے اب حد سے زیادہ دلیری بھی اچھی نہیں ہوگی اور پھر میرے خیال میں ہمیں کولمبیا پہنچنے تک ہی ان الجھنوں کا سامنا ہے ورنہ اس کے بعد پھر ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں رہے گی۔"

"بس یوں ہی سر میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں آپ بددلی نہ محسوس کریں۔"

"نہیں' میں نے وہاں اتنی جدوجہد کی ہے کہ اب میں آرام ہی کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ فرانس پہنچنے کے بعد ہمیں ایک بار پھر اسی جدوجہد کا سامنا کرنا پڑے گا' گو یہ جدوجہد ذرا مختلف انداز کی ہوگی لیکن بہرحال رک وائر اتنا آسان آدمی بھی نہیں ہے۔"

میں دل ہی دل میں مطمئن ہو گیا کہ چلو جو معاملہ میرے لیے مشکل تصور کا حامل بنا ہوا تھا وہ خود بخود ہی حل ہو رہا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔ لڈ اسٹمبوٹ نے جو کچھ کہا تھا وہی کیا۔ دوران سفر اس نے ایک بار بھی کیبن سے باہر قدم نہیں نکالے تھے۔

کولمبیا تک اس نے ہمیں اس طرح پہنچایا جیسے بہت بڑی ذمے داری اس پر عائد ہوئی ہو اور اس نے اس ذمے داری کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہو۔ یہاں تک کہ ہم کولمبیا پہنچ گئے اور اس کی اطلاع ہمیں ڈین ہوپ نے ہمارے کیبن میں آ کر دی تھی۔

"میں آپ لوگوں کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں جناب' ہم کولمبیا کی ساحلی بندرگاہ پر پہنچنے والے ہیں۔ بحیرۂ ٹرسین کی یہ ساحلی بندرگاہ اصل میں ہماری عارضی منزل ہے۔ یہاں سے میں آپ کو بیرن کولا بھجوا دوں گا۔ بیرن کولا سے بوگوٹا تک پہنچنا آپ کے لیے مشکل کام نہیں ہوگا۔ میں خود اس کے انتظامات کر دوں گا۔"

بوگوٹا آنے کے بعد اچانک ہی وہ زندہ نظر آنے لگا تھا۔ میں نے ایک بار پھر اس کے

یہ خطرہ لینا بہت بڑی بات تھی پھر' جہاز نے لنگر اٹھا دیے مجھے بس لڈ سے خطرہ تھا۔ وہ کہیں اور کسی بھی جگہ الٹ سکتا تھا۔"

سفر کے آغاز کے کوئی چار گھنٹے کے بعد میں بہانے سے باہر نکل آیا اور کپتان کو تلاش کرتا ہوا برج پر پہنچ گیا۔ ڈین ہوپ نے بڑی گرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا تھا۔

"بہت معذرت خواہ ہوں مسٹر کیم۔ میں انتظامی امور میں پھنسا ہوا تھا اسی لیے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔"

"مجھے اندازہ ہے کیپٹن۔"

"اب آپ لوگ نہایت اطمینان کے ساتھ ہارڈ ٹیں کے ہر گوشے میں گھوم پھر سکتے ہیں۔"

"اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ بہتر ہے آپ ہمیں باہر آنے کی اجازت نہ دیں۔"

"کیا مطلب؟" کپتان حیرت سے بولا۔

"ہاں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال ہے۔ میں بالکل نہیں جانتا کہ پائیلو نے آپ کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے۔ نہ میں آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں لیکن میرا ساتھی' ایک تند خو شخص ہے۔ بات بات پر الجھ پڑنے والا اور پھر وہ خود پر قابو نہیں پا سکتا۔ میں اس سفر میں کوئی حادثہ نہیں چاہتا۔ خاص طور سے آپ جیسے نفیس آدمی کے ساتھ۔"

"اوہ۔ اچھا۔ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"شاید آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ میں ہی اسے سمجھا لوں گا کہ باہر نکلنا ہمارے لیے خطرناک ہے لیکن آپ کا سامنا ہو تو آپ نرم لہجے میں اسے سمجھا دیجیے گا۔"

"بے حد مناسب بات ہے اور میں آپ کا دل سے شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے کسی مشکل سے بچا لیا۔"

"اوکے۔ مجھے اجازت۔"

کپتان نے پھر گرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا اور میں کیبن کی طرف چل پڑا۔ لڈ نیم مردہ انداز میں بستر پر چت پڑا ہوا تھا۔

"ہیلو! کیا گھوم آئے؟"

"باہر کی صورت حال دیکھنے گیا تھا۔"

"اتنی جلدی کیسے آ گئے؟"

"کپتان ہوپ کی درخواست پر۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اس نے نہایت لجاجت سے مجھ سے کہا کہ بالکل مجبوری ہے۔ جہاز کے مسافروں میں کچھ مشتبہ لوگ موجود ہیں۔ ہمارا کھلی جگہ آنا بالکل مناسب نہیں ہے۔"

"وہ ٹھیک کہتا ہے اب حد سے زیادہ دلیری بھی اچھی نہیں ہو گی اور پھر میرے خیال میں ہمیں کولمبیا پہنچنے تک ہی ان الجھنوں کا سامنا ہے ورنہ اس کے بعد پھر ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں رہے گی۔"

"بس یوں ہی سر میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں آپ بددلی نہ محسوس کریں۔"

"نہیں' میں نے وہاں اتنی جدوجہد کی ہے کہ اب میں آرام ہی کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ فرانس پہنچنے کے بعد ہمیں ایک بار پھر اسی جدوجہد کا سامنا کرنا پڑے گا' گو یہ جدوجہد ذرا مختلف انداز کی ہو گی لیکن بہرحال رک وائر اتنا آسان آدمی بھی نہیں ہے۔"

میں دل ہی دل میں مطمئن ہو گیا کہ چلو جو معاملہ میرے لیے مشکل تصور کا حامل بنا ہوا تھا وہ خود بخود ہی حل ہو رہا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔ لڈ اسٹمبوٹ نے جو کچھ کہا تھا وہی کیا۔ دوران سفر اس نے ایک بار بھی کیبن سے باہر قدم نہیں نکالے تھے۔

کولمبیا تک اس نے ہمیں اس طرح پہنچایا جیسے بہت بڑی ذمے داری اس پر عائد ہوئی ہو اور اس نے اس ذمے داری کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہو۔ یہاں تک کہ ہم کولمبیا پہنچ گئے اور اس کی اطلاع ہمیں ڈین ہوپ نے ہمارے کیبن میں آ کر دی تھی۔

"میں آپ لوگوں کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں جناب' ہم کولمبیا کی ساحلی بندرگاہ پر پہنچنے والے ہیں۔ بحیرہ ٹریسین کی یہ ساحلی بندرگاہ اصل میں ہماری عارضی منزل ہے۔ یہاں سے میں آپ کو بیرن کولا بھجوا دوں گا۔ بیرن کولا سے بوگوٹا تک پہنچنا آپ کے لیے مشکل کام نہیں ہو گا۔ میں خود اس کے انتظامات کر دوں گا۔"

بوگوٹا آنے کے بعد اچانک ہی وہ زندہ نظر آنے لگا تھا۔ میں نے ایک بار پھر اس کے

سامنے مہذب طریقہ کار اختیار کرلیا۔ بوگوٹا جدید ترین روایتوں کے ساتھ ایک حسین جگہ تھی۔ یہی کولمبیا کا دارالحکومت تھا اور اس کی سج دھج اور شان دیکھنے کے قابل تھی پھر مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد جن کے بارے میں لڈ اسٹمبوٹ شاید اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ایک ایسی عمارت کے پاس پہنچا کسی بہت دولت مند آدمی کی رہائش گاہ کہا جاسکتا تھا۔ وسیع عمارت کے بڑے گیٹ پر پہنچ کر لڈ نے زور زور سے گیٹ پر ہاتھ مارا' حالانکہ وہاں خوبصورت بیل بھی لگی ہوئی تھی۔ فوراً ہی کسی نے ذیلی دروازہ کھولا تھا۔

"جی۔ فرمائیے۔" ایک ملازم قسم کے آدمی نے گردن نکال کر پوچھا۔ لڈ نے اطمینان سے اس کی گردن پکڑی اور اسے کھینچ کر باہر پھینک دیا۔ وہ بے چارہ قلا بازی کھا کر باہر جاگرا تھا اور مجھے اس کی لپیٹ میں آنے سے بچنا پڑا تھا۔

"اندر آؤ کیم۔ تم باہر کیوں کھڑے ہو؟"

"جی۔" میں نے ہمدردانہ نگاہوں سے باہر آپڑنے والے کو دیکھا اور اس سے بچ کر اندر قدم رکھ دیا۔ لڈ بے لگام گھوڑے کی طرح ہر رکاوٹ عبور کرتا ہوا اندر گھس گیا تھا پھر اس نے زور زور سے آوازیں لگائیں۔

"شارٹی۔ ابے او شارٹی۔" اس کے ساتھ ہی اس نے زور زور سے گالیاں بکنا شروع کر دی تھیں۔ اندر سے جو برآمد ہوا وہ بھی اپنی مثال آپ تھا۔ قد پانچ فٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ پھیلاؤ کو اس کے لگ بھگ کہا جاسکتا تھا۔ بدن پر سرخ جانگیہ پہنے ہوئے تھا۔ ہاتھوں میں اسی رنگ کے گلوز تھے۔ اس نے لڈ کو دیکھا پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑیں پھر اس طرح آگے بڑھا جیسے پیچھے سے کسی مضبوط اسپرنگ میں پھنسا ہوا ہو اور اسپرنگ اچانک ٹوٹ گیا ہو۔ میں نے احتیاطاً پیچھے سے جگہ خالی کر دی تھی اور شارٹی کے لڈ کے بدن سے ٹکرانے کی آواز بھی بہت زور دار تھی لیکن مجھے اس کی بے پناہ طاقت کا اعتراف کرنا پڑا' کیونکہ لڈ نے بہ آسانی اسے سنبھال لیا تھا۔

"اوہ۔ لڈ۔ میری جان۔ میری روح۔ لڈ۔" وہ مسرور لہجے میں بولا۔

"بربری نسل کے بھینسے۔ تو کیسا ہے؟"

"پہلے ٹھیک تھا۔ اب بالکل ٹھیک ہوں۔ تو تھا کہاں؟"

"کونسا جیل میں۔"

"مجھے کیوں پتا نہیں تھا؟"

"کوئی ذریعہ نہیں تھا تجھے بتانے کا۔"

"جیل کو کھنڈر بنا دیتا۔ اتنے بم بلاسٹ ہوتے وہاں کہ ہوا میں صرف اس کی خاک اڑتی پھرتی۔"

"بکواس۔"

"اب ہو جائے گا۔" شارٹی بولا۔

"اب ضرورت نہیں ہے۔"

"رک کہاں ہے۔ کیسا ہے؟" شارٹی نے کہا اور میں چونک پڑا۔ شاید شارٹی رک وائز کو بھی جانتا تھا اور اسے صورت حال معلوم نہیں تھی۔

لڈ کے چہرے کے تاثرات ایک دم بدلے' لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا اور بولا۔ "ٹھیک ہوگا۔ میری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"سنا ہے اس نے فرانس میں کوئی کلب کھولا ہوا ہے۔"

"وہاں۔ آئس کلب۔"

"آؤ۔ اندر آؤ۔ یہ کون ہے۔"

"جادوگر۔ کیم ہے اس کا نام۔"

"ہیلو۔ آؤ لڈ کے دوست ہو؟"

"نہیں سر۔ مسٹر لڈ کا غلام ہوں۔" میں نے گردن خم کرکے کہا۔ لڈ نے مجھے دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"آؤ۔"

شارٹی اور لڈ کے تعلقات بہترین معلوم ہوتے تھے لیکن شارٹی اس پر ہونے والے حالات سے ناواقف معلوم ہوتا تھا۔

وہ ہمیں اندر لے گیا اور پھر اس نے ہمیں ایک ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور بولا۔

"میں تمہیں ڈرائنگ روم میں اس لیے لایا ہوں کہ اس دوران تمہارے شایان شان کمرے تیار کرا دوں۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تمہیں عارضی مہمان سمجھا ہے۔"

"لیکن ہم عارضی مہمان ہیں۔" لڈ بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہمیں فرانس جانا ہے اور

ہمارے پاسپورٹ اور کاغذات تیار کراؤ۔ کتنا وقت لگے گا ان میں؟"

"چھ گھنٹے اگر ضروری ہو تو اس سے بھی کم' لیکن میں تمہیں اتنی جلدی نہیں جانے دوں گا۔"

"اورنج جوس منگوانے سے پہلے کاغذات کی تیاری کے لیے کام کرو اور میں زیادہ جرح قبول نہیں کروں گا۔" لڈ نے خشک لہجے میں کہا اور شارٹی اسے گھورتا ہوا اٹھ گیا پھر وہ باہر نکل گیا تھا۔ میں نے ڈرائنگ روم پر نگاہ ڈالی۔ ویسے تو اس کی سجاوٹ حسین تھی لیکن جگہ جگہ باکسنگ کے مقابلوں کی تصویریں لگی ہوئی تھیں جن میں شارٹی مختلف باکسروں سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آرہا تھا۔

"وہ پیشہ ور باکسر ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"شوقیہ۔"

"اچھا لڑکا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"بہت اچھا۔" لڈ نے کہا پھر چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے انداز پر میں حیران ہو گیا تھا۔

ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پاس کیمرا تھا۔ اندر داخل ہو کر وہ کچھ کہے سنے بغیر ہمارے سامنے آگئی۔ پھر اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پہلے میری تصویر بنائی اور تین مختلف تصویریں لے کر' لڈ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ لڈ منہ پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ لڑکی نے تین بار اس پر بھی فلیش چمکائی اور پھر سیدھی ہو گئی۔

"ہیلو۔" وہ چہچہاتی سی آواز میں بولی اور مسکرا دی۔ اس طرح اس کے دو دانت نمایاں ہو گئے جو اس کے حسین چہرے کی نفی کرتے تھے۔

"اوچو پسیا۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟" لڈ دہاڑا اور وہ سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ اب اس کی آنکھوں میں خوف کے آثار تھے۔ لڈ کھڑا ہو گیا۔ "یہ کیمرا مجھے دے۔" اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

چوپسیا کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے کھلے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ باہر ایک دھماکہ ہوا اور کچھ برتن ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دیں۔ لڈ نے گردن گھما کر تعجب سے مجھے دیکھا۔ اسی وقت شارٹی اندر داخل ہو گیا۔

شارٹی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا وہ پاسپورٹ کے لیے تمہاری تصویریں لینے آئی تھی میری کارکن۔ تمہاری ہدایت پر آئی تھی۔

"میری ہدایت پر؟"

"تم نے کہا تھا کہ اورنج جوس منگانے سے پہلے کاغذات کی تیاری کے لیے کام شروع کر دو۔ کیا پاسپورٹ پر تمہاری تصویریں نہیں ہوں گی' مگر وہ اورنج جوس گرا گئی۔ اب ذرا دیر لگ جائے گی۔"

"سب گدھے ہیں۔ سب گدھے ہیں۔" لڈ دوبارہ بیٹھ گیا۔ ویسے اس کی بات سے میں نے پورا اتفاق کیا تھا' بلکہ مجھے تعجب تھا کہ لڈ ایک مجرم ہے۔ وہ نارمل انسان تو نہیں تھا۔ اور نہ شارٹی کوئی ہوشمند معلوم ہوتا تھا لیکن میرے سوال کا جواب خود میرے پاس موجود تھا۔ جرم کی دنیا میں نکل آنے والے نارمل کہاں ہوتے ہیں۔

پھر اورنج جوس آگیا اور خود شارٹی نے ہمیں جوس کے گلاس پیش کیے۔ جوس پیتے ہوئے وہ چونک کر بولا۔ "مسٹر کیم جادوگر ہیں میں سمجھا نہیں۔"

"انوکھا فنکار۔" لڈ مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"تم عالمی چیمپئن سے مقابلہ کرنے جا رہے ہو۔ اس سے قبل اس کے ساتھ پریکٹس کر لو۔"

"آہ۔ کیا یہ باکسر ہے؟" شارٹی خوش ہو کر بولا۔

"بالکل نہیں۔ اس کے باوجود تم اس سے مقابلہ کرو گے' اگر تم اسے ایک بھی مکا مار سکے تو سمجھ لو کہ تم عالمی چیمپئن کو ہرا سکتے ہو۔" لڈ نے کہا۔

"تعجب ہے۔ انوکھی بات ہے' لیکن دلچسپ اور پر لطف ہے۔" پھر اسی وقت ایک آواز نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ شارٹی کا کوئی ملازم تھا۔ اس نے آکر اطلاع دی کہ کمرے تیار ہو گئے ہیں۔

کام کی رفتار بے حد سست تھی لیکن یہی غنیمت تھا کہ وہ منطقی طور پر جاری تھا۔ سب کچھ اپنی پسند کے مطابق نہیں ہو جاتا۔ اس پاگل لڈ پر کنٹرول کرنا آسان کام نہیں تھا۔ کوئن میکوویا کو اس سے واقف ہونا چاہیے' ممکن ہے وہ واقف بھی ہو۔ ویسے اب تک

مجھے بلیک آرمی کی طرف سے کوئی سپورٹ نہیں ملی تھی بلکہ اس کے کسی ممبر سے ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ تاہم کام چل رہا تھا۔ اب فرانس پہنچنے کے انتظامات ہو چکے تھے اور اندازہ ہو رہا تھا کہ اس میں مشکل نہیں ہوگی پھر رک وائر۔ اس کے بعد کہیں آئزک ملٹن، لیکن بہرحال یہ سب کچھ کیا تھا۔

===☆☆☆☆===

رات کو کینسا آگئی۔ بغل میں چند کپڑے دبے ہوئے تھے۔ کھلے دروازے سے دستک دیے بغیر اندر آگئی تھی۔ چند لمحات تو مجھے کوئی احساس نہیں ہوا لیکن جب اس نے اندر آکر دروازہ اندر سے بند کر دیا تو مجھے کچھ احساس ہوا۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟" اس نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

"یا میری آمد ناگوار تو نہیں گزری؟"

"نہیں ظاہر ہے آپ کسی کام سے آئی ہوں گی۔"

"مجھے تمہاری دلجوئی کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

"کس نے بھیجا ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"مسٹر شارٹی کا حکم ہے کہ رات آپ کے ساتھ گزاروں۔" اس نے کہا، اور میں اسے دیکھنے لگا۔ خوبصورت اور نوجوان تھی، لیکن بھٹکنا مناسب نہیں تھا۔ البتہ میں نے اس کی آنکھوں میں حجاب پایا۔ وہ حجاب جو عورت کو بطور امانت دیا گیا تھا، لیکن یہ خیانتوں کا دور ہے اگر اس دور میں کوئی تھوڑا بہت امین نظر آئے تو حیرت ہوتی ہے۔

"میں لباس بدل لوں۔" اس نے کہا۔

"جی۔" میں نے کہا۔ اس نے لباس بدلنے کے لیے کوئی آڑ ضروری نہیں سمجھی تھی، لیکن میں نے خود کو سنبھالنے کے لیے نگاہوں کا رخ بدل لینا ضروری سمجھا۔ لباس تبدیل کر کے وہ میرے پاس آ بیٹھی۔ اب اس کا موڈ بدل گیا تھا۔

وہ دیر تک خاموش بیٹھی رہی۔ غالباً میری جانب سے پہل کی منتظر تھی۔ میں نے

مسکراتے ہوئے مسہری کی پشت سے گردن ٹکا دی اور لیٹ گیا۔ وہ انتظار کرتی رہی کہ میں اس سے کچھ کہوں اور پھر جب میں بالکل ہی خاموش رہا تو وہ خود ہی میرے نزدیک کھسک آئی اور میرے سینے پر بازو رکھ کر لیٹ گئی۔

"تم کیسے آدمی ہو' تمہارے اندر ذرا بھی جذباتیت نہیں ہے؟" اس نے کہا۔

"نہیں مس کینسا یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر تم میری جانب راغب کیوں نہیں ہو رہے؟"

"میں تمہاری جانب ہوں' لیکن ایک بات کہوں گا جب انسان کو یہ احساس ہو جائے کہ اس کا مدمقابل بحالت مجبوری اس کی قربت قبول کیے ہوئے ہے تو پھر اس کے جذبات میں حقیقت نہیں رہتی۔ وہ صرف پروفیشنل ہو جاتا۔ زندگی کی یہ خوبی تو سچائیوں سے عبارت ہیں' اگر ان میں سچائیوں کا فقدان ہو تو ان کا خاتمہ لازمی ہوتا ہے۔ اچھا بتائیں کہ شارٹی کے ساتھ کب سے ہیں آپ؟"

"تھوڑے عرصے سے۔" اس نے خود پر قابو پا کر کہا۔

"وہ کیسا آدمی ہے؟"

"تم نے دیکھ ہی لیا ہوگا۔" وہ ہنس پڑی۔

"مجھے تو بہت عجیب لگا۔"

"ہاں تھوڑا سا عجیب ہے۔ ویسے اچھا باکسر ہے اور ساتھ ہی خطرناک آدمی بھی ہے۔"

پھر ہم لوگ زیادہ تر لڈ اور شارٹی کے بارے میں باتیں کرتے رہے تھے۔ اسے واقعی اب آہستہ آہستہ مجھ پر اعتماد سا پیدا ہوتا جا رہا تھا اور کئی بار اس کی نگاہوں میں میرے لیے اچھے جذبات نظر آئے' بہرحال اس کے بعد وہ سونے کے لیے لیٹ گئی اور میں نے بھی اپنے قول کی پوری پوری پابندی کی۔

دوسرے دن صبح میں ذرا دیر ہی سے جاگا' حالانکہ رات کو نیند کوئی ایسی خراب نہیں رہی تھی جس کے باعث یہ کہا جاسکے کہ صبح اس وجہ سے دیر سے آنکھ کھلی۔ بس سوتا رہا تھا' پھر کسی نے دستک دے کر ہی جگایا۔ چونک کر دیکھا تو کینسا میرے پاس موجود نہیں تھی۔ اپنا فرض پورا کرنے کے بعد وہ صبح کسی وقت میرے کمرے سے چلی گئی تھی۔

میں جلدی سے اٹھا۔ غسل وغیرہ کر کے تیار ہو گیا اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ چند ہی منٹ کے بعد لڈ' شارٹی کے ساتھ اندر آگیا۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"شاید تم اس مقابلے سے گریز کر رہے ہو ورنہ میں تمہیں تیار پاتا۔"

"نہیں' آپ کے حکم سے میں نے کبھی انحراف کیا ہے' لیکن یہ حقیقت ہے کہ کینسا مجھے مسٹر شارٹی کے بارے میں پوری تفصیل بتا چکی ہے مسٹر شارٹی جیسے باکسر سے جو عالمی ہیوی ویٹ چیمپین شپ کے لیے تیاری کر رہے ہوں مجھ جیسا نامعقول آدمی کیا مقابلہ کر سکے گا جو باکسنگ کی ابجد سے بھی ناواقف ہے؟"

"تمہیں پتا ہے کہ جو بات میرے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے اگر وہ پوری نہ ہو تو مجھ پر جنون سوار ہو جاتا ہے۔"

"میں نے آپ کے حکم سے انحراف تو نہیں کیا۔" میں نے گردن جھکا کر کہا۔

"ہم دونوں نے بھی ابھی ناشتا نہیں کیا ہے۔ شریفانہ انتظار کر رہے تھے تمہارے پہنچنے کا اور جب یہ وقت غیر شریفانہ حدود میں داخل ہو گیا تو مجبوراً ہمیں تمہارے پاس آنا پڑا۔" شارٹی نے ایک زبردست قہقہہ لگایا تھا۔

"اگر تم مجھے بیوقوف سمجھتے ہو لڈ میری جان تو یہ خیال ذہن سے نکال دو۔ میں جانتا تھا کہ رات بھر کا تھکا ہوا یہ شخص صبح کس کیفیت میں ہوگا۔ میں نے یہ ایک چالاکی کی ہے۔" شارٹی قہقہے لگانے لگا۔

"جو اس قسم کی سازشیں کرتے ہیں میرے لیے پسندیدہ نہیں ہوتے۔ یہ بات تمہیں مجھے بتانی چاہیے تھی۔"

"ارے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ چلو تم تیار ہو جاؤ اور سنو' میں باکسنگ کے کھیل کو اپنا مذہب سمجھتا ہوں اور اتنا ہی لگاؤ رکھتا ہوں اس سے۔ میری جانب سے کسی رعایت کی توقع نہ رکھنا۔ لڈ کا کہنا ہے کہ تم باکسر نہیں ہو' لیکن تمہارا ایک اصول ہے کہ حالات کیسے کیوں نہ ہوں اپنا دفاع کر سکتے ہو' اگر میرا ایک بھی گھونسا تمہارے جبڑے پر پڑ گیا تو یہ سمجھ لینا کہ وہ جبڑا دوبارہ کبھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں پہلے سے تمہیں وارن کر رہا ہوں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عجیب مصیبت تھی لیکن اب اپنے آپ پر اس قدر بھی بے اعتمادی نہیں تھی ورنہ اس دنیا میں اتنا بڑا مشن لے کر نہ نکل کھڑا ہوتا۔

ناشتا بھی نہیں ملے گا۔ ٹھیک ہے تقدیر میں صبح کے ناشتے میں مرمت ہی لکھی ہوئی ہے تو یہی سہی' لڈ اور شارٹی مجھے لے کر اس رنگ میں آگئے جو عمارت ہی کے ایک حصے میں بنا ہوا تھا۔ کینسا سمیت اور دیگر چند افراد بھی موجود تھے۔ لڈ کے بیٹھنے کے لیے معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ میں نے گلوز پہن لیے۔ لباس وغیرہ کا بندوبست بھی تھا اور پھر ایک باکسر کے روپ میں مجھے شارٹی کے سامنے رنگ میں آنا پڑا۔ شارٹی اپنے مخصوص باکسنگ کے لباس میں بڑا مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔ ویسے جب بھی رنگ میں باکسنگ کے مقابلے کرتا ہو گا تو دیکھنے والوں کے لیے خاصا جاذب نگاہ ہوتا ہو گا۔ ایک گیند جو بڑی آسانی سے بلکہ برق رفتاری کے ساتھ پورے رنگ میں لڑھک سکتی ہے۔ شارٹی اس سے بالکل مختلف نہیں تھا۔ اب اس کی تیز آنکھیں میری جانب نگراں تھیں۔ باکسنگ کے تمام انتظامات ہو چکے تھے۔ ایک دراز قامت شخص کو ریفری کی حیثیت سے رنگ میں بھیج دیا گیا تھا وہ مستعدی سے اپنا کام کر رہا تھا۔ اصول کے مطابق اس نے ہم لوگوں کو ہدایت دیں اور آخر کار ہم ایک دوسرے کے مقابل آگئے۔ مجھے اجازت تھی کہ میں شارٹی کے ایک بھی گھونسا نہ لگاؤں بلکہ بس اپنا دفاع کروں جس کا میں نے دعویٰ کیا تھا۔

بعض اوقات رواروی میں کہی ہوئی کوئی چھوٹی سی بات اس طرح مصیبت بن جاتی ہے اس وقت مجھے اس کا تجربہ ہو رہا تھا۔

شارٹی نے مجھے گھیرنا شروع کر دیا۔ وہ مجھے رنگ کے ایک کونے میں لے جانا چاہتا تھا تاکہ میرے جسم پر ضرب لگا سکے لیکن مجھے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا تھا۔

شارٹی کو نچاتے رہنے ہی میں فائدہ تھا اور میں اس وقت جان بچانے کے لیے پورے رنگ میں پھرکنی بنا ہوا تھا۔ شارٹی نے بارہا اپنے تجربے کو استعمال کرتے ہوئے اس قسم کی کوششیں کیں کہ اس کا ایک گھونسا میرے بدن کو ہی چھو جائے' لیکن ایسا ہو جاتا تو کھیل ختم ہو جاتا۔ کوئی راؤنڈ کا سلسلہ نہیں رکھا گیا۔ اسے ایک منٹ کے لیے بھی ستانے کا موقع نہیں مل سکا تھا بلکہ مسلسل وہ اپنی سی کوشش میں تھا کہ میرے جسم پر ایک ضرب ہی لگا دے۔

بہرحال تینتیس منٹ کے بعد یہ کھیل ختم ہو گیا۔ شارٹی آہستہ سے بڑھا اور اس کے بعد رنگ کے ایک کونے میں جا بیٹھا۔

لڈ کا گھن گرج قہقہہ بلند ہوا اور اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ریفری مقابلہ ختم کرو۔ تمہارا آدمی ہار چکا ہے' تم باہر کود آؤ آؤ"

اس کے بعد دوسرا مشکل مرحلہ شارٹی کے لیے پیدا ہو گیا' کیونکہ لڈ نے اسے وارننگ دے دی تھی کہ اس کی روانگی کا انتظام جلد سے جلد کیا جانا ہے۔ یہ اندازہ ہو چکا تھا مجھے کہ کولمبیا میں شارٹی کے پاس وہ ذرائع موجود ہیں جن کے تحت وہ کوئی بھی کام کر سکتا ہے۔ اس کے تعلقات کیسے تھے اس کے بارے میں معلومات کا نہ مجھے موقع ملا تھا اور نہ میں نے اس کی ضرورت محسوس کی تھی۔ البتہ یہاں قیام کے تیسرے دن اس نے ہماری فرانس روانگی کے انتظامات کر دیے۔

بوگوٹا سے فرانس تک کا سفر جن حالات میں گزارا وہ قابل ذکر نہیں۔ لڈ ایک مفرور قیدی تھا اور اس کی حیثیت بھی انٹرنیشنل قسم کی تھی۔ اس لیے مجھے ہر لمحہ یہی خطرہ رہا تھا کہ کہیں وہ پہچان نہ لیا جائے اور اس کے بارے میں انٹرپول اور دوسرے حساس اداروں کو اطلاع نہ مل گئی ہو چنانچہ پیرس ائرپورٹ پر اترنے کے بعد بھی میری نگاہیں سیکورٹی کے ان افراد کی جانب اٹھی رہیں جو اپنے کاموں میں مصروف تھے لیکن شکر تھا کہ شارٹی نے ہمارے لیے جو کاغذات تیار کرائے تھے وہ بڑے موثر اور کار آمد تھے اور ہمیں کسی بھی لمحے یا کسی بھی مرحلے پر کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔"

"فرانس کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں ہم نے کمرا حاصل کیا اور لڈ اسٹمبوٹ یہاں پہنچنے کے بعد بڑا مطمئن نظر آنے لگا۔ اس نے اپنے پاس موجود کرنسی کا جائزہ لیا۔"

"ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں پیرس میں کتنے عرصے قیام کرنا ہو گا۔ اس لیے اب ہمیں کرنسی کی ضرورت ہے۔"

"اس کا انتظام کس طرح کیا جائے گا؟" میں نے سوال کیا۔

"ابھی تک تمہیں کوئی مشکل پیش آئی ہے اس سلسلے میں؟"

"نہیں تو۔" میں نے کہا۔

"تو اطمینان رکھو' اگر تم اپنے فن میں ماہر ہو تو میں بھی زندگی گزارنا جانتا ہوں۔ تم آرام سے یہاں رہو۔ میرے یہاں بہت سے روابط ہیں میں چوبیس گھنٹے آرام کرنے کے بعد اپنے لوگوں کو ٹرائی کروں گا اور اس کے بعد وہ کہتا......" لڈ دانت پیستے ہوئے

خاموش ہوگیا۔

لڈ کی باتوں پر میں نے بہت زیادہ توجہ نہیں دی۔ غیر معمولی فطرت کا انسان تھا۔ اس کے کسی معاملے میں دخل بھی نہیں دیا جاسکتا تھا' بہرحال اس کے ساتھ وقت گزاری بھی آسان کام نہیں تھی۔ اس سے اگر تھوڑا سا فاصلہ ہی رہتا تو بہتر تھا' لیکن مجھے ایک بات پر حیرت تھی۔ کوئن میکوویا نے مجھے بارہا یہ بتایا تھا کہ بلیک آرمی میرے نزدیک رہے گی اور مجھے ضرورت پڑنے پر ہر قسم کی امداد فراہم کی جائے گی' لیکن اتنا لمبا عرصہ گزار چکا تھا۔ ابھی تک بلیک آرمی کا ایک بھی فرد میرے قریب نہیں پہنچا تھا۔ اب اس وقت پیرس میں مجھے بلیک آرمی کا سہارا درکار تھا۔ بے شک لڈ میرے لیے سہارا تھا اور اسی کے شانے کا سہارا لے کر میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہو سکتا تھا' لیکن اس کا پروگرام طویل تھا اور پھر وہ غیر معمولی سوچ کا آدمی تھا۔ پتا نہیں کس وقت کیا قدم اٹھا بیٹھے۔ میرے لیے مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ کم از کم اور......... اور کچھ نہیں تو مجھے فرانسیسی کرنسی تو ملنی چاہیے' تاکہ میں اپنے طور پر بھی اپنے تحفظ کا بندوبست کرسکوں مثلاً" یہ کہ لڈ کے علم میں لائے بغیر میں یہاں کے کسی اور ہوٹل میں اپنے لیے کوئی کمرا وغیرہ حاصل کرلوں تاکہ کسی بھی خطرناک لمحے کے لیے میرے پاس اپنے تحفظ کا بندوبست ہو۔ یہاں میں نے تھوڑی سی بے تبی محسوس کی تھی' لیکن دماغ کو ٹھنڈا رکھنے سے ہی آیندہ کام بن سکتا تھا۔ ابھی تک جس جرات اور ہمت کے ساتھ میں نے یہ مصائب برداشت کیے تھے۔ انہیں برقرار رکھنا ضرورنی تھا۔ غرض یہ کہ لڈ کے ساتھ یہ چوبیس گھنٹے گزر گئے۔

وہ صبح کا وقت تھا جب ناشتے کے بعد اس نے مجھ سے کہا۔

"میں جارہا ہوں اور نہیں کہہ سکتا کہ واپسی میں کتنا وقت لے گا۔ اس کتے رک وائر کی تلاش میں مجھے تھوڑا سا وقت صرف کرنا ہوگا' لیکن میں اسے تلاش کرلوں گا اور اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے اور بھی چند کام کرنے ہیں مجھے۔"

میں نے ٹھنڈی سانس لے کر گردن ہلا دی۔

"لیکن میرے لیے کیا حکم ہے۔ کیا مجھے اسی کمرے میں رہنا چاہیے یا باہر نکل سکتا ہوں؟"

"بالکل نہیں۔ تم پورے اطمینان کے ساتھ پیرس میں اپنا وقت گزار سکتا ہو۔

تمہاری واپسی اسی ہوٹل میں ہونی چاہیے۔ چاہے اس کا وقت کچھ بھی ہو۔ میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہاں بعد میں اگر تم اپنے طور پر پسند کرو تو رک وائر کے سلسلے میں میری مدد کر دینا۔"

"آپ مطمئن رہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

پیرس میرے لیے اجنبی جگہ نہیں تھی اس سے پہلے بھی یہاں آچکا تھا لیکن معاملات کچھ ایسے ہی تھے کہ میں چند مخصوص علاقوں کے علاوہ اور کوئی زیادہ سیر نہیں کر سکا تھا' بہرحال تھوری بہت کرنسی بھی جیب میں موجود تھی اسے لے کر میں خود بھی نکل گیا اور اس کے بعد خوبصورت پیرس کے علاقے میرے سامنے آئے۔ دریائے سین کے کنارے' ایفل ٹاور کے تلے وہی زندگی رواں دواں تھی جو پیرس کی روایات پیش کرتی تھی۔ میں مختلف علاقوں میں گھومتا رہا۔

رات ہوٹل واپس آگیا۔ دن بھر جو سیاحت کی تھی اس سے تھکن بھی ہوگئی تھی' لیکن یہ تھکن ہوٹل آنے کے بعد دور ہوگئی۔ ہوٹل کی تفریحات میں حصہ لیا جاسکتا تھا' لیکن ذہنی طور پر اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ پتا نہیں اس دوران لڈ واپس آیا یا نہیں۔ البتہ جب رات کا ایک بج گیا تو مجھے تشویش ہونے لگی اس نے نہ تو مجھے ٹیلی فون کیا تھا اور نہ ہی اور کوئی ایسا رابطہ جس سے مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوتا۔ دو ڈھائی بجے تک میں انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد یہ سوچ کر بستر پر دراز ہوگیا کہ ممکن ہے اس کے کچھ پرانے شناسا مل گئے ہوں۔ اب ظاہر ہے وہ مجھے اطلاع دینے کا پابند تو نہیں ہے۔ ٹھہر گیا ہوگا ان کے ساتھ بے پروا سا آدمی ہے۔

دوسری صبح نو دس اور پھر گیارہ بجے گئے لیکن لڈ کی جانب سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تو مجھے شدید تشویش ہونے لگی۔ اب تک کی محنت پر پانی پھرتا ہوا نظر آیا تھا۔ سامنے ہی کچھ اخبارات پڑے ہوئے تھے۔ ان میں فرانسیسی زبان کے اخبارات کے ساتھ انگریزی زبان کے اخبارات بھی تھے۔ میں نے یونہی اخبار اٹھا کر میز پر رکھ دیے' لیکن اچانک ہی میں دہشت سے اچھل پڑا۔ ایک اخبار کے فرنٹ پیج پر لڈ کی تصویر نظر آئی۔ میں ششدر رہ گیا۔ یہ خوش بختی تھی کہ انگریزی کا اخبار تھا جو پیرس ہی سے شائع ہوتا تھا۔ میں نے ہراساں نگاہوں سے تصویر کے نیچے درج خبر پڑھی تو میرے رونگٹے کھڑے

ہوگئے۔ یہ ایک بینک میں ڈاکے کی اطلاع تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ جنوبی امریکہ کے ایکواڈور سے فرار ہونے والا ایک خطرناک مجرم پیرس میں دیکھا گیا ہے۔ اس کا نام لڈ اسٹمبوٹ ہے اور اس نے پیرس میں پہلی واردات کی ہے ایک بینک میں ڈاکے کے دوران اس نے تین افراد کو قتل کر دیا اور کامیاب ڈاکہ زنی کر کے فرار ہوگیا۔

میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا تھا۔ مجھے لڈ کے الفاظ یاد آرہے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ یہاں اس کے کافی روابط ہیں اور اسے بہر طور یہاں وقت گزارنے کے لیے فرانسیسی کرنسی درکار ہے کیونکہ اس کے پاس اب رقم ختم ہو چکی ہے، لیکن کرنسی کے لیے اس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ انتہائی بھیانک تھا جس لباس میں وہ یہاں سے گیا تھا۔ یہ تصویر اسی لباس میں چھپی ہوئی تھی بعد میں اس کی تفصیلات بھی میرے علم میں آگئیں۔ بینک میں اس قسم کے کیمرے نصب تھے جو کسی بھی مشتبہ شخص کی تصویر حاصل کر سکتے تھے اور عملے کی ذہانت سے ڈاکہ ڈالنے والے ڈاکو کی یہ تصاویر حاصل کر لی گئی تھیں اور اس کے بارے میں انتہائی برق رفتاری سے پولیس سے معلومات حاصل کر کے یہ تفصیلات شائع کی گئی تھیں۔ میں سناٹے میں ڈوبا رہا اب کیا ہوگا، اگر وہ ایک کامیاب ڈاکہ ڈالنے کے بعد نکل بھی چکا ہے تو کیا آسانی سے رک وائر کے سلسلے میں اپنا بقیہ کام کر سکتا ہے۔ اس جنگلی سے ہر بات کی توقع کی جا سکتی تھی۔ میں درحقیقت کچھ نروس ہوگیا تھا۔ اب تک جتنی کارروائی کی تھی وہ سب ملیامیٹ ہوتی نظر آرہی تھیں۔ شاید اسی لیے اس نے واپس ہوٹل کی جانب رخ نہیں کیا لیکن اب میرا اس سے رابطہ کیسے ہوگا۔ ویسے اخبار کی خبر میں صرف ایک مجرم کے فرار کی اطلاع تھی جو ایکواڈور کی کونسا جیل سے فرار ہوا تھا۔ میرا تذکرہ اس میں نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے انٹرپول کے ذریعے یہ ساری خبریں دنیا کے تمام ممالک میں پہنچ چکی ہوں۔ لڈ کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی۔ مجھے چکر آتے رہے اور اس وقت میرے اندر کچھ جھلاہٹ بھی پیدا ہوگئی، آخر بلیک آرمی کے افراد اس طرح آنکھیں بند کیے کیوں بیٹھے ہوئے۔ کم از کم میرے لیے تھوڑی سی کوشش تو کی جانی چاہیے۔ کوئن میٹوویا بے شک مجھ پر بھروسا کرتی ہے لیکن میں انسان ہی ہوں۔ اب شدید مشکل وقت آگیا ہے۔ میرے پاس کرنسی بھی نہیں ہے۔ دوئم یہ کہ اس سے رابطہ بھی نہیں ہوا۔ سوئم یہ کہ اپنے اس نئے جرم کی وجہ سے اگر وہ مقامی پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو سب کچھ

ختم، پھر رک وائر بھی ہوشیار ہو جائے گا۔

بظاہر تمام راستے ایک دم بند ہوگئے تھے اور میں سخت مشکلات میں گرفتار ہو سکتا تھا۔ دفعتہ" میں چونک پڑا۔ لڈ کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ ایک نگاہ میں اسے دیکھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ ہوٹل کے عملے نے اسے میرے ساتھ دیکھا ہوگا اور اب یہ تصویر دیکھ کر وہ فوراً" پولیس کو خبر دیں گے کہ وہ نہیں اس کا ساتھی موجود ہے اور پولیس.........

ارے باپ رے بھاگو۔ اندر سے آواز آئی اور میں اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ جو نہایت ضروری چیزیں یہاں سے لے جانی چاہیے تھیں انہیں اپنے قبضے میں کیا یہاں تک کہ لڈ کے کاغذات بھی میں نے اپنی تحویل میں لے لیے اور ایسی کچھ اہم چیزیں جو اس کے لیے بھی ضروری تھیں اور اس کے بعد میں برق رفتاری سے ہوٹل کے کمرے سے باہر نکلتا آیا۔ دل کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا۔ یہ احساس تھا کہ اب پولیس ہوٹل پہنچنے ہی والی ہوگی، لیکن شاید ابھی تک تقدیر یاور تھی اور ہوٹل کے ذمہ دار ارکان نے مجھ پر یا اس تصویر پر غور نہیں کیا تھا، چنانچہ ہوٹل سے باہر نکل آنے میں کسی وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور اس کے بعد میں پیدل ہی کافی دور نکلا چلا گیا۔ اب اصولی طور پر مجھے لڈ ہی کی مانند ڈاکے زنی کی واردات کرنی چاہیے تھی تاکہ میری جیب میں کچھ ہوتا" کیا مصیبت ہے اب کرنا کیا چاہیے، چنانچہ پیرس کے مختلف گوشوں میں چکراتا رہا۔ میں نے اپنے پاس جو تھوڑی بہت رقم تھی اسے احتیاط سے خرچ کرنے کا فیصلہ کرلیا اور ایک آوارہ گرد کی مانند ادھر سے ادھر گردش کرتا رہا۔

پیرس بے حد حسین تھا لیکن یہ احساس اجنبی نہیں تھا کہ اصل حسن ہر جگہ اسی شکل میں سامنے آتا ہے جب ذہن مطمئن ہو۔ مجھے پیرس کے نواحات میں کوئی لطف نہیں آرہا تھا، بہرحال آوارہ گردی کرتا رہا۔ پیرس کے متمول لوگوں کے سفید براق مکانوں کی قطاریں دیکھیں جو فرانسیسی طرز تعمیر کے نازک اور خوبصورت نمونے تھے اس کے کافی فاصلے پر ایک کیمپنگ نظر آئی اور میں کیمپنگ کی جانب چل پڑا۔ کیمپنگ کیا تھی دریا کے کنارے پورا شہر آباد تھا۔ سپر مارکیٹ، ریستوران، کشادہ سڑکیں، لیکن بد قسمتی سے اس شہر میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ کیمپنگ میں بھی سیاحوں کی بہتات کی وجہ سے رہائش کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تھا۔ اکثر سیاح ہوٹلوں میں جگہ نہ ملنے پر کیمپنگ ہی

کا رخ کرتے ہیں، لیکن اس وقت کیمپنگ میں بھی میرے چھوٹے سے خیمے کے لیے کوئی جگہ موجود نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کیا جاسکتا تھا کہ کسی پارک میں شب گزار لوں۔ میں وہاں سے بھی واپس چل دیا اور بوجھل قدموں سے چلتا ہوانیوالی کے پل تک آگیا، پھر ٹرام میں سوار ہوکر شہر کے مرکز میں ایک ایسی جگہ اتر گیا جہاں فرانس کے پسماندہ علاقے میں چھوٹے چھوٹے ہوٹل موجود تھے۔ تنگ گلیوں اور بازاروں سے گزر کر کئی پرائیویٹ خاندانی ہوٹلوں کے دروازے کھٹکھٹائے مگر ہر جگہ کمپلیٹ کا جواب ملا، پھر شاید تقدیر کو مجھ پر رحم آگیا۔ ایک ضعیف سی عورت نے مجھے دیکھا اور وہ خود ہی میرے پاس پہنچی تھی پھر اس نے اپنا سفید بگلا جیسا سر ہلایا۔

"ہوٹل موسیو۔" میں نے فوراً سر ہلا دیا۔ بڑھیا مجھے ساتھ لیے چل پڑی اور کافی دور چلنے کے بعد ایک گلی کے موڑ پر پرانی وضع کے مکان میں اندر داخل ہوئی جس کے باہر ایک ناقابل فہم سا بورڈ نظر آرہا تھا۔ اس نے ڈیسک پر کھڑی مالکن سے فرانسیسی میں کچھ کہا اور میری جانب رخ کرکے گردن ہلائی، مالکن نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں مجھے کرائے کی تفصیل بتائی۔ کمرے کا کرایہ چوبیس فرانک، غسل کے لیے چار فرانک الگ، ہوٹل باہر سے بے شک شکستہ اور گندا لگ رہا تھا مگر اندر کا ماحول ایک صاف ستھرے گھر کی مانند تھا۔ میں نے رجسٹر پر نام درج کرایا۔ پاسپورٹ جمع کرا دیا اور چابی لے کر دوسری منزل پر اپنے کمرے میں آگیا، پھر تردد کیے بغیر میں نے کمرے میں لگے پانی کے نل سے منہ پر چند چھینٹے مارے اور ایک جگہ بیٹھا رہا۔ بہت دیر تک سر پکڑے بیٹھے رہنے کے بعد میں نے گردن اٹھائی۔ دروازے پر ایک ہلکی سی آہٹ ہوئی تھی میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تو سیاہ لباس میں ملبوس ایک شخصیت کو اپنے سامنے کھڑے ہوئے پایا۔ دروازے سے اندر آئی تھی لیکن انداز کچھ عجیب سا تھا اور اس وقت چونکہ میں شدید پریشانی کے عالم میں تھا۔ اس لیے اس کے چہرے پر غور بھی نہیں کرسکا لیکن جب اس کی آواز ابھری تو میرے اعصاب واقعی چند لمحے کے لیے کشیدہ ہوگئے تھے۔ اس نے مجھے پروفیسر کیم کہہ کر ہی پکارا تھا۔ میں نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام وہی لکھوایا تھا جو کاغذات میں موجود تھا، لیکن یہاں مجھے پرورفیسر کیم کے نام سے مخاطب کرنے والا کون ہے۔ ایک لمحے کے لیے عقل چکرا گئی۔ دوسرے لمحے آنکھوں کو مل مل کے دیکھا اور ایک بار پھر چکر کھا گیا کہ اگر میرا

اندازہ غلط نہیں ہے تو وہ کینسا تھی۔ کولمبیا میں ملنے والی کینسا جو شارٹی کی دست راست تھی لیکن وہ یہاں، عقل تسلیم نہیں کرتی تھی آنکھوں کو بس دھوکے ہی کا سا احساس ہو رہا تھا۔ کینسا دو قدم آگے بڑھی اور میرے قریب پہنچ گئی۔

"پروفیسر کیم۔"

"کینسا، کیا میں یقین کرلوں کہ یہ تم ہی ہو؟"

"جی سر۔ یہ میں ہی ہوں۔" اس نے مئودبانہ انداز میں جواب دیا۔ "سر میں بیٹھ سکتی ہوں۔"

"بیٹھو۔ لیکن کینسا تم یہاں کہاں؟"

"سر میں بہت دیر سے آپ کا پیچھا کر رہی ہوں لیکن کسی ایسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھی جہاں آپ کے سامنے پہنچنے اور آپ سے بات کرنے میں مجھے کوئی دقت نہ ہو۔"

"لیکن اس ہوٹل میں۔"

"آپ کے گیسٹ کی حیثیت سے داخل ہوئی ہوں۔ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرکے۔"

"یہاں تک تم میرے پیچھے آئی تھیں؟"

"جی ہاں۔"

"لیکن تم کولمبیا سے کب آئیں؟"

"آپ کے ساتھ۔" اس نے جواب دیا۔

"میرے ساتھ؟"

"جی ہاں میرا مطلب ہے آپ کے پیچھے پیچھے۔ یہ جگہ بہت تکلیف دہ ہے آپ یہاں بے سکون رہیں گے۔ کیا آپ اس جگہ کو چھوڑنا پسند کریں گے؟"

"ابھی مجھے یہاں آئے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں گزری، کیا یہاں سے واپس جانا مناسب ہوگا؟ ویسے بھی بہت سی جگہیں اب میرے رہنے کے قابل نہیں رہی ہیں۔"

"سر میں آپ کو ایک ایسی جگہ لے چلوں گی جہاں آپ کو قیام میں کوئی دقت نہیں ہوگی اور آپ نے غالباً انہیں کرایہ ایڈوانس دے دیا ہے۔ اس لیے ہوٹل چھوڑنے میں

کوئی مشکل بھی نہیں ہوگی۔"

میں خاموشی سے اس کے ساتھ نکل آیا۔ بس کاغذات ہی میں نے اپنے پاس رکھے تھے۔ وہ تنگ و تاریک گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک کشادہ سڑک پر آگئی اور پھر اس نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ سے اشارہ کرکے روکا، ٹیکسی نے اسے اس کی مطلوبہ جگہ پہنچا دیا۔ یہاں سرخ رنگ کی ایک اسپورٹس کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے پرس سے کار کی چابی نکالی اور دروازہ کھول کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر گھوم کر دوسری طرف سے کار میں آبیٹھی۔ کار اسٹارٹ ہوکر چل دی۔

"آپ یہاں سے گزرے تھے آپ کو یاد ہوگا۔ بس یہیں تک میں کار میں آپ کا تعاقب کرسکی تھی اور اس کے بعد مجھے مختلف ذرائع سے یہ سفر کرنا پڑا یعنی پیدل بھی جس طرح آپ سفر کررہے تھے چنانچہ گاڑی مجھے اتنے فاصلے پر چھوڑنی پڑی۔"

کچھ دیر کے بعد اس نے کار ایک خوش نما علاقے میں ایک عمارت کے سامنے روک دی اور اس طرح اسے پارک کردیا جیسے اب یہاں سے کہیں اور جانے کا ارادہ نہ رکھتی ہو۔ نیچے اترنے کے بعد اس نے کسی با ادب ڈرائیور کی مانند میرے لیے دروازہ کھولا اور میں نیچے اتر آیا۔ تب اس نے مجھے ساتھ لیے ہوئے عمارت کی جانب رخ کیا۔ میں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ لفٹ نے ہمیں پانچویں منزل پر پہنچا دیا اور راہداری میں اترنے کے بعد اس کی معیت میں ایک کمرے کے سامنے ٹھہر گیا۔ جس کا دروازہ اس نے کھولا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں اس فلیٹ میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ بہت آرام دہ فلیٹ تھا۔ اندر داخل ہونے کے بعد میں ایک آرام کرسی پر دراز ہوگیا اور تھکے تھکے انداز میں گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ کینسا کے انداز میں بھی تھکن نمایاں تھی۔ اس نے کہا۔

"کیا آپ غسل کرنا پسند کریں گے؟"

"ہاں، غسل کروں گا، لیکن کچھ دیر کے بعد۔"

"تو پھر مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دیں۔ میں غسل کرلوں۔"

"ضرور۔" مجھے اندازہ تھا کہ اس نے پیدل میرا جتنا تعاقب کیا ہے اس کے بعد وہ تھک گئی ہوگی۔ ویسے بھی صنف نازک سے اس کا تعلق تھا۔ میری بات تو خیر بالکل ہی

الگ تھی۔ تاہم مجھے اس کے اس طرح مل جانے سے شدید الجھن پیدا ہوگئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کینسا واپس آگئی وہ پہلے مجھ سے خاصی بے تکلف تھی، لیکن اب اس کے انداز میں ایک احترام سا تھا جسے میں بار بار محسوس کررہا تھا۔

"میں جس ذہنی الجھن کا شکار ہوں اگر اسے دور کرنے میں تم میری مدد کرسکو تو میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔ اس وقت میں صرف ایک ضرورت محسوس کررہا ہوں وہ یہ کہ تم مجھ پر اپنی آمد کا راز کھول دو۔"

"بہت بہتر۔" اس نے کہا اور اپنے لباس کی آستین اٹھا کر بازو کے پاس کچھ ٹٹولنے لگی، پھر اس نے اپنے ہاتھ پر سے ایک جھلی سی اتار دی۔

میں حیرت سے اس کی یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ انگلیوں کے پوروں سے جھلی کو اتارنے کے بعد اس نے اپنی کلائی میرے سامنے کی اور میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ کلائی پر بلیک آری کا نشان موجود تھا۔ گویا اس کا تعلق بلیک چینل سے ہے۔ یہ ایک شدید ذہنی جھٹکا تھا کیونکہ ماضی میں اسے بالکل ہی مختلف انداز میں دیکھ چکا تھا۔ سینکڑوں خیالات میرے ذہن میں آکر گزر گئے۔

"اب اگر اجازت ہو تو میں یہ دستانہ پہن لوں۔"

میری نگاہیں اس کے دوسرے ہاتھ کی جانب اٹھ گئیں۔ شاید دوسرے ہاتھ پر بھی اس نے ویسی ہی جھلی چڑھا رکھی تھی تاکہ دونوں ہاتھ ایک ہی رنگ کے ہوں۔ ویسے یہ ایک کمال کی چیز تھی کیونکہ اس کے ہاتھوں کا رنگ اس کے جسم کے کھلے ہوئے حصوں کے رنگ سے بالکل مختلف نہیں تھا۔ میں خاموش بیٹھا اسے گھورتا رہا۔

"اب آپ مطمئن ہوگئے ہوں گے؟"

"یہ نشان تو ہزاروں سوالات کا مرکز ہے۔"

"میں آپ کے ہر سوال کا جواب دیتی ہوں۔ جو آپ کے ذہن میں ہے۔"

"کولمبیا میں تم شارٹی کے پاس کیسے پہنچ گئیں؟"

"مجھے علم ہوگیا تھا کہ آپ وہیں پہنچ رہے ہیں، چنانچہ وہاں آپ سے ملاقات کرنا میرے فرائض میں داخل تھی۔"

"گویا تم پہلے سے اس کے ہاں ملازمت کرتی تھیں؟"

"سر میں نہیں، کینسا وہاں ملازم تھی۔"

"کک.........کک کینسا اور تم؟"

"میں وہ نہیں ہوں۔" اس نے کہا اور اس بار اس نے اپنے کانوں کے پاس سے کوئی چیز ٹٹولی اور ایک اور جعلی چہرے سے اتار دی۔ چمچماتی شکل کی ایک بالکل مختلف لڑکی میری آنکھوں کے سامنے آگئی۔ یہ کینسا نہیں تھی بلکہ اس نے کینسا کا ماسک لگایا ہوا تھا۔ اب صورت حال میری سمجھ میں آگئی تھی، لیکن کمال کی شخصیت تھی اس لڑکی کی۔ خیر اتنا تو میں جانتا تھا کہ کوئن میکوویا ایک نہایت شارپ عورت ہے اور اس نے اپنا جو جال پھیلایا ہوا ہے وہ معمولی نوعیت کا نہیں ہے۔ میرے ذہن میں لاتعداد خیالات گزرنے لگے اس کا مطلب ہے کہ میرے ذہن میں جو جھنجھلاہٹ تھی وہ بے معنی تھی۔ کوئن میکوویا نے مناسب پوائنٹس پر بلیک آرمی کی سیکورٹی مجھے فراہم کی تھی۔ جہاں وہ دیکھتی تھی کہ میں مناسب طریقے سے اپنا کام کر رہا ہوں وہاں مجھے بلیک آرمی کا وجود نہیں ملتا تھا اور جہاں اس نے یہ محسوس کیا کہ اب میں الجھنوں کا شکار ہو گیا ہوں اس نے فوراً ہی میری جانب توجہ دی۔ بڑا اعتماد سا پیدا ہو گیا تھا دل میں اور اسی احساس نے ذہن کو ایک خوشگوار سی کیفیت بخش دی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ میں نے کہا۔

"تم کینسا سے زیادہ خوبصورت ہو اور مجھے تمہارا نام بھی نہیں معلوم۔"

"آپ مجھے شیری کہہ سکتے ہیں۔"

"مس شیری، آپ نے کہاں سے میرا تعاقب کیا؟"

"میں ایکوا ڈور ہی سے آپ کے تعاقب میں تھی۔ میرے معاون میرے ساتھ تھے۔ جب ہمیں یہ علم ہوا کہ آپ کولمبیا جا رہے ہیں اور آپ کے سفر کا مناسب بندوبست ہو گیا ہے تو وہاں سے ہم نے براہ راست کولمبیا کا سفر کیا اور یہاں میں نے کینسا کو ٹریپ کر کے اس کا روپ دھار کر شارٹی کے ہاں رہائش اختیار کر لی۔"

"اور وہ لڑکی کینسا کہاں گئی؟"

"اسے اغواء کر کے ایک ایسی جگہ پہنچا دیا گیا تھا جہاں سے اب وہ شارٹی کو مل چکی ہوگی۔ بے مقصد قتل و غارت گری ہم لوگ نہیں کرتے۔ ہاں اگر اتنی ہی مجبوری پیش آجاتی کہ کینسا کی موت ضروری ہوتی تو شاید اسے قتل بھی کرنا پڑتا۔"

"تم نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے اور بڑی بروقت ملی ہو تم مجھے۔ کیا تمہیں اس کے ساتھ دیگر حالات بھی معلوم ہیں۔"

"سر ہم کونشا جیل تک آپ کا تعاقب نہیں کر سکے۔ کونشا سے نکلنے کے بعد ایک مخصوص جگہ ہم آپ کو پانے میں کامیاب ہو گئے تھے کیونکہ آپ کے فرار کی اطلاع ہمیں مل گئی تھی پھر وہاں سے کوئن میکوویا نے مجھے آپ کے ساتھ مصروف رہنے کی ہدایت کی اور سر میں یہاں تک پہنچ گئی۔ یہ نہیں بلکہ لڈ پر بھی ہماری نگاہیں ہیں چونکہ فرانس آنے کے بعد وہ ہمارے لیے مزید اہمیت اختیار کر گیا ہے۔"

"تب تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ وہ گدھا کتنی بڑی حماقت کر بیٹھا ہے۔"

"وہ اسی ٹائپ کا آدمی ہے، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ فرانس کی پولیس کے قبضے میں آجائے گا تو ایسا نہیں ہو گا۔ وہ احمق نہیں ہے پوری زندگی جرائم میں گزاری ہے۔"

"لیکن میرے خیال میں شیری اس نے ایک بدترین حماقت کی ہے۔"

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کھلے چہرے سے یہ ڈاکا ڈالا ہے تو آپ بالکل درست کہتے ہیں۔ غالباً آپ کے ذہن میں بھی یہی خیال ہو گا کہ اس طرح رک وائز اس کی جانب سے ہوشیار ہو جائے گا۔"

"سو فیصد۔ اگر وہ فرانس کی پولیس سے اس ڈاکے اور تین آدمیوں کے قتل کے الزام میں بچ بھی جاتا ہے تب بھی رک وائز کو وہ پانے میں ناکام رہے گا۔"

"اصل میں اسے رک وائز کے اتنے خفیہ ٹھکانے معلوم ہیں کہ وہ کہیں نہ کہیں سے اس کی کھوج نکال ہی لے گا۔"

میں گہری نگاہوں سے اس لڑکی کا جائزہ لینے لگا۔ چند لمحات خاموشی سے گزرے۔

"اب اس کے لیے باہر نکل کر آزادانہ طور پر کام کرنا بھی مشکل ہو گا۔" شیری نے کہا۔

"اسی سلسلے میں آپ کو کام کرنا ہے اس بیوقوف کی اس حماقت کو سنبھالنا ضروری ہو گا۔ ڈاکے کے سلسلے میں اس کی تصاویر اخبار میں نہیں چھپنی چاہییں تھیں۔ یہاں کے بینک اتنے معمولی تو نہیں ہیں کہ اپنے اندر ہونے والی وارداتوں کے سلسلے میں بالکل ہی کوششیں نہ کریں۔ کیمرے لگے ہوئے تھے اور انہوں نے لڈ کی پوری تصاویر اتار لیں۔

یقیناً" کیمرا آپریٹر بھی کسی مانیٹر پر موجود ہوگا۔ اگر وہ گدھا مجھ سے مشورہ کرلیتا تو میں اسے کسی قیمت پر ڈاکہ ڈالنے کا مشورہ نہ دیتا یا پھر اگر ایسا ہوتا بھی تو اسے تحفظ پر آمادہ کرلیتا' لیکن شاید یہ بات بھی آپ کے علم میں ہو کہ میں کس طرح اس بدبخت کے ساتھ ڈیل کرتا رہا ہوں۔ اب نجانے وہ کہاں مررہا ہوگا اسے تلاش کرنا ایک مشکل کام ہے۔"

"نہیں سر' اس کے لیے تھوڑی سی کارروائی ہم لوگوں نے کی ہے۔"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"سر میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ بلیک آرمی کے چند افراد مسلسل آپ کے قریب موجود تھے جیسا کہ میں نے آپ کو تفصیل بتائی ہے۔ یہاں بھی میں تنہا نہیں آئی بلکہ میرے ساتھ دوسرے افراد بھی ہیں اور سر ہم لوگ مسلسل آپ کے لیے سرگرداں رہے ہیں۔ یہ اندازہ ہم میں سے کسی کو بھی نہیں تھا کہ لڈ کا مقصد کیا ہے ہم تو بس احتیاطاً اس کا تعاقب کررہے تھے اور آپ کی نگرانی بھی کررہے تھے۔ بینک میں ڈاکہ بلیک آرمی کے افراد کے سامنے ہی ڈالا گیا۔ اور جب لڈ وہاں سے فرار ہوا تو اس کا تعاقب کیا گیا۔ دوسرے لوگوں سے اسے محفوظ رکھنا بھی مقصود تھا' لیکن چونکہ بینک کی جانب سے فوری طور پر کوئی کارروائی نہیں ہوسکی تھی اس لیے اسے نکلنے کا موقع مل گیا اور اس نے ایک مخصوص علاقے کی جانب رخ کیا۔ پتا نہیں یہ منصوبہ پہلے سے اس کے ذہن میں تھا یا بس افراتفری کے عالم میں وہ اس جانب چل پڑا تھا۔ اندر کی بات تو ہمیں نہیں معلوم' لیکن اس وقت وہ دریائے سین کے کنارے بنے ہوئے خوبصورت مکانات میں سے ایک مکان نمبر ساٹھ میں ہے۔"

"کیا؟" میں اچھل پڑا۔

"اور بلیک آرمی کے دو افراد اس کی بڑی احتیاط سے نگرانی کررہے ہیں۔ اس نے کافی دیر سے وہیں اپنا ٹھکانہ بنا رکھا ہے اور باہر آنے کی کوشش نہیں کی۔"

"یوئے ڈی بولون۔ مکان نمبر ساٹھ؟"

"جی سر' آپ چاہیں تو میں ابھی ان لوگوں سے آپ کی بات کراسکتی ہوں۔"

میں شدید سنسنی کا شکار ہوگیا۔ اب تک بلیک آرمی کے لیے میرے دل میں جو بری باتیں پیدا ہوگئی تھیں وہ ایک دم ختم ہوگئیں۔ یہ لوگ غیر مستعد نہیں تھے لیکن بڑے

محتاط انداز میں اپنا کام کررہے تھے اور یہ تو ان کا ایک نہایت ہی شاندار کارنامہ تھا۔ صحیح معنوں میں بروقت انھوں نے میری مدد کی تھی۔ میں کچھ دیر سوچتا رہا۔

"آپ ان سے رابطہ کرادیں۔" پھر میں نے کہا۔

"ابھی لیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی' پھر وہ ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر لے کر اندر آگئی۔ میرے سامنے ہی اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔ اس کا ایریل کھینچنے کے بعد اس نے چند بٹن دبائے اور ٹرانسمیٹر سے نہایت صاف آوازیں سنائی دینے لگیں' پھر دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"بلیک سیونٹی ایٹ کالنگ۔ بلیک سیونٹی ایٹ کالنگ۔"

"بلیک تھری تھرٹی۔" لڑکی نے کہا۔

"یس میڈم۔"

"کوئی اس کی جانب متوجہ تو نہیں ہوا ہے۔"

"یہاں کوئی کسی کی جانب متوجہ نہیں ہوتا۔ ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ بے حد پرسکون علاقہ ہے۔"

"تم لوگ اطمینان سے ہو' اسے کسی پر شبہ تو نہیں ہوسکا؟"

"نہیں میڈم اس کے لیے تو خاص طور سے خیال رکھا گیا ہے کیونکہ ہم اس کی شخصیت سے واقفیت ہیں۔"

"اوکے اپنی جگہ جمے رہو۔"

اس نے ٹرانسمیٹر بند کرکے میری جانب دیکھا اور میں نے تحسین آمیز انداز میں گردن ہلا کر کہا۔ "واقعی آپ نے شاندار کام کیا ہے ورنہ اس وقت اس کی تلاش میرے لیے ناممکن ہی ہوجاتی۔ میں تو یہ محسوس کرنے لگا تھا جیسے تمام کیے دھرے پر پانی پھر گیا ہو۔"

"مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے کام آسکی۔ ہم لوگوں کو پوری طرح فری کردیا گیا ہے اور ہمیں خود ہی فیصلے بھی کرنے ہوتے ہیں کہ آپ جس مشن کے لیے نکلے ہیں۔ اس میں ہم آپ کی کیا مدد کرسکتے ہیں؟"

"تمہیں اس مشن کی پوری تفصیل بتادی گئی ہے؟"

”یس سر، جب ہمیں کوئی ذمے داری سونپی جاتی ہے تو کوئن ہمیں بتا دیتی ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اس طرح یہ آسانی ہو جاتی ہے سر کہ ہمیں اپنے طور پر فیصلے کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔“

”ویری گڈ میں بے حد مسرور ہوں ویسے مجھے تعجب ہے کہ کوئن یہ سارے کام مجھ سے ہی کیوں لیتی ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر تم لوگوں کو ہی کسی کام کے لیے مخصوص کر دیا جائے تو وہ کام بھی بہ آسانی ہو سکتا ہے۔“

”نہیں سر۔ کوئن کے فیصلے بڑے محتاط ہوتے ہیں اور ان میں کبھی کوئی جھول نہیں ہوتا۔“ اس نے کہا۔

اس کے لہجے سے ایک عجیب سی عقیدت جھلک رہی تھی۔ میں اس کے تاثرات کو محسوس کرتا رہا۔

”اب یہ بتایئے کہ ان حالات میں آپ کا کیا پروگرام ہے؟“

”ہاں تم نے بتایا ہے کہ وہ بوئے ڈی بولون میں مکان نمبر ساٹھ میں موجود ہے اور اس کی تصدیق بھی ہو چکی ہے لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اب میرا وہاں پہنچنا کیسے ممکن ہو؟“

”سب سے مشکل مسئلہ یہی ہے سر اگر آپ براہ راست اس تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ یہ ضرور سوچے گا کہ آپ کو اس کی وہاں موجودگی کا کیسے علم ہوا؟ دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں سر یا تو آپ اس بات کا اظہار کر دیں کہ آپ نے اس کا تعاقب کیا ہے یا پھر اتفاقیہ طور پر وہاں پہنچنے کا مظاہرہ کریں۔“

میں سوچ میں ڈوب گیا اگر میں اس سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں مسلسل اس کے تعاقب میں تھا تو پھر وہ یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ اب تک میں نے اس سے رجوع کیوں نہ کیا اور بعد میں اس کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کیں۔ جبکہ فرانسیسی پولیس ابھی تک اس کی تلاش میں بھٹک رہی ہے۔ یہ ذرا مشکل اور سنگین مسئلہ تھا اور اس پر کافی غور کرنے کے بعد کام کیا جا سکتا تھا۔ ویسے اس کی شخصیت کا مجھے اندازہ تھا وہ جس انداز میں مجھ سے متاثر ہو گیا تھا اگر میں اس پر یہ بھی اظہار کر دوں کہ میں اتفاقیہ طور پر اس تک پہنچا ہوں تو شاید وہ میری بات پر یقین کر لے بہت غور و خوض کرنے کے بعد

آخر کار میں نے یہی فیصلہ کیا کہ بوئے ڈی بولون میں اتفاقیہ طور پر مکان نمبر ساٹھ کے آس پاس بھٹک کر اس تک پہنچوں گا۔ جبکہ بلیک آرمی کے وہاں پر موجود افراد کا کہنا تھا کہ وہ باہر بھی نکلتا ہے۔ بہر طور بڑی خطرناک شخصیت تھی اور میں چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کی تکمیل ہو جانی چاہیے۔ ورنہ میں بھی کسی بڑی مشکل کا شکار ہو سکتا ہوں۔ وہ تو دیوانہ ہی تھا۔ غرضیکہ بہت دیر تک شیری سے میری باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے اس سے اس فلیٹ کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا انتظام بلیک آرمی کے مقامی گروہ نے کیا ہے۔

پھر دوسرے دن میں نے بوئے ڈی بولون کا رخ کیا۔ دریائے سین کے کنارے یہ پرسکون بستی بلاشبہ قابل رشک تھی۔ میں دوسرے لوگوں کی مانند وہاں گردش کرتا رہا اور میرا زیادہ تر وقت مکان نمبر ساٹھ کے سامنے ہی گزرا تھا۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں ہو سکا کہ بلیک چینل کے آدمی کہاں سے اس مکان کی نگرانی کر رہے ہیں۔

پھر میری مشکل حل ہو گئی اس وقت میں مکان نمبر ساٹھ کے سامنے باغیچے میں خاموشی سے گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے والے مکان کا دروازہ کھلا اور میں نے اسٹمبوٹ کو دیکھا جو نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ میری جانب بڑھ رہا تھا۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس وقت میری اداکاری ہی میرا بھرم رکھ سکتی تھی۔ شدت حیرت سے میرا چہرہ سرخ ہو گیا اور میری آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں۔ میرے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ پھر میں انتہائی اضطرابی انداز میں کئی قدم آگے بڑھا اور لڈ کے قریب پہنچ گیا۔

”میرے پیچھے آجاؤ۔“ اس نے کہا۔ ”باہر زیادہ دیر رکنا خطرناک ہے۔“ اس نے کہا اور میں کسی معمول کی طرح سحر زدہ سا اس کے پیچھے چل پڑا۔ لڈ مجھے مکان نمبر ساٹھ کے دروازے سے اندر لے گیا تھا۔

چھوٹا سا خوشنما مکان ایک برآمدہ سامنے بڑا سا کچا احاطہ جس میں خوبصورت گھاس لگی ہوئی تھی اور طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ لڈ نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا لیکن میں اسی شدید حیرت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ میرے بدن پر ہلکی ہلکی کپکپاہٹ طاری تھی۔ لڈ نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”آرام سے بیٹھو آرام سے۔ میں تمہارے لیے پانی لاتا ہوں۔“

یہ بھی ایک ناقابل یقین بات تھی۔ وہ بڑی نرم خوئی کا مظاہرہ کر رہا تھا اور مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ میری اداکاری کام آگئی ہے۔ وہ پانی کا گلاس لے کر آیا تو میں بڑے احترام سے اٹھا اور میں نے گلاس اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

”اس وقت واقعی تم پر جو کیفیت بھی طاری ہو جائے وہ باعث حیرت نہیں ہے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ کیا یہ انتہائی حیران کن بات نہیں ہے کہ تم وہاں پہنچ گئے جہاں میں موجود تھا۔“

”کیا میں واقعی یقین کرلوں کہ میں کوئی خواب نہیں دیکھ رہا؟“

”ہاں تم یقین کرلو کہ تم کوئی خواب نہیں دیکھ رہے نجانے میرے اور تمہارے ذہن اور دل کے تار کہاں سے بندھ گئے تھے۔ اس طرح میری جان کے گاہک بنے ہو کہ پیچھا چھڑانا مشکل نظر آتا ہے۔“ لڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”لیکن جتنا تم مجھے دیکھ کر حیران ہو اتنا ہی حیران میں تمہیں یہاں دیکھ کر ہوا ہوں۔ آخر تم اس سمت آ کیسے گئے؟“

پھر میں پلان پر عمل کرتے ہوئے اسے اپنی آمد کے بارے میں بتانے لگا۔

میں نے اس کے چہرے پر نمایاں تغیر دیکھا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس کے چہرے کے نقوش کرخت ہوتے گئے۔

”میں یہ سوچ کر یہاں نہیں آیا تھا کہ تم سے دوری اختیار کر لوں۔ ہمیں مقامی کرنسی کی ضرورت تھی اور اس کے حصول کے لیے میں نے کوشش کر ڈالی اور کامیاب ہوگیا۔ مدافعت کرنے والوں کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ میں نے اپنا کام کرلیا اور اس کے بعد مناسب قیام کے لیے مجھے یہی جگہ پسند آئی۔ میں نے ہوٹل ٹیلی فون کیا تو پتا چلا کہ تم کمرے میں موجود نہیں ہو۔ میں انتظار کر رہا تھا۔ بار بار ٹیلی فون کرنا اس لیے مناسب نہیں سمجھا کہ کہیں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اب ذرا بہتر وقت حاصل کر کے میں تمہاری تلاش میں نکلنے والا تھا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میں تم سے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں اب بھی اپنے اسی نظریے پر قائم ہوں۔ یعنی یہ کہ میں کسی سے گہری دوستی نہیں کر سکتا۔ دوستی کے نام سے نفرت ہوگئی ہے مجھے........ شارٹی میرا اور رک وائز کا مشترکہ دوست تھا اگر کولمبیا سے اس کے ذریعے یہاں تک آنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں اس سے بھی ملاقات نہ کرتا۔ دوستی کے نام سے گھن آنے لگی ہے اب مجھے۔ چنانچہ پروفیسر کیم

میں اب بھی تم سے کھل کر یہی کہہ رہا ہوں کہ میں تمہیں دوست نہیں بنا سکتا لیکن کونسا جیل سے نکلنے میں تم نے میری جس طرح مدد کی ہے اور جس طرح تم ایک شاندار شخصیت کے مالک ثابت ہوئے ہو اس کے تحت میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے ابھی تمہاری مسلسل ضرورت ہے اور میں تمہیں تمہاری مرضی کے ساتھ ساتھ اپنے قریب رکھنا چاہتا ہوں۔ ہاں اگر تم کبھی یہ محسوس کرو کہ میرا ساتھ اب تمہارے لیے مشکل ہے اور وہ لمحہ اس وقت سے شروع ہو سکتا ہے تو میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ کونسا جیل سے فرار کے بعد تم بھی ابھی مناسب حیثیت نہیں اختیار کر پائے ہو۔ میں تمہیں بہترین معاوضے کی ادائیگی کروں گا۔ رک وائز کیس میں میرا ساتھ دو۔ میرا خیال ہے اب تمہارے ذہن میں میری مکمل شخصیت کھل کر سامنے آگئی ہوگی۔ میں نے ہمیشہ احکامات دیے ہیں۔ رائے نہیں مانگی کسی سے لیکن تمہیں یہ فوقیت حاصل ہے کہ میرا ساتھ دینے یا نہ دینے کا فیصلہ تم خود کرو گے۔ بینک میں ڈاکہ ڈالنے کے دوران مجھے جو رقم حاصل ہوئی ہے میں اس میں سے تمہیں ایک بہترین رقم اس وقت دینا چاہتا ہوں اور وہ تمہارے ماضی کی کاوشوں کا معاوضہ ہوگا۔ اس کے بعد تم جو کچھ کرو گے میرے لیے اس کا معاوضہ الگ، لیکن یہ تم پر منحصر ہے۔“

میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”مسٹر لڈ میں خود بھی کوئی اچھا آدمی نہیں رہا ہوں اور آپ کو یہ اندازہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح میں اپنا کام کر ہی لیا کرتا ہوں۔ بے شک میرے پاس اس وقت بالکل رقم نہیں ہے اور میں پریشانی کے حالات میں زندگی بسر کر رہا ہوں لیکن اس کے باوجود رقم کا حصول میرے لیے صرف تھوڑی دیر کا مسئلہ ہے آپ نے اپنی شاندار شخصیت کو استعمال کرتے ہوئے ایک بڑا کارنامہ کیا ہے۔ میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے چھوٹا موٹا کام کرسکتا ہوں۔ جہاں تک دوستی کا تعلق ہے تو بے شک آپ کے تجربات سے میں منحرف نہیں نقصان آپ کو پہنچا ہے مجھے نہیں لیکن آپ کی ذہنی کیفیت میں سمجھ سکتا ہوں۔ ہاں ایک رشتہ ہوتا ہے عقیدت کا رشتہ۔ انسان کسی کے لیے دل میں کچھ جذبے بسا لیتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ دوسرا شخص بھی ان جذبوں سے اتفاق کرتا ہو دوستی نہیں لیکن غلامی تو اتنی بری چیز نہیں ہوتی۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں مسٹر کہ میں آپ کے

خادم کی حیثیت سے مزید کچھ وقت آپ کے ساتھ گزارنے کا خواہش مند ہوں تو کیا میری اس خواہش کی تکمیل ہو سکے گی۔"

اس کے چہرے پر ایک دم جنون کے آثار پیدا ہو گئے اس نے کرب زدہ انداز میں کہا۔ "تب پھر تم پاگل ہو' احمق ہو ایک مکمل مجرم نہیں ہو' اس دنیا کو نہیں سمجھتے اور کسی بھی وقت بد ترین نقصان اٹھاؤ گے یہ میری پیش گوئی ہے۔ بلاوجہ کی عقیدتیں بھی حماقت کا ثبوت ہوتی ہیں۔ میں صرف ایک جرائم پیشہ اور سخت گیر آدمی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھ میں اور کوئی خوبی نہیں ہے۔ بہتر ہے پروفیسر کیم کہ اپنے ذہن سے یہ عقیدت وقیدت جیسی حماقت نکال دو۔ کھری کھری سودے بازی کرو۔ میں تو خود تمہیں ساتھ رکھنے کا خواہش مند ہوں بعد میں ہم فیصلہ کریں گے کہ ہمارا ساتھ کس حد تک مناسب ہو گا اور کس حد تک نہیں ہو گا۔"

"یونہی سہی میں آپ کی قربت میں اطمینان محسوس کرتا ہوں۔"

"یہ موضوع ختم کر دو۔ اس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ الجھا دیا ہے۔"

"ختم کر دیا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"تو تم نے فوراً ہی ہوٹل چھوڑ دیا؟"

"ہاں اصل میں آپ کی تصویر شائع ہونے کے بعد میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کم از کم ہوٹل کے عملے نے مجھے آپ کے ساتھ دیکھا ہے اور وہ نشاندہی کر سکتا ہے چنانچہ میں نے اہم چیزیں اپنے قبضے میں کیں اور اس کے بعد ہوٹل چھوڑ دیا لیکن کرنسی نہ ہونے کی وجہ سے مجھے خاصی مشکلات کا شکار ہونا پڑا بس یہ عجیب بات ہے کہ میں اس طرف نکل آیا۔ حالانکہ میرے ذہن میں یہ خیال نہیں تھا کہ یہاں میری ملاقات آپ سے ہو سکے گی۔"

"یہ ایک دلچسپ اتفاق ہے لیکن تم نے کیا وہاں سے میرا پاسپورٹ اور کاغذات اٹھا لیے؟"

"ہاں پیش خدمت ہیں۔" میں نے اپنے سینے کے پاس رکھے ہوئے کاغذات وغیرہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے چونکہ میں اس سے ملاقات کرنے ہی آیا تھا اور شیری نے مجھے بہترین مشورے دیے تھے۔ "اب ہمیں نئے سرے سے رک وائر کی تلاش کے

لیے لائحہ عمل تیار کرنا ہو گا۔ بینک والے واقعے کے بعد تو رک وائر چھپ گیا ہو گا۔"

"نہیں ابھی ایک لڑکی ریٹا موجود ہے جو ہمیں اس کے ٹھکانے کے بارے میں بتا سکتی ہے۔" لڈ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"کیا وہ بتا دے گی؟" میں نے سوال کیا۔

"لڈ کو تم صدیوں تک نہیں سمجھ سکتے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"تو پھر ہمیں ریٹا کے فلیٹ پر چلنا ہے۔" لڈ نے کہا۔ "اور میرا خیال ہے آج ہی اس مسئلے کو نمٹا لیا جائے تاکہ اس بدبخت کو بہت زیادہ محتاط ہونے کا موقع نہ مل سکے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر ہمیں اس کے لیے کیا کرنا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ یہاں سے باہر نکلیں گے۔ آس پاس کے علاقوں میں سے کوئی گاڑی لیں گے اور ریٹا کے فلیٹ پر پہنچ جائیں گے مجھے اس کا پتا معلوم ہے؟"

"کیا اس دوران اس نے اپنا فلیٹ تبدیل تو نہیں کر لیا ہو گا؟"

"یہ ایک بیکار سوال ہے کیونکہ بہت سے ایسے کام ہو جاتے جن کا حقیقتوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اس لیے تم اس سلسلے میں مضطرب نہ ہو۔"

"اور آپ کا باہر نکلنا کیا مناسب رہے گا؟" جواب میں وہ ہنس پڑا۔

"دنیا کے بارے میں تمہارا تجربہ بھی وسیع ہو گا لیکن میں تم سے ایک بات کہوں۔ بہت زیادہ محتاط رہ کر ہم خطرات کو اپنے بہت قریب لے آتے ہیں زندگی میں ہر کام کھل کر کرنا چاہیے۔ اگر ہم صرف احتیاط کی نذر ہو گئے تو پھر مستقبل میں کچھ بھی نہ کر پائیں گے۔"

میں اس معاملے میں کسی حد تک اس سے متفق تھا۔

"یوں کرو کہ تم زیادہ وقت میرے ساتھ نہ گزارو۔ میرا مطلب ہے اپنے لیے کوئی بہتر ٹھکانہ تلاش کر لو۔ ہمارے درمیان رابطہ رہنا چاہیے تم مجھ سے الگ رہ کر میرے ساتھ کام کر سکتے ہو۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو نا؟"

"آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"یہ رقم تم اپنے پاس رکھو۔ تمہارا حصہ میں نے الگ محفوظ کر لیا ہے۔ کہیں بھی

ایسی مناسب جگہ منتقل ہو جاؤ جہاں سے تم سے میرا مکمل رابطہ رہے اور ہم دونوں اپنے اپنے پروگرام بنا سکیں۔ تم اگر چاہو تو میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے میں معمولی سی تبدیلی بھی پیدا کر سکتے ہو اس طرح کم از کم ہم دونوں الگ الگ رہ کر ایک دوسرے کے مفادات کی نگرانی کر سکتے ہیں۔"

میرے لیے اس کے یہ الفاظ فکریہ تھے اس کے ساتھ رہنا بے شک بے حد خطرناک تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اس پر پوری طرح نگاہ بھی رکھنا چاہتا تھا لیکن بعد میں یہی فیصلہ کیا میں نے کہ میرا اس سے تھوڑا سا فاصلہ ہی مناسب ہے۔

"کیا آپ مستقل اسی جگہ قیام کریں گے؟"

"فی الحال، لیکن اگر میں نے یہ دیکھا کہ یہاں رہنا میرے لیے کسی طور مشکل ہو سکتا ہے تو میں جگہ تبدیل کر دوں گا۔"

"تھینک یو مسٹر لڈ' میرے خیال میں آپ کا یہ مشورہ مناسب ہے۔"

میں نے کہا اور اس کے بعد میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ بوئے دی بولون کے اس خوشنما کانج سے باہر نکل کر میں دریائے سین کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا اور پھر ایک جگہ سے ٹیکسی لے کر چل پڑا۔ مجھے ایک عام سیاح کی حیثیت سے کسی ہوٹل میں قیام کرنا تھا۔ یہ اندازہ بھی لگانا تھا کہ ہوٹل کے عملے کے ذریعے کہیں لڈ اسٹمبوٹ کے ساتھی کی حیثیت سے میری شناخت تو نہیں ہو گئی ہے۔ ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کا انتخاب کیا۔ بے شک وہ فائیو اسٹار نہیں تھا لیکن اس میں جو آسائشیں فراہم کی گئی تھیں وہ نہایت اطمینان بخش تھیں۔ ویسے تو کینسا کی صورت میں شیری کا مل جانا میرے لیے انتہائی تقویت بخش تھا کیونکہ شیری نے مجھے معاشی فکروں سے بے نیاز کر دیا تھا لیکن اب جو رقم مجھے حاصل ہوئی تھی وہ بھی میرے لیے کافی معاون تھی۔

ہوٹل کے کمرے میں منتقل ہونے کے بعد سب سے پہلے میں نے شیری سے رابطہ کیا۔ بلیک آرمی کی یہ فرد کافی مستعد تھی۔ فوراً ہی فون ریسیو کیا۔

"شیری۔ میں نے یہاں ایک ہوٹل میں رہائش اختیار کر لی ہے۔"

"سر اس سے ملاقات ہوئی۔ اس کا آئندہ قدم کیا ہے؟"

"اطمینان بخش ہے۔ میں اس کے بارے میں تمہیں فون پر نہیں بتا سکتا۔"

"میرے لیے کوئی خدمت سر۔"

"نہیں مجھے ابھی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

"لیکن میرا آپ سے مسلسل رابطہ رہنا چاہیے۔ آپ براہ کرم مجھے اپنے ہوٹل کا فون نمبر دے دیجیے۔"

"ہاں لکھ لو۔" میں نے کہا اور شیری نے میرا فون نمبر لکھ لیا۔

بس اس کے بعد کوئی اور ایسا اہم کام نہیں تھا جو میرے لیے ہوتا چنانچہ میں مطمئن انداز میں آرام سے ایک کرسی پر دراز ہو گیا۔ لڈ کو میں نے فون کر کے ہوٹل میں اپنے کمرے کے بارے میں بتا دیا تھا۔

چنانچہ اس کے اپنے پروگرام کے مطابق مجھے فون موصول ہوا۔ میں نے ریسیور اٹھایا۔

"دوست بول رہا ہوں۔ اسٹیفن روڈ 'گرین ونگ' یہ ایک خوبصورت رہائشی عمارت ہے اور اس کے بالکل سامنے گرین ونگ پارک بنا ہوا ہے۔ رات کو ساڑھے نو بجے مجھے وہاں ملو گے تو میں تمہیں بہت سی تفصیلات بتاؤں گا۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے۔ میری گھڑی میں اس وقت پانچ بج کر چالیس منٹ ہو رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" میں نے جواب دیا اور دوسری جانب سے فون بند ہو گیا۔ میں بقیہ وقت مختلف سوچوں میں گزارتا رہا۔ کرنے کے لیے اور کوئی کام تو تھا نہیں پھر نو بجے سے پہلے ہی تیار ہونا شروع ہو گیا کیونکہ جگہ بھی تلاش کرنی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور کو میں نے اسٹیفن روڈ کے بارے میں بتایا تو اس نے خاموشی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ بڑا پر رونق علاقہ تھا۔ تیز روشنیوں اور انسانی رونق کا مظہر گرین ونگ پارک کافی خوبصورت پارک تھا۔ اس کے اندر روشنیاں ہو رہی تھیں اور بہت سے لوگ پارک میں موسم کا لطف اٹھا رہے تھے۔

میں ٹیکسی سے اتر کر ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھ گیا۔ ابھی ساڑھے نو بجنے میں بارہ منٹ باقی تھے گرین ونگ پارک کے آخری سرے تک کا چکر لگا کر میں سست روی سے واپس پلٹا۔ اس دوران اس کے سامنے بنی ہوئی اس حسین رہائشی عمارت کو بھی دیکھ چکا تھا جو تقریباً" اٹھارہ منزلہ تھی۔ آس پاس کی عمارتیں بھی خاصی بلند و بالا تھیں۔ پھر ٹھیک

ساڑھے نو بجے میں نے لڈ کو دیکھا اس نے مجھے چہرے پر میک اپ کا مشورہ دیا تھا لیکن میرے بجائے خود اس نے ایک فرنچ کٹ داڑھی لگائی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں سفید چھڑی تھی۔ سر پر پاسنگ شو ٹائپ کا ہیٹ پہنا ہوا تھا۔ دانتوں میں پائپ دبا ہوا تھا۔ چھڑی کے سہارے وہ لنگڑا کر چلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اس کے اس ہلکے سے میک اپ کی داد دی۔ واقعی اپنے قدو قامت کو نظرانداز کر کے وہ بالکل ایک بدلی ہوئی شکل کا آدمی نظر آتا تھا۔ میں مسکراتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا تو اس نے مجھے دیکھ کر گردن ٹیڑھی کر کے کہا۔

”کیا خیال ہے ایک نگاہ میں مجھے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے؟“

”نہیں شاید میرے علاوہ اور کوئی آپ کو اتنی آسانی سے نہ پہچان سکے۔“

”میں نے میک اپ کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے لوگ اپنے چہروں کو نجانے کیا سے کیا بنا لیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں بہت ہلکے سے ٹچ دے دیے جائیں تو چہرے میں نمایاں تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ تم بے شمار پلاسٹک اپنے چہرے پر چڑھا لو۔“

”جی سر۔“

”آؤ۔“ اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔ ہم لوگ سڑک عبور کر کے گرین ونگ عمارت کے بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہو گئے۔ اس کے بعد لفٹ نے ہمیں ہماری مطلوبہ منزل پر پہنچا دیا۔ بڑے شاندار فلیٹس بنے ہوئے تھے۔ یقینی طور پر نہایت قیمتی ہوں گے۔ گویا رک وائز نے اپنی محبوبہ کو ایک شاندار رہائش گاہ فراہم کی تھی۔

مطلوبہ منزل پر پہنچنے کے بعد ہم راہداری میں بچھے ہوئے قیمتی قالین کو عبور کرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں اس فلیٹ کا دروازہ تھا۔ خاص قسم کی عمارت بنی ہوئی تھی۔ لڈ نے مجھے دیکھا۔

”باہر رکنے کی ضرورت نہیں ماحول ہمارے لیے سازگار ہے۔“ اس کے بعد اس نے فلیٹ کے بیل بٹن پر انگلی رکھ دی۔ گھنٹی بجنے کی آواز باہر تک سنائی دی تھی اور اس کے بعد ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھول دیا۔ چہرے مہرے اور لباس سے ملازمہ ہی

معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی تھی لیکن اسی وقت لڈ اسٹمبوٹ نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پکڑی اور اسے پیچھے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ غالباً اس نے اس طرح ملازمہ کے نرخرے پر انگلیاں جمائی تھیں کہ بے چاری ملازمہ کی چیخ تک نہیں نکل سکی۔ اندر سے آواز آئی۔

”کون ہے۔“ لیکن لڈ نے انتظار نہیں کیا اس نے مسز جیکب کا حساب کتاب مکمل کر دیا تھا اور اسے لے کر کھسکتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کی جانب چل پڑا تھا۔ دوسری بار وہی آواز آئی اور پھر ایک حیران کن آواز۔

”مسز جیکب تم بولتی کیوں نہیں کون ہے؟“ پھر دروازہ کھلا اور وہ سامنے آ گئی۔ عمر غالباً اٹھائیس اور تیس کے درمیان تھی۔ جسم نہایت متناسب لیکن چہرہ تیزاب سے جھلسا ہوا۔ میں اس کے عین سامنے موجود تھا۔ مجھے اس طرح فلیٹ کے اندر دیکھ کر اس کے حلق سے خوف کی ایک چیخ سی نکل گئی اور اب مجھے بھی اس قدر بودم نہیں بنے رہنا چاہیے تھا۔

چنانچہ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ ”اس جیب میں پستول ہے اور اس کا رخ تمہاری جانب ہے۔ خاموشی سے اندر چلو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔“

”مم.......... مگر.......... مسز جیکب؟“

”وہ محفوظ ہیں اندر چلو۔“ میں نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور وہ سہمی ہوئی سی اندر داخل ہو گئی۔ چند ہی لمحات کے بعد لڈ اسٹمبوٹ بھی پیچھے سے اندر داخل ہو گیا۔ وہ اسے دیکھ کر اور سہم گئی۔

”شاید ہم نے دروازہ بند نہیں کیا۔ ویسے تو وہ خود کار دروازہ ہی معلوم ہوتا تھا لیکن تم ذرا جا کر دیکھ آؤ اور اگر وہ کھلا ہوا ہو تو اسے بند کر دینا۔“

میں خاموشی سے کمرے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔ اندازہ درست تھا خود کار دروازہ بند ہو چکا تھا۔ میں مطمئن ہو کر واپس پلٹا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر کا منظر خاصا پریشان کن تھا۔ لڈ اسٹمبوٹ نے لڑکی کے بال مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ رو رہی تھی۔ لڈ نے اسے نیچے فرش پر بٹھا رکھا تھا۔

”یہ میڈم ریٹا ہیں۔ میں انہیں مس ریٹا تو یوں نہیں کہہ سکتا کہ اپنے زمانے میں

پہلے یہ ایک بڑی اچھی ماڈل رہی ہیں اور اس کے بعد ایک اچھی اداکارہ جنھوں نے خاصا نام کمایا تھا لیکن یہ خود نہیں جانتیں کہ ان کے ساتھ یہ حادثہ کس طرح پیش آیا۔ میرا خیال ہے ان پر آج یہ انکشاف کر دینا ان کے لیے بڑا دلچسپ ہو گا کہ ان کی صورت بگاڑنے والا کون ہے؟"

لڈ نے اسے اسی طرح پکڑ کر بالوں سے اٹھایا اور سامنے مسہری پر دھکیل دیا۔ وہ ایک چیخ کر ساتھ مسہری پر جا پڑی تھی۔ لڈ نے تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی ایک کرسی گھسیٹی اور مسہری کے سامنے بیٹھ گیا۔

"اگر تکیے وغیرہ کے نیچے پستول موجود ہے تو تم اسے نکال سکتی ہو۔ مجھے اعتراض نہیں ہو گا لیکن میرا یہ ساتھی بڑا مستعد ہے اور یہ بہت سی مشکلات کا حل جانتا ہے۔ ہاں تو ابتدا میں یہاں سے کروں کہ تمھیں یہ بتادوں کہ وہ بدبخت شخص کون تھا جس نے تمہارا چہرہ تیزاب سے جلا دیا۔ تمہیں معلوم ہے ڈیئر ریٹا کہ رک وائز تم سے بہت عرصے سے محبت کرتا تھا معلوم ہے نا تمہیں یہ بات اور تم اس وقت اپنے مداحوں میں کھیل رہی تھیں۔ رک جیسے بے شمار آدمی تمہارے تلوے چاٹ رہے تھے لیکن رک تمہیں اپنی ملکیت دیکھنا چاہتا تھا اور اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی حل نہ تھا کہ وہ تم سے تمہارا وہ حسن چھین لے جس نے تمہیں اس سے دور کر رکھا ہے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا اور بھلا اس کے بعد تمہیں رک سے زیادہ ہمدرد اور نیک انسان کون نظر آتا چنانچہ رک نے تم پر قابو پالیا اور یقینی طور پر وہ اب تک تمہاری کفالت کر رہا ہو گا۔"

"نہیں تم بکواس کرتے ہو۔" ریٹا نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"یہ تو ایک دلچسپ اطلاع تھی جو میں نے تمہیں فراہم کر دی۔ ظاہر ہے تمہارے تعلقات تمہارے محبوب سے بہت اچھے ہوں گے لیکن میں اس کا پرانا دوست ہوں کیا اس نے تمہیں کبھی اپنے جگری دوست کے بارے میں کچھ بتایا ہے۔ دیکھو گم صم رہنے یا جواب نہ دینے سے صورت حال بگڑ جائے گی کوئی فائدہ نہیں ہو گا تمہیں۔ اس لیے بولتی رہو زیادہ بہتر ہو گا۔"

اس نے نفی میں گردن ہلا دی۔

"خیر ویسے بھی وہ ایک بد اخلاق آدمی ہے اور اخلاقیات کی زیادہ پروا نہیں کرتا۔

کب ملا تھا تم سے آخری بار؟" ریٹا اب بھی گم صم ہی بیٹھی رہی تھی۔ تب لڈ کرسی سے اٹھا اس نے ریٹا کی جانب ہاتھ بڑھایا تو وہ چیخ کر پیچھے ہو گئی۔

"اگر تمہارے منہ سے جواب نہ نکلا تو میں تمہارے یہ بال پکڑ کر تمہارا سر پوری قوت سے دیوار سے دے ماروں گا۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں بہت کم ایسے لمحات آئے ہیں جب میں نے کسی کو اس قدر خاموش برداشت کیا ہے۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات۔ آخری بار کب ملاقات ہوئی تھی اس کی تم سے؟"

"کل رات سے صبح تک وہ یہیں تھا۔"

"صبح کس وقت وہ یہاں سے گیا ہے؟"

"ناشتے کے بعد' تقریباً دس بجے۔"

"کوئی خاص بات کہہ رہا تھا۔"

"وہ ہیٹی جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اچانک ہی کچھ ایسے واقعات پیش آگئے ہیں جن کی بناء پر اس کا ہیٹی جانا ضروری ہے۔"

"اور کیا کہہ گیا ہے وہ؟" لڈ نے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا ممکن ہے آج دن بھر اور رات بھر نہ آئے اسے تیاریاں کرنی ہیں۔"

"لیکن کیا تم سے ملے بغیر وہ ہیٹی چلا جائے گا؟"

"نہیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کل دن میں آئے گا اور اس کے بعد مجھ سے رخصت ہو کر ہیٹی چلا جائے گا۔ اسے کوئی بہت ہی اہم کام ہے۔"

"ہاں بے شک اسے ایک اہم کام ہے اچھا یہ بتاؤ اس کا آئس کلب کیسا چل رہا ہے؟"

"پرانا آئس کلب اس نے بیچ دیا' کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اب اس کا کلب لیکسن آئس کلب کے نام سے چلتا ہے؟"

"اصل میں طویل عرصے کے بعد میں یہاں آیا ہوں اور اس کا پتا معلوم کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ میں جانتا تھا کہ تم واحد عورت ہو جو مجھے اس کا صحیح پتا بتا سکتی ہو۔ ویسے اس کا قیام آج کل کہاں ہے' کیا لیکسن آئس کلب میں ہی؟"

"نہیں اس وقت وہ لیکسن آئس کلب میں نہیں ہے بلکہ اپنے کاٹیج میں ہے۔ میں

نے اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون کیا تھا۔"

"اوہو اچھا کاٹیج کہاں ہے اس کا؟"

"بوئے ڈی بولون میں۔" اس نے جواب دیا۔

لڈ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے گردن گھما کر مجھے دیکھا اور پھر ریٹا کی طرف مڑ کر بولا۔ "کاٹیج نمبر پلیز۔"

"سکسٹی نائن۔"

"اوہ مائی گاڈ۔" لڈ آہستہ سے بولا۔

مجھے علم تھا کہ لڈ کاٹیج نمبر ساٹھ میں ہے۔ سکسٹی نائن اس کے آس پاس ہی ہونا چاہیے۔

"کتنی دیر پہلے فون کیا تھا تم نے اسے؟"

"کوئی آدھے گھنٹے پہلے۔"

"کیا وہ کہیں جانا چاہتا تھا؟"

"نہیں اس نے کہا تھا کہ اگر میں کوئی ضرورت محسوس کروں تو اسے دوبارہ وہیں فون کرسکتی ہوں۔ وہ کچھ کاموں میں مصروف ہے۔"

"تم بہت اچھی خاتون ہو۔ معاف کرنا مجھے تمہارے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑی لیکن کیا کیا جائے۔ اس کے بغیر لوگ تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اچھا' ارے ہاں مائی ڈیئر کیم تم نیچے جاؤ۔ ہمیں ٹیکسی ہی سے واپس جانا ہوگا۔ میں نے کوئی کار نہیں حاصل کی' اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس کے لیے بلاوجہ مجھے خطرہ مول لینا پڑتا اور میں اس وقت کسی اور الجھن میں الجھنے کے موڈ میں نہیں تھا تم نیچے جاکر کوئی ٹیکسی مل جائے تو اسے روکو۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

"او کے۔" میں نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

نیچے اترنے کے بعد میں نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں ٹیکسی مل جانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس پر رونق علاقے میں کافی ٹیکسیاں نظر آرہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ لڈ آجائے تو اس کے بعد ہی ٹیکسی روکنا مناسب ہوگا۔ بے مقصد انتظار سے کوئی فائدہ نہیں۔ لڈ کوئی دو تین منٹ کے بعد عمارت کے دروازے سے باہر نکلتا ہوا نظر آیا اور میں نے

ایک ٹیکسی کو اشارہ کردیا ہم دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور لڈ نے اسے پتا بتا دیا۔ ٹیکسی چل پڑی دوران سفر مکمل خاموشی ہی رہی تھی۔ لڈ کے چہرے پر البتہ خوشی کے آثار نظر آرہے تھے۔ وہ مسرور تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم مطلوبہ جگہ پہنچ گئے۔ لڈ نے نیچے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور کو بل ادا کیا اور اس کے بعد ہم دونوں ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

"کیا ریٹا نے ٹیلی فون پر رک وائز کو ہوشیار نہ کردیا ہوگا۔ آپ نے ٹیلی فون کے تار کاٹ دیے۔" میں نے پوچھا۔

"جو کام سامنے ہو اور آسان ہو اسے مشکل بنانا میری فطرت میں شامل نہیں ہے۔ میں نے ٹیلی فون کے وائر نہیں کاٹے۔ البتہ ریٹا کی سانسوں کا رابطہ اس کے جسم سے منقطع کردیا۔"

میرے بدن میں ایک لمحے کے لیے تھرتھری سی پیدا ہوئی۔

کچھ دیر کے بعد وہ اپنے کاٹیج کے سامنے رک گیا۔

"آؤ۔" اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔

کام برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا اور جس قدر تیز رفتاری سے یہ کام ہو جائے وہی موزوں ہے کیونکہ پتا نہیں کب فرانسیسی پولیس اس خوفناک انسان کے قریب پہنچ جائے۔ چند لمحات کے بعد ہم کاٹیج نمبر سکسٹی نائن کے سامنے پہنچ گئے۔ قرب و جوار میں مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کاٹیج میں مدھم روشنی تھی۔ جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اندر کوئی موجود ہے۔ لڈ نے مجھے اشارہ کیا' اور پھر ایک طرف چل پڑا۔ ظاہر ہے گیٹ سے داخل ہونا مناسب نہیں تھا۔ احاطے کی دیوار سے اندر داخل ہونا مشکل ثابت نہیں ہوا' لیکن آگے صورت حال خراب تھی۔ عمارت میں داخلے کے سارے راستے بند تھے۔ لڈ نے ہر طرح جائزہ لے لیا پھر کوئی سبیل نہ پاکر آہستہ سے بولا۔

"ایک ہی ترکیب ہے کہ تم احاطے کی دیوار کود کر باہر نکل جاؤ اور باہر سے بیل دباؤ۔ وہ دروازہ کھولنے کے لیے باہر نکلے گا یا پھر اگر بہت محتاط ہے تو کم از کم یہ جائزہ لینے کی کوشش کرے گا کہ بیل کس نے دبائی ہے۔ اس کا دروازہ کھول دینا کافی ہوگا باقی کام میں نمٹ لوں گا۔ تم واپس احاطے کی دیوار کود کر میرے پاس اندر آجانا۔"

بڑی آسان اور سادہ سی ترکیب تھی۔ میں نے اس سے اتفاق کرلیا باہر جاکر میں نے کاٹیج کے کال بیل بٹن پر انگلی رکھی۔ رات کے سناٹے میں اندر کال بیل کی آواز صاف سنائی دی تھی اور چند ہی لمحات کے بعد اندر مکمل اندھیرا چھا گیا میں اس کے بعد یہاں نہیں رکا تھا اب جو کچھ بھی رد عمل ہوگا وہ سامنے آہی جائے گا۔ اندر اندھیرا ہو جانے کا مطلب ہے کہ بیل کی آواز سن لی گئی ہے' چنانچہ میں بڑی احتیاط کے ساتھ احاطے میں کود آیا۔ مکمل خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ دروازے کے برابر لڈ دیوار سے چپکا کھڑا تھا۔ میں بھی اپنی جگہ ساکت ہوگیا۔ کوئی دو منٹ گزر گئے پھر دروازے پر آہٹیں ہوئیں اور رات کے تاریک سناٹے میں کوئی آہستہ آہستہ باہر نکلا۔ پہلے اس نے دروازے سے باہر جھانکا اور اس کے بعد باہر قدم رکھ دیئے لیکن ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک آواز نکل گئی۔ لڈ نے اسے دبوچ لیا تھا۔ میں دوڑ کر لڈ کے قریب پہنچ گیا۔ میں جانتا تھا کہ اگر رک وائز عام جسامت کا کوئی آدمی ہے تو لڈ نے اسے بہ آسانی قابو میں کرلیا ہوگا۔ یہی ہوا' لڈ نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس کا پستول نیچے گر پڑا ہے اٹھالو اور میرے ساتھ اندر آجاؤ اور ہاں دروازہ بند کرلینا۔"

میں نے اس سیاہ دھبے کو دیکھا جو ایک گز کے فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ لڈ نے غالباً جھپٹا مار کر اس کا پستول اس کے ہاتھ سے نکال لیا تھا۔ جسے لے کر وہ دروازے سے باہر نکلا تھا۔ پستول اپنے قبضے میں کرنے کے بعد میں کھلے دروازے سے اندر داخل ہوگیا اور میں نے دروازہ بند کر دیا۔ لڈ زیادہ دور نہیں تھا۔

"اندر روشنی کر دو۔" سوئچ مل گیا اور اندر روشنی ہوگئی۔ میں نے اس کا پستول ہاتھ میں لے رکھا تھا اس بات کے امکانات تھے کہ ممکن ہے رک وائز یہاں تنہا نہ ہو' لیکن آس پاس کوئی نظر نہیں آیا۔ لڈ اسے لے کر ایک کھلے دروازے سے اندر داخل ہوگیا تھا۔ میں نے چند سیکنڈ کے اندر اندر پورے کاٹیج کی تلاشی لے ڈالی۔ کوئی موجود نہیں تھا۔ رک وائز یہاں تنہا چھپا ہوا تھا۔ اور شاید اس کی اطلاع ریٹا کے علاوہ کسی اور کو نہیں تھی۔ لڈ نے کمرے کی روشنی خود جلالی تھی' وہ اب بھی رک وائز کو دبوچے ہوئے تھا اگر یہ شخص رک وائز تھا۔ لڈ نے اسے اٹھا کر مسہری پر پھینک دیا اور رک وائز دہشت

زدہ نگاہوں سے لڈ کو دیکھنے لگا۔ تب لڈ نے آگے بڑھ کر مسہری کے آس پاس تلاشی لے ڈالی۔ ایک آدھ دراز تھی وہ بھی کھول کر دیکھی' لیکن شاید رک نے ایک پستول ہی اپنے پاس رکھا تھا جو اب میرے قبضے میں تھا۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر لڈ نے ایک کرسی گھسیٹی۔

"یہی رک ہے۔ بیٹھ جاؤ کرسی لے لو۔"

رک مسہری پر نیم غشی کے سے عالم میں پڑا ہوا تھا۔

"میرے اور تمہارے درمیان کرنے کے لیے زیادہ گفتگو نہیں ہے مجھے دنیا کی اور کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ بتاؤ آئزک ملٹن کہاں ہے؟"

رک وائز کے ہونٹ آہستہ سے ہلے' لیکن منہ سے کوئی آواز نہیں نکل سکی۔

"اگر یہاں تمہاری پسند کی ایسی کوئی چیز موجود ہے جسے پینے کے بعد تم اپنے حواس بحال کرسکو تو میں تمہاری مدد کے لیے تیار ہوں۔"

رک وائز کی نگاہیں بے اختیار ایک سمت اٹھ گئیں۔ میں نے بھی اس طرف دیکھا۔ بوتل' سائفن اور گلاس وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔

"ڈیم' تھوڑی سی تکلیف کرو۔" اشارہ بوتل اور گلاس کی جانب تھا۔

میں نے گلاس میں بوتل سے شراب انڈیلی اور گلاس لے کر رک وائز کے پاس پہنچ گیا۔ رک وائز نے گلاس میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا تھا' پھر اس نے ایک ہی سانس میں اسے خالی کر دیا اور ہونٹوں کو چوستا ہوا لڈ اسٹمبوٹ کی جانب دیکھنے لگا۔

"ہاں تو میں تم سے پوچھ رہا تھا کہ آئزک ملٹن کہاں ہے؟"

"وہ چور گم ہوچکا ہے۔"

"کہاں؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"رک' تم یہ بات بے شک نہ جانتے ہو گے کہ آئزک ملٹن کہاں ہے' لیکن یہ یقیناً جانتے ہو گے کہ میرا تمہارے پاس پہنچ جانے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے۔ سمجھ رہے ہو نا تم؟"

"لڈ' کیا یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان ایک بار پھر دوستی کے

تعلقات استوار ہو جائیں؟"

"کیا زندگی میں' میں نے کبھی ایسا کیا ہے؟" لڈ نے اس سے سوال کیا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میری ذات سے تمہیں نقصانات پہنچے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نقصان پہنچانے والے کو تم کبھی زندہ نہیں چھوڑتے' لیکن تیسری حقیقت یہ ہے کہ تم سے غداری کرکے میں آج تک تباہ و برباد ہوں میرا ایک بھی کام نہیں بن سکا۔ آئزک ملٹن ہماری توقع سے زیادہ چالاک نکلا اور اس نے بہ آسانی مجھے دھوکا دے دیا۔ اس کی بیٹی کا کہنا ہے کہ آئزک ملٹن مرچکا ہے' لیکن یہ بات مجھ سے بہتر اور کون جان سکتا ہے کہ آئزک ملٹن زندہ ہے۔ اس کے شواہد مجھے بیشتر جگہوں سے مل چکے ہیں۔"

"اس کی بیٹی گرینا ملٹن کہاں ہے؟"

"وہ ویٹ کم سپر اسٹورز میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے ملازم ہے۔"

"منظر عام پر ہے؟"

"ہاں۔"

"تم مجھ سے یہ سب کچھ سچ کہہ رہے ہو؟"

"ہاں میں تم سے یہ سب کچھ سچ کہہ رہا ہوں۔ جب تمہاری تصویر اخبارات میں چھپی تھی تو ایک لمحے کے لیے میرا دل چاہا تھا کہ میں خود کسی طرح تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔ اپنے آپ کو تمہارے سپرد کردوں اور کہوں کہ اگر ہوسکے تو میری اس پہلی اور آخری غلطی کو معاف کردو۔ اس کے بعد اگر میں تم سے کبھی غداری کروں تو سزا کا فیصلہ تمہارے ہاتھ ہوگا۔ جو سزا تم مناسب سمجھو مجھے دے دینا' لیکن تمہارے مزاج سے میری یہ ہمت نہیں پڑسکی' یقین کرو جس طرح فرانسیسی پولیس کو تمہاری تلاش ہے اگر تم مجھے ایک بار معاف کردو تو فرانسیسی پولیس زندگی بھر تمہاری تلاش میں ناکام رہے گی۔ میں تمہارے تحفظ کا ایسا بندوبست کروں گا کہ تم دنیا کے جس خطے میں چاہو رہو کوئی تمہارا بال بیکا بھی نہیں کرسکے گا۔"

"لیکن تم تو بیٹی جا رہے ہو؟" لڈ نے کہا اور رک وائز ایک بار پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گا اور اس بات سے بھی نہیں کہ تمہاری اس

معلومات پر مجھے جس قدر حیرت ہوئی ہے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا' لیکن پلیز میرا گلاس دوبارہ بھردو۔" رک وائز نے دوسری درخواست مجھ سے کی تھی۔

اور میں نے اس کی اس خواہش کی تکمیل کردی۔ اس نے بڑے پیارے انداز میں گلاس میرے ہاتھ سے لے کر ہونٹوں سے لگالیا اور اس بار بھی وہ سانس لیے بغیر شراب کا پورا گلاس چڑھا گیا۔ اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ صاف ہو رہا تھا اور لڈ اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا۔

"میں تمہارے سوالات کا منتظر ہوں۔"

"تم نے آئزک ملٹن کے بارے میں کہا ہے کہ وہ روپوش ہے۔ تمہارے چنگل سے کب اور کیسے نکل گیا؟"

"بس نکل گیا۔ میں اسے قابو میں نہ رکھ سکا۔"

"کیا وہ کسی اور قوت کے ہاتھوں میں چلا گیا؟"

"بالکل نہیں۔"

"پورے وثوق سے کہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"خیر آگے بولو' اس کی بیٹی گرینا ملٹن کہاں ہے؟"

"گرینا ملٹن کے بارے میں' میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ ایک سپر مارکیٹ میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔"

"کیا گرینا ملٹن اپنے باپ کے ساتھ نہیں رہتی؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آئزک ملٹن کہاں ہے تو وہ یہی کہتی ہے کہ ظالمو تم نے اسے ہلاک کردیا اور اب مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتے ہو' لڑکی نے اپنے اوپر ایک عجیب سا سوگ طاری کر رکھا ہے' ساری دنیا سے کنارہ کش ہوگئی ہے وہ۔"

"تم نے اس پر سختی تو نہیں کی تھی؟"

"بالکل کی تھی۔ وہ بے حد سخت جان ہے اور انتہائی ضدی' وہ ہر سختی برداشت کرگئی لیکن باپ کے بارے میں اس نے صرف یہی الفاظ کہے کہ وہ صرف اتنا جانتی ہے کہ

اب اس کا باپ اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس کے سوا اسے اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہم اگر اس پر اور زیادہ سختی کرتے تو موت کے سوا اس کے لیے اور کوئی چارہ نہیں تھا' لیکن وہ کچھ ایسی عجیب کیفیت کا شکار ہوگئی ہے کہ موت کی ہر دھمکی اس پر بے اثر رہی اور میں' میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ آئزک ملٹن' تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہے۔"

"تمہارے خیال میں وہ جانتی ہے کہ اس کا باپ کہاں ہے؟"

"کاش میں تمہیں بتا سکتا۔ کاش مجھے اتنی مہلت اور مل جاتی کہ میں' میں اس کی زبان کھلوا لیتا' یا کسی اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتا' لیکن اب........" وہ مایوسی سے بولا اور جواب میں لڈ ہنس پڑا۔

"تم نے دوستی کے منہ پر کیسا گھونسہ مارا رک وائز۔ ہم لوگ کیسے اچھے دوست تھے؟ کیا تمہیں کبھی یہ احساس ہوا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ بہتر نہ تھا۔ آئزک ملٹن کا حصول میری زندگی کا ایک اہم مقصد تھا اور ہے' لیکن تیرے بارے میں' میں نے ہمیشہ یہی سوچا کہ تو میرا بے وفا دوست تھا۔ تو اچھا انسان نہیں تھا رک' لیکن میں اپنی مجبوری کو بھی محسوس کرتا تھا۔ تیری تمام برائیوں کے باوجود میں نے کبھی تیری موت کے بارے میں نہیں سوچا۔"

"کیا واقعی یہ سچ ہے؟"

"ہاں' تیرا جہاں دل چاہے جا سکتا ہے میں نے تجھ سے مل لیا بس اتنا کافی ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ میرے دل پر دوستی کی موت کا یہ داغ شاید مرتے وقت تک قائم رہے گا۔ مجھے تجھ سے اس کی امید نہ تھی۔ میں جا رہا ہوں اور تیرے لیے یہی ہدایت چھوڑے جا رہا ہوں کہ جہاں بھی جا رہا ہے وہاں چلا جا' کچھ عرصے کے لیے فرانس چھوڑ دے یہ تیرے حق میں بہتر رہے گا کم از کم اس وقت تک کے لیے جب تک کہ میں یہاں موجود ہوں۔" رک وائز کے چہرے پر اب تبدیلی نمایاں ہو چکی تھی اس نے میری طرف دیکھا اور لجاجت سے بولا۔

"تم نے مجھ پر ایک احسان کیا ہے اس کا بدلہ میں ضرور اتاروں گا۔ مجھے آئزک ملٹن کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ اگر تم مجھے مہلت دو تو میں' میں تمہیں آئزک ملٹن پیش کر سکتا ہوں۔ میں نے اسے اس کی بیٹی ہی کے ذریعے تلاش کیا ہے۔ وہ

ایک چرچ میں پادری بنا ہوا ہے۔ وہ فادر میڈلینو چرچ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور نوٹرے ڈیم کے نواحی علاقے میں ہے۔ فادر میڈلینو چرچ میں آئزک ملٹن پادری بنا ہوا ہے۔ گریٹا ملٹن پورا ہفتہ یا تو اپنے اسٹور پر رہتی ہے یا پھر اپنے چھوٹے سے فلیٹ میں ایک بے بس اور لاچار لڑکی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس نے ہر طرح کی دوستیاں چھوڑ دی ہیں کسی سے نہیں ملتی وہ' لیکن اتوار کو وہ طویل فاصلہ طے کر کے نوٹرے ڈیم جاتی ہے اور وہاں سروس میں حصہ لینے کے بعد بھی دیر تک رکی رہتی ہے۔ بظاہر وہ جالیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے پادری کے سامنے دل ہلکا کرتی ہے لیکن مجھے اس پادری کے بارے میں معلوم ہو ہی گیا۔ ایک منٹ رکو' میں تمہیں وہ تصویریں دکھاتا ہوں جس میں تم آئزک ملٹن کو صاف پہچان لو گے۔" اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک الماری کی جانب بڑھ گیا۔

میری کنپٹیوں میں خون ٹھوکریں مار رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب وہ تصویروں کے بہانے الماری سے ہاتھ باہر لائے تو اس میں کوئی اسٹین گن دبی ہوئی ہو یا کوئی اور ایسی چیز ہو جو ہم دونوں کا ایک لمحے میں خاتمہ کر دے۔ یہ اس کی کوئی کوشش بھی ہو سکتی ہے' لیکن لڈ اسمبوٹ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ البتہ میں نے پستول پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ تاہم وہ نہ ہوا جو میں نے سوچا تھا۔ رک وائز ایک لفافہ نکال کر لڈ کے سامنے لے آیا اور اس نے لفافے میں ہاتھ ڈال کر کچھ تصویریں لڈ کے سامنے ڈال دیں' میں بھی دور سے ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو لڑکی بظاہر پادری کے سامنے کنفیس کر رہی ہے لیکن یہ پادری ذرا اس کا چہرہ دیکھو بے شک یہ جالیوں کے عقب میں ہے لیکن اس کے خدوخال اور اس کی آنکھیں ایک جگہ' اس کی آنکھوں ہی کو دیکھ کر مجھے اس کے خدوخال پر شبہ ہوا اب تم ذرا غور سے دیکھو۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

لڈ خاموشی سے وہ تصویریں دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر اس کے بعد کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا وہ رک وائز کو دیکھنے لگا۔

"اور تم نے دوبارہ اس کے حصول کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"حصول کی کوشش میں اسے حاصل کرنے کی تمام پلاننگ کر چکا تھا اور اسی وقت میں نے اخبار میں تمہاری تصویر دیکھی اور حواس باختہ ہو گیا۔ تمہارے واپس آجانے کے

اب اس کا باپ اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس کے سوا اسے اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہم اگر اس پر اور زیادہ سختی کرتے تو موت کے سوا اس کے لیے اور کوئی چارہ نہیں تھا' لیکن وہ کچھ ایسی عجیب کیفیت کا شکار ہوگئی ہے کہ موت کی ہر دھمکی اس پر بے اثر رہی اور میں' میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ آئزک ملٹن' تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہے۔"

"تمہارے خیال میں وہ جانتی ہے کہ اس کا باپ کہاں ہے؟"

"کاش میں تمہیں بتا سکتا۔ کاش مجھے اتنی مہلت اور مل جاتی کہ میں' میں اس کی زبان کھلوا لیتا' یا کسی اس کے بارے میں معلومات حاصل کرلیتا' لیکن اب.........." وہ مایوسی سے بولا اور جواب میں لڈ ہنس پڑا۔

"تم نے دوستی کے منہ پر کیسا گھونسہ مارا رک وائر۔ ہم لوگ کیسے اچھے دوست تھے؟ کیا تمہیں کبھی یہ احساس ہوا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ بہتر نہ تھا۔ آئزک ملٹن کا حصول میری زندگی کا ایک اہم مقصد تھا اور ہے' لیکن تیرے بارے میں' میں نے ہمیشہ یہی سوچا کہ تو میرا بے وفا دوست تھا۔ تو اچھا انسان نہیں تھا رک' لیکن میں اپنی مجبوری کو بھی محسوس کرتا تھا۔ تیری تمام برائیوں کے باوجود میں نے کبھی تیری موت کے بارے میں نہیں سوچا۔"

"کیا واقعی یہ سچ ہے؟"

"ہاں' تیرا جہاں دل چاہے جا سکتا ہے میں نے تجھ سے مل لیا بس اتنا کافی ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ میرے دل پر دوستی کی موت کا یہ داغ شاید مرتے وقت تک قائم رہے گا۔ مجھے تجھ سے اس کی امید نہ تھی۔ میں جارہا ہوں اور تیرے لیے یہی ہدایت چھوڑے جارہا ہوں کہ جہاں بھی جارہا ہے وہاں چلا جا' کچھ عرصے کے لیے فرانس چھوڑ دے یہ تیرے حق میں بہتر رہے گا کم از کم اس وقت تک کے لیے جب تک کہ میں یہاں موجود ہوں۔" رک وائر کے چہرے پر اب تبدیلی نمایاں ہوچکی تھی اس نے میری طرف دیکھا اور لجاجت سے بولا۔

"تم نے مجھ پر ایک احسان کیا ہے اس کا بدلہ میں ضرور اتاروں گا۔ مجھے آئزک ملٹن کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ اگر تم مجھے مہلت دو تو میں' میں تمہیں آئزک ملٹن پیش کرسکتا ہوں۔ میں نے اسے اس کی بیٹی ہی کے ذریعے تلاش کیا ہے۔ وہ

ایک چرچ میں پادری بنا ہوا ہے۔ وہ فادر میڈلینو چرچ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور نوٹرے ڈیم کے نواحی علاقے میں ہے۔ فادر میڈلینو چرچ میں آئزک ملٹن پادری بنا ہوا ہے۔ گرینا ملٹن پورا ہفتہ یا تو اپنے اسٹور پر رہتی ہے یا پھر اپنے چھوٹے سے فلیٹ میں ایک بے بس اور لاچار لڑکی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس نے ہر طرح کی دوستیاں چھوڑ دی ہیں کسی سے نہیں ملتی وہ' لیکن اتوار کو وہ طویل فاصلہ طے کرکے نوٹرے ڈیم جاتی ہے اور وہاں سروس میں حصہ لینے کے بعد بھی دیر تک رکی رہتی ہے۔ بظاہر وہ جالیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے پادری کے سامنے دل ہلکا کرتی ہے لیکن مجھے اس پادری کے بارے میں معلوم ہو ہی گیا۔ ایک منٹ رکو' میں تمہیں وہ تصویریں دکھاتا ہوں جس میں تم آئزک ملٹن کو صاف پہچان لوگے۔" اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک الماری کی جانب بڑھ گیا۔

میری کنپٹیوں میں خون ٹھوکریں مار رہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب وہ تصویروں کے بہانے الماری سے ہاتھ باہر لائے تو اس میں کوئی اسٹین گن دبی ہوئی ہو یا کوئی اور ایسی چیز ہو جو ہم دونوں کا ایک لمحے میں خاتمہ کردے۔ یہ اس کی کوئی کوشش بھی ہوسکتی ہے' لیکن لڈ اسٹمبوٹ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ البتہ میں نے پستول پر اپنی گرفت مضبوط کرلی تھی۔ تاہم وہ نہ ہوا جو میں نے سوچا تھا۔ رک وائر ایک لفافہ نکال کر لڈ کے سامنے لے آیا اور اس نے لفافے میں ہاتھ ڈال کر کچھ تصویریں لڈ کے سامنے ڈال دیں' میں بھی دور سے ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو لڑکی بظاہر پادری کے سامنے کنفیس کر رہی ہے لیکن یہ پادری ذرا اس کا چہرہ دیکھو بے شک یہ جالیوں کے عقب میں ہے لیکن اس کے خدوخال اور اس کی آنکھیں ایک جگہ' اس کی آنکھوں ہی کو دیکھ کر مجھے اس کے خدوخال پر شبہ ہوا اب تم ذرا غور سے دیکھو۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

لڈ خاموشی سے وہ تصویریں دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر اس کے بعد کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا وہ رک وائر کو دیکھنے لگا۔

"اور تم نے دوبارہ اس کے حصول کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"حصول کی کوشش میں اسے حاصل کرنے کی تمام پلاننگ کرچکا تھا اور اسی وقت میں نے اخبار میں تمہاری تصویر دیکھی اور حواس باختہ ہوگیا۔ تمہارے واپس آجانے کے

تصور نے مجھ پر جو اثرات طاری کیے ہیں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں نے آخری کام یہ کیا ہے کہ ان دونوں کی گفتگو ریکارڈ کرنے کے لیے چرچ میں اس قسم کے مائیک چھپا دیے ہیں جو ان کی آواز کو اصل سے ہزار گنا بڑھا کر میرے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ وہ مائیک اب بھی وہیں لگے ہوئے ہیں۔ میں نے احتیاطاً یہ بھی کیا تھا تاکہ کوئی کام کچا نہ رہ جائے۔ ابھی میں ان کی آوازوں کے ریکارڈنگ کیسٹ حاصل نہیں کر سکا ہوں لیکن اب وہ بھی ہو جائے گا۔ اگر تم مجھے معاف کر دو۔ اب اس سے زیادہ میرے پاس کہنے کے لیے کچھ اور نہیں ہے اور یہ سب کچھ بھی میں نے تمہاری گفتگو کے بعد کہنے کی ہمت کی ہے۔ لڈ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔"

"تمہیں شرمندہ ہونا چاہیے اور یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ بے شک تم میرے اچھے دوست بھی ہو۔ فرانس میں تمہارا اپنا ایک مقام بھی ہے تم نے ہر طرح اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے تم بہت اچھے اداکار بھی ہو اور اداکاری کے ذریعے کسی کو متاثر بھی کر سکتے ہو لیکن تمہاری ایک سوچ ہمیشہ غلط رہی ہے اور بعض اوقات ایک غلط سوچ انسان کو ہمیشہ کے لیے مفلوج کر دیتی ہے۔"

"کیا مجھے بتاؤ مجھے میری تمام برائیوں کے بارے میں سب کچھ بتا دو؟"

"تم یہ سمجھتے رہے ہو کہ تم بے پناہ ذہین ہو کسی کو بھی دھوکا دے کر کامیابی سے اپنے جال میں پھنسا سکتے ہو۔ کسی کے سامنے شاندار اداکاری کر سکتے ہو۔ بے شک یہ تمام صفات تمہارے اندر ہیں لیکن جو غلط سوچ ہے وہ یہ ہے کہ تم اس میں اپنے آپ کو واحد اور تنہا سمجھتے ہو الفاظ کے کھیل کا کھلاڑی تو کوئی بھی ہو سکتا ہے چہرے کے تاثرات سے تو کوئی بھی کسی کو یہ یقین دلا سکتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے بالکل سچ ہے اور یہاں میں نے تمہیں مات دی ہے رک جاؤ۔"

"مم......مات......میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے چند الفاظ کہہ کر تمہاری زبان کھلوا دی ہے تھوڑے سے تاثرات دے کر تمہیں بے وقوف بنا لیا ہے۔ حالانکہ اصل چیز انسان کی فطرت ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے کہ کوئی شخص اسی قدر مستحکم ہو اپنی فطرت میں کہ اس کے شناسا جانتے ہوں کہ وہ اپنے مزاج سے کبھی مختلف نہ ہو پائے گا۔ میں بھی انہی میں سے ایک ہوں بھلا

تمہاری غداری کے بعد کیا میں دوستی کا تصور کر سکتا ہوں۔ تم سے یا کونسا جیل میں جو مصائب میں نے برداشت کیے ہیں اس کے بعد میں ایک بار پھر تمہیں اپنے دوستوں میں تصور کر سکتا ہوں۔"

"تت......تت......تم۔" رک وائر کا بدن کانپنے لگا۔ لڈ نے میری جانب دیکھا۔

"بہتر ہو گا کہ تم باہر میرا انتظار کرو۔ تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں۔"

میں تھوڑی دیر کے لیے اعصابی کشیدگی کا شکار ہو گیا تھا۔ یہ سارا کھیل بے حد سنسنی خیز تھا لیکن یہ کھیل ہوا تھا۔ میرے لیے باہر نکل آنا ہی بہتر تھا۔ ویسے بھی میں اپنے طور پر کچھ سوچنا چاہتا تھا۔ یہ اندازہ تو مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ اب یہاں رکنا بے سود ہے۔ چند لمحات کے بعد رک وائر کی کہانی ختم ہو جائے گی۔ میں اٹھ کر کاٹیج نمبر سکسٹی نائن سے باہر نکل آیا۔

میں خاموش ایک جگہ کھڑا ہو کر ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ عقب سے سرسراہٹیں سنائی دیں کاٹیج سکسٹی نائن سے لڈ برآمد ہوا۔ سست رفتاری سے چلتا ہوا آگے آ رہا تھا ایک اور قتل کر کے آیا ہے وہ میں نے دل میں سوچا بڑا ہی وحشی اور جنونی آدمی ہے نجانے اس کی زندگی میں کون شامل ہے اور کس کے لیے یہ اس قدر تگ و دو کر رہا ہے میں اپنی جگہ اس کا انتظار کرتا رہا۔ وہ میرے قریب پہنچا اور مجھے دیکھے بغیر آگے بڑھ گیا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا البتہ کاٹیج نمبر ساٹھ کے سامنے رک کر جب اس نے گیٹ کھولا تو اس طرح میرا انتظار کیا جیسے میرے اندر آ جانے کا منتظر ہو میں نے خاموشی سے گیٹ کے اندر داخل ہونے کے بعد گیٹ بند کیا اور پھر لڈ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا کاٹیج کے اندرونی حصے میں داخل ہو گیا۔ ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے روشنی جلائی میں نے دوسرا دروازہ بھی اندر سے بند کر لیا تھا۔ لڈ نے اپنے لباس سے وہ لفافہ نکالا جس میں چرچ کے پادری کی تصویریں تھیں اور ایک طرف ڈال دیا پھر ایک آرام کرسی پر دراز ہو کر جوتے کے بند کھولنے لگا اس نے میری جانب کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی میں بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ لڈ نے اپنے پاؤں پھیلا دیے۔

پھر اچانک ہی گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ

بولا۔

"اس دوران تم نے مجھے شراب نوشی کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا حالانکہ میں بلا نوش آدمی ہوں لیکن اس وقت مجھے شراب کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے برابر کے کمرے میں ان اسکائس کا بار ہے وہاں سے چار چھ بوتلیں اٹھالاؤ سوری۔ میں تمہیں حکم نہیں دے رہا اپنی ضرورت بیان کر رہا ہوں۔"

میں خاموشی سے واپس مڑا اور اس کی ہدایت پر عمل کر کے چھ بوتلیں اپنے ساتھ لے آیا۔ گلاس اور سائفن بھی میں نے اٹھالیا تھا وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اس نے پھر آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"مجھے شراب دو اور یہ سائفن اٹھا کر پھینک دو۔ خالی شراب دو مجھے گلاس کنارے تک بھرا ہونا چاہیے۔"

میں نے اس کے اس حکم کی تعمیل بھی کی اور پھر میں نے اسے جانوروں کی طرح شراب پر پل پڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ گلاس ایک ہی سانس میں خالی کر گیا تھا پھر ہونٹ خشک کیے بغیر اس نے گلاس آگے بڑھا دیا صرف چند لمحوں میں ایک بوتل خالی ہوگئی تھی۔

"انتظار کا موقع نہ دینا مجھے میں بہت اپ سیٹ ہوں۔"

میں نے دوسری بوتل کھول لی اور اس کے گلاس کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں بوتل بھی خالی کر دی اس نے اور اس کے بعد اس کے اندر بہکنے کے آثار نمودار ہوئے۔ چھٹی بوتل کا چوتھائی حصہ بوتل میں باقی رہ گیا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ میں نے گردن جھٹکی۔ رومال لے کر تمام بوتلوں پر سے اپنے نشانات صاف کیے اور ایسی ممکنہ جگہوں سے بھی جہاں اگر پولیس فنگر پرنٹ تلاش کرے تو اسے میرے نشانات نہ مل سکیں۔ اس تمام کام سے فراغت کے بعد میں نے اس پر آخری نظر ڈالی وہ لفافہ اٹھا کر اپنے لباس میں چھپایا جس میں آئزک ملٹن کی تصویریں تھیں اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر میں نے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی اور تیسری سیٹی پر دو افراد نکل کر میرے سامنے پہنچ گئے۔

"گاڑی کا بندوبست ہو سکتا ہے۔" میں نے ان سے مزید کچھ کہے بغیر پوچھا۔

"جی سر۔ کیا ہمیں مسلسل یہاں رکنا ہے؟"

"اب ضرورت نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر براہ کرم تشریف لائیے۔ گاڑی ذرا فاصلے پر ہے۔" اور کچھ فاصلے پر پہنچنے کے بعد میں نے ایک سفید رنگ کی کار دیکھی جو ایک کاٹیج کے سامنے اس طرح کھڑی ہوئی تھی جیسے کاٹیج کے مالک کی کار ہو اور ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا۔

"اگر آپ خالی کار چاہتے ہیں تو یہ چابی حاضر ہے ورنہ آپ ہمیں شہر کے کسی بھی حصے میں چھوڑ سکتے ہیں۔"

"ڈرائیو کرو۔ اگر شیری کا فلیٹ معلوم ہے تو؟"

"جی سر معلوم ہے۔"

"تو پھر مجھے وہیں پہنچادو۔" میں نے کہا۔

پچھلی سیٹ پر تھکے تھکے سے انداز میں لیٹ گیا۔ کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

بے شک میرے حواس پر ان واقعات کا تاثر طاری تھا لیکن اس کے باوجود یہ دونوں میرے لیے اجنبی تھے اور میں ان کی طرف سے بھی محتاط رہنا چاہتا تھا۔ ان میں سے ایک ڈرائیو کر رہا تھا اور دوسرا اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا لیکن پھر وہ علاقہ دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا جہاں میں شیری ایلش کے ساتھ آچکا تھا۔ جب میں کار سے اترا تو ڈرائیور نے مجھ سے پوچھا۔

"ہمیں یہاں رکنا ہے سر؟"

"تم اگر چاہو تو شیری سے ہدایت لے سکتے ہو اور اگر نہ لینا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے سر تھینک یو ویری مچ۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے نہیں اترا تھا۔

کچھ دیر کے بعد میں شیری کے فلیٹ کی کال بیل بجا رہا تھا۔ شیری نے خود ہی شب خوابی کے لباس میں فلیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ اور مجھے دیکھ کر چونک پڑی تھی۔ اس کے اندر غنودگی کی سی کیفیت تھی جو مجھے دیکھ کر ایک دم دور ہوگئی اور وہ دروازے کے سامنے سے ہٹ گئی۔

"اندر آجائیے۔" اس نے کہا اور میں اندر داخل ہوگیا۔

"خیریت؟"

"گیم ختم ہوگیا ہے شیری۔ اب ہمیں فوری طور پر ایک کام کرنا ہے۔ لہٰذا اس وقت

بوئے ڈی بولون کے کاٹیج نمبر ساٹھ میں موجود ہے اور شراب کے نشے میں دھت پڑا ہے۔ پولیس کو اس تک پہنچانا ہے مکمل ذمہ داری کے ساتھ۔"

"جی۔" شیری نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

ایک لمحے کے لیے اس نے میری آنکھوں میں دیکھا لیکن پھر سنبھل گئی۔ غالباً میرا احترام مانع تھا اور وہ مجھ سے کوئی سوال نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ اس نے مجھ سے کہا۔

"پولیس کو فلیٹ کے ٹیلی فون سے رنگ کرنا مناسب نہیں ہوگا سر۔"

"ٹھیک ہے نیچے تمہارے آدمیوں کی گاڑی موجود ہے۔ میں انہیں بوئے ڈی بولون سے ہٹا لایا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ چل کر کہیں سے بھی پولیس کو رنگ کر سکتے ہیں۔"

"آئیے بس ایک منٹ' میں ذرا کوٹ ڈال لوں۔"

"ٹھیک ہے۔" کچھ دیر کے بعد ہم اسی کار میں بیٹھ کر وہاں سے کافی فاصلے پر ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ٹیلی فون بوتھ موجود تھا یہاں بھی ماحول پر خاموشی ہی مسلط تھی۔

میں نے ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہونے کے بعد شیری کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کیے۔ غالباً پولیس کے کسی اسپیشل ڈیپارٹمنٹ میں رنگ ہوا تھا۔ پھر دوسری جانب سے کہا گیا۔

"یس۔ ۸۸۰۰ کالنگ۔"

"محکمہ پولیس کے کسی بھی اہم افسر سے بات کرائیے میری۔"

"میں بول رہا ہوں جناب کہئے کیا بات ہے؟"

"چند روز قبل ایک بینک میں ڈاکے کے دوران تین افراد کو قتل کر دینے والا ڈاکو لڈ اسٹمبوٹ اس وقت بوئے ڈی بولون کے کاٹیج نمبر ساٹھ میں موجود ہے۔ سکس زیرو۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ' وہ شراب کے نشے میں چور ہے اور یہ بہتر موقع ہے پولیس کے لیے کہ وہ اسے گرفتار کرے۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے قتل بھی کیا ہے اور بوئے ڈی بولون کے کاٹیج نمبر سکٹی نائن میں ایک مقتول رک وائر کے نام سے موجود ہے۔ میں آپ کو یہی اطلاع دینا چاہتا تھا۔"

"تھینک یو سر تھینک یو ویری مچ براہ کرم آپ اپنے بارے میں.........."

اس کے بعد میں نے فون بند کر دیا۔ ریسیور پر سے انگلیوں کے نشانات مٹائے اور ٹیلی فون بوتھ کے ہینڈل سے بھی۔ پھر میں باہر نکل آیا۔

"آؤ فلیٹ واپس چلیں۔ اس وقت مجھے آرام کی ضرورت ہے۔" شیری نے گردن ہلا دی۔

ہم فلیٹ کی جانب واپس چل پڑے۔ کچھ دیر کے بعد ہم دوبارہ فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ شیری مستعد اور مودب نظر آ رہی تھی۔ اندر آنے کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا۔

"سر پلیز یہ بتائیے میں کیا خدمت کروں آپ کی یہاں ہر چیز موجود ہے۔"

میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور کہا۔ "تم جانتی ہو شیری کہ مجھے ہر چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر خاطر مدارت کرنا چاہتی ہو اپنے فلیٹ پر تو عمدہ سی کافی پلوا دو۔"

"میں ابھی تیار کر کے لاتی ہوں۔" اس نے مستعدی سے کہا اور باہر نکل گئی۔ یہ کمرا جس میں وہ مجھے لائی تھی بیڈ روم معلوم ہوتا تھا۔ ڈرائنگ روم کی جانب اس نے جان بوجھ کر رخ نہیں کیا تھا۔ یہاں ایک آرام دہ صوفہ بھی موجود تھا جس پر دراز ہو کر میں اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں سوچنے لگا۔ اب فائنل ٹچ باقی رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیری ایک ٹرالی گھسیٹتی ہوئی لے کر آئی جس پر فرانسیسی طرز کے مخصوص برتن سجے تھے۔ شیری نے کافی کا ایک کپ بنا کر مجھے پیش کیا۔

"دوسرا کپ نہیں ہے شیری کیا تم کافی نہیں پیتیں؟"

"سر اصولی طور پر مجھے آپ کا احترام کرنا چاہیے۔"

"اگر اس قسم کا احترام کرو گی تو میرا خیال ہے میں بہت جلد بور ہو جاؤں گا۔"

"نہیں سر پھر بھی یہ میری ذمہ داری ہے۔"

"سوچ لو میں تم سے کہہ چکا ہوں۔"

"آپ مجھے حکم دیجئے سر کافی پینے کا موڈ تو میرا بھی ہے۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی پھر میرے اشارے پر وہ باہر نکل گئی اور دوسرا کپ لے کر اندر واپس آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ میرے سامنے بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھی۔

"کام کافی حد تک مکمل ہو گیا ہے شیری' بس ہمیں آخری مراحل سے گزرنا ہے۔"

"سر کیا آئزک ملٹن کا پتا چل گیا۔" اس نے بے اختیار پوچھا اور میری ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اس کا مطلب ہے کوئن میکوویا نے تمہیں تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا ہے؟"

"جی سر۔ میں بلیک سیکشن کی مقامی انچارج ہوں۔"

"گڈ۔ پھر تمہیں یہ ساری تفصیلات معلوم ہونی چاہئیں۔ ہاں یوں سمجھ لو کہ ہم تقریباً کامیاب ہوگئے ہیں لیکن ایک آخری مرحلہ باقی رہ گیا ہے اور وہ بنیادی نوعیت کا ہے۔ کیا تم "ویٹ کام۔" سپر مارکیٹ کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟"

"جی سر۔"

"سمجھ لو ہمارا فائنل کام وہیں سے ہوگا۔"

شیری پھر خاموش ہوگئی۔ مجھ سے سوال کرتے ہوئے وہ خاصی محتاط رہتی تھی۔ جو پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔ ان کے تحت یہ خاموشی بھی غیر مناسب نہیں تھی۔ اسے بے تکلف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ میں نے اطمینان سے کافی پی۔

"یہ تصویریں دیکھو۔"

"یس سر۔" اس نے لفافہ میرے ہاتھوں سے لے لیا اور اس سے تصویریں نکال کر ان کا جائزہ لینے لگی۔ اس کے چہرے پر تجسس کے سوا اور کوئی تاثر نہیں ابھرا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے تصویریں لفافے میں واپس رکھ دیں۔

"فادر میڈلینو چرچ کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟"

"جی ہاں وہ کلیسائے نوٹرے ڈیم کے مشرقی گوشے میں واقع ہے۔ وہ بھی ایک چرچ ہے۔ لیکن سر؟"

"یہ لڑکی آئزک ملٹن کی بیٹی گرینا ملٹن ہے اور پادری آئزک ملٹن۔" شیری کے منہ سے حیرت کی ہلکی سی آواز نکل گئی اس نے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھا۔

"فون پر تم پولیس کو دی گئی اطلاع کے بارے میں سن ہی چکی ہو۔ رک وائز کو اس نے قتل کر دیا اور اب لڈ فریج پولیس کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ ہمیں ملٹن کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے چنانچہ اب اسے تحویل میں لینا ہے۔"

"ایک درخواست کروں۔"

"ہاں کہو۔"

"ابھی رات بہت باقی ہے اور زیرک لوگ کہتے ہیں کہ آج کا کام کل پر نہیں

چھوڑنا چاہیے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ درحقیقت میرے ذہن میں یہ خیال نہیں تھا لیکن شیری کے کہنے پر میں نے سوچا کہ واقعی یہ عمل فوری طور پر کیوں نہ کیا جائے۔

"کیا انتظام ہو سکتا ہے شیری؟"

"ضرور سر۔"

"ٹھیک ہے شیری تو انتظام کرو۔"

"اجازت دیں گے سر؟"

"جاؤ۔" میں نے کہا۔

شیری اٹھ کر باہر نکل گئی۔ وہ ایک برق رفتار کارکن تھی لیکن بس ایک کسک میرے دل میں تھی۔ اگر رک وائز کی دی ہوئی اطلاع درست نہ ہوئی تو......... تاہم چانس کی بات تھی اور کام لازمی کرنا تھا۔ اس کے بجائے کہ پہلے میں اس خبر کو کنفرم کروں اور پھر عمل کروں ہو سکتا ہے اس کا کچھ اور ردعمل ہو۔ اس لیے کوئی حرج نہیں تھا۔

شیری دس منٹ کے بعد واپس آئی۔ اس دوران میں کافی کا ایک اور کپ پی چکا تھا۔

شیری نے کہا۔ "سر انہوں نے ایک گھنٹے کا وقت مانگا ہے۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد ہماری فورس یہاں آ جائے گی۔"

"یہاں؟" میں نے چونک کر کہا۔

"صرف چند لوگ یہاں آئیں گے۔ باقی لوگ نوٹرے ڈیم روانہ ہو جائیں گے۔"

اس نے کہا اور میں نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر گہری سوچ میں ڈوب گیا بہرحال یہ آخری سنسنی خیز لمحات باقی تھے۔

☆☆☆☆

بلیک آرمی کے کسی بھی شخص سے ملاقات نہ ہونے پر میں بددل ہوگیا تھا لیکن فرانس پہنچنے کے بعد شیری سے مجھے جو مدد ملی تھی اس نے مجھے بہت مطمئن کر دیا تھا۔ اس وقت ان سارے معاملات کو کنٹرول کرنے کے لیے واقعی مجھے کچھ افراد کی ضرورت تھی۔

پھر شیری کو فون موصول ہوا دوسری طرف کی گفتگو سننے کے بعد اس نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"چلیں سر کام ہوگیا ہے۔" شیری نے کہا۔

ہم دونوں فلیٹ سے نکل آئے کچھ دیر بعد ہم ایک سیاہ ویگن میں نوٹرڈیم جارہے تھے۔ سڑکوں پر سناٹا تھا۔ بعض علاقے تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہمارا سفر جاری رہا۔ یورپ کے قدیم ترین شہر کی تاریخی روایات ذہن میں آنے لگیں۔ شیری کے ساتھ اس وقت سفر کرتے ہوئے نہ جانے کیوں یہ سب کچھ یاد آگیا تھا جو غالباً مجھے کسی گائڈ نے بتایا تھا۔ اس کی وجہ نوٹرڈیم کی داستان بھی ہوسکتی تھی جس کا تعلق وکٹو ہولو کے ناول "ہنچ بیک آف نوٹرڈیم" سے بھی ہوسکتا تھا۔

کلیسائے نوٹرڈیم کے پہلو میں وہ چرچ تھا جس کے بارے میں نشان دہی کی گئی تھی چرچ کے اطراف خاموشی طاری تھی۔ ہماری گاڑی رکی تو ایک شخص نے تاریکی سے نکل کر سب ٹھیک ہے کا مژدہ سنایا اور ہم گاڑی سے اتر کر چرچ کے ذیلی دروازے سے اندر داخل ہوگئے۔ اندر کا ماحول سرد اور خاموش تھا۔ شیری نے مجھے دیکھا اور میں نے گردن ہلا دی۔ پھر پادری کو تلاش کرنے میں ہمیں مشکل نہ ہوئی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ اسے

گمان بھی نہ تھا کہ اس طرح کوئی اس تک پہنچ جائے گا۔ میں نے احتیاط سے اس کے قرب و جوار کی تلاشی لی۔ تکیے کے قریب لوڈ ریوالور رکھا ہوا تھا میں نے اسے خالی کر کے واپس رکھ دیا اور پھر ہم دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ میں نے اس کا پاؤں ہلایا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے سہمی ہوئی نظروں سے ہم دونوں کو دیکھا تھا۔

"فادر کچھ مشکل پیش آگئی تھی جس کی وجہ سے ہمیں اس وقت آپ کے پاس آنا پڑا۔" شیری نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ اشارے سے اس نے مجھے بتا دیا تھا کہ یہی مطلوبہ شخصیت ہے۔

"یہ میری پرائیویٹ رہائش گاہ ہے۔ تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا اور وہ بھی اس طرح۔"

"ہم اپنا جرم تسلیم کرتے ہیں۔"

"تو پھر ایک لمحے میں باہر نکل جاؤ اور جو کام ہے اس کے لیے دن میں آؤ۔"

"اگر ایسا ممکن ہوتا تو ہم ایسا ہی کرتے۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ یہاں سے نکل جاؤ ورنہ.........." اس نے ہاتھ بڑھا کر پستول اٹھالیا اور اسے ہماری طرف تان لیا۔ اب میں نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

"فادر آپ کے پاس پستول؟"

اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔

"تم جیسے زبردستی کرنے والوں کے لیے اپنے تحفظ کا بندوبست تو کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"آپ کے ساتھ زبردستی کون کرے گا فادر آئزک ملٹن۔" میں نے کہا اور وہ اس طرح اچھلا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ پستول کے دستے پر اس کی گرفت سخت ہوگئی۔ اس کے پورے بدن میں لرزش پیدا ہوگئی اور چہرے پر ایسے آثار نظر آنے لگے تھے جیسے اس کی ذہنی قوتیں جواب دیتی جارہی ہوں۔

"تو تم یہاں بھی پہنچ گئے لیکن تمہارے قبضے میں جانے کے بجائے میں خودکشی کرلینا زیادہ پسند کرتا ہوں سمجھے۔"

"پروفیسر میرے خیال میں آپ کو خودکشی نہیں کرنی چاہیے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں اتنا بزدل نہیں ہوں اور زندگی میں کبھی کسی کو نقصان نہیں

پہنچایا لیکن میں تمہارے ہاتھوں میں کھیلنا نہیں چاہتا۔ میں نے اپنا سب کچھ دریا برد کر دیا ہے۔ اپنی شخصیت اپنی حیثیت کو ختم کرلیا ہے لیکن آخری بوجھ بھی اپنی ذات پر برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں تمہیں قتل نہیں کرسکتا لیکن میں تمہارے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے بھی اپنے آپ کو کسی طور پیش نہیں کرسکتا۔ میں جانتا ہوں تم مجھے لے جانے کے لیے آئے ہو مگر اب تم میری لاش کو لے جانا۔"

اس نے پستول اپنی کنپٹی پر رکھی اور سوچے سمجھے بغیر ٹرائیگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز ہوئی وہ لگاتار ٹرائیگر دباتا چلا گیا اور پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر پستول کو دیکھنے لگا۔

"میں نے پستول ان لوڈ کر دیا تھا فادر آئیے۔"

"ہرگز نہیں مم......... میں......... ہرگز........." وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک جانب چھلانگ لگاتا ہوا بولا۔ اب میری ذمے داری تھی ویسے بھی یہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل جانا ہر لحاظ سے سود مند تھا۔ میں نے چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا اور اسے ہاتھ کے شکنجے میں کس کر اس کی کنپٹیوں پر دباؤ ڈالنے لگا۔ منحنی سا آدمی تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ بے ہوش ہو کر میری بانہوں میں جھول گیا۔ میں نے اسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور شیری کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے واپس پلٹ پڑا۔ کلیسا کے صدر گیٹ سے باہر نکلا ہی تھا کہ سفید رنگ کی ایک خوبصورت کار ایلزونا سامنے آکر رک گئی۔ میں چونک پڑا۔ یہ لمبی اور قیمتی گاڑی میرے لیے اجنبی تھی لیکن شاید شیری کے لیے نہیں اس نے آہستہ سے کہا۔

"اس کے بے ہوش جسم کو گاڑی میں ڈال دیجیے۔ ہماری ہی گاڑی ہے۔" شیری نے کہا۔ اچانک ہی درمیانی نشست کا دروازہ کھلا اور وہاں سے کسی نے جھانک کر کہا۔

"چلے آؤ دانش منصور میں موجود ہوں۔"

"کوئن میکوویا کی آواز لاکھوں میں پہچان سکتا تھا بس اس کے بعد کسی بھی تردد کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ جب ایلزونا میں پروفیسر کا بے ہوش جسم میں نے اندر داخل کیا تو اندر بیٹھے ہوئے ایک وجود میں ہلچل سی محسوس ہوئی۔"

"تم بھی اندر ہی آجاؤ۔" شیری تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس جاؤ۔ او کے۔"

شیری نے ایک نگاہ مجھ پر ڈالی حالانکہ رات کا وقت تھا لیکن اس کی چمکدار آنکھوں

میں ایک لمحے کے لیے میں نے غم کے آثار پائے۔ میرا اس کا اچھا خاصا ساتھ رہا تھا۔ اندر بیٹھنے کے بعد میں نے اس کے وجود پر نظر ڈالی۔ ایک نوجوان لڑکی جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپ چپکا ہوا تھا۔ شکل و صورت کی اچھی تھی۔ اس کی بادامی آنکھوں میں بے چینی تھی اور وہ اپنے بدن کو بے قراری سے جنبش دے رہی تھی کوئن میکوویا کے اشارے پر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے کار کو آگے بڑھایا اور برق رفتاری سے سفر کرنے لگی۔

میں نے اپنے حواس مجتمع کر کے کوئن میکوویا کو دیکھا۔ پتا نہیں اس وقت اسے مخاطب کرنا مناسب تھا یا نہیں اس لیے میں نے خاموشی ہی اختیار کی۔

"ہم اسٹراس برگ چل رہے ہیں۔ دانش منصور وہاں سے بلیک چینل روانگی ہوگی۔" کوئن نے کہا۔

میں نے پھر بھی خاموشی ہی اختیار کی۔

فرانس کے شہر اسٹراس برگ کے بارے میں مجھے بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں۔ بس نام کی حد تک اس شہر سے واقفیت رکھتا تھا۔ اس کے بعد کار کا طویل سفر جاری تھا۔ رات آہستہ آہستہ اپنا سفر طے کر رہی تھی۔

"لڑکی میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم وہ لوگ نہیں ہیں جن سے تمہیں اور تمہارے والد کو خطرہ تھا۔ اگر اخبارات پڑھتی ہو تو تمہیں رک وائز کی موت کی خبر مل چکی ہوگی۔ مزید یہ کہ اب لڈ بھی پولیس کے قبضے میں ہے اور اس مفرور قیدی کو کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔ مزید یہ کہ اب تم اور تمہارا باپ جہاں جا رہے ہیں وہاں تمہیں ایک پرسکون اور مشکلات سے پاک زندگی ملے گی۔ اس وقت تم نے مجھ سے تعاون نہیں کیا تھا لیکن میں جانتی تھی کہ ہماری تحویل میں آنے کے بعد تم خوشی محسوس کرو گی۔"

کوئن کی گفتگو سے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی گرینا ملٹن ہی ہے۔ جب ہم اسٹراس برگ پہنچے تو سورج پہاڑیوں کے عقب سے بلند ہو چکا تھا۔ یورپ کا ایک خوبصورت شہر اپنی تمام تر آب و تاب کے ساتھ زندگی کی جانب لوٹ رہا تھا۔ اسٹراس برگ کے نواحی علاقے میں ایک خوبصورت فارم ہاؤس کے بڑے گیٹ سے کار اندر داخل ہوگئی۔ یہ احاطہ

وسیع و عریض علاقے پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف بے شمار جانور بندھے ہوئے تھے۔ دوسری طرف غالباً انہی جانوروں کے لیے چراہ گاہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن احاطے کے آخری سرے پر بنی ہوئی عمارت ہر لحاظ سے ایک شاندار عمارت کہی جاسکتی تھی۔ فارم کے اس مخصوص حصے میں کار رک گئی۔ یہاں پہنچنے کے بعد کوئن میکوویا نیچے اتری۔ دو تین آدمی دوڑ کر قریب پہنچ گئے۔ یہ سب یقیناً بلیک آرمی کے افراد تھے۔

"دونوں معزز مہمانوں کو عزت کے ساتھ نیچے اتارا جائے اور یہ پروفیسر آئزک ابھی تک ہوش میں کیوں نہیں آیا دانش؟"

"میرا خیال ہے اس کا کمزور جسم اس کے ہوش میں آنے میں مزاحم ہو رہا ہے لیکن ہوش میں آجائے گا۔" میں نے اس کے تنفس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

آئزک ملٹن کے جسم کو دو آدمیوں نے سنبھال لیا۔

گرینا کی جانب اشارہ کرکے کوئن میکوویا نے مجھ سے کہا۔ "میرا خیال ہے اس کا ٹیپ بھی ہٹا دو ہاتھ بھی کھول دو لڑکی کسی قسم کی کوئی احمقانہ حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ہمارے پاس رہ کر تم محسوس کرو گی کہ جو کچھ ہوا ہے تمہارے حق میں بہتر ہوا ہے۔"

میں نے لڑکی کے ہونٹوں سے ٹیپ ہٹا دیا۔

"ایسا کرو دانش ان لوگوں کو ہر طرح سے مطمئن کرو۔ میں تھوڑی سی مصروف ہوں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کوئن میکوویا نے رخ تبدیل کرلیا اور عمارت کے صدر گیٹ کی طرف جانے کے بجائے اس کی بغلی سمت چل دی۔ میں نے گرینا ملٹن کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور اس کے بعد پروفیسر آئزک ملٹن کو ان دونوں کے ساتھ لیے ہوئے ایک بڑے کمرے میں داخل ہوگیا اور ایک آرام دہ بستر پر آئزک ملٹن کو لٹا دیا گیا۔

"پانی اندر پہنچاؤ اور اس کے ساتھ عمدہ قسم کی کافی کا بھی انتظام کرو۔" میں نے ان میں سے ایک سے کہا۔

"یس سر۔" جس شخص کو میں نے حکم دیا تھا۔ اس نے نہایت مستعدی سے کہا اور وہ دونوں باہر نکل گئے۔ گرینا رونے سے گریز کر رہی تھی ورنہ اس کا چہرہ مجسم آنسو بنا ہوا تھا۔ میں پروفیسر پر جھک گیا لیکن اس کی بے ہوشی کی طوالت خود بخود ختم ہوگئی اور وہ

آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ گرینا اس کے پاس پہنچ گئی۔ آئزک نے اپنی کنپٹیوں کو سہلانا شروع کردیا تھا پھر اس نے گردن جھٹکی اور آنکھیں کھول دیں۔ میں اس کے سامنے تھا۔ چند لمحات وہ بے خیالی کے انداز میں مجھے دیکھتا رہا اور پھر ہڑبڑا کر بستر پر ہاتھ ٹکا کر اٹھ گیا۔ جب اس کی نظر گرینا پر پڑی اور بے اختیار ہوگیا۔

"گرینا میری بچی۔" اس نے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور گرینا دوڑ کر باپ سے لپٹ گئی۔ آئزک ملٹن رونے لگا تھا اور گرینا کی سسکیاں بھی گونج رہی تھیں۔

میں خاموشی سے ان دونوں کا جائزہ لیتا رہا جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی تو آئزک نے پھر چونک کر مجھے دیکھا اور کرخت لہجے میں بولا۔

"خدا سے تمہارے لیے بربادی کی دعائیں مانگنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہوں۔ میری بچی کو بھی اٹھا لائے تم لوگ۔ بہت ظالم ہو۔ خدا تمہیں اس دنیا سے فنا کرے۔ کیا چاہتے ہو آخر تم۔ کیوں ہماری زندگی اجیرن کرکے رکھ دی ہے۔ ہم تو انسانوں کی طرح جینا بھی بھول گئے۔"

"پروفیسر اگر چند الفاظ میں سمجھ سکتے ہو تو میری بات سن لو اور اگر ممکن ہوسکے تو یقین بھی کرلینا آپ کی بیٹی گرینا جانتی ہے کہ تم کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنے والے سب لوگ تم سے دور ہوچکے ہیں۔ اب تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں رہا ہے۔ جب تمہیں ہمارے بارے میں تفصیل معلوم ہوگی تو مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم نہایت اطمینان محسوس کرو گے۔ ہم تمہیں فرانس سے بہت دور لے جانا چاہتے ہیں۔ ایک ایسی جگہ جسے تم پسند کرو گے پروفیسر۔"

"کیا وہ جہنم ہوگی؟"

"نہیں، مگر میں اسے جنت بھی نہیں کہوں گا۔"

"ساری زندگی میں نیک نامی اور شہرت ہی تو کمائی ہے ساری زندگی انسانیت کی بہتری کے بارے میں ہی سوچا ہے۔ یہی صلہ ملنا چاہیے مجھے میری سوچوں اور کاوشوں کا۔ تم نے مجھ پر عرصہ حیات تنگ کردیا ہے۔"

"پروفیسر اس کے علاوہ میرے پاس آپ سے کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ کی بیٹی آپ کے پاس موجود ہے۔ آپ لوگوں کی تلاشی لے لی گئی ہے اور آپ کے پاس کوئی

ایسی چیز اس وقت نہیں ہے جس سے آپ کوئی غلط قدم اٹھانے کی کوشش کر سکیں۔ کوئی بھی احمقانہ جذباتی قدم اٹھانے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ زندگی بہت قیمتی چیز ہے مسٹر آئزک کو بھی یہی بات سمجھانا۔ میرا خیال ہے میں تم دونوں کو یہاں تنہا چھوڑ دوں۔ کوئی ایسی کوشش نہ کرنا گرینا جس سے تمہیں نقصان پہنچے۔" میں نے کہا اور ان کے کمرے سے باہر نکل آیا۔

میں خود بھی گھن چکر بنا ہوا تھا۔ باہر نکلا ہی تھا کہ ایک ملازم میرے پاس پہنچ گیا۔

"سر، میڈم نے آپ کو طلب کیا ہے۔"

"کافی کا کیا ہوا؟"

"پانچ منٹ میں آجائے گی۔"

"میری کافی میڈم کے پاس ہی پہنچا دینا اور ان لوگوں کو احتیاط کے ساتھ کافی پیش کر دینا۔"

"او کے سر۔"

"مگر میڈم تک میری رہنمائی تو کرو۔"

"تشریف لائیے جناب۔" اس شخص نے کہا۔

اور میں اس کے ساتھ ساتھ چل دیا۔ کوئن میکوویا مجھے ایک کمرے میں نظر آئی۔ ایک آرام دہ کرسی پر تھکے تھکے انداز میں دراز تھی۔ مجھے دیکھ کر آنکھیں کھولیں۔ مدھم سے انداز میں مسکرائی۔

"بیٹھو میں بہت تھک گئی ہوں۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

میڈم۔ آپ بھی تھک جاتی ہیں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں کبھی کبھی۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "ویسے تمہیں ایک بات بتا دوں کہ میں اس وقت اپنے اصلی اور حقیقی روپ میں ہوں اور تمہیں اس بات پر حیرت بھی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ تم میری قربت اختیار کر چکے ہوں۔ اس لیے تم سے جھوٹ بولنا مناسب نہیں ہے۔"

اس کی بات سے میرے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی بہرحال اس کی حقیقت اور اس

کے عکس میں کوئی نمایاں فرق نہیں تھا۔ اس نے مجھے یہ بات بتا دی تھی۔ نہ بھی بتاتی تو اس موضوع پر میں نے تو سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

"میں نے کافی منگوائی ہے اور اتفاق کی بات ہے کہ یہ کہنا بھول گیا کہ کافی کا ایک کپ پہنچا دیا جائے۔" وہ ہنس پڑی۔

"اچھا کیا' کافی کے لیے کہہ دیا میں تمہیں یہ بتانا چاہتی تھی کہ دوپہر کے بعد ہم کسی بھی وقت بلیک چینل کے لیے روانہ ہو سکتے ہیں۔ تم اس کے لیے تیار تو ہو نا؟"

"جی۔"

"تو پھر ایک کپ کافی پیتے ہیں پھر تم سے دوپہر تک کے لیے اجازت چاہوں گی۔"

میں نے کہا کہ تفصیلی بات چیت بلیک چینل پہنچنے کے بعد ہی ہو گی۔ کافی پی گئی اور کافی پینے کے بعد وہ اٹھ گئی۔ گرینا اور پروفیسر کے بارے میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی پھر کوئن سے میری باقاعدہ ملاقات اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک کہ ہم مختلف مدارج طے کرتے ہوئے گرینا اور پروفیسر کے ساتھ بلیک چینل نہ پہنچ گئے۔ وہ دونوں ابھی تک گومگو کا شکار تھے۔ ظاہر ہے جن حالات سے گزرے تھے ان پر "فوراً" ہی یقین کر لینا انسانی فطرت سے الگ بات تھی۔ البتہ بلیک چینل پہنچنے کے بعد جب میں نے کوئن سے اجازت ملنے کے بعد پروفیسر کو بلیک چینل کے بارے میں مختصر طور پر بتایا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اگر تم مجھے کوئی طلسمی کہانی نہیں سنا رہے ہو تو واقعی یہ ایک حیرت ناک داستان ہے البتہ پھر بھی میں اس پر یقین اس وقت کروں گا جب مجھے یہاں سے مکمل طور پر روشناس کرا دیا جائے۔"

"مجھے تو یہ سب کچھ ایک خواب محسوس ہوتا ہے ایسے انوکھے خواب تو دیکھے جا سکتے ہیں ان کی تعبیر حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے لیکن اگر تم میرے محسوسات کے بارے میں سوال کرتے ہو تو دوست اس بات پر شاید تم یقین نہ کرو کہ میں نے رنگ و نسل مذہب و ملت کے تصور سے بالاتر ہو کر صرف انسانی بنیادوں پر سوچا ہے ہمیشہ اور اسی میں اپنا سب کچھ گنوا دیا وہ جرائم پیشہ افراد میری صلاحیتوں کو مجرمانہ عمل کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے میں نے طے کر لیا تھا کہ زندگی قربان کر دوں گا لیکن ایسے کسی کام پر آمادہ نہیں

ہوں گا جو مجھے یہ احساس دلائے کہ میری عمر بھر کی تعلیم اور کاوشوں کا نتیجہ کسی نقصان کی شکل میں نکلے گا اور میں نے اس کے لیے جتنے مصائب اٹھائے ہیں آہ کاش کوئی اس کا اندازہ لگا سکے۔ میری بچی جس کے لیے میں نے اس کائنات میں سب سے زیادہ سوچا ہے جس کے لیے میرے دل میں نہ جانے کیا کیا منصوبے تھے جیسا کہ تم نے کہا کہ بلیک چینل نامی یہ جگہ سائنسی بنیادوں پر ساری دنیا میں انسانی بہتری کے لیے مصروف ہے اور یہ سب کچھ واقعی سچ ہے تو پروفیسر تمہیں پیش کش کرتا ہے کہ اس کے روئے روئے کو اس کام کے لیے وقف کر دو وہ زندگی کی آخری سانس تک تم لوگوں کی خدمت کر کے فخر محسوس کرے گا ویسے میرے دوست یہ کہانی ہے بڑی عجیب جس میں تم نے بتایا ہے کہ بلیک چینل میں سائنسی بنیادوں پر دکھی انسانیت کے لیے کام ہو رہا ہے اور رنگ و نسل اور مذہب سے آزاد دنیا میں بسنے والے ہر شخص کی بہتری کے لیے مقدور بھر سوچا جا رہا ہے۔ بہت بڑی بات ہے اگر کسی کے ذہن میں یہ تصور آیا ہے اور کسی نے اس پر قدم اٹھایا ہے کیا نام بتایا تم نے اس خاتون کا جو یہ سودا سر میں سمائے رکھتی ہے۔"

"کوئن میکوویا۔"

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"میں ان سے مل چکی ہوں ڈیڈی۔ مجھے میری رہائش گاہ سے اغوا کر کے انہیں کے پاس پہنچایا گیا تھا۔ بعد میں آپ کو حاصل کرنے کے لیے کارروائی کی گئی اور اس دوران ڈیڈی کوئن میکوویا کا رویہ میرے ساتھ نہایت بہتر اور محبت بھرا رہا وہ بہت اچھی خاتون معلوم ہوتی ہیں۔"

"اس سلسلے میں ہر اس شخص کا شکر گزار ہوں جس نے میری بیٹی کے لیے کچھ کیا بہرحال کوئن میکوویا مجھے اگر بلیک چینل کی کارروائی سے مطمئن کر دے تو میری مخلصانہ خدمات اس کے لیے ہوں گی۔ ہاں اگر ایسا نہ ہو پائے اور مجھے مجبوراً" کام کرنا پڑے تو میں مخلص آدمی ہوں۔ جھوٹ نہیں بولتا۔ خلوص دل سے میں کوئی کام نہیں کروں گا اور جب بھی مجھے موقع ملا خود کو مجبور کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا۔"

کوئن میکوویا نے اپنے ضروری امور سے فراغت حاصل کرنے کے بعد پروفیسر سے گفتگو کی اور پروفیسر اس کی شخصیت کا جائزہ لیتا رہا۔ کوئن میکوویا اسے بتانے لگی کہ کس

طرح اسے آئزک ملٹن کے بارے میں معلوم ہوا تھا اور وائٹ ڈریگن کے سلسلے میں جو فارمولا اسے حاصل ہوا اس سے آئزک ملٹن کا کیا تعلق تھا۔ اس بات پر آئزک ملٹن ششدر رہ گیا۔

"کیا وائٹ ڈریگن کسی کو حاصل ہو چکا ہے؟"

"اس کا مکمل فارمولا میرے پاس موجود ہے پروفیسر۔ باقی جہاں تک بلیک چینل کے دوسرے امور کا تعلق ہے تو میری اجازت سے مسٹر دانش منصور نے آپ کو اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہوگا۔ مسٹر دانش منصور کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے بلیک چینل ان کی شمولیت سے بہت مضبوط ہو گیا ہے میں امید رکھتی ہوں پروفیسر کہ آپ دنیا کی فلاح کے لیے اپنی بساط بھر کارروائی ضرور کریں گے اور ہمارے ساتھ تعاون کریں گے جہاں تک بلیک چینل کے مقاصد کا تعلق ہے تو ہم نے اس کا ایک ریکارڈ رکھا ہے اور وہ ریکارڈ آپ کو تصویری شکل میں دکھا دیا جائے گا آپ کو اس پر اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ باقی سارے کام تو ذاتی تجزیے کی بنا پر ہوتے ہیں۔"

"میں بھی آپ سے یہی عرض کرنا چاہتا تھا میڈم کہ اگر انسانی فلاح کے لیے میرے خون کا آخری قطرہ بھی کام آ سکتا ہے تو میں اسے آپ کی نذر کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔ باقی اگر میری مجبوریوں سے فائدہ اٹھایا گیا تو میں مخلصانہ طور پر کام نہیں کروں گا۔"

آئزک کو کوئن ایک ذہین ترین سائنس داں تصور کرتی تھی اور میں جانتا تھا کہ وہ کام کے لوگوں کو کبھی غیر مطمئن نہیں رکھتی۔ کئی دن اس کام میں صرف ہو گئے اور آخر کار آئزک نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ کوئن کے مقاصد انتہائی قابل عمل ہیں اور اس کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا جا سکتا ہے۔ اس نے پیش کش کر دی کہ اب وہ پورے خلوص کے ساتھ اس عظیم خاتون کے مقاصد پر عمل کرنے کے لیے تیار ہے اور اس سلسلے میں اپنی ذمے داری جان لینا چاہتا ہے یہ سب کچھ میرے مطلب کی بات نہیں تھی کوئن خود بھی سائنس دان تھی اور جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے اس دوران راوی نے میری قسمت میں چین لکھ دیا تھا اور یہ تو انسانی فطرت ہے کہ جب دو صنف یکجا ہو جائیں تو ذہنوں میں کوئی نہ کوئی تصور پیدا ہو ہی جاتا ہے جن دنوں کوئن پروفیسر کے ساتھ اپنے عظیم الشان کارخانہ حیات میں مصروف تھی۔ گرینا ملٹن میرے ساتھ ہی رہتی تھی۔

پروفیسر ملٹن کو مطمئن کرنے کے بعد کوئن میکوویا میری جانب متوجہ ہوئی اور ایک شام اس نے مجھے اپنی مخصوص رہائش گاہ میں شرف ملاقات بخشا۔

"معاف کرنا دانش یہ سب کچھ از حد ضروری تھا۔ پروفیسر ملٹن کو میں نے تمہاری مدد سے جس مقصد کے لیے حاصل کیا تھا ملٹن اس پر پوری طرح آمادہ ہو چکا ہے اور اس نے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے تم نہیں جانتے اس کامیابی پر میں کس قدر مسرور ہوں۔ میں چاہتی تھی کہ کام شروع ہو جائے اور اب ایک تحفہ میری جانب سے قبول کرو۔" اس نے کہا۔

میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ میکوویا نے اپنے اس انوکھے کارخانے میں نجانے کیا کیا کچھ کر رکھا تھا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس نے نجانے کیا کیا کہ اس کی اس رہائش گاہ کے سامنے کے حصے پر کچھ کارروائی ہونے لگی ایک پردہ سا اپنی جگہ سے سرک گیا اور اس کے بعد ایک عجیب و غریب مشینی منظر آنے لگا جس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کوئی تصویر ہے یا سچائی لیکن کوئن میکوویا نے ایک چھوٹا سا مائیک اپنے پرس سے نکال کر میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"اس ریڈ بٹن کو دبانے کے بعد ہمارا ڈائمنڈ سٹی سے براہ راست رابطہ قائم ہو جاتا ہے تمہیں بتانا ضرور سمجھتی ہوں کہ اب بلیک چینل میں ڈائمنڈ سٹی سیکشن ایک باقاعدہ حیثیت رکھتا ہے اور میرے سائنس داں ڈائمنڈ سٹی کے لیے وہ سب کچھ کر رہے ہیں جس کی آرزو تمہارے دل میں ہے۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ ڈائمنڈ سٹی سے گفتگو کرو۔"

میں ششدر رہ گیا بہرحال میں نے بٹن دبایا اور سامنے نظر آنے والے مشینی منظر پر کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں پھر ادھر سے آواز آئی۔

"یس میڈم۔ ڈائمنڈ سٹی سے رشید ناگی بول رہا ہے۔" میں ایک لمحے خاموش رہا تو دوسری طرف سے پھر وہی آواز سنائی دی۔

"ناگی میں دانش منصور ہوں۔"

"سر.......... سر.......... آپ.......... اپنا مشن سرانجام دے چکے؟؟"

"ہاں کیا کوئن میکوویا سے اس دوران تمہارا رابطہ باقاعدہ رہا ہے؟؟"

"سر آپ کو ان کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں ہمارے لیے کوئن آپ کی وساطت سے ایک ایسا نام بن گیا ہے جسے ہم کسی بھی مشکل کے وقت پکار سکتے ہیں سر اس وقت میں ڈائمنڈ سٹی سے براہ راست انہی کی کوشش سے آپ سے بات کر رہا ہوں انہوں نے ایک پلانٹ بھجوایا تھا ہمارے پاس' ہمارے انجینئروں نے وہ پلانٹ نصب کر لیا ہے اسی پلانٹ کے ذریعے ہمارا یہاں سے بلیک چینل پر رابطہ قائم ہے اور ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کسی فریکوئنسی کے بغیر ہے۔ ایک عجیب و غریب سسٹم جسے دنیا کا سب سے پراسرار سسٹم کہا جا سکتا ہے۔"

"ہوں۔ چلو جب یہ سب کچھ ہو ہی گیا ہے تو پھر جلدی سے مجھے وہاں کے حالات بتاؤ۔"

"بہت عمدگی سے کام چل رہا ہے وہ پلانٹ نصب کر دیا گیا ہے جو آپ نے بھجوایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ڈائمنڈ سٹی میں اس جیسے دوسرے کئی پلانٹ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے جس کے سلسلے میں کوئن نے ہمیں تمام آسانیاں مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہمارے سائنس داں ایسے کئی پلانٹ ڈیزائن کر رہے ہیں جن سے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی بجلی کی ضروریات پوری کر دی جائیں۔ سر ہمارے حکمراں خاص طور سے وہ لوگ جو ان معاملات سے متعلق ہیں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں اور انہوں نے درخواست کی ہے کہ آپ سے رابطہ قائم ہو جائے تو آپ کو ان کا شکریہ پہنچا دیا جائے ہمارے کئی سائنس داں اب آپ کے نام کے ساتھ کچھ نئی تیاریاں کر رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ انہیں آپ کی مدد کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"میں شاید پورے اطمینان سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ کوئن ہماری تمام ضروریات پوری کریں گی۔"

"جی سر۔ آپ خیریت سے تو ہیں نا؟"

"ہاں بالکل ٹھیک ہوں۔ رخسار کے بارے میں بتاؤ۔"

"وہ بالکل ٹھیک ہیں شاید اس وقت بھی انہوں نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ رفاح عام کا ایک ادارہ قائم کر چکی ہیں ان کے اہل خاندان ان سے بیشک ملتے جلتے ہیں لیکن میڈم کا ان سے کوئی براہ راست تعلق نہیں رہا ہے۔ ادھر الیاس صاحب اور ان کے اہل خانہ بھی

سب ٹھیک ہیں۔ مٹھل شاہ موجود ہیں اگر آپ چاہیں تو بات کرادوں۔"

"ہاں بالکل۔" میں نے مٹھل شاہ سے بات کی۔

وہ اتفاق جو راستے میں اس وقت پیش آیا تھا مجھے جب پولیس نے گھیرلیا۔ ایک دن ایک ایسا درخت بن جائے گا جس کی شاخیں ناقابل یقین وسعتوں میں پھیل جائیں گی۔ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ میرا دائرہ تو بہت محدود تھا دانش یا پھر مجھے تو تمہیں فیصل ہی کہنا چاہیے لیکن تم نے اسے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا یہ میرے تصور میں بھی نہ تھا۔"

"اصل میں خلوص اور نیک نیتی انسانی مشکلات کا خاتمہ کرکے وہ راستے پیدا کرتی ہیں جن سے یہ سب کچھ ہوتا ہے اصل کام زمین کی آبیاری کرکے اس میں محبت کا پودا لگانے والے کا ہوتا ہے۔ باقی قدرت کے عوامل ہوتے ہیں۔"

کافی دیر تک مٹھل شاہ سے باتیں ہوئیں اس کے بعد میں نے کہا کہ کسی وقت رخسار سے بھی رجوع کروں گا اور پھر یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ میں نے شکر گزار نگاہوں سے کوئن کو دیکھا وہ میری ہی سمت دیکھ رہی تھی۔

"یہ ایک حقیر سی کوشش ہے لیکن ایک دن میں تمہیں اسی دیوار پر ڈائمنڈ سٹی کا پورا منظر دکھاؤں گی تم ہر شخص سے براہ راست بات چیت کرسکو گے۔ اس طرح میں وہ سارے فاصلے ختم کردوں گی جو تمہیں دکھی کردیں یا یہ احساس دلائیں کہ تم اپنوں سے بہت دور ہو۔"

"بہت بہت شکریہ۔" میں نے ممنونیت سے گردن جھکا کر کہا پھر ہمارے درمیان کئی نشستیں رہیں کوئین غالباً مجھے آرام کا موقع دے رہی تھی۔ اس نے بہت سی بار مجھ سے ملاقاتیں کی تھیں۔ میں نے خود اس سے سوال کیا کہ اب کوئی ایسی ذمے داری میرے سپرد کردی جائے جس سے میں مصروف ہوسکوں تو اس نے کہا کہ ابھی تھوڑا سا انتظار کرنا ہوگا۔

پھر ایک دن آئزک، میں اور کوئن ایک جگہ جمع تھے دنیا کے مختلف امور پر گفتگو ہو رہی تھی۔

"بات اگر یہی ہے کہ ہم ہر مسئلے میں ٹانگ اڑائیں تو میں ایک ایسے اہم مسئلے کی

جانب نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جس پر اگر توجہ دی جائے تو بڑی اہمیت کا حامل ہوگا لیکن اس کے لیے تمہیں ایک کہانی سننا پڑے گی۔" پروفیسر کے ان الفاظ پر کوئن مسکرا دی۔

"زمانہ طالب علمی میں میرا ایک شناسا افریقی نژاد فلنٹ وارلو ہوا کرتا تھا۔ خاموش طبع، سنجیدہ بے انتہا ذہین لوگوں سے بہت کم ملتا جلتا تھا۔ اپنی دنیا میں مست رہنے کا عادی۔ جانے کیسے کیسے جتن کرکے میں اسے اپنا دوست بنا سکا تھا۔ طالب علمی کے دور میں اس نے کسی سے کبھی سخت لہجے میں بات تک نہیں کی تھی حالانکہ تنگ نظر سفید چمڑی والے اسے اپنے مذاق کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یونیورسٹی کی خوبصورت سفید فام لڑکیاں اسے چھیڑتی رہتی تھیں۔ ایک بہت شوخ لیکن بے حد حسین لڑکی سامیا نے تو اس سے باقاعدہ عشق شروع کردیا تھا اور ہر مقام پر اس کے لیے سر دھنتی رہتی تھی۔ منظر عام پر اس سے اظہار عشق کرکے لوگوں کو ہنسنے کا موقع فراہم کرتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ سامیا اسے صرف مذاق کا نشانہ بنائے ہوئے ہے لیکن وہ سب کچھ برداشت کرتا تھا۔ البتہ مجھے اس کی قربت حاصل تھی۔ میں نے بار بار اس کی آنکھوں میں شعلے بھڑکتے دیکھے تھے۔ لیکن اس طرح کہ اس کے ہونٹ سکڑ رہے ہوتے تھے۔ اسی دوران فلنٹ نے اپنا تعلیمی کیریئر ختم کیا اور ملک چھوڑنے سے پہلے اس نے مجھے کہا تھا۔"

"اپنے آپ کو محفوظ رکھنا آئزک کیونکہ آنے والا وقت بہت برا ہوگا۔"

"کس نظریے سے یہ کہہ رہے ہو؟" میں نے سوال کیا اور وہ مسکرانے لگا۔

"بڑی عجیب اور مختصر کہانی ہے میری۔ میں نہیں جانتا کہ میرے والدین کا تعلق افریقہ کے کون سے خطے سے ہے لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ سفید چمڑی والے جب غلاموں کی تجارت کرتے تھے تو شاید میرے دادا کو افریقہ کے ہی کسی خطے سے پکڑا گیا اور اس کے بعد انہیں غلامی کی زندگی بسر کرنی پڑی پھر میرا باپ بھی سفید چمڑی والوں کا غلام رہا اور شاید کسی ایسی شکل میں اس غلامی سے آزاد ہوا جب وہ سفید فام خاندان قائم نہ رہ سکا اور مرکھپ گیا۔ میرے باپ کو تھوڑی سی بہتر زندگی ملی تو اس نے مجھے مختلف انداز میں پروان چڑھانے کی ہمت کر ڈالی جس کے نتیجے میں مجھے یہ تھوڑی بہت تعلیم حاصل ہوئی۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا غلام افریقہ ہمیشہ ہی غلام رہے گا؟ کیا یہ سفید چمڑی والے اسی طرح اسے اپنے مذاق اور اپنے ستم کا نشانہ بناتے رہیں گے؟ خدوخال

رنگ تو علاقائی مناسبت سے ہوتے ہیں۔ کیا ان رنگوں سے نفرت مناسب ہے؟ انہوں نے اس کی بنیاد ڈال دی ہے اور ان سے میں جو کچھ لے کر جا رہا ہوں اب اس کی واپسی شروع ہو جائے گی۔ دھوپ سے جھلستے ہوئے صحرائے اعظم میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوں گی کہ پھر یہ لوگ پسماندہ نہیں رہ سکیں گے۔ اپنے ڈائری کے کسی صفحے پر یہ نوٹ کر لینا آئزک کہ ماحول بدلے گا اور یقیناً" اس میں تبدیلیاں ہوں گی پھر ہم دنیا کو لیڈ کریں گے اور ان لوگوں کو زیر زمین پہنچا دیں گے جو رنگ و نسل کی بنیاد پر افریقیوں سے نفرت کرتے ہیں۔"

میں نے اس کے لہجے میں ایک عجیب سی غرغراہٹ پائی تھی۔ ایک ایسا انوکھا خوف محسوس ہوا تھا مجھے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ وہ بہت خوفناک گفتگو کر رہا تھا پھر وہ رخصت ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں کا باشندہ تھا اور کہاں چلا گیا؟ میں اپنی کاوشوں میں مصروف ہو گیا۔ ایک بار مجھے اس کا دعوت نامہ بھی موصول ہوا۔ اس نے مجھے بوٹسوانا طلب کیا تھا۔ اس وقت میری بچی صرف تین سال کی تھی۔ وہ مجھے یاد آیا تو میں نے اس سے ملنے کی فوراً" تیاریاں شروع کر دیں۔ اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ میں بوٹسوانا چل دیا۔ بوٹسوانا کے دارالحکومت گیبرون میں اس نے میرا استقبال کیا۔ بڑی شاندار شخصیت کا مالک بن چکا تھا وہ۔ بوٹسوانا جنوب وسطی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال مشرق میں زامبیا اور زمبابوے' جنوب میں جنوبی افریقہ اور لیبیا وغیرہ ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ صحرائے کالا ہاری کا ہے۔ بہرحال میں اس کے بارے میں اس وقت کچھ بھی نہیں جانتا تھا وہ مجھ سے اسی بے تکلفی سے ملا جس طرح میری اور اس کی ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں لیکن جب میں نے اس کی رہائش گاہ کی جانب سفر کیا تو میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے اپنے آپ کو بہت تبدیل کر لیا تھا۔ ہم بوٹسوانا کے شہر گیبرون سے آگے کے لیے عازم سفر ہوئے اور عجیب و غریب راستے طے کرتے ہوئے ایک ایسے جنگل میں داخل ہو گئے جس کے بارے میں شاید میں کیا کوئی بھی نہ بتا سکے کہ افریقہ کا کون سا علاقہ ہے؟ خاصا مشکل سفر تھا۔ اس نے یہ طویل سفر ہمارے ساتھ ہی طے کیا۔ پھر وہ ہمیں پتھروں سے بنے ہوئے ایک ایسے عجیب و غریب قلعے میں لے گیا جس کے بارے میں تفصیل سے کچھ بھی نہیں بتایا جا سکتا۔ پہاڑوں کے ایک انتہائی مشکل اور وسیع سلسلے کو اس

طرح ایک قلعے کی شکل میں تبدیل کیا گیا تھا کہ خوب صورت رہائش گاہیں بھی اور عظیم الشان لیبارٹریز بھی۔ سینکڑوں افراد اس کے پاس موجود تھے جو اس کی لیبارٹریز میں کام کرتے تھے۔ میں نے یہاں بے شمار سفید فام لڑکیوں کو دیکھا جو بہت ہی معمولی سے امور سرانجام دیتی تھیں اور نہایت بے کسی کے عالم میں تھیں۔ میں نے وہاں سامیا کو بھی دیکھا۔ وہ لڑکی جو بے پناہ حسین تھی اور جو ہمیشہ اسے اپنے مذاق کا نشانہ بنائے رکھتی تھی۔ وہ ایک معمولی سی خادمہ کی حیثیت سے وہاں اپنے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔

"آئزک بہت جلد تم وہ حالات دیکھو گے جب افریقہ دنیا کے نقشے پر نمایاں تبدیلیوں کا حامل بنے گا اور وہ ممالک جو اپنے آپ کو دنیا کی تقدیر کا مالک سمجھتے ہیں پسماندگی کی آغوش میں چلے جائیں گے۔ میں نے دن رات کی محنت کے بعد وہ ماحول تیار کر لیا ہے۔ ذرا غور کرو میرے دوست ان ممالک میں جہاں کے لوگ سردی' ٹھنڈک اور برفباری میں زندگی گزارنے کے عادی ہیں۔ اگر سورج کی جھلسا دینے والی شعاعیں اور ناقابل برداشت گرمی بسیرا کر لے تو وہاں کے رہنے والوں کا کیا حال ہو گا؟ صحرائے اعظم کی جھلستی دھوپ' دبیز بادلوں میں چھپ جائے اور یہاں کا موسم ایسی تبدیلیاں اختیار کرے کہ ہر درخت برف سے ڈھکا ہوا نظر آئے تو کیسا رہے گا؟ موسموں کی تبدیلیاں میں اپنے قبضے میں کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور یہاں اس نظریے پر کام کر رہا ہوں میں۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں جب تم دنیا کے موسموں میں عجیب و غریب تبدیلیاں دیکھو گے۔ میرے دوست تم واحد شخص ہو جس نے مجھ سے ہمیشہ اچھا سلوک کیا اور میرا مذاق نہیں اڑایا۔ جن لوگوں نے ایسا کیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہیں۔"

"میں آپ کو ایک اہم واقعہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ روس میں چرنوبل کا حادثہ ہوا بظاہر ایک ایٹمی پلانٹ تباہ ہو گیا تھا اور اس کی تابکاری نے بے شمار علاقوں کو متاثر کیا تھا۔ تابکاری کے اثرات یوں رونما ہوئے کہ سرد جگہیں گرم ہو گئیں اور گرم جگہوں پر اتنی شدید سردی ہو گئی کہ لوگوں کو حیران کن طریقے سے سردی سے بچاؤ کے انتظامات کرنے پڑے۔ آج تک دنیا کے علم میں اس واقعہ کی تفصیلات نہیں آ سکیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی حادثہ نہیں بلکہ ایک نامعلوم تجربہ تھا جو چرنوبل میں کیا گیا۔ کس نے کیا کوئی نہیں جانتا لیکن میں لارڈ فلنٹ وارلو کو نظر انداز نہیں کر سکا جس نے مجھے اپنی

منصوبہ بندیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا تھا کہ اپنی مکمل کامیابی کے بعد وہ تجرباتی دور میں داخل ہو جائے گا۔ افریقہ کی معدنی دولت اب غیروں کے قبضے میں نہیں جائے گی جسے دیکھو منہ اٹھائے خزانوں کی تلاش میں صحرائے اعظم میں چلا آتا ہے۔ میں وہ وقت لاؤں گا کہ غلام افریقہ آزادی اور خوشحالی کی آغوش میں سانس لے' کیا سمجھے۔"

اس نے مجھ سے یہ الفاظ کہے تھے۔ آہ کاش وقت مجھے اجازت دیتا کہ میں اس پر مزید کام کر سکتا لیکن میں نے پھر بھی اپنے طور پر کچھ معلومات حاصل کیں اور ان کے تحت ایک تحقیقاتی پروگرام شروع کیا جاسکتا ہے۔ میں اس کے نقطہ نگاہ کو اچھی طرح سمجھ چکا ہوں۔ بہت جلد دنیا کو ایک ہولناک تباہی سے دو چار ہونا پڑے گا میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کے رہنے والوں کو آسائش نصیب نہ ہو۔ اس زمین کا ہر شخص اپنے حقوق رکھتا ہے لیکن ایک انتقامی ذہن جب بر سر عمل آئے گا تو بے پناہ تباہ کاری پھیلے گی۔ میں نے اس کی آنکھوں سے سلگتی ہوئی آگ کی کتاب پڑھی ہے اور اس آگ کو بجھانا میرے خیال میں بے حد ضروری ہے اصل میں بلیک چینل کو میں نے خدائی فوجدار پایا تو یہ کہانی مجھے یاد آگئی۔"

کوئن اور میں شدید حیرانی کے عالم میں یہ ساری تفصیل سن رہے تھے اور میں نے کوئن کے چہرے پر دلچسپی کے آثار پائے تھے کہ مجھے بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ آئزک کی باتوں میں شدید دلچسپی لے رہی ہے۔ مجھے اندازہ ہوچکا تھا کہ یہ اس کے مطلب کے معاملات ہیں اور وہ ان میں دلچسپی لیے بغیر نہیں رہے گی۔

"آپ نے اس سلسلے میں جو فائل اور مائکرو فلمیں ترتیب دی ہیں۔ پروفیسران میں آپ نے کیا کیا ہے؟"

"انتہائی مشکل حالات کے باوجود تھوڑا بہت کام کیا۔ سب کچھ میں نے اپنی یادداشتوں کے سہارے ہی ترتیب دیا ہے حالانکہ اب ممکن ہے وہاں اور بھی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہوں لیکن اس وقت بھی جو کچھ تھا وہ بہت کچھ تھا۔ مثلاً" یہ کہ اس قدرتی قلعے تک پہنچنے کے لیے جسے دیکھ کر انسان پر ایک ہیبت طاری ہوتی ہے۔ راستوں کی کیا مشکلات پیش آئیں گی؟ "اگر وہاں کوئی باقاعدہ فوج اتاری جائے تو اس کے کیا امکانات ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میرے ان کاغذات میں اس کی تفصیل موجود ہے۔"

"ویسے ذاتی طور پر اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ وہاں دنیا کا کوئی بڑا ملک لشکر کشی کرے اور اس قدرتی قلعے کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کرے تو اس میں اسے کہاں تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے؟"

"اس وقت تک جو کچھ اس نے ترتیب دے لیا تھا اس کے تحت میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں تک رسائی ناممکن ہے اور زمین یا فضائی ذرائع سے وہاں پہنچنا بے مشکل ہے۔"

"تو آپ کے خیال میں وہاں زیادہ لوگوں کو نہیں بھیجا جاسکتا؟"

"ہرگز نہیں' صرف ایک یا دو افراد ہی کسی طریقہ سے وہاں تک جانے کی کوشش کریں گے اور پھر یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اپنا کام کرتے ہیں۔"

کوئن میکوویا نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی اور پروفیسر آئزک سے بولی۔ "ویسے پروفیسر یہ کہانی بے حد دلچسپ ہے میں اس میں پوری پوری دلچسپی رکھتی ہوں۔ اس شخص کو اپنے خطرناک ارادوں میں ناکامی ہونی چاہیے۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ کرنا ہوگا۔"

"اصل میں بلیک چینل کے بارے میں جو کچھ تم نے مجھے بتایا اور میں نے یہاں دیکھا ہے وہ بے حد عظیم ہے۔ میں سچے دل کے ساتھ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تمہارے مقاصد انسانیت کے لیے عظیم ہیں۔ میں اپنی تمام تر کاوشیں یہاں تمہارے سپرد کرنے کو تیار ہوں لیکن اس جذبے کے تحت کام کرنا چاہیے جس میں صرف کسی ایک کی بھلائی پوشیدہ نہ ہو بہرحال مجھے بتاؤ اگر اس سلسلے میں تم لوگ کام کرنا چاہتے ہو تو میری خدمات کیا ہوں گی؟"

"فی الحال پروفیسر آپ مجھے وہ جگہ بتائیے جہاں آپ کی ان تمام معلومات کا ذخیرہ پوشیدہ ہے۔"

"کاغذ اور قلم مہیا کرو میں وہاں کا نقشہ بنا کر تمہیں دیے دیتا ہوں۔"

کوئن میکوویا کے اشارے پر آئزک کو کاغذ اور بال پوائنٹ فراہم کر دیئے گئے اور وہ کلیسائے نوٹرڈیم کے پہلو میں واقع فرانس کے اس چرچ کے ایک ایسے حصے کی نشاندہی کرنے لگا جہاں اس نے اپنے خفیہ کاغذات کے لیے ایک جگہ مخصوص کر لی تھی۔ کوئن نے اسے مکمل طور پر سمجھا۔

"اب یوں کرتے ہیں کہ پہلے میں ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اس کے بعد دوسری میٹنگ میں ہم آیندہ کے لیے لائحہ عمل طے کریں گے۔" بات ختم ہوگئی۔ بعد میں کوئن نے میرے ساتھ ایک الگ نشست کی۔

"پروفیسر آئزک ایک طویل عرصے تک دنیا سے کٹا رہا ہے اور صرف اپنی زندگی بچانے کے لیے کوشاں رہا کچھ اس طرح مشکلات میں گھر گیا تھا وہ اس لیے اسے یہ بات نہیں معلوم کہ لارڈ فلنٹ وارلو پہلے سے بہت زیادہ قوت حاصل کرکے اپنے مقاصد کی تکمیل کا آغاز کرچکا ہے۔"

میں چونک پڑا۔ میں نے ششدر نگاہوں سے کوئن کو دیکھا اور پھر آہستہ سے کہا۔

"تو کیا آپ کو اس کے بارے میں پہلے سے معلومات حاصل تھیں؟"

"نہیں۔ مگر کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن کا تجزیہ کیا جاتا رہا ہے۔ میں تمہیں انہی کے بارے میں تفصیل سے بتانا چاہتی ہوں۔"

اس نے اس ملاقات سے پہلے وہ انتظامات کر رکھے تھے جن کے بارے میں وہ مجھ سے آج گفتگو کرنے والی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک پروجیکٹر اور اسکرین کے ذریعے مجھے وہ حقائق بتانا شروع کردیے جن میں کچھ پراسرار تفصیل موجود تھی۔

"دنیا کے کئی خطوں میں عجیب و غریب موسمی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ خصوصاً ایک امریکی علاقے میں عجیب و غریب موسمی حادثہ ہوچکا ہے اور جس کی بنا پر ایک پورا قصبہ شدید سردی کی لپیٹ میں آگیا تھا اور طویل عرصے تک وہاں برفباری ہوتی رہی تھی۔ اس کے بعد ٹھنڈی ہواؤں کا سلسلہ یہاں تک کہ اس علاقے کے بے شمار مکین اس حادثے کا شکار ہوگئے اور پھر ہنگامی بنیاد پر وہ علاقہ ہی خالی کرایا گیا۔ بعد میں سائنس داں اس تحقیقات میں مصروف ہوگئے کہ یہ موسمی تبدیلی کس بنیاد پر رونما ہوئی تھی؟ لیکن اس کے بعد اس سلسلے میں دوسری سائنسی رپورٹ موصول نہیں ہوسکی۔ پروفیسر کے اس انکشاف کے بعد میرا شبہ اس سمت جاتا ہے اصل میں، میں آئزک کی ایک ایک بات سے اتفاق کرتی ہوں لیکن ہرچیز کے مختلف پہلو ہوا کرتے ہیں۔ ہم کسی قیمت پر فلنٹ کو ایسی خوفناک کارروائیاں کرنے کا موقع نہیں دے سکتے۔ بے شک وہ ایک عظیم سائنس داں ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس علاقے سے اٹھا ہے جو صدیوں سے پسماندگی کا شکار

رہا ہے لیکن ایک انتقامی مزاج رکھنے والے شخص کو دنیا کی تقدیر سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔"

"ہم اس کے خلاف جو کچھ بھی کریں گے وہ ایک غلط کام ہوگا لیکن مجبوری ہے۔ ہمیں اس کا وہ ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا ہوگا۔ ہر قیمت پر البتہ میں اس میں اپنے مفادات کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ میں ایک اور گیم کھیلوں گی۔ ایک ایسا گیم جس کی تفصیل میں تمہیں ابھی نہیں بتاسکتی چند الفاظ میں اپنا مقصد بیان کر رہی ہو، وہ یہ کہ حکومت امریکہ کچھ ایسے علاقوں پر اپنے اثرات قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو ترقی کی منازل طے کر رہے تھے لیکن کسی بھی شکل میں امریکی مفادات کے خلاف تھے۔ وہ مفادات ایسے نہیں ہیں کہ اگر حکومت امریکہ کو حاصل نہ ہوں تو اسے کوئی نقصان پہنچ جائے۔ ایک منصوبہ ہے اس کا جبکہ وہ ترقی پذیر علاقہ ہر قیمت پر اپنی بقا چاہتا ہے۔ ہم ایک طرف امریکہ کو آمادہ کریں گے کہ وہ وہاں سے اپنا کاروبار سمیٹ لے اور ان لوگوں کو ترقی کرنے کی اجازت دے اس کے جو مفادات مجروح ہو رہے ہیں ان کے لیے وہ کوئی دوسرا بندوبست کرے اور ان لوگوں کا بھی مسئلہ ہے میری مراد اس خطے سے ہے۔ ان سے ہم الگ سودے بازی کرتے ہیں۔ مثلاً" یہ لوگ ایک بہت اہم پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اور ابھی تک انہوں نے اس پروجیکٹ کو دنیا سے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ بے شک وہ انسانیت کی بھلائی کے لیے کوشاں ہیں اور اپنے علاقے کی تکمیل کرنے کے بعد لازمی امر ہے کہ ان کی ان کاوشوں سے دنیا کے دوسرے حصوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم ان سے کہیں گے کہ ہمیں اس پروجیکٹ کا فارمولا دے۔ ہم بھی اسے دنیا کے دوسرے حصوں پر آزمائیں گے بلکہ تم اپنے وطن کی سرزمین کے لیے جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس علاقے کا وہ پروجیکٹ وہاں کے لیے بھی کارآمد ہے جس طرح تم نے اپنے ملک میں بجلی کی قلت دور کرنے کے لیے کام کیا اور میرے لیے مسرت کی بات ہے کہ ڈائمنڈ سٹی میں موجود ذہین افراد اس جیسے دوسرے پروجیکٹ کو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح تم یہ سمجھ لو کہ اس علاقے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ منصوبہ تمہارے وطن کے لیے بھی کارآمد ہے جانتے ہو وہ کیا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے بے صبری سے پوچھا۔

"جو زمینیں سیم اور تھور سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ انہیں دوبارہ قابل استعمال بنانا اور

وہ بھی اس طرح کہ وہ بالکل کنواری زمینیں کہلائیں۔ ان لوگوں نے کوئی ایسا طریقہ دریافت کیا ہے کہ سیم و تھور زدہ زمینوں کو ڈرل کر کے وہ ان سے نمک اور پانی کھینچ لیتے ہیں اور ان زمینوں کو اتنا خشک کر دیتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھوس ہو جاتی ہیں اس کے بعد باقاعدگی سے ان زمینوں کی تیاری کی جائے تو پھر وہ سونے کی کانیں بن جاتی ہیں۔ ان میں اچھی قسم کی زراعت کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا تجربہ تھا جسے کر کے دکھایا گیا تھا لیکن بلیک چینل میں وہ تجربہ رجسٹرڈ ہو گیا۔ وہ لوگ ابھی کسی کو بھی اپنے ان معاملات کے بارے میں بتانے کو تیار نہیں ہیں اور ان کی تمام تر ترقی رک گئی ہے۔"

"صرف اس مدافعت کی وجہ سمجھ رہے ہو نا میرا مقصد میں یہ ڈبل گیم کھیلنا چاہتی ہوں اور میں نے اس کے لیے یہ گراؤنڈ تیار کیا ہے۔"

میں چکرائی ہوئی نگاہوں سے کوئن کو دیکھنے لگا۔ کیا یہ انسان ہی ہے کتنی عجیب و غریب سوچیں ہیں اس کی اور کتنے گہرے انداز میں سوچتی ہے۔

"بہرحال میں تم سے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں محسوس کرتی کہ میں کم از کم آئزک کے ان الفاظ سے اتفاق کرتی ہوں کہ وہاں کوئی باقاعدہ مشن نہیں بھیجا جا سکتا بلکہ کسی ایسی شخصیت ہی کو وہاں جانے کے لیے مخصوص کیا جا سکتا ہے جس پر ہر لحاظ سے بھروسا کیا جا سکے اور میری نگاہ میں تم سے زیادہ قابل بھروسا اور کوئی نہیں ہے۔"

"کیا میں تنہا یہ سب کچھ کر سکتا ہوں؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ ہم پہلے ہی یہ تعین کر چکے ہیں کہ وہاں کوئی باقاعدہ مشن نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس لیے بلیک آرمی وہاں بے اثر رہے گی۔ جب کھلونے تمہارے سامنے آجائیں گے تو تم سب کچھ سمجھو گے میں چاہتی ہوں کہ تھوڑی سی مشق کر کے اپنے آپ کو جسمانی طور پر فٹ کر لو حالانکہ مجھے تم ہمیشہ ہی فٹ نظر آتے ہو۔"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ کوئن میکوویا چند لمحات مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"آج تمہاری ذاتی زندگی کے بارے میں گفتگو کر کے تمہیں اور زیادہ قریب سے جاننا چاہتی ہوں اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو؟"

"نہیں میڈم آپ نے مجھے خود سے اتنا قریب کر لیا ہے کہ اجنبیت کی دیوار کوئی نہیں ہے۔ تب آپ کو اپنی زندگی کے بارے میں مختصراً بتا دوں۔" میں نے اپنے اوپر

گزرنے والے تمام حالات و واقعات میڈم کو بیان کر دیے۔

"میڈم بچپن ہی سے میں ماں باپ سے محروم ہوں کچھ لوگوں نے مجھ سے میری شناخت چھین لی ہے۔"

"مجھے بتاؤ کون لوگ ہیں وہ؟"

"نہیں میڈم پلیز میرا اور ان کا یہی ایک رشتہ ہے اور میں یہ رشتہ ترک کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ میں اس وقت کا منتظر ہوں جب حالات کھل کر میرے سامنے آئیں گے اور اگر ایسا کبھی نہ ہوا میڈم تو میں اپنے آپ کو زندگی کی آخری سانس تک انہی تمام معاملات میں مصروف رکھوں گا لیکن نجانے کیوں میرا دل کہتا ہے کہ آخر کار ایک نہ ایک دن مجھے میری منزل مل جائے گی۔"

کوئن کچھ دیر تک سوچ میں ڈوبی رہی۔

"میں تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف کسی بات کے لیے مجبور نہیں کر سکتی دانش منصور لیکن اگر کبھی محسوس کرو کہ دل پر بوجھ بڑھ گیا ہے تو مجھے اپنا رازدار بنا لینا انسانی فطرت کے کسی بھی پہلو سے میں انحراف نہیں کرتی کیونکہ اس کے بعد انسان انسان نہیں روبوٹ بن جاتا ہے۔ البتہ تمہیں سمجھانے کے لیے کچھ الفاظ ضرور کہوں گی منزل کا تعین دنیا کا سب سے مشکل کام ہے کسی بھی چیز کو منزل بنا لینے کا مقصد یہ ہے کہ آگے کا سفر ختم ہو گیا جبکہ دانش سفر زندگی کی آخری سانس تک ختم نہیں ہونا چاہیے۔ ایک 'لگن' ایک 'جذبہ' ایک احساس ہی تو زندگی کا ضامن ہوتا ہے اور اگر یہ سب کچھ ختم ہو جائے تو دنیا میں سب سے زیادہ نفرت انگیز عمل زندہ رہنا ہے۔"

"آپ اپنے ذہن کو بالکل متاثر نہ کریں میڈم۔ یہ تو میری زندگی کا سب سے اہم اور مشکل مشغلہ ہے جس میں کبھی کبھی الجھنے کے بعد ماحول میں ایک خوبصورت تبدیلی آجاتی ہے۔"

گفتگو ختم ہو گئی۔ اب کچھ ذمے داریاں کوئن کی تھیں۔ میں مطمئن تھا اور اطمینان کے یہ لمحات کوئن کی ہدایت کے مطابق جسمانی طور پر اپنے آپ کو فٹ کرنے میں صرف کیے جا سکتے تھے۔ یہاں میرے لیے کھلے راستے تھے۔ بہت سے افراد جو مجھے جسمانی تربیت دینے پر آمادہ تھے اور بلاشبہ وہ ماہر فن تھے۔ میں ان سے استفادہ کرنے لگا۔ پروفیسر اپنے

کاموں میں مصروف ہوگیا۔

غرضیکہ وقت گزرتا رہا۔ شاید کوئن کا کام مکمل ہوگیا۔ اس دوران اس سے ملاقاتیں رہیں۔ کئی بار اس نے میری جسمانی مشق دیکھی اور اس کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات نمودار ہو گئے۔ اس نے کھلے دل سے میری چستی اور مستعدی کی تعریفیں کی تھیں لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے میں خاص طور سے محسوس کرتا۔ اس شام اس نے مجھے اور پروفیسر کو چائے پر اپنے ساتھ شریک کیا تھا۔

"پروفیسر آپ کی امانت میرے پاس پہنچ گئی ہے۔ چائے پینے کے بعد ہم یہاں سے اٹھیں گے اور آپ اس معاملے کو آگے بڑھائیں گے۔ میں جانتی ہوں کہ آپ بے حد مصروف آدمی ہیں۔ آپ ہمیں صرف وہ ابتدائی اشارے دے دیجئے جو آپ کے لیے ممکن ہیں۔ اس دوران میں بوٹسوانا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں اپنا کام کراتی رہی ہوں۔ مجھے بھی کچھ تفصیلات موصول ہو چکی ہیں۔ باقی روشنی میں آپ سے چاہتی ہوں۔"

کوئن نے ایک ریک کی دراز سے ایک پیکٹ نکالا جو سیل بند تھا اور اسے پروفیسر کے سامنے رکھ دیا۔

"آپ کی امانت' میں نے اسے آپ کی اجازت کے بغیر کھول کر نہیں دیکھا۔"

پروفیسر نے تحسین آمیز انداز میں گردن ہلائی پھر اپنے ہاتھوں سے وہ اس پیکٹ کو کھولنے لگا۔ فائل' مائکرو فلموں کے باکس اور کچھ کاغذات' اس میں وہ تمام تفصیلات درج تھیں جو فلنٹ کے بارے میں تھیں۔ اس نے ایک ایک تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر چھوٹے کاغذات پر اپنی یادداشتیں کوئن میکوویا کو اور مجھے دکھائیں جو اس نے اس پراسرار قلعے کے بارے میں لکھی تھیں۔ پھر مائکرو فلموں کو دیکھنے کے لیے انتظام کرنے کو کہا اور کوئن نے ایک انتہائی جدید ساخت کا پروجیکٹر جس کی اسکرین اس کے ساتھ ہی تھی۔ نکال کر پروفیسر کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے مائیکرو اسپول پروجیکٹر پر چڑھائے اور اس کے بعد لکیروں کا سفر شروع ہوگیا۔

"اس وقت میرے پاس اپنی یادداشت کے مطابق ایک راستے کے یہ نقشے موجود ہیں جن سے گزر کر مجھے اس پراسرار قلعے میں لے جایا گیا تھا۔ یہ راستے حشرات الارض

سے بھرے پڑے ہیں۔ یہاں درندے نہیں دیکھے جاسکے اور بظاہر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس علاقے کو یا تو درندوں سے پاک کر دیا گیا ہے یا پھر ان حشرات الارض کی وجہ سے درندے ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔ چنانچہ ان راستوں پر سفر کرنے کے لیے خصوصاً حشرات الارض سے بچاؤ کے لیے انتظامات کرنے ہوتے ہیں جہاں تک ان راستوں پر سفر کرنے کے بارے میں غور کیا گیا ہے گیبرون سے کسی ایسی سمت سفر کیا جاتا ہے جہاں راستے میں کوئی دریا بھی پڑتا ہے اور ان جنگلوں میں داخل ہونے کے لیے دریا عبور کرنا ہوتا ہے پھر یہ دریا دور تک ساتھ چلتا ہے میں بالکل صحیح رہنمائی نہیں کرسکتا لیکن یہ لکیریں ان راستوں کی بہتر نشاندہی کر سکتی ہیں اور ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔" پروفیسر اپنی کاوشوں کے بارے میں انکشافات کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

"گیبرون سے شمال مشرقی سمت سفر کیا جائے تو یہ سفر ایسے جنگلات پر ختم ہوتا ہے جہاں دریائے سرخ ملتا ہے۔ دریائے سرخ کے ساتھ ساتھ اگر ہم سفر کریں تو اس علاقے تک پہنچ جاتے ہیں جو پراسرار پہاڑی علاقہ کہلاتا ہے اور اس سمت سیاحت نہیں ہوتی ہاں اطراف میں کبھی کبھی کچھ محقق نظر آجاتے ہیں یا پھر دور دراز سے آئی ہوئی کوئی ایسی فلم بنانے والی پارٹی جو یہاں آکر ڈاکو منٹری فلم بناتی ہے لیکن بوٹسوانا کی حکومت کے تعاون کے ساتھ کافی فاصلہ طے کرکے جو آخری دریائی بستی ملتی ہے وہ لونگ کیرو کہلاتی ہے لونگ کیرو کے بعد دریائی راستے غیر آباد راستوں کی طرف نکل جاتے ہیں اور یہی راستے غالباً ان پہاڑی علاقوں کی جانب نکل جاتے ہیں جن میں سے کسی میں وہ قلعہ بنالیا گیا ہے۔"

پروفیسر متحیرانہ نگاہوں سے کوئن کو دیکھنے لگا۔

"یقیناً لونگ کیرو وہاں سے قریب ترین بستی ہے میرے کانوں میں ایک بار یہ نام پڑچکا ہے۔ تم نے بالکل درست کہا کوئن کیا تم ان علاقوں کی شناسا ہو؟"

"نہیں اس دوران میری جغرافیائی کاوشیں بھی جاری رہی ہیں اور کچھ اور بھی کارروائیاں کی ہیں۔"

"میرا خیال ہے یہ صورت حال مکمل ہے اور اس سے زیادہ میرے لیے نشاندہی ممکن نہیں تھی۔"

"کیا تم اس تفصیل سے مطمئن ہو دانش؟"

"جی میڈم۔ میرا خیال ہے یہ تفصیل کافی ہے۔"

"تو پھر پروفیسر ہم اس سلسلے میں کاوشوں کا آغاز کرتے ہیں۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس قلعے کی تباہی کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کر سکتے ہیں۔"

"اس کے لیے ہماری ون مین آرمی کام کرے گی۔" کوئن میکوویا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ون مین آرمی؟" پروفیسر آئزک ایک لمحے کے لیے چونکا اور پھر میری جانب دیکھ کر مدھم سے انداز میں مسکرایا۔

کوئن میکوویا کے فیصلے کے مطابق مجھے ایک لائحہ عمل دے دیا گیا جس کے ذریعے مجھی بوٹسوانا پہنچنا تھا۔ گیبرون سے اپنے راستے منتخب کرنے تھے وہاں سے مجھے دریائی سفر اختیار کر کے لونگ کیرو پہنچنا تھا اور لونگ کیرو پہنچنے کے بعد ایک مطلق العنان مہم کا آغاز کر دینا تھا جس کے بارے میں سات دن تک مجھے بریف کیا گیا ساتویں دن مجھے ان حیرت انگیز عجوبوں سے روشناس کرایا گیا جو میرے اس سفر کے لیے میرے لیے بے جان ساتھی تھے لیکن جانداروں سے زیادہ طاقتور بنایا گیا تھا انہیں مثلاً مجھے کوئی ڈیڑھ انچ کے مستطیل سائز میں بنائی ہوئی ایک چھوٹی سی بدرنگ پلیٹ دی گئی جسے نہایت احتیاط کے ساتھ مجھے اپنے پاس رکھنا تھا اس پلیٹ کے کارنامے دیکھ کر میں ششدر رہ گیا تھا۔

"یہ ملٹی پرپز مائکرو پلیٹ ہے ہم تمہارے ساتھ ایسے ایلیمنٹ نہیں کر سکتے جو کہیں کسی جگہ نمایاں ہو جائیں لیکن تم اپنی ایک اہم نشانی کے طور پر اس پلیٹ کو اپنی گردن میں ڈال سکتے ہو البتہ فضا میں تمہارے مشینی محافظ موجود ہوں گے۔ مثلاً اس کا یہ سفید حصہ دیکھو جس پر ایک مذہبی لفظ کندہ ہے یہ اس کا ریموٹ سسٹم ہے فضا میں ننھے ننھے کیڑے تمہارے ساتھ پرواز کریں گے جنہیں ایک مخصوص جگہ جا کر تمہیں بر سر عمل لانا ہے مکھی کے سائز کے یہ پانچ مشینی پرندے تمہیں تمہارے اطراف سے پوری طرح باخبر رکھیں گے اصل میں یہ جدید ساخت کے طاقتور کیمرے ہیں جو اس مائکرو پلیٹ سے منسلک ہیں۔ ایسے مائکرو الیکٹرونکس خلا میں قائم لیبارٹریز کے لیے بنائے گئے ہیں اسکائی لیبس ان سے استفادہ کرتی ہیں لیکن یہ ان کا نیا طریقہ ہے یہ ننھے قدرتی پرندے اس سفید

حصے کو دبانے سے اس پلیٹ پر تمہیں مائکرو تصویریں بھیجنا شروع کر دیں گے جن کے ذریعے تم اپنے اطراف سے باخبر رہو گے اس کے بعد اس مائکرو پلیٹ کے گولڈن پوائنٹ پر آجاؤ یہ گولڈن پوائنٹ ان فضائی ہتھیاروں کا ریموٹ کنٹرول ہے جو فضا میں تمہارے ساتھ ساتھ سفر کریں گے اور تم ان کا طریقہ دیکھو گے۔ میں تمہیں اس کی پوری تفصیل بتائے دیتی ہوں۔ اصل میں ان کا رابطہ مائکروویو سسٹم پر اس ملٹی پرپز مائکرو کنٹرول سسٹم سے ہے جو اس پلیٹ میں سمو دیا گیا ہے تم نے ننھے ننھے کیلکولیٹر دیکھے ہوں گے جو سورج کی توانائی سے چارج ہوتے ہیں۔ یہ بھی اسی سسٹم پر بنایا گیا ایک مائکرو ایلیمنٹ ہے۔ اسے تم چاند کی روشنی سے بھی چارج کر سکتے ہو۔ سورج کی روشنی سے بھی اور اگر یہ دونوں میسر نہ ہوں تو صرف سانسوں کی حرارت سے تم اسے ایک طاقتور زندگی بخش سکتے ہو اور میں جن ہتھیاروں کا ذکر کر رہی ہوں وہ انتہائی تباہ کن ہتھیار ہیں اور بھاری مقدار میں تمہیں دے دیے جائیں گے کسی بھی کھلی جگہ پہنچنے کے بعد انہیں فضا میں منتشر کرو۔ اس کا طریقہ کار میں تمہیں بتائے دیتی ہوں مائکرو پلیٹ پر یہ سفید پوائنٹ ہے جو گولڈن پوائنٹ سے نیچے ہے اس سفید پوائنٹ سے ان ہتھیاروں کی کشش ختم ہو جاتی ہے اور یہ خلا میں تقریباً پینتالیس فٹ بلندی اختیار کر لیتے ہیں اگر تم کسی پہاڑی کی چوٹی پر چڑھتے ہو تو وہاں سے بھی ان کا فاصلہ تم سے پینتالیس فٹ ہو گا اگر کسی بند جگہ پہنچ جاتے ہو تو یہ بائیس فٹ کی بلندی پر آجائیں گے لیکن انہیں استعمال کرنے کے لیے ایسی کھلی فضا ہونا ضروری ہے جہاں انہیں اس ریموٹ کنٹرول کے ذریعے نیچے لایا جا سکے اس کے بعد مجھے وہ چھوٹے چھوٹے بم دکھائے گئے جو ننھی ننھی خوبصورت چڑیوں کی شکل میں بنائے گئے تھے۔ یہ چڑیاں کشش ثقل سے آزاد ہو کر فضا میں پرواز کرتی تھیں لیکن ان کی نوکیں بم کے فیوز تھے۔"

ان کے بارے میں جو تفصیل کوئن میکوویا نے مجھے بتائی وہ بڑی حیران کن تھی۔ میں انتہائی دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

مائی ڈیئر میں سمجھتی ہوں کہ اس بار تمہارے یہ بے جان ساتھی بلیک آرمی کی کسر پوری کر دیں گے۔ بس ذرا ان کا طریقہ ذہن نشین کر لو اور تمہیں سب سے زیادہ حفاظت اس کنٹرول پلیٹ کی کرنی ہے۔"

"یہ انوکھی چیز میری زندگی کی سب سے حیران کن چیز ہے۔"

ساری تیاریاں مکمل ہوگئیں اور اس بار کوئن نے پھر مجھے ایک انوکھی مہم سے دو چار کر دیا تھا چنانچہ بوٹسوانا تک کا سفر خاصا غیر دلچسپ گزرا۔ بس میں تھا اور میری تنہائیاں یا پھر میرا وہ مختصر سامان جسے میں کھلے عام یہاں تک لایا تھا۔ کوئن نے صاف کہہ دیا تھا کہ یہ اتنی حفاظت کے ساتھ تیار کیے گئے ہیں کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بوٹسوانا پہنچ کر میں نے اس سارے کھیل کی تفصیل پر نظر ڈالی۔ فلنٹ کہنا چاہتا تھا کہ افریقہ پسماندہ ہے لیکن کئی افریقی شہر میں نے دیکھے تھے اب وہ پسماندگی ان شہروں میں نظر نہیں آتی تھی۔ بوٹسوانا بھی ایک اچھا خاصا ملک نظر آتا تھا یہاں ہر ترقی موجود تھی۔ گیبرون کو ایک خوبصورت شہر کہا جاسکتا تھا۔ انگریزی اور سیتوانہ زبان بولی جاتی تھی۔ طرز حکومت جمہوری تھا اور زیادہ تر عیسائی آبادی تھی۔ کرنسی پولا کہلاتی تھی اور میرے پاس مقامی کرنسی کافی مقدار میں موجود تھی یا پھر عمدہ قسم کے ایسے کیمرے اور کچھ آلات جو جڑی بوٹیوں کی تحقیق میں مدد دیتے ہیں ان کے بارے میں بھی مجھے کافی تفصیلات بتا دی گئی تھیں لیکن یہ تفصیلات کہیں استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی البتہ معلومات کے دوران یہ پتا چلا کہ مشرقی گیبرون سے دریائے سرخ کے راستے مختلف سمتوں کا سفر کیا جاتا ہے۔ دریائے سرخ بوٹسوانا سے جنوبی زمبابوے تک بہتا تھا اور اس کے ذریعے خاصی وسیع تجارت بھی ہوتی تھی جو تانبہ 'نکل' نمک کوئلہ اور چمڑے وغیرہ پر مشتمل ہوتی تھی۔ بہت سے غیر ملکی تاجر بھی یہاں کی معدنیات کی تجارت کرتے تھے اور انہوں نے یہاں بڑی بڑی کانیں خریدی ہوئی تھیں کسی بھی طرح یہ ایک پسماندہ ملک نہیں نظر آتا تھا۔ ریڈ ریور میں خاصی آمد و رفت رہتی تھی لیکن سرحد عبور کرنے کے لیے باقاعدہ سرکاری اجازت نامے ہوتے تھے اور ان کا مکمل نظام قائم تھا۔ مجھے لانگ کیرو کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم ہوگئیں۔ لونگ کیرو بوٹسوانا کا ایک چھوٹا سا دریائی ساحلی شہر تھا اور اس میں پوٹاش اور نکل کی زبردست پیداوار ہوتی تھی۔ مزدور بڑی بڑی کشتیوں کے ذریعے ریڈ ریور میں سفر کیا کرتے تھے ایک سیاح کو ایک بڑی کشتی میں جگہ ملنے میں کسی خاص مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ غیر ملکیوں کی خاصی تعداد یہاں موجود تھی اور وہ اچھے خاصے خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ جس بڑی کشتی میں مجھے ریڈ ریور میں سفر کرنا تھا اس میں تقریباً" بارہ غیر ملکی

افراد موجود تھے جن میں سے تین آئرش تھے۔ باقی نجانے کہاں کہاں کے باشندے' آئرلینڈ کے رہنے والوں میں دو نوجوان مرد اور ایک لڑکی تھی۔ یہ کچھ زیادہ خوش اخلاق معلوم ہوتے تھے کیونکہ انہوں نے زبردستی مجھ سے شناسائی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اپنے آپ کو لیے دیئے رہنا تو کسی طور ممکن نہیں تھا۔ آئرش لڑکی بہت شوخ و شنگ تھی۔ اس نے مجھ سے میرے بارے میں سوالات کیے تو میں نے اسے بتایا کہ میں جڑی بوٹیوں کی تحقیق کرنے والا ایک فرد ہوں اور اس علاقے میں کچھ خاص بوٹیوں کی تلاش میں آیا ہوں۔

"لیکن اس کے لیے تو تمہیں جنگلوں کا سفر کرنا ہوگا۔"

"ہاں۔ لونگ کیرو سے میں زمینی راستہ اختیار کروں گا۔"

"کیا تمہیں اس زمینی راستے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں؟"

"زیادہ نہیں لیکن مجھے جس بوٹی کی تلاش ہے سنا ہے اس علاقے میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ عام لوگوں کے لیے بالکل بے مقصد لیکن میرے لیے نہایت کارآمد کیونکہ اس سے مستقبل میں آنے والی کئی بیماریوں کا علاج دریافت کیا جاسکتا ہے۔"

"ہم تمہاری کامیابی کے لیے دعا کرتے ہیں لیکن دوست ان علاقوں میں بہت دور تک نہ نکل جانا مقامی باشندے ابھی تک آدم خوری کرتے ہیں۔"

مجھے ان الفاظ پر حیرت ہوئی تھی کیونکہ اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی تھی بہرحال اگر ایسا ہے بھی تو پھر اس مسئلے سے بھی نمٹ لیا جائے گا اب تو آگے قدم بڑھا ہی دیا گیا ہے اب اس میں کیا سوچنا سمجھنا بہرحال لونگ کیرو تک ان کا بہترین ساتھ رہا تھا اور وہ اچھے دوست ثابت ہوئے کھانا پینا وغیرہ بھی ان کے ساتھ ہی رہا۔ دریائی سفر لونگ کیرو پر ختم ہوگیا۔ بڑی کشتی کو وہاں سے آگے جانا تھا۔ بڑا نمایاں فرق تھا۔ بائیں سمت لونگ کیرو آباد تھا۔ جبکہ داہنی سمت جنگلوں کا علاقہ تھا۔ درمیان میں دریائی سرحد۔ مجھے لونگ کیرو ہی میں اتارا گیا تھا اور یہاں سے دریا کے دوسرے کنارے پر جانے کے لیے مجھے اپنے طور پر انتظامات کرنے تھے لیکن جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہتا تھا۔ لونگ کیرو میں اپنے قیام کے لیے کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں کچھ وقت قیام کرکے مزید معلومات حاصل کی جاسکیں۔

چونکہ یہاں سیاحوں کی آمد و رفت جاری رہتی تھی اس لیے مجھے حیران نگاہوں سے نہ دیکھا گیا۔ قیام کے لیے بھی ایک سرائے نما جگہ مل گئی لیکن ماحول مخدوش تھا کسی عمل پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ علاقہ اپنی مخصوص نوعیت کا حامل تھا جہاں زندگی کے دوسرے کام ہو رہے تھے۔ وہیں وہ روایتی وحشت خیزیاں بھی نظر آ رہی تھیں جن کا افریقہ سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ان کے درمیان افریقہ کے باشندوں کا روایتی رقص و سرور جس میں وحشت انگیزی اور بھیانک آوازوں کا دور دورہ تھا لیکن میرے لیے یہ حقیقی منظر بہت دلکشی کا حامل تھا۔ آدھی رات کے بعد رقص ختم ہو گیا۔ میں نے بھی ایک جگہ اپنالی۔ سر پھرے سیاحوں کے لیے یہاں انتظامات تھے اور کوئی ایسی روک ٹوک نہیں تھی چنانچہ دوسری صبح جب میں نے دریا پار جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس کے لیے تلاش میں نگاہیں دوڑائیں تو مجھے ایسی چھوٹی چھوٹی کشتیاں نظر آئیں جو دریا پار جانے کے لیے تیار تھیں۔ دس پولا کے عوض ایک بوڑھے افریقی نے مجھے کشتی میں بٹھا کر دریا کے اس طرف اتار دیا۔ ساحل کے آس پاس بہت سے لوگ نظر آ رہے تھے۔ یہ زیادہ تر وہ لوگ تھے جو سیر و سیاحت کی غرض سے آئے تھے لیکن ایک حد کے اندر اندر۔ البتہ اپنے طور پر انہیں آزادی تھی کہ اگر زندگی کھونا چاہتے ہیں تو بخوشی اندرونی علاقوں میں داخل ہو جائیں۔ بوٹسوانا کی حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں نے یہاں پولیس ٹائپ کی چیز دیکھی ہی نہیں تھی ہو سکتا ہے انتظامی امور سنبھالنے والے کچھ افراد یہاں موجود ہوں لیکن وہ کسی کے کام میں مداخلت کرتے ہوئے نظر نہیں آتے تھے۔

میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا جو نقشے مجھے مہیا کیے گئے تھے ان کے مطابق میں نے دوپہر تک کافی سفر طے کر لیا۔ یہاں تک مجھے لوگ ملتے رہے تھے لیکن شام کو چار بجے کے قریب جب میں جنگلوں میں کافی دور تک نکل آیا تو انگریزی زبان میں لکھے ہوئے بڑے بڑے سائن بورڈ نظر آئے۔

"یہاں سے آگے آپ اپنے رسک پر جا سکتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

بڑا دلچسپ سائن بورڈ تھا۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ مجھ جیسے سرپھرے ایسے سائن بورڈ کی پروا نہیں کرتے تھے۔ میں آگے بڑھتا رہا اور اس کے بعد انسان نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ اب دور دور تک کسی انسان کا پتا نہ تھا۔

ہاں اڑتے ہوئے پرندے درختوں پر بسیرا کر رہے تھے ان پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ علاقہ اب گھنے درختوں کی شکل میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ جن کے تنوں کے ساتھ ساتھ چوڑے پتوں والی گھاس اگی ہوئی تھی اور ایسی پگڈنڈیاں نہیں تھیں جن میں آگے سفر کیا جائے۔ گویا اگر کوئی آگے بڑھنا چاہے تو اسی گھاس کے درمیان سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ میں نے پنڈلیوں سے اوپر گھٹنوں تک لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے جن کا اوپری حصہ کسا ہوا تھا اور اس سے اوپر بھی اندر ہی اندر رانوں تک حشرات الارض کی تباہ کاری سے بچنے کے انتظامات تھے۔ گو ہلکی ہلکی گرمی لگ رہی تھی لیکن یہ ساری چیزیں تو برداشت کرنا تھیں۔ باقی بھی جو کچھ تھا اس کے بارے میں مختصراً" آپ لوگوں کو علم ہو ہی چکا ہے۔ ابھی تک میں نے اپنے تحفظ کے لیے کوئی ایسا معقول بندوبست نہیں کیا تھا جس کے بارے میں مجھے ہدایت کر دی گئی تھیں۔

لیکن جب سورج چھپ گیا اور درختوں میں تیزی سے اندھیرا پھیلنے لگا تو میں نے ایک جگہ کھلی فضا پا کر اپنے ان جاسوس پرندوں کو آزاد کر دیا جو مجھے ماحول کی خبر دیتے۔ یہ بھی ایک دلچسپ طریقہ کار تھا۔ اب تک جس وزن کو میں اپنے تھیلے میں چھپا کر لایا تھا اس سے مجھے آزادی حاصل ہو گئی تھی۔ بہر طور اچھا خاصا وزن تھا۔ وہ تمام چیزیں فضا میں منتشر ہو گئیں اور میں اپنی زندگی کے اس سب سے حیرتناک سفر کے بارے میں سوچتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ میں نے مائیکرو پلیٹ پر فضا میں تیرتے ہوئے پرندوں کو دیکھ لیا تھا اور مطمئن تھا کہ کوئن کی یہ جادوگری بہت عمدگی سے اپنی کارکردگی میں مصروف ہے۔ ننھے جاسوس پرندے جو مکھیوں کے برابر تھے اور انتہائی طاقتور کیمرے تھے۔ مائیکرو پلیٹ پر مجھے ننھی ننھی تصویریں بھیج رہے تھے اور رات کی تاریکی ان پر ذرا بھی اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔

رات ہو گئی تھی۔ اب میں سپرمین بھی نہیں تھا کہ سفر کرتا ہی رہتا نہ تھکتا نہ کھانے پینے کی حاجت ہوتی البتہ ایسی جگہ درکار تھی جہاں زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں سے بچ کر وقت گزارا جا سکے۔ ایک درخت کے تنے کو میں نے شفاف پا کر اس پر چڑھ کر میں نے اپنے لیے ایک پناہ گاہ بنائی اور آرام سے وہاں لیٹ گیا۔ صبح جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو چاق و چوبند پایا۔ دوسرے دن پھر سفر کا آغاز کر دیا اور کامیابی سے اپنے راستے پر

آگے بڑھتا رہا۔ دن اور رات میں کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جو کسی طور کسی خاص اہمیت کا حامل ہوتا۔ کچھ دیر بعد حشرات الارض کا سلسلہ شروع ہوگیا جن کی نشاندہی پہلے ہی کر دی گئی تھی۔ افریقہ ایک ایسی سرزمین ہے جہاں ابھی تک قدرت کے بہت سے رازہائے سربستہ چھپے ہوئے ہیں اور ان کی نشاندہی نہیں ہو پائی۔ حشرات الارض میں بھی' میں ایک انفرادیت دیکھ رہا تھا۔ بڑی بڑی دموں والی چھپکلیاں اور ایسے ایسے کیڑے جن کا ہم نے کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا۔ پیروں کے نیچے آجاتے تھے۔ کئی بار انہوں نے میرے پیروں پر حملہ بھی کیا لیکن وہ حملہ ناکام رہا۔ میرے پاس ایسا شعاعی پستول بھی موجود تھا جس سے میں انہیں نشانہ بنا سکتا تھا لیکن کیا فائدہ میں ان کی نسل تو ختم نہیں کر سکتا تھا اور وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا پا رہے تھے اس لیے میں نے ان پر وہ شعاعی پستول استعمال نہیں کیا تھا۔ میرے پاس بڑے تھیلے میں جڑی بوٹیوں کی تحقیقات سے متعلق خاصا مواد بھی موجود تھا اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے آلات بھی جن کے بارے میں مجھے بتا دیا گیا تھا کہ ان کا طریقہ استعمال کیا ہو سکتا ہے تاکہ اگر کسی سے براہ راست واسطہ پڑ جائے اور وقت سے پہلے پڑ جائے تو میں اسے اپنے بارے میں یہ بتا کر مطمئن کر سکوں کہ میں واقعی جڑی بوٹیوں کا محقق ہوں۔ آئرش فیلی نے مجھے آدم خوروں سے خوفزدہ کر دیا تھا حالانکہ یہ بات عقل میں نہیں آتی تھی اگر اس قسم کی مخلوق کا وہاں وجود ہوتا تو کوئن یا پروفیسر اس سے اس طرح لاعلم نہیں ہوتے اور تھوڑا بہت انہیں اس بارے میں معلوم ہوتا۔ پروفیسر نے فلنٹ کی دعوت پر جو سفر کیا تھا اس پر بھی مجھے حیرانی بلکہ بعض اوقات میں اس شک و شبے کا شکار ہو جاتا تھا کہ میں صحیح سمت سفر بھی کر رہا ہوں یا نہیں کیونکہ یہاں ایسا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا جسے موبائل راستہ کہا جا سکے یا جس پر کوئی گاڑی سفر کر سکے لیکن جو نقشے ترتیب دیے گئے تھے وہ اس کے مطابق تھے۔

بہرحال میں نے اپنا سفر جاری رکھا کئی جگہ میری چھٹی حس نے بڑا کام دکھایا مجھے دور سے ہی ناگوار بو کا احساس ہوتا اور کچھ دور سے دھواں اٹھتا دکھائی دے جاتا تھا اور میں ان راستوں سے ہٹ کر تھوڑے فاصلے سے سفر شروع کر دیتا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی بھی ہوتی کہ آج کے دور میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو انسانوں کے گوشت کو خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ایک بار پھر رات ہوئی۔ میرے اندازے کے مطابق اب تھوڑے بہت سفر کے بعد مجھے وہ چٹیل پہاڑی راستے نظر آنے چاہییں تھے جن کے بعد وہ قدرتی قلعہ میری نگاہوں کے سامنے ہو۔ اب تک درختوں ہی میں گھرا رہا تھا اور کوئی خاص اندازہ نہیں لگا سکا تھا لیکن دوسرے دن صبح جب میں نے اپنے سفر کا آغاز کیا تو تھوڑے ہی فاصلے پر جا کر درختوں کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور مجھے چٹیل میدانی راستے نظر آنے لگے۔ میرا دل خوشی سے اچھل پڑا تھا۔ میں نے فوراً ہی ایک جگہ منتخب کی اور اس کے بعد میں کوئن میکوویا کے فراہم کیے ہوئے آلات سے فائدہ اٹھانے لگا۔ میں نے مائیکرو پلیٹ پر مناظر دیکھنے کی کوشش کی اور مجھے سنگی ٹیلے نظر آنے لگے۔ بڑا پراسرار علاقہ تھا اور اس کی نوعیت بڑی عجیب و غریب تھی۔ بہت بلندی سے ان پرندوں نے مجھے مدھم مدھم تصویریں فراہم کرنا شروع کر دی تھیں جس کے ختم ہونے کے بعد ڈھلوان شروع ہوگئی تھی اور اس ڈھلوان پر چھوٹے چھوٹے پتھروں کی بہتات تھی لیکن اس کے اختتام پر وہ سنگی قلعہ نظر آ رہا تھا جو فلنٹ وارنو کا پراسرار ہیڈ کوارٹر تھا۔ خطہ زمین پر ان دشوار گزار راستوں کو عبور کرنا درحقیقت ایک مشکل کام تھا لیکن بہرحال اجتماعی کوششوں سے اور شاندار انتظامی امور کے بعد ان راستوں کو اگر عبور بھی کر لیا جاتا تو وہ شدید خطرہ بہرحال موجود تھا جو اس قلعے میں چھپا ہوا تھا۔ میں بہت چھوٹے سے قطر میں اس قلعے کا جائزہ لیتا رہا اور سب سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ ہمارے جاسوس پرندے بڑے پر اثر انداز میں اس کی مدھم مدھم تصاویر مائیکرو پلیٹ پر منتقل کر رہے تھے۔

یہ قلعہ قدرت کی طلسمی کاوشوں کا شاہکار تھا۔ ایسی ترتیب تھی اس کی کہ انسان کو یقین نہ آئے۔ بہرحال اب میرے اس عمل کا آغاز ہو چکا تھا جس کے لیے میں نے یہاں تک کا سفر کیا تھا چنانچہ اپنے آپ کو پوری طرح مطمئن کرنے کے بعد میں نے آگے قدم بڑھا دیے اور یہ فاصلہ عبور کرنے کے بعد ان ڈھلانوں تک پہنچ گیا۔ جن سے اتر کر میں اس قلعے تک پہنچ سکتا تھا۔ میں تمام تیاریوں کے ساتھ آیا تھا اور مجھے یہ خوف تھا کہ ان ڈھلانوں پر مجھے دیکھ لیا جائے گا لیکن بہرحال یہ فیصلہ تو پہلے ہی کر لیا گیا تھا۔ ڈھلانوں کو عبور کرنے کے بعد چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا آخر کار اس قدرتی قلعے کے نزدیک پہنچ گیا۔ اب یہاں اوپر چڑھنے کے لیے راستوں کی تلاش تھی کیونکہ کوئی باقاعدہ راستہ اوپر جانے کے

لیے نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے اپنے تھیلے سے ایک مضبوط رسی نکالی اور اس کا پھندہ بنا کر ایک ایسی چٹان کی جانب پھینکا جو میرا وزن بہ آسانی سنبھال سکتی تھی۔ چنانچہ وہ پھندہ چٹان میں جا پھنسا اور میں آہستہ آہستہ اس کے ذریعے اوپر چڑھنے لگا۔ چند منٹ کے بعد میں اس چٹان پر پہنچ گیا۔ پھر میں نے دوسری طرف کا جائزہ لیا کسی قدر گہرائی میں مجھے پہلی چیز وہ ہیلی کاپٹر نظر آیا جس کے پاس دو مسلح محافظ کھڑے ہوئے تھے۔ تیسرا محافظ آٹومیٹک رائفل لیے گشت کر رہا تھا۔ ان کے جسموں پر نیلے رنگ کی مخصوص یونیفارم تھی جو ممکن ہے یہاں کے محافظوں کے لیے مخصوص ہو۔ ڈھلتے سورج کی کرنوں نے ماحول کو ایک عجیب سی فضا بخش دی تھی۔ گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا یہ سب کچھ ایک عجیب سی کیفیت کا مظہر تھا۔ ایک طویل اور پر صعوبت سفر طے کرنے کے بعد انسانی بدن جس طرح آرام طلب کر سکتا ہے اس وقت میرے بدن کی مانگ بھی یہی تھی لیکن بعض منزلیں ایسی ہوتی ہیں جہاں سے اصل سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ منزل بھی ایسی ہی تھی۔ میں سخت ترین مشکلات سے گزر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ سخت مشکلات میری منتظر تھیں اور جہاں اپنے جسم کو سکون دینے کے بجائے مجھے اپنی زندگی بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے مشن کی تکمیل کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس لیے میں نے ذہن میں پیدا ہونے والی کوفت کو جھٹکا اور عمل کے لیے تیار ہو گیا۔ مائیکرو پلیٹ پر میں نے آس پاس کے مناظر دیکھے اور ششدر رہ گیا۔ فلنٹ وارلو نے نہ جانے کیسے اس شاندار جگہ کو دریافت کیا تھا۔ ٹھوس پہاڑی ٹیلوں کو اپنے مقاصد کے لیے اس طرح کارآمد بنا لینا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے اس چٹانی علاقے کے جائے وقوع اور اس کی ساخت سے اس طرح فائدہ اٹھایا تھا کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا تھا وہاں اس نے اس زندگی کا ہر وہ مسئلہ حل کر لیا تھا جو ایسے معاملات کے لیے درپیش ہو سکتا ہے جس چٹان کے ذریعے میں اوپر آیا تھا اس کے عقب میں چھپنے کے لیے مناسب جگہ موجود تھی۔ میری نگاہیں اسی محافظ کا جائزہ لے رہی تھیں جو بڑے مستعد انداز میں چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا اس کے نپے تلے قدم مناسب انداز میں اٹھ رہے تھے اور وہ گرد و پیش سے بے خبر نہیں تھا۔ میں چند لمحات اس کا جائزہ لیتا رہا۔ آگے بڑھنے کے لیے ضروری تھا کہ اس سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے اور اس کے لیے میں نے مخصوص طریقہ منتخب کیا۔ میں نے وہ نیلے رنگ کا تار نکال لیا جس کی کاٹ

بے پناہ تھی اور جسے مخصوص انداز میں استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اس کے سرے پر بنے ہوئے دونوں ہک میں نے اپنی انگلیوں پر پہن لیے اور اس کے بعد تیار ہو گیا۔

محافظ ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد آہستہ آہستہ میری ہی جانب بڑھ رہا تھا میں نے اپنا سانس روک لیا اور پنجوں کے بل اس طرح مستعد ہو گیا کہ ایک لمحے میں چھلانگ لگا کر اس تک پہنچ سکوں وہ آہستہ آہستہ میری جانب آ رہا تھا اور میں دم سادھے اسے دیکھ رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ میرے اتنے قریب پہنچ گیا کہ مجھے اس کے سانسوں کی آواز بھی سنائی دینے لگی اب موقع تھا کہ میں اپنا کام کر لوں پھر میں برق کی طرح چٹان کے عقب سے نکلا اور محافظ مجھے دیکھ کر ٹھٹک گیا اس کا منہ حیرت سے کھلا لیکن میں اس کے قریب پہنچ گیا تھا اور میں نے فوراً" ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو جنبش دے کر نیلے رنگ کا خونی تار اس کی گردن کے گرد لپیٹ دیا اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی گردن اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئی۔ بڑا سنگین عمل تھا یہ مجھے اچھل کر پیچھے ہٹ جانا پڑا کیونکہ خون کے فوارے اس طرح بلند ہوئے تھے کہ دور دور تک پھیل رہے تھے۔ مجھے ان کی گرفت سے بچنا تھا البتہ یہاں ذرا سی غلطی ہو گئی کیونکہ اس کا جسم زمین پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا تھا اور تیز آہٹوں نے ان دونوں کو بھی ادھر ادھر متوجہ کر دیا تھا۔ وہ آہٹوں کی سمت کا اندازہ لگانے لگے اور پھر رائفلیں سیدھی کر کے اسی طرف دوڑے۔ میرے لیے چٹان کی جگہ سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں تھی۔ لیکن یہ لمحات بے حد سنگین تھے۔ مجھے برق رفتاری ست فیصلے کرنے تھے۔ حالانکہ میرے پاس کوئی ظاہری ہتھیار نہیں تھا اور اگر میری تلاشی لی جاتی تو کسی کو کچھ نہ ملتا۔ لیکن قلعہ میں داخلہ ہی اصل مسئلہ تھا۔ بہرحال مجھے یہاں تخریبی عمل کرنے کے لیے کوئی اخلاقی تقریر نہیں کرنی تھی۔ اصل مسئلہ تو یہاں داخلے کا تھا پھر بھی میں قبل از وقت اپنی یہاں آمد کے انکشاف سے بچنا چاہتا تھا۔

دونوں محافظ قریب آ گئے۔ پھر ان کے منہ سے بیک وقت آوازیں نکلیں اور وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔ انہوں نے گردن کٹے جسم پر جھکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ رائفلیں سیدھی کر کے پشت سے پشت ملا لی ان کی آنکھیں حلقوں میں تیزی سے گردش کر رہی تھیں۔ ابھی تک انہوں نے کوئی حماقت نہیں کی تھی سوائے اس کے کہ خود ہی کسی کی تلاش میں مصروف ہو گئے تھے۔ اگر ان لمحات میں وہ خود تفتیش کے بجائے دوسروں کو

اطلاع دینے کا کوئی عمل کرتے تو زیادہ بہتر رہتا۔ چند لمحات وہ اسی طرح پشت سے پشت ملائے کھڑے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ الگ ہوگئے۔

اس کے بعد وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ یہاں واحد جگہ وہ کوہان تھا جہاں کسی کے چھپے ہونے کا شبہ تھا۔ اور وہ دونوں مشکوک نگاہوں سے ادھر ہی دیکھ رہا رہے تھے پھر شاید انہیں چٹان میں پھنسی ہوئی رسی بھی نظر آگئی۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا اور دوسرا آہستہ آہستہ اس طرف بڑھنے لگا۔ جبکہ پہلا محافظ چٹان کی طرف رائفل تان کر کھڑا ہوگیا تھا۔

مشکل لمحات آگئے تھے۔ اگر وہ چٹان کے اس طرف آگیا تو مجھے دیکھ لے گا۔ میں اس پر حملہ کرکے قابو پا بھی لیتا ہوں تو دوسرا مجھ پر فائر کے لیے تیار ہوگا۔ میرے بدن کا خون رگوں میں برق رفتاری سے دوڑنے لگا اور کنپٹیاں گرم ہوگئیں۔ ابھی تک اس خوفناک صورتحال سے نمٹنے کے لیے کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ محافظ پھونک پھونک کر ایک ایک قدم اٹھاتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔

===☆☆☆☆===

بڑے سخت لمحات میرے قریب آگئے تھے' چنانچہ جیسے ہی وہ ایک ایسے پوائنٹ پر پہنچا جہاں سے دوسرے لمحے اسے میرے سامنے آجانا تھا۔ میں خود اپنی جگہ سے نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ میرا اندازہ تھا کہ وہ مجھے دیکھ کر ساکت ہو جائے گا لیکن یہاں گڑ بڑ ہوگئی۔ میں اس کے لیے غیر متوقع نہیں تھا بلکہ وہ اس بات کا منتظر تھا کہ کچھ نہ کچھ سامنے آئے گا۔ اسی لیے مجھے دیکھ کر وہ ایک دم سنبھل گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ گن استعمال کرے گا مگر اس نے اس کا استعمال کرنے کے بجائے گردن جھکا کر میرے سینے پر اپنے سر سے حملہ کیا۔ میں جانتا تھا کہ سیاہ فاموں کے سر بہت مضبوط ہوا کرتے ہیں اگر اس کے سر کی ٹکر میرے سینے پر پڑ جاتی تو مجھے تھوڑی دیر کے لیے مفلوج ہو جانا پڑتا۔ میں نے پھرتی سے اپنی جگہ خالی دے کر اس کا یہ سر اپنی بغل میں لے لیا اور اس کی گردن پر شدید دباؤ ڈالنا شروع کر دیا اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اچانک ہی ایک خیال آیا اور میں نے فوراً ہی اپنے بدن کو نیچے گرا دیا' یہاں ایک سنگی چٹان تھی نتیجے میں حملہ آور کا سر کسی خربوزے کی طرح پھٹ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دوسرے محافظ کو اندازہ ہوگیا کہ اس کے ساتھی نے مجھے پالیا ہے۔ اس نے اپنی جگہ سے لمبی جُست لگائی۔ یہ بھی اس کی غلطی تھی۔ کیونکہ اس جست کے ذریعے وہ میرے جسم پر آنے کی بجائے اپنے شدید زخمی ساتھی کے جسم پر آکر پڑا اور اس کے بعد جو ہوا وہ خود میرے تصور میں نہیں تھا۔ غالباً اس شخص کے لباس میں کوئی ایسا نوکدار ہتھیار پوشیدہ تھا جو اس کے اس طرح اوندھے گرنے سے دستے کی طرف سے زمین سے ٹک کر سیدھا ہوا کہ اس کے دل کے مقام پر پیوست ہوگیا۔

میں نے اپنے شکار کا بدن فوراً چھوڑ دیا تاکہ جست لگانے والا اس کے جسم پر آئے۔ میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہونے کے بعد پھرتی سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔

میں نے صورت حال کا جائزہ لیا اور جھک کر اس کے جسم کو سیدھا کیا' لیکن وہ دونوں نوک دار ہتھیار کے رشتے میں منسلک تھے۔ ایسے مواقع کو امداد غیبی ہی کہا جاسکتا تھا۔ ورنہ یہ شخص کوئی اور کارروائی بھی کر سکتا تھا۔ ابھی تک میں جن لوگوں کو ہلاک کر چکا تھا ان میں سے کسی نے بھی کوئی ایسی کوشش نہیں کی تھی کہ میرے بارے میں کسی دوسرے کو اطلاع دے دے۔ ورنہ شاید اس وقت اس خوفناک قلعے میں چاروں طرف ہنگامہ ہو رہا ہوتا۔

چنانچہ میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور آگے بڑھ گیا ایک جگہ ایک چوڑا فرش نظر آیا جس کے ابتدائی حصے میں پتھر ہی کی تراش سے ایک در بنایا ہوا تھا اس کے دوسری جانب جھانک کر دیکھا تو پتھر کی دیواروں پر لوہے کے پائپ اور المونیم کی جالیوں کا ایک وسیع و عریض جال نظر آیا سائنسی آلات کا آغاز یہیں سے ہو گیا تھا۔ میں نے پھر سیڑھیاں طے کیں اور اس کے بعد ایک دروازے پر پہنچ گیا۔ اسے کھولنے کی کوشش ناکام نہیں ثابت ہوئی تھی اور میں اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ یہاں بھی ایک بے حد وسیع و عریض ہال نما جگہ بنی ہوئی تھی اور اس میں لاتعداد مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ تعجب کی بات تھی پورے قلعے کو ایک سائنسی لیبارٹری بنا دیا گیا تھا اور اس میں جگہ جگہ مختلف سیکشن بنے ہوئے تھے یہاں اس ہال میں بھی بے شمار لوہے کی مشینیں نصب نظر آرہی تھیں جن پر سینکڑوں چھوٹے بڑے میٹر لگے ہوئے تھے دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک وسیع و عریض سوئچ بورڈ تھا جن پر ان مشینوں کو کنٹرول کرنے والے بٹنوں کی بھرمار تھی۔ یہاں افریقی زبان میں کچھ تحریریں بھی نظر آرہی تھیں' لیکن ظاہر ہے میں ان تحریروں کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ میں نے یہاں کھڑے ہو کر گہری گہری سانسیں لیں اور اس کے بعد دوسری طرف جانے کی جگہ تلاش کرلی۔

یہاں سے نکلنے کے بعد میں ایک کھلی جگہ پر پہنچ گیا۔ اس طرف تعمیر کی ہوئی کچھ عمارتیں موجود تھیں اور یہ اندازہ نہیں ہوا سکتا تھا کہ ان عمارتوں کی اندرونی کیفیت کیا

ہے۔

میں یہاں داخل ہو کر فوری کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ فلنٹ وارلو احمق نہیں ہے۔ کسی نہ کسی طرح ان تین محافظوں کی موت کا راز کھل جائے گا اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچا جاسکتا کہ کوئی باہر کا انسان ہی یہاں تک پہنچا ہو گا اور پھر اس کی تلاش شروع ہو جائے گی۔ تاہم میں ان واقعات سے ذرہ برابر خوفزدہ نہیں تھا بلکہ کسی چالاک چیتے کی مانند صرف اپنا تحفظ چاہتا تھا اور اس میں سرگرداں تھا۔

درختوں کا وہ گھنا سلسلہ میرے لیے ایک اچھی پناہ گاہ ثابت ہو سکتا تھا چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں درختوں کے قریب پہنچ گیا۔ قلعے کو قدرتی رنگ دینے کے لیے جگہ جگہ اونچی اور گھنی گھاس اور بڑے بڑے درخت تھے' چنانچہ میں نے ایک درخت کا تنا منتخب کیا اور اس پر چڑھتا چلا گیا۔ کوارٹر ٹائپ کے مکانات بنے ہوئے تھے جو پہاڑی پتھروں کو تراش کر ہی بنائے گئے تھے اور ان پر کھپریل کی چھتیں بچھا دی گئی تھیں۔ برق رفتاری میرے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی تھی لیکن بس دل میں یہ آرزو تھی کہ ماحول سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد کوئی ایسی جگہ منتخب کرلوں جہاں قیام کیا جاسکے اور میں اپنے آپ کو محفوظ کرسکوں۔ البتہ جس درخت سے میں اوپر چڑھا تھا اس سے میں اپنا مقصد نہیں حل کرسکتا تھا۔ ہاں اس سے منسلک دوسری شاخیں مجھے ایسی جگہ لے جاسکتی تھیں جہاں سے میں اپنے کام کا آغاز کرسکتا تھا' چنانچہ میں نے یہی کیا اور کسی بندر کی طرح درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر منتقل ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

سامنے مجھے بڑے باقاعدہ مکانات نظر آرہے تھے ان میں چمنیاں بھی بنی ہوئی تھیں جن میں سے بعض چمنیوں میں سے ہلکا ہلکا دھواں بھی خارج ہو رہا تھا پھر مجھے ایک ایسی جگہ نظر آئی جسے دیکھ کر میرے ذہن میں کچھ نئی سوچیں بیدار ہو گئیں' جس درخت تک میں پہنچا تھا اس کے برابر والے درخت پر تنے کے عین اوپر کچھ شاخیں اس طرح آپس میں گتھی ہوئی تھیں کہ ان کے درمیان بہترین جگہ بن گئی تھی' اگر کوئی شخص آرام سے لیٹنا بھی چاہے تو اسے ایک پرسکون بستر کی حیثیت حاصل ہو جائے۔ بلاشبہ یہ ایک کمال کی جگہ۔ موٹی موٹی مضبوط شاخیں کسی پھول کی پنکھڑیوں کی مانند پھیلی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان ایک بہترین جگہ موجود تھی میں نے اس میں لیٹ کر دیکھا اور مجھے پورا پورا اعتماد

ہوگیا کہ یہاں سے نیچے گرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اگر اس جگہ کوئی خاص چیز موجود نہیں ہے تو اسے اپنا مسکن بنایا جاسکتا ہے۔ اب اس سے زیادہ کسی غیبی امداد کی توقع غیر مناسب بات تھی۔ میں نے تن بہ تقدیر ہوکر فیصلہ کرلیا کہ فی الحال یہی جگہ میرے لیے مناسب ترین ہے چنانچہ یہاں پہنچ کر میں نے درختوں کی شاخوں سے پشت لگائی اور درخت پر دراز ہوگیا۔ آگے جو کچھ بھی کرنا تھا کچھ توقف کے بعد کرنا تھا۔ کوئین میکوویا نے میرے لیے اس بار جن سائنسی مددگاروں کا انتخاب کیا تھا ابھی تک وہ میرے لیے بہترین ثابت ہوئے تھے اور درحقیقت ڈائمنڈ سٹی میں اگر یہ ساری کارروائی باقاعدگی سے شروع ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں بہت سے ایسے مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے جن پر قابو پانے کے لیے میرے وطن کے قانون کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ میری ہر سوچ میں اپنی سرزمین کے لیے محبت تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اسے دنیا کی تمام چیزوں سے مالا مال کردوں جو اس کی بہتری کے لیے موثر ہوں اور اگر ان جذبوں کو انسانوں کے تراشے ہوئے نام دیے جاسکتے ہیں تو میں یہ بات کھلے دل سے کہہ سکتا ہوں کہ شاید کسی باپ کے دل میں' یا کسی ماں کے سینے میں اپنی اولاد کے لیے اتنی ہی محبت اور اتنی ہی آرزوئیں ہوسکتی ہیں جتنی میرے دل میں اپنے وطن اور اس کے رہنے والوں کے لیے ہیں میں اپنی ہر خوشی کو ان پر قربان کرنے کے لیے تیار تھا اور ہر لمحہ میری سوچیں اسی جانب منتقل ہو جایا کرتی تھیں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے مائیکرو ایلی مینٹس یکجا کرلوں یہی جگہ تو میری منزل ہے اور یہاں تک پہنچنے کے لیے مجھے تمام کارروائیاں کرنی تھیں چنانچہ میں نے اپنا کام شروع کردیا وہ مائیکرو پلیٹ جو ایک ٹیلی ویژن کیمرے کی مانند تھی اور اس نے اب تک مجھے بڑی آسانیوں سے روشناس کرایا تھا' کنٹرول کرکے میں قلعے کے اوپر ایک ایسی جگہ لے آیا جہاں سے وہ نیچے کے مناظر ریسیو کرکے مجھے منتقل کرسکے اور اس کے بعد میں نے دوسرا کام شروع کردیا وہ ننھے کیمرے جو پرندوں کی شکل میں مجھ تک پہنچائے گئے تھے کنٹرولنگ سسٹم کے ذریعے قلعہ کے مختلف حصوں میں پھیلا دیے پھر میں وہاں کی سنسان فضا کا جائزہ لینے لگا۔

چاروں طرف خاموشی تھی اور مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ابھی تک محافظوں کے قتل کا راز کھلا ہے یا نہیں بہرحال اس کارروائی میں مجھے خاصا وقت لگ گیا تھا مائیکرو پلیٹ مختلف

آوازیں ریسیو کرکے مجھ تک منتقل کر رہی تھی اور میں نے انہیں صرف سرگوشیوں کی شکل دی تھی پھر پیٹ پوجا کا خیال آیا اور میں نے اس کا انتظام شروع کردیا۔ اس وقت رات کے تقریباً تین بجے تھے اور میں بے خبر ہوگیا تھا۔ اچانک ہی ایک خوفناک آواز نے نیند کا سلسلہ ختم کردیا آواز میرے کان کے اتنے قریب ابھری تھی کہ کان کے پردے جھنجنا گئے اور میں نے بے اختیار اپنے دونوں کان بند کرلیے تھے غالباً" یہ کوئی مائیکرو فون تھا جو میرے کان کے برابر لگا ہوا تھا اور اس سے ابھرنے والی آواز سائرن کی آواز تھی سائرن بجایا جارہا تھا میں فوراً ہوشیار ہوکر اپنی جگہ اٹھ بیٹھا اس سائرن کو میں بند نہیں کرسکتا تھا جو میرے کانوں کے پردے پھاڑے ڈال رہا تھا اس کے ساتھ ساتھ ہی قلعے کے مختلف حصوں میں روشنیاں ہونے لگیں میرا سویا ہوا ذہن جاگ اٹھا اور مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کہ محافظوں کی موت کا راز کھل گیا ہے اور یہ بھاگ دوڑ اب اسی سلسلے میں ہو رہی ہے کہ آخر محافظوں کی موت کا سبب کون بنا؟ میں جانتا تھا کہ میری کی ہوئی کارروائیاں چند لمحوں میں ان کے علم میں آجائیں گی وہ رسی بھی انہیں مل جائے گی جو ایک کنگورے میں بندھی ہوئی تھی اور یہ اندازہ ہو جائے گا کہ کوئی بیرونی ذریعے سے یہاں تک پہنچا ہے۔ ساری باتیں میرے لیے متوقع تھیں اور ان میں کوئی بھی نئی بات نہیں تھی مجھے ان تمام مراحل سے گزرنا تھا جس کے لیے میں تیار تھا۔

اتنی دیر آرام کرنے کے بعد وہ تھکن بھی کافی حد تک اتر گئی تھی جو اس طویل اور مشکل سفر کی وجہ سے مجھ پر طاری ہوگئی تھی میں نے اپنا ریڈیو ریسیور نکالا اور اسے آن کرکے مائیکرو ویژن پر ان لوگوں کی بھاگ دوڑ دیکھنے لگا تاریکی میں بہت زیادہ تو نہیں دیکھا جاسکتا تھا لیکن الٹرا وائلٹ ریزر کی بناء پر سرخ رنگ کے مناظر نمایاں نظر آرہے تھے اور مسلح محافظ بھاگ دوڑ کرتے ہوئے دیکھے جاسکتے تھے۔ میں اس بات پر پوری پوری نظر رکھ رہا تھا کہ میری تلاش کے سلسلے میں ان کی کارروائیاں کہاں کہاں تک محدود رہتی ہیں اور میرا مائیکرو ویژن ریسیور مجھے ان لوگوں کی پوری ڈائریکشن سے مطلع رکھ رہا تھا۔

کوئن میکوویا اس سلسلے میں ایک عظیم حیثیت رکھتی تھی اور کسی ایک انسان کا ذہن اگر ان نکات پر متحد ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانیت کے لیے ایک بہت بڑی خوش خبری تھی بشرطیکہ اسے تسلیم کیا جاسکے اس بار کوئن میکوویا نے بلیک آرمی کے بجائے

دوسرے ایسے لوازمات سے آراستہ کر دیا تھا جن کی موجودگی میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا جاسکتا ہے کہ کمزور انسانوں کی نسبت یہ ننھی ننھی مشینیں زیادہ سود مند ہیں اور ان سے بہت سے فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں مجھے ان مشینوں کے استعمال کی پوری پوری تربیت دے دی گئی تھی اور ان میں سے کسی بھی چیز کے استعمال میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آرہی تھی وہ ننھی ننھی مکھیوں جیسے ویژن کیمرے جو ریموٹ سے کنٹرول ہوتے تھے اپنی جگہیں تبدیل کر رہے تھے اور صحیح معنوں میں اس وقت مجھے اس قلعے کے مختلف مناظر نظر آرہے تھے بعض جگہ کنٹرولنگ سسٹم پر تھوڑی سی کارروائی کرنے کے بعد میں ان لوگوں کو بہت قریب سے دیکھ سکتا تھا اصل میں یہ بات ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ بھنبھناتی مکھیوں کی شکل کے یہ عجیب و غریب کیمرے ان سے اس قدر قریب ہیں اور ان کی کوئی فریکوئنسی انہیں نہیں ٹریس کر سکتی ہے میرے اندر اب ان پر اعتماد پیدا ہوتا جارہا تھا پھر میں نے چند افراد کو اس علاقے میں بھی دیکھا میرے ویژن کیمرے کے پیمانی ان کی قربت دکھا رہے تھے چنانچہ میں زیادہ محتاط ہوگیا ان میں سے کچھ ان مکانوں کو بھی دیکھ رہے تھے جن میں نجانے کون کون لوگ رہتے تھے وہ اندر داخل ہوگئے تھے اور ان کی آوازیں نمایاں سنی جارہی تھیں وہ مکینوں کو صورت حال بتا رہے تھے میں نے سنا، کوئی کہہ رہا تھا۔

"کوئی بیرونی شخصیت اندر گھس آئی ہے ہم نہ ان کی تعداد کا اندازہ لگا سکے ہیں اور نہ اس بات کا کہ وہ کون ہیں لیکن ہمارے چند محافظوں کو مشرقی پوائنٹ پر قتل کر دیا گیا ہے اور ایک ایسی رسی دستیاب ہوئی ہے جس سے کچھ افراد یا کوئی ایک فرد اوپر آیا ہے تم لوگوں کو محتاط کیا جارہا ہے یہ رات سونے کی رات نہیں ہے جب تک ہم باہر سے آنے والے کو تلاش نہ کرلیں تم لوگ باہر نکل کر بھاگ دوڑ نہیں کرو گے بلکہ یہیں محتاط رہو گے اور تمہیں ذرہ برابر کوئی شبہ ہو تو کنٹرول کو اطلاع کرنا تمہارا فرض ہے۔" جواب میں کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ میں نہایت احتیاط کے ساتھ جاسوسی کے لیے مائیکرو ایلیمنٹ کو منتشر کرنے لگا۔

میں انہیں نہایت سست روی سے تھوڑی تھوڑی جگہ تبدیل کر کے مختلف گوشوں میں پھیلا رہا تھا پھر میں نے انہیں نیچے جھکانا شروع کر دیا وڈیو ریسیور پر مجھے قلعے کے

مختلف حصوں کے عکس نظر آرہے تھے اور میں ان کی ترتیب کر رہا تھا تب مجھے پتھر ہی کی ایک عمارت نظر آئی جس میں ایک گول دروازہ بنا ہوا تھا میں نے اس دروازے کو اچھی طرح دیکھا مائیکرو ایلیمنٹ کو نیچے اتار دیا اور پھر بہت سست روی سے اسے انسانوں کی نگاہوں سے بچاتا ہوا اندر داخل کرنے لگا۔

میرا مائیکرو ایلیمنٹ آہستہ آہستہ اپنا یہ سفر طے کر رہا تھا اور میری پوری توجہ اب اسی جانب تھی البتہ کان مختلف سرسراہٹوں پر لگے ہوئے تھے اور یہ سرسراہٹیں کافی قریب سنائی دے رہی تھیں کیونکہ آس پاس کے گھروں میں موجود لوگ احکامات کے مطابق مستعد ہوگئے تھے۔

جاسوس پرندہ آہستہ آہستہ دروازے کو عبور کر گیا۔ دروازے کی دوسری جانب ایک بلند و بالا چھت نظر آرہی تھی۔ غالباً" کسی بہت بڑے غار کو اندر سے کھوکھلا کر کے اس میں یہ سارا کارخانہ حیات ترتیب دیا گیا تھا۔ بے شمار مشینیں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے دروازے بھی تھے۔ میں نے اس عظیم الشان ہال کا جائزہ لیا۔ بے شمار سلور پائپ چھت میں چلے گئے تھے اور غالباً" ان سے باہر نکل گئے تھے۔ میں نے دوسرے مائیکرو ایلیمنٹ سے چھت کی بلندی کا جائزہ لیا۔ اوپر بہت بڑے بڑے انٹینا لگے ہوئے تھے جن کی گردش صاف دیکھی جاسکتی تھی، لیکن یہ اندازہ بھی ہوگیا تھا مجھے کہ ان انٹیناز کو اوپر سے غالباً" کسی خاص قسم کی گیس کو منجمد کر کے چھپا دیا گیا تھا تاکہ بلندی سے گزرنے والے طیاروں سے انہیں نہ دیکھا جاسکے۔ اندرونی طور پر ان مشینوں کا جال بچھا ہوا نظر آرہا تھا۔ ہال میں مختلف دروازے تھے۔ میں نے ہال کا پوری طرح جائزہ لیا جہاں تقریباً دس بارہ افراد خاص قسم کی وردی میں ملبوس نظر آرہے تھے اور اس وقت انہوں نے اپنا عمل بند کر دیا تھا۔ چند افراد باقاعدہ ہتھیاروں سے مسلح ہو کر یہاں مستعد تھے۔ غالباً" اس شخص کی آمد کے منتظر جس کے بارے میں اطلاع پھیلا دی گئی تھی۔

پھر میں نے مائیکرو ایلیمنٹ کو ایک دروازے سے اندر داخل کیا، لیکن یہاں صرف تین افراد موجود تھے جن میں دو سیاہ فام عورتیں اور ایک مرد تھا۔ مرد نیلے رنگ کا ایک خوبصورت گاؤن پہنے ہوئے تھا۔ بلند و بالا قدو قامت کا مالک یہ شخص دیکھنے ہی میں بڑی شاندار شخصیت نظر آتا تھا اور جب عورتوں میں سے ایک عورت نے اسے مسٹر وارلو

کہہ کر مخاطب کیا تو میرے دل میں ٹھنڈک اترنے لگی۔ میں نے بہت مختصر جدوجہد میں فلنٹ وارلو کو پالیا تھا' حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ جدوجہد تو شاید ہفتوں کی کوشش کے بعد بھی کارگر نہ ہو پاتی اگر کوئن میکوویا میرے لیے اس قسم کے انتظامات نہ کر دیتی۔

میں پوری توجہ سے اس جانب متوجہ ہوگیا۔ میں نے ساؤنڈ کھول دیا تھا اور کوئن میکوویا کی سائنسی صلاحیتوں سے فائدہ حاصل کرنے لگا تھا۔ فلنٹ وارلو کے چہرے کے تاثرات تک مجھے نظر آرہے تھے۔ میرا مائیکرو ویژن ایلیمنٹ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے کام سرانجام دے رہا تھا۔ فلنٹ وارلو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس بیٹھی ہوئی دونوں سیاہ فام عورتیں بھی ساکت و جامد تھیں۔ فلنٹ وارلو کے سامنے ایک چوکور بکس رکھا ہوا تھا۔ جس کے بارے میں' میں نے اندازہ لگایا کہ یہ بیرونی رابطے کا ذریعہ ہے' چند لمحات کے بعد مجھے ایک مدھم آواز سنائی دی۔

"ہم بھرپور کوششوں میں مصروف ہیں سر اور اسے تلاش کر رہے ہیں۔" فلنٹ وارلو نے کوئی جواب نہیں دیا تو آواز دوبارہ آئی۔

"سر آپ کی اطلاع کے لیے۔ اس وقت قلعے کے گوشے گوشے میں ہر اس جگہ جہاں کسی کی موجودگی کے امکانات ہوں تلاشی کا عمل جاری ہے۔" فلنٹ وارلو نے جب بھی کوئی جواب نہ دیا تو سیاہ فام عورتوں میں سے ایک نے کہا۔

"اپنی تلاش ایک لمحہ ضائع کیے بغیر جاری رکھو۔ باس بہت سخت غصے میں ہے۔"

"اوکے میڈم اوکے۔" لرزتی ہوئی آواز ابھری اور اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

میں نے بیشتر لوگوں کو اپنے آس پاس سے بھی گزرتے ہوئے دیکھا پھر ان میں سے کچھ افراد ان کوارٹر نما عمارتوں کی چھت پر بھی آگئے اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا کہ میرا ان سے چند گز کا فاصلہ رہ گیا۔ ایسے لمحات میں مجھے سانس تک روک لینا پڑا تھا۔ میں تو بھرپور طریقے سے اپنا کام سرانجام دے رہا تھا۔ اب کامیابی تو تقدیر ہی کا حصہ ہوتی ہے' اگر تقدیر مجھے میرے اس عمل میں کامیابی دلانے کی خواہاں ہے تو پھر بھلا مجھے کیا خطرہ پیش آسکتا ہے اور یہی ہوا انہوں نے اپنی دانست میں ہر ممکن عمل کر لیا تھا۔ درختوں کی شاخوں پر بھی روشنیاں ڈالی گئی تھیں۔ گویا ان لوگوں نے اس انداز فکر سے بھی تساہل

نہیں برتا تھا کہ ہوسکتا ہے کسی نے درختوں پر چھپنے کے انتظامات کیے ہوں۔ البتہ اس تلاش سے مجھے یہ اندازہ ضرور ہوگیا تھا کہ میرا یہاں چھپنا ایک نہایت مشکل امر ہوگا' پھر آہستہ آہستہ دن نکل آیا اور مناظر تبدیل ہونے لگے۔

"قلعے میں جتنے افراد موجود ہیں ان سب کو ساؤنڈ ایریا میں جمع کرلو۔"

لڑکی نے اپنے لباس سے ایک چھوٹا سا چوکور باکس نکالا اور اسے آن کرکے چہرے کے سامنے کرلیا پھر وہ تمام لوگوں کو ہدایات دینے لگی اور وارلو اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد باہر نکل آیا۔ اس نے اپنا حلیہ وغیرہ درست کیا تھا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھ گیا۔

دونوں عورتیں مشینی انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی تھیں۔ باہر فلنٹ کی طرف سے دی ہوئی ہدایات پر عمل ہونے لگا تھا۔ میں نے ساؤنڈ ایریا دیکھا جو یہاں سے کافی فاصلے پر اس عمارت کے ایک بغلی حصے میں تھا' لیکن میرے مائیکرو ایلیمنٹ ساؤنڈ ایریا پر منڈلا رہے تھے اور مجھے پل پل کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔

میں نے ساؤنڈ ایریا کا وسیع و عریض علاقہ دیکھا ایک عجیب سی جگہ تھی' لیکن پتھروں سے تراشی ہوئی۔ یہ بات سب سے زیادہ حیرت ناک تھی کہ فلنٹ وارلو کو ایک ایسی جگہ کیسے دستیاب ہوگئی جہاں اس کی آسائش کے لیے دنیا کی ہر چیز موجود تھی لیکن بغور دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ بے شک ایک عظیم الشان پہاڑی سلسلے میں تراش خراش کرکے اپنی ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کرلی گئی ہیں۔ یہ سب کچھ قدرتی پتھروں میں بے شک ہے لیکن قدرتی انداز میں بنا ہوا نہیں بلکہ اس میں سے بیشتر حصے ایسے ہیں جنہیں انسانی ہاتھوں کی تراش نے اس قابل بنایا ہے اور یہ دیکھ کر میں ذہنی طور پر ذرا مطمئن ہوگیا تھا۔ بطور انسان جدوجہد کا معاملہ بے شک تھا لیکن افسوس یہ جدوجہد تخریبی امور کے لیے تھی۔

ساؤنڈ ایریا میں بے شمار افراد جمع ہوگئے تھے جن میں سائنس داں اور گارڈز بھی تھے اور ان کو کنٹرول کرنے والے بھی موجود تھے پھر ایک اندرونی دروازے سے فلنٹ وارلو ساؤنڈ ایریا میں برآمد ہوا اور وہاں مکمل خاموشی چھا گئی۔ فلنٹ وارلو پتھر کی ایک چوڑی سل پر بیٹھ گیا۔ دونوں سیاہ فام عورتیں اس کے عقب میں کھڑی ہوئی تھیں۔ اس

کی تیز نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ سامنے کھڑے ہوئے افراد جن کی تعداد اسی نوے کے قریب تھی۔ بالکل ساکت کھڑے ہوئے تھے اور ان کی سانسوں کی بازگشت تک سنائی دے رہی تھی۔ فلنٹ وارلو پتھر کی اس سل پر کوئی دو منٹ خاموش بیٹھا رہا۔

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ علاقے میں بے پروائی برتی جارہی ہے میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے؟" جواب دینے والا شاید کوئی نہیں تھا تب فلنٹ وارلو نے ایک شخص کو مخاطب کیا۔ "مسٹر ہیکٹ کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ قلعے سے باہر کے علاقے میں جہاں ہم نے اس قدر حفاظتی اقدامات کیے ہیں۔ وہ ایسا کون سا عمل ہے جس کے ذریعے کوئی شخص اندر داخل ہوسکے۔ مسٹر ہیکٹ آگے آئیے۔"

ایک لمبے چوڑے بدن والا سیاہ فام آدمی آگے آیا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے اس نے آہستہ سے کہا۔ "باس میں نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کیسے ہوگیا' لیکن مجھے شبہ ہے کہ کوئی جنگل کے راستے کو عبور کرکے یہاں تک پہنچا ہو؟"

"مطلب؟"

"تینوں محافظ رات کی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ ان کی آپس کی کسی چپقلش نے انہیں زندگی سے محروم کردیا ہو۔"

"سنا گیا ہے کہ ایک رسی نیچے سے اوپر تک آئی تھی اور اس کا ایک پھندا چٹان میں پھنسا لیا گیا تھا۔"

"سر اس کی کچھ اور وجوہات بھی ہوسکتی ہیں کہ ان میں سے کوئی وہاں سے فرار ہونا چاہتا ہو اور اس نے وہ رسی نیچے لٹکائی ہو۔ دوسرے دو افراد نے اسے دیکھنے کے بعد مخاطب کیا ہو اور اس نے دونوں کا خاتمہ کردیا ہو لیکن مرتے مرتے وہ اسے بھی ختم کرگئے ہوں۔"

"اگر ایسا ہے تو میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی' لیکن اس کی تحقیق کرنا بھی تمہاری ذمے داری ہے مسٹر ہیکٹ۔"

"جی سر' اگر آپ مجھے اجازت دے تو میں چند گھنٹوں کے اندر اندر مکمل سچویشن پر رپورٹ پیش کرسکتا ہوں۔"

"ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے' لیکن اگر کوئی ایسا عمل نہ ثابت ہوا مسٹر ہیکٹ تو

اس کے بعد پھر یہی سوال مجھے دوبارہ کرنا پڑے گا کہ کیا ہمارے اس ہیڈ کوارٹر کے اطراف میں پہرہ دینے کے سلسلے میں بے پروائی برتی جارہی ہے۔ وہ آلات ناکام ہوگئے ہیں جن کے ذریعے ہمیں بیرونی لوگوں کی آمد کی اطلاع مل جاتی ہے۔"

"سر ایسا ممکن نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہو میں چاہتا ہوں کہ تحقیق کے باوجود ایک بار پھر از سر نو یہ جائزہ لیا جائے کہ کیا ہماری طرف سے کچھ کمزوریاں سامنے آئی ہیں۔ وہ کون ہیں جو اس بے پروائی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔"

"سر یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔"

"میں تمہیں وقت دیتا ہوں مسٹر ہیکٹ' لیکن وہ وقت اتنا نہ ہو کہ ہمیں ...."

ابھی فلنٹ وارلو اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ دفعتاً ایک طرف سے کچھ آوازیں بلند ہوئیں اور سب کی نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں۔ میں نے فوراً ہی اپنا ہاتھ میں دبے ہوئے ریموٹ کنٹرول کی ڈائریکشن بدلی اور ادھر دیکھنے لگا جدھر سے یہ آوازیں بلند ہوئی تھیں اور جدھر سب متوجہ ہوگئے تھے۔ میں نے چار محافظوں کو دیکھا وہ کسی کو گرفتار کرکے لارہے تھے۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ جو دھندلا سا خاکہ مجھے دور سے نظر آیا تھا وہ کچھ کچھ شناسا محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے فوراً ہی مائیکرو ایلیمنٹ کو اس کے قریب کیا اور دوسرے لمحے میرے بدن میں کپکپی سی دوڑ گئی۔ سیاہ فاموں نے جس شخصیت کو گرفتار کیا ہوا تھا وہ میری جانی پہچانی تھی اور میں اسے بھول نہیں سکتا تھا۔ وہ سفر میں میرے ساتھ تھی مگر اس کا اور میرا سفری تعلق بہت مختصر رہا تھا کیونکہ وہ میرے لیے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی تھی اسی لیے ذکر نہ کرسکا بہرحال یہ زیما پیرول ہی تھی۔

اچانک ہی مجھے دکھ اور افسوس کا احساس ہوا۔ یہ اس قلعے تک کیسے پہنچ گئی اور کس طرح اندر داخل ہوگئی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ میں افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ فلنٹ وارلو اور اس کے ساتھ تمام افراد بھی اس کی طرف دیکھ رہے تھے جن محافظوں نے زیما کو گرفتار کیا تھا وہ اسے لیے ہوئے فلنٹ وارلو کے سامنے پہنچ گئے۔ جس شخص کو ہیکٹ کے نام سے پکارا گیا تھا وہ بری طرح بدحواس نظر آنے لگا تھا اور اس کے چہرے پر شرمندگی کے نقوش ابھر آئے تھے۔ وہ تو اب تک کچھ

اور ہانکتا رہا تھا' لیکن اب صورت حال منظر عام پر آ گئی تھی اور یہ اس کے لیے بڑے شرم کی بات تھی۔ فلنٹ وارلو نے سرد نگاہوں سے ان سب کو دیکھا۔

"سر' ہم نے اسے تلاش کرلیا۔"

"کون ہے یہ' اور کہاں تھی؟"

"گرین ہک میں چھپی ہوئی تھی۔"

"کیا گرفتاری کے وقت اس نے مدافعت کی؟"

"جی سر۔ یہ جوڈو کراٹے کی ماہر ہے اور اس نے ہمارے تین آدمیوں کو شدید زخمی کر دیا ہے۔ بمشکل تمام ہم اس پر قابو پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔"

"ہوں۔ اسے ریسرچ سینٹر میں لے جاؤ۔ وہاں رکھو۔ میں خود اس سے ملاقات کروں گا اور اس کی جانب سے ہوشیار رہو۔" فلنٹ وارلو نے سپاٹ لہجے میں انہیں ہدایت کی اور انہوں نے گردن خم کر دی۔

زیما پیرول کو وہ لوگ اسی طرح جکڑے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ فلنٹ وارلو تیز قدموں سے وہاں سے چل پڑا۔ دونوں سیاہ فام عورتیں اس کے ساتھ تھیں۔

میرے ہاتھ میں دبے ہوئے ریموٹ کنٹرول کی ڈائریکشن تبدیل ہونے لگی اور میں نے ایک مائیکرو وا ایلیمنٹ کو آہستہ آہستہ نیچے اتار کر ان میں سے ایک عورت کے سر کے بالوں پر بٹھالیا۔

خاصی گہرائی میں سیڑھیاں اترنے کے بعد میں نے مائیکرو ایلیمنٹ کے ذریعے ایک وسیع و عریض ہال دیکھا۔ مشینیں تو جیسے اس پورے قلعے میں اتنی پھیلا دی گئی تھیں کہ دوسری چیزیں ان کے مقابلے میں کم تھیں' گزرنے کے راستے بے شک تھے۔ دونوں طرف کی مشینوں پر کنٹرول بورڈ لگے ہوئے تھے چونکہ لوگوں کو ابھی باہر طلب کیا گیا تھا اور سب کے سب وہاں موجود تھے اس لیے ان کنٹرول بورڈز پر اس وقت افراد موجود نہیں تھے۔ البتہ جس جگہ فلنٹ وارلو جاکر رکا وہاں دروازے پر انہی محافظوں میں سے ایک کھڑا ہوا نظر آیا جو زیما پیرول کو لے کر یہاں تک آئے ہوں گے۔ یقینی طور پر باقی افراد اندر موجود ہوں گے۔ فلنٹ وارلو اپنی دونوں سیکرٹریوں یا باڈی گارڈز کے ساتھ اس دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ مائیکرو ایلیمنٹ بخوبی اپنا کام سرانجام دے رہا تھا۔ میں نے ایک

خوبصورت کمرا دیکھا جس میں چاروں طرف پردے لگے ہوئے تھے درمیان میں ایک گول بستر تھا۔ بہت ہی خوبصورت قسم کے نیم دائرے کی شکل کا' فرنیچر بھی وہاں موجود تھا جس کی سیٹیں الگ الگ تھیں اور زیما پیرول اس بستر پر پاؤں لٹکائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

تین محافظ تین سمت کھڑے ہوئے اس پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ زیما پیرول کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ فلنٹ وارلو نے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھائیں اور تینوں محافظ کمرے سے باہر نکل گئے۔ البتہ فلنٹ وارلو کی ساتھی کالی عورتیں وہیں موجود رہیں۔

فلنٹ وارلو' زیما پیرول کے سامنے پہنچ گیا اور چند لمحات خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"زندگی ختم ہو جانے کے لیے ہوتی ہے' لیکن ہم جب تک زندہ رہتے ہیں اس زندگی کا تحفظ کرنے کے لیے عمل کرتے رہتے ہیں اور بعض اوقات کسی خاص جذبے کو دل میں رکھ کر موت کو زندگی سے زیادہ قیمتی سمجھ لیا جاتا ہے۔ میرا اپنا خیال ہے لڑکی کہ زندہ رہ کر ہم اپنے دلی مقصد کی زیادہ بہتر طریقے سے تکمیل کر سکتے ہیں۔ کیا تم یہ اندازہ لگا رہی ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟"

زیما پیرول نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ "ہاں' میں سمجھتی ہوں اور میرے لیے جینا اور مرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔"

"بہت خوب' تمہاری یہ بے باکی اور آزاد لہجہ مجھے پسند آیا ہے۔" فلنٹ وارلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم تنہا آئی ہو یا تمہارے ساتھ اور کوئی بھی ہے؟" جواب میں زیما پیرول کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"تم نے جس طرح ان راستوں کو محسوس کیا ہے اس کے بعد آزادانہ طور پر یہاں آنے کے لیے کوئی گروہ یا کوئی باقاعدہ ٹیم تیار نہیں کی جاسکتی۔ میں جن مشکلات کے بعد یہاں تک پہنچی ہوں ان میں میرا ہی پہنچ جانا بہت بڑی بات ہے۔ میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"جب میں کسی پر اعتماد کرتا ہوں تو آنکھیں بھی بند کرلیتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

میں تمہیں اپنے آپ سے روشناس کراؤں۔" وارلو کا لہجہ سپاٹ تھا۔

فلنٹ وارلو نے چٹکی بجا کر اپنے دونوں ساتھی لڑکیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے گردن خم کردی' پھر اس نے زیما کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور وہاں سے نکل آیا۔

فلنٹ وارلو' زیما پیرول کو ساتھ لے کر اس تہہ خانے سے باہر نکل آیا اور پھر اس نے بے شمار راستے طے کیے اور ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو سائنسی عجوبہ تھی بہت ہی خوبصورت کمرا تھا۔ فرش پر موٹا دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ دیواروں پر چاروں طرف باریک شیشے کی لکیریں بنی ہوئی تھیں جن پر پوری دنیا پھیلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ایک ایک علاقے کو خوب صورت نقشے کی شکل دی گئی تھی اور ان لکیروں کے ذریعے ان علاقوں کو اجاگر کیا گیا تھا۔ نام لکھے ہوئے تھے لکیریں سفید تھیں اور اوپر لگے ہوئے فانوس سے جگمگا رہی تھیں ایک سمت نیم دائرے کی شکل کا بہت بڑا کنٹرول بورڈ بنا ہوا تھا جس پر لاتعداد بٹن لگے ہوئے تھے ایک طرف نشست گاہیں تھیں اور ماحول بے پناہ خوبصورت تھا۔

فلنٹ شاہانہ انداز میں چلتا ہوا کنٹرول بورڈ کے پیچھے پہنچ گیا اور اس نے نہایت مہذب انداز میں زیما پیرول کو ایک کرسی پر بیٹھنے کی پیش کش کی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی سیٹ تک پہنچی اور پر اطمینان انداز میں بیٹھ گئی۔ میں درحقیقت اس وقت ہونق ہو کر رہ گیا تھا۔

زیما پیرول کا بدلا ہوا یہ انداز مجھے سخت حیران کن محسوس ہو رہا تھا' بہرحال دلچسپ مناظر میری نگاہوں کے سامنے تھے اور میں ان کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

فلنٹ وارلو کے چہرے پر اس وقت بچوں جیسی مسکراہٹ کھیل رہی تھی اس نے ایک آسودہ نگاہ سامنے دیواروں پر نظر آتے ہوئے نقشوں پر ڈالی۔

"اصل میں انسان اگر اپنی کاوشوں سے مخلص ہو اور وہ کاوشیں اس کی زندگی کا مطمع نگاہ ہوں' تو پھر اس کے لیے اپنی ان کوششوں اور کاوشوں سے بڑی کوئی چیز اس دنیا میں نہیں رہ جاتی۔ میرے بارے میں تم یہ سمجھ لو لڑکی۔ حالانکہ تمہاری عمر زیادہ نہیں ہے لیکن میں جانتا ہوں تم نے کسی اہم مقصد کے تحت خود کو ان ہلاکتوں میں ڈالا ہوگا۔ وہ مقصد حصول دولت یا کوئی اور مجبوری بھی ہو سکتی ہے یا پھر شاید تمہاری قوم پرستی نے تمہیں اس حد تک آمادہ کر دیا ہو۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کے بارے میں تم سے کوئی تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں میں تمہیں اپنے بارے میں بتا رہا ہوں۔ میرا نام فلنٹ وارلو ہے حالانکہ اصولی طور پر مجھے اپنا نام تمہیں نہیں بتانا چاہیے چونکہ تم اس سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے بعد ہی یہاں تک پہنچی ہوگی لیکن پھر بھی سلسلہ گفتگو کرنے کے لیے کہیں نہ کہیں سے تو آغاز کرنا ہی ہوتا ہے۔ میں ایک نیک' سیدھا اور شریف انسان تھا لیکن مجھے احساس دلایا گیا کہ میں پسماندہ افریقہ کا ایک فرد ہوں۔ اگر وہ تعلیمی میدان میں اعلیٰ ترین اعزازت حاصل کرلے تب بھی اس کے نام کے ساتھ سیاہ فام کا لفظ چسپاں رہے گا۔ ہم اگر اپنی محنت اور اپنی کاوشوں سے اپنے لیے کوئی مقام حاصل کرلیتے ہیں تو پھر ہمارے ذہنوں پر یہ تصور کیوں طاری کیے رکھا جاتا ہے کہ ہم ہر حال میں پسماندہ رہیں گے۔ بعد میں مجھے ایسے لوگ ملتے رہے۔ جو ہر طرح سے مجھے رنگ کی بنیاد پر ذلیل و خوار کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اپنے آپ سے نفرت پر مجبور کر دیا۔ میں نے افریقہ پر ریسرچ شروع کردی۔"

اس کے بعد ایک طویل جہاد کیا اپنی قوم کے لیے۔ لاتعداد ملکوں میں ڈاکہ زنی۔ لوٹ مار اور دہشت گردی کے ذریعے میں نے بے پناہ دولت اکٹھی کی اور پھر یہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا اور اس میں' میں نے دنیا کے اہم ترین تجربات شروع کر دیے میں نے طے کی ایک دن میں صحرائے اعظم کو سفید افریقہ بنادوں گا اور یورپ اور امریکہ کے ان ممالک کو جو اپنے آپ کو برتر و اعلیٰ اور رنگ کی بنیاد پر فوقیت کا حامل سمجھتے ہیں اس قدر گرم کردوں گا کہ وہاں پر زندہ رہنا محال ہو جائے۔ میرے اس ہیڈ کوارٹر میں ایسے پلانٹ کام کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں جن کے ذریعے میں آہستہ آہستہ تجربات کر رہا ہوں میں نے کئی کامیاب تجربے کیے ہیں اور مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ موسم کس طرح تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ انتظار کر رہا ہوں ان لمحات کا۔ جب میرے بقیہ کام بھی مکمل ہو جائیں اور اچانک دنیا بھر میں ایک موسمی انقلاب آجائے۔ افریقہ' فرانس' برطانیہ اور اس کے آس پاس کے ممالک اس قدر گرم ہو جائیں کہ وہاں کی تین چوتھائی آبادی تو اس گرمی کا شکار ہو کر مر جائے۔ باقی جو لوگ بچیں ان کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں اور وہ پسماندہ ترین اقوام کی طرح دنیا میں زندگی گزاریں۔ میں اب اس افریقہ کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں لیکن اس کے بعد میرے جو حامی ممالک ہوں گے وہاں بھی موسمی تغیرات رونما ہوں گے اور ان لوگوں

کی پسماندگی ختم ہو جائے گی لیکن ابھی میرے راستے اس سمت ہیں۔ بہت جلد بہت ہی جلد وہ وقت آنے والا ہے۔ جب تم دیکھو گی کہ دنیا میں کیا کچھ شروع ہو گیا ہے اس نقشے پر غور کرو میری کارروائیوں کا آغاز یہاں سے ہو گا۔ جہاں سے میں تمہیں نشان دہی کر رہا ہوں۔" کنٹرول بورڈ پر اس کی انگلیاں متحرک ہوئیں اور لکیریں روشن ہونے لگیں۔

زیما سپاٹ چہرے سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ تب فلنٹ وارلو کنٹرول بورڈ کے پاس سے ہٹ آیا۔

"آؤ اب میں تمہیں ایک ایسی چیز دکھانا چاہتا ہوں جو تمہارے لیے باعث دلچسپی ہو گی۔"

زیما خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور فلنٹ اسے وہاں سے بھی باہر نکال لایا پھر مختلف راستے طے کرتا ہوا وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک گول دروازہ لگا ہوا تھا بالکل اسی طرح جیسے سب میرین میں داخلے کا دروازہ ہوتا ہے۔ اس نے باہر لگے ہوئے لیور کو دبایا اور دروازے کو کسی ڈھکن کی مانند کھول لیا۔ دونوں لڑکیاں اب بھی اس کے ساتھ تھیں۔

فلنٹ وارلو پہلے اندر داخل ہوا اس کے بعد زیما اور بعد میں وہ دونوں لڑکیاں انہی کی وجہ سے مجھے اس ماحول سے پوری طرح واقفیت حاصل ہو رہی تھی۔ یہ ایک عجیب سی جگہ تھی۔ یہاں مدھم مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس روشنی میں منظر کچھ عجیب سا نظر آرہا تھا۔ جگہ کافی وسیع تھی اور وہاں کئی تابوت ترتیب کے ساتھ رکھے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ان تابوتوں میں انسانی جسم نظر آرہے تھے لیکن تابوت شیشے کے تھے اور اندر برف کی سلیں صاف نظر آرہی تھیں۔ وہ لوگ جوان تابوتوں میں لیٹے ہوئے تھے ان سلوں کے اندر دبے ہوئے تھے۔

فلنٹ وارلو نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں یقیناً" یہاں سخت سردی لگ رہی ہو گی۔ یہ جگہ ہے ہی سرد' مگر کوئی بات نہیں انسان کے اندر تھوڑی سی قوت برداشت ہونی ہی چاہیے ان تابوتوں میں لیٹے ہوئے جسموں کو دیکھو۔ یہ میرے وہ دشمن ہیں۔ جو دنیا کے ذہین ترین دماغ سمجھے جاتے تھے۔ یہ دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں جنہوں نے یہاں تک رسائی حاصل کر لی۔ میں نے تمہارے بارے میں بھی یہی فیصلہ کیا

ہے کہ تمہیں بھی یہاں محفوظ کر لیا جائے۔ یہ میرا شوق ہے اور میں اس پر عمل ضرور کروں گا۔"

زیما کا چہرہ اب بھی سپاٹ تھا۔ فلنٹ وارلو نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر اپنے لباس سے ایک پستول نما شے نکال لی اور اس کا رخ زیما کے چہرے کی جانب کر دیا۔

"ہاں تم اس بارے میں اور کوئی سوال کرنا چاہتی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ موت سے پہلے تمہارے دل میں کوئی تشنگی باقی نہ رہ جائے۔"

زیما نے کوئی جواب نہیں دیا اور اچانک ہی وارلو نے چوڑے دہانے والے پستول کا ٹرائیگر دبا دیا۔ ایک غبار سا نکلا اور زیما کے چہرے سے ٹکرایا اس کے چہرے پر اب تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی وہ ساکت نگاہوں سے فلنٹ کو دیکھ رہی تھی' لیکن وہ رفتہ رفتہ آگے پیچھے جھولنے لگی اور اس کو دونوں سیاہ فام لڑکیوں نے سنبھال لیا وہ مسکرا رہی تھی۔

لڑکیوں نے بڑے اطمینان سے زیما کو تابوت میں لٹا دیا اور میں تابوت میں دوڑنے والے اس سفید دھوئیں کو دیکھنے لگا جو کسی بھی شے کو فریز کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ تابوت کی نچلی سطح سے برف کی تہہ ابھرنا شروع ہو گئی' پھر جب اس تابوت میں اوپر تک برف جم گئی تو فلنٹ وارلو نے لڑکیوں کو واپسی کا اشارہ کیا اور اس کے بعد وہ باہر نکل آئے۔

لیکن یہاں تھوڑی سی الجھن پیدا ہو گئی تھی چونکہ وہ مائیکرو ایلیمنٹ ایک ہی تھا جس کے ذریعے میں اب تک جائزہ لے رہا تھا۔ دوسرے مائیکرو ایلیمنٹ کو اس جگہ تک پہنچانا جہاں فلنٹ وارلو موجود تھا ایک الگ عمل تھا اور اس کے لیے مجھے تھوڑا سا انتظام کرنا تھا۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ میں مائیکرو پلیٹ کے ذریعے اس برفانی کمرے کو بہ آسانی دیکھ سکتا تھا جس میں ایک ہستی کو زندہ درگور کر دیا گیا تھا۔ آخر زیما کون تھی؟ اس کا تعلق کہاں سے تھا؟ کم بخت فلنٹ وارلو نے خود بھی اس سے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اصل میں وہ بہت زیادہ خود اعتماد تھا اور اپنے سامنے کسی کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا تھا۔ زیما کے ساتھ ہونے والے سلوک نے مجھے مضمحل کر دیا تھا۔ وقتی طور پر فلنٹ سے رابطہ بھی ٹوٹ چکا تھا اور اب میں تھوڑا سا آرام بھی کرنا چاہتا تھا۔ شاید تھکن

محسوس ہو رہی تھی اور بھوک بھی لگنے لگی تھی۔ یہ شعبہ غیر موثر رہا تھا اور اس کے لیے سب کچھ مجھ پہ چھوڑ دیا گیا تھا حالانکہ اس پر بھی خصوصی توجہ ہونی چاہیے تھی، لیکن انسان پر اتنا اعتماد تو کیا ہی جاتا ہے۔ کوئین میکوویا نے یہ بات نہیں سوچی ہوگی کہ مجھے خوراک کے حصول میں کتنی دقت پیش آسکتی ہے۔ بہت دیر تک میں کچھ سوچتا رہا اور اس کے بعد آنکھیں بند کرلیں۔

بھوک اور پیاس نے طبیعت پر نقاہت پیدا کردی تھی اور پھر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے بدن بھی اکڑ گیا تھا۔ چنانچہ فوری طور پر ہر قسم کا خطرہ مول لے کر اب مجھے اپنی خوراک کے لیے بندوبست کرنا چاہیے۔ میں اس بارے میں غور کرنے لگا اور پھر یہی ذہن میں آیا کہ رات کے مزید کچھ گہرا ہونے کا انتظار کیا جائے جب اچھی خاصی رات ہوگئی تو میں نے پوری طرح مستعد ہو کر اپنی جگہ چھوڑ دی اور کھپریل کی چھت پر بلی کی طرح آگے بڑھنے لگا تاکہ آواز بھی نہ ہو اور کھپریل میرے وزن سے ٹوٹ بھی نہ جائے چمنی تک پہنچنے میں مجھے کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی۔

چمنی نے مجھے نیچے پہنچا دیا بڑا سا کمرا تھا۔ دروازے کی جانب بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اس وقت میرے دل میں صرف کھانے ہی کی آرزو تھی، چنانچہ میں دبے قدموں کچن کی جانب چل پڑا اور یہ دیکھ کر میری باچھیں خوشی سے کھل گئیں کہ وہ ایک کچن تھا وہاں چھوٹے سائز کا فریج بھی موجود تھا۔ مائیکرو ویو اوون بھی لگا ہوا تھا اور بہت سے پیکٹ چنے ہوئے نظر آرہے تھے جن میں ڈبل روٹیوں کے علاوہ بسکٹوں کے ڈبے بھی تھے فریج کے اندر بھنا ہوا گوشت ایک پیکٹ میں رکھا ہوا تھا۔ جب شکم سیر ہو کر کچن سے باہر نکلا تو کچن کے دروازے کے برابر رکھے ہوئے اسٹول پر کسی کو بیٹھے ہوئے پایا ایک لمحے کے لیے پورا بدن جھنجنا کے رہ گیا میں فوری پوزیشن میں آگیا لیکن اسٹول پر جو بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی پوزیشن نہ بدلی۔

"میں تقریباً پچیس منٹ سے یہاں ہوں تمہیں کچن میں کھانا کھاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے تمہارے معمولات میں کوئی مداخلت نہیں کی۔"

میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا ایک بھرے بھرے بدن والی عورت تھی، زبان انگریزی اور لہجے سے غیر ملکی ہی معلوم ہوتی تھی لیکن سیاہ فام نہیں تھی۔ میں اسے

دیکھتا رہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم یہاں کے لوگوں میں سے نہیں ہو اور باہر سے آنے والا صرف وہی ہوسکتا ہے جو اس لڑکی کا ساتھی ہو۔ تم یقیناً" اسی لڑکی کے ساتھی ہو۔ کیا تمہارے بارے میں میرا اندازہ غلط ہے؟" میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا چند لمحات انتظار کرنے کے بعد اس نے کہا۔ "آگے بڑھو اور میری تلاشی لے لو۔ میں تمہاری دشمن نہیں ہوں تم یہاں اس گھر میں بالکل محفوظ ہو۔ میرے خیال میں یہاں تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے خصوصاً" اس لیے کہ اب وہ کسی اور کی یہاں موجودگی کی توقع نہیں رکھتے اور اس لڑکی کو گرفتار کرنے کے بعد انہوں نے یہی سمجھ لیا ہے کہ بات ختم ہوگئی تمہاری شکل و صورت دیکھنے کے بعد یہ اندازہ مجھے بہ خوبی ہوگیا ہے کہ تم اسی کے ساتھی ہو۔" وہ کہے جارہی تھی اور میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔

"تم کون ہو؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"تم میرے ساتھ کمرے میں چلو میرا کمرا بالکل محفوظ ہے اور یہاں کی کوئی گفتگو باہر نہیں سنی جاسکتی میں تنہا اس گھر میں رہتی ہوں کبھی کبھی رات کو میری ڈیوٹی لگ جاتی ہے لیکن آج نہیں ہے، پھر میں بتاؤں گی کہ میں کون ہوں مگر یہ بتاؤ پیٹ بھر گیا تمہارا یا کچھ اور تیار کروں تمہارے لیے۔"

"نہیں شکریہ۔ ابھی تک جو گفتگو تم نے مجھ سے کی ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں سچائی ہے یا جھوٹ لیکن بہرحال میں تم پر اعتماد کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔"

"اطمینان رکھو تمہیں اپنے پر شرمندگی نہیں ہوگی۔"

میں اس کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوگیا جو اس عمارت کا دوسرا کمرا تھا اور بیڈ روم معلوم ہوتا تھا عورت نے یہاں داخل ہونے کے بعد روشنی جلائی اور مجھے بغور دیکھا پھر اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ۔"

"کیا تمہیں اپنی ساتھی لڑکی کے بارے میں علم ہے۔"

"کیا؟"

"یہ دکھ بھری خبر اگر تمہارے علم میں نہیں ہے تو میری زبانی سن لو وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ تم باخبر آدمی ہو۔" پھر میں نے اس سے ایک سوال کیا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"سامیا۔ میں ایک یورپی ملک سے تعلق رکھتی ہوں۔"

"اور اس کی کلاس فیلو تھی اور اس کا مذاق اڑایا کرتی تھیں۔" میں نے دو انکشافات کیے اور سامیا کا چہرہ شدت حیرت سے سرخ ہو گیا وہ متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی اور پھر اس کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات ابھر آئے چند لمحات خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"جو شخص اس قدر معلومات حاصل کرنے کے بعد یہاں تک پہنچا ہے وہ لازمی طور پر کوئی معمولی انسان نہیں ہو سکتا مجھے مسرت ہوئی ہے لیکن اب بھی میری مجبوریاں یہ معلوم کرنے میں حائل ہیں کہ تم خود کون ہو۔ خیر میں اس کا جواب نہیں چاہتی کیا اس کا اعتراف بھی نہیں کرو گے کہ تم اس لڑکی کے ساتھی ہی ہو۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"یونہی سمجھ لو۔ سامیا میں تم سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں حالانکہ مجھے اس کا حق حاصل نہیں ہے لیکن تم نے جس طرح کا سلوک میرے ساتھ کیا ہے اس کے تحت میں یہ سوال کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔"

"ضرور کرو تم نہیں سمجھتے میں زندگی سے عاجز ایک عورت ہوں اگر تم نے یہ کہا ہے کہ میں اس کی کلاس فیلو تھی اور اس کا مذاق اڑایا کرتی تھی تو اس سے زیادہ معلومات بھی تمہیں حاصل ہوگی۔ تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ اب وہ مجھ سے ان تمام باتوں کا انتقام لے رہا ہے۔"

"ہاں اس نے نہ صرف تمہیں بلکہ بہت سی سفید فام عورتوں کو اپنے نسلی تعصب کی بناء پر یہاں قید کر رکھا ہے۔"

"ہاں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرتا ہے کہ انسانیت کانپ اٹھے۔"

"مجھے تمہارے دکھ کا احساس ہے۔" میں نے کہا۔

"مجھے تم یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟ کچھ معلومات تمہیں درکار ہوں تو وہ میں تمہیں فراہم کر سکتی ہوں۔ اگر مناسب ہو تو مجھ پر اعتبار کر لو۔" میں خاموشی سے کچھ سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔

"یہ جگہ میرے چھپنے کے لیے بالکل مناسب نہیں ہوگی۔"

"نہیں، یہاں تمہاری زندگی کو کوئی بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔"

"کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہے؟"

"ممکن نہیں ہے یا کم از کم میرے ذہن میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔"

"ہوں تو پھر تم میری اور کیا مدد کر سکتی ہو؟"

"فی الحال یہاں آ کر اپنی خوراک اس کچن سے حاصل کر لیا کرو اور اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو یہاں کسی بھی جگہ لکھ کر رکھ دینا۔" اس کا لہجہ کسی شک و شبہ سے پاک تھا۔

سامیا پر اعتبار کیا جا سکتا تھا بہرحال میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم سامیا آپ کے اس تعاون کا شکریہ میں اپنے چھپنے کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کر لوں گا۔ کیا اس دروازے سے میرا باہر جانا ممکن ہے؟" سامیا چند لمحات سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"ہاں مگر میں تمہارے لیے بس دعائیں ہی کر سکتی ہوں۔" اس نے مایوس سے لہجے میں کہا اور میں وہاں سے باہر نکل کر اپنے ٹھکانے پر آ گیا۔

مجھے اب پہلے مرحلے کے طور پر یہاں اس فریزنگ پلانٹ کی تصاویر بنانی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس ریکارڈ روم کی تلاش بھی تھی، جہاں اس پلانٹ سے متعلق تمام کاغذات وغیرہ موجود تھے۔ میں نے مائیکرو پلیٹ کی ڈائریکشن بدلنا شروع کر دی اور اس کے بعد میرے جاسوس پرندے اطراف میں گردش کرنے لگے۔ میں پوری طرح ان کے عمل سے واقفیت حاصل کر رہا تھا۔ عمارت کے اندرونی حصوں کی تصاویر مجھے موصول ہونے لگیں اور میں نے ان کا تجزیہ شروع کر دیا۔ کئی ایسی جگہیں علم میں آئیں جہاں بہت سے افراد کاموں میں مصروف تھے۔ تھوڑے بہت حصے تو میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا اب

اس وقت چونکہ خصوصی طور پر اس پراسرار قلعے کی تصاویر حاصل کرنے کی کارروائی میں مصروف تھا اس لیے میری توجہ زیادہ ہوگئی اور میں بڑی ذہانت کے ساتھ اپنا کام سرانجام دینے لگا اسی کوشش میں مجھے فلنٹ وارلو نظر آیا جو اپنی عظیم الشان خواب گاہ میں تھا اور خواب گاہ میں جو مناظر مجھے نظر آئے وہ سامیا کے بتائے مناظر سے مختلف نہیں تھے۔ فلنٹ وارلو کی شخصیت کا میں نے بہت سرسری جائزہ لیا تھا لیکن اس وقت اس کی عیاش طبع فطرت کا صحیح معنوں میں تجزیہ ہوا تھا جو مناظر میری نگاہوں کے سامنے آئے وہ دلچسپی سے دیکھے جانے کے نہیں تھے۔ ان میں ایک کراہیت تھی۔ ایک ایسا عمل جس سے نفرت کا ایک شدید احساس دل میں ابھرتا تھا چنانچہ میں نے اس ماحول کو نظرانداز کردیا اور اپنے مقصد کی چیزیں تلاش کرنے لگا اور پھر کافی دیر تک یہ کارروائی کرنے کے بعد میں نے دنیا کو منجمد کرنے کے اس عظیم اور خوفناک منصوبے کا مرکز تلاش کرلیا یہ مرکز بڑی محفوظ جگہ بنایا گیا تھا اسے تباہ کرنے کے لیے بڑی سخت محنت درکار تھی۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئین میکوویا نے ان مشینوں کو تباہ کرنے کے لیے مجھے جو تباہ کن ہتھیار دیے تھے وہ ان کے سلسلے میں کہاں تک کارآمد ہوسکتے تھے۔ میں نے بہت اچھی طرح ان تمام راستوں کا جائزہ لیا یہاں بڑا محفوظ ماحول قائم کیا گیا تھا لیکن شاید اس نظریے کے تحت نہیں کہ اس ماحول کو تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی یہ صرف ان کی اپنی کاوشیں تھیں۔ میں بڑی باریک بینی سے ان جگہوں کا جائزہ لیتا رہا اور آدھی رات تک مصروف رہنے کے بعد میں نے یہ نقشہ اپنے ذہن میں ترتیب دے لیا کہ کس طرح وہ فلائنگ بم ان جگہوں پر پہنچائے جاسکتے ہیں جو فضا میں موجود تھے اور جنہیں میں ریموٹ سے کنٹرول کرسکتا تھا۔

اب یہ احساس ہو رہا تھا کہ اگر ان جگہوں میں داخل ہوکر مجھے تمام کارروائی کرنی پڑتی تو اس کی نوعیت کیا ہوتی۔ میں نے اپنے دل ہی دل میں اس بات کا اعتراف کرلیا تھا کہ شاید ایسے انوکھے ہتھیاروں کے بغیر جو کوئین میکوویا نے مجھے فراہم کردیے تھے میں اس جگہ کی تباہی میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا لیکن ریموٹ کنٹرول کے ذریعے یہ فلائنگ بم کنٹرول کرکے میں ان مشینوں میں ابتری تو بے شک پھیلا سکتا تھا لیکن وہ منصوبے مجھ تک نہیں پہنچ سکتے تھے جو اس ساری کارروائی کا اہم حصہ تھے یعنی ریکارڈ روم سے فارمولوں کی نقول اس کے بعد میں نے صرف ریکارڈ روم کی تلاش کا سلسلہ جاری رکھا تھا اور ایک

گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد مجھ اس جگہ کا اندازہ ہوگیا تھا جہاں بڑے بڑے کیبنٹ رکھے ہوئے تھے اور انہیں کھولنے کے لیے یقینی طور پر بڑی محنت درکار تھی۔ پھر سب سے اہم مسئلہ یہاں تک پہنچنے کا تھا۔ غرضیکہ یہ تقریباً" پوری رات میں نے ان کاموں میں صرف کر دی تھی اور اس کے بعد جب صبح کی ٹھنڈی ہوائیں درختوں سے چھن چھن کر مجھ تک پہنچنے لگیں تو میری آنکھیں خودبخود بند ہوگئیں اور میں اپنے اس گھونسلے میں گہری نیند سوگیا۔ آنکھ بھی بڑے مناسب وقت پر کھلی تھی۔ غالباً دوپہر ہوچکی تھی۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں ایک بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ سامیا کی پیش کش یاد آگئی اور میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ میں درخت کی شاخوں پر سے ہوتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا پھر بڑی امیدوں کے ساتھ میں کچن میں داخل ہوا تھا اور یہ دیکھ میری روح تک جھوم گئی تھی کہ عمدہ قسم کی کافی اور سبزیوں سے بنا ہوا کھانا میرے لیے وہاں موجود تھا بہرحال سامیا کا دلی شکریہ ادا کرکے بڑے اطمینان سے کھانا کھایا۔ تقریباً" ساڑھے آٹھ یا نو بجے کے قریب میں نے اپنے اس منصوبے کو عملی شکل دینے کا فیصلہ کرلیا۔

ویسے بھی یہاں بیرونی حصے میں سناٹا چھایا رہتا تھا۔ صرف اس قلعہ نما جگہ کی فصیلوں پر بیرونی ذرائع کے سلسلے میں نگاہ رکھی جاتی تھی۔ پتا نہیں زیما پیرول کی آمد کے سلسلے میں ان لوگوں نے کیا تحقیقات کی تھیں۔ مجھے اس بارے میں پتا نہیں چل سکا تھا۔ لیکن میں نے مائیکرو پلیٹ پر اس پورے علاقے کا جائزہ لینا شروع کردیا۔ میں بڑی مہارت سے اسے فضا میں اپنی مرضی کے مطابق بلند کرکے ہر جگہ کے معاملات سے آگاہی حاصل کر رہا تھا۔ فصیلوں پر پہرے دار ٹہل رہے تھے۔ مائیکرو پلیٹ ایک ایسی چیز تھی جس کا سایہ بھی کسی کو محسوس نہیں ہوسکتا تھا۔ مجھے اس بار سائنسی ہتھیاروں سے مسلح کرکے بھیجا گیا تھا اور میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ اگر کوئین میکوویا آئندہ کی مہمات کے سلسلے میں مجھے ایسی ہی چیزوں سے مسلح کردیا کرے تو میرا کام نہایت آسان ہو جائے اور درحقیقت میں ایک سائنسی انسان کی حیثیت سے یہ مہمات سرانجام دوں۔ کم از کم اس میں میرے لیے بڑی بچت ہو جاتی ہے باقی جہاں تک رہا معاملہ کوئین میکوویا کی کاوشوں کا تو وہ مجھے اس بات کا جواب دے چکی تھی اور یہ حقیقت بھی تھی کہ ان سائنسی ذرائع کو کنٹرول کرکے دماغ سے فیصلہ کرنے کے لیے کسی انسان کی ہی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ یا پھر بلیک

آرمی کے وہ افراد جو بذات خود اس قدر صلاحیتوں کے مالک نہیں ہوتے کہ خود بروقت اور مناسب فیصلے کرسکیں چنانچہ انہیں یہ اہم ذمہ داریاں نہیں سونپی جاسکتیں اور پھر میرا جا بھی کیا رہا تھا۔ میں بڑی خوشی اسلوبی سے اپنی زندگی کا یہ مشن سرانجام دے رہا تھا جو میری فطرت کے عین مطابق تھا اور اب مجھ یہ سب کچھ کرکے ایک دلی طمانیت کا احساس رہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں ماضی کو تقریباً" بھول ہی گیا تھا اور پھر ایسے ماضی کو یاد کرنے سے فائدہ بھی کیا جس میں دکھ اور حسرتوں کے سوا کچھ نہ ہو۔ انسان کی خواہشات تو موت کے آخری لمحے تک پوری نہیں ہوتیں میری اگر کچھ خواہشیں تشنہ رہ گئی تھیں تو یہ کون سی نئی بات تھی۔ محبت کا ایک جذبہ میرے سینے میں پنہاں تھا اور سچی بات یہ ہے کہ حاصل کرلینے میں وہ لذت نہیں جو دھیمی دھیمی آنچ سے پگھلنے میں ہے اگر اس سلسلے میں رخسار کا نظریہ کچھ مختلف ہو جائے تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن میں اپنے طور بالکل مطمئن تھا۔ میں نے وہ تمام جاسوس پرندے اکٹھا کرنے کی کوشش کی اور اس کے بعد اپنے اس قدم کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ میں اپنے مخصوص ریموٹ پر ان پرندوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ میں اپنی اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب ہوگیا لیکن فلائنگ بی رہ گئی تھی جو مجھ تک نہیں پہنچی اور مجھے ایک لمحے میں اندازہ ہوگیا کہ اس کا نمبر سات ہے۔ یعنی وہ جاسوس پرندہ جو میں نے اس فریزنگ روم میں پہنچا دیا تھا جس میں بے چاری زیما پیرول کو فریز کر دیا گیا تھا چنانچہ میں نے فوراً" وہ بٹن دبا دیا جاسوس پرندے نے تصاویر بھیجنا شروع کر دیں۔ میرے سامنے وہ خوفناک جگہ روشن ہوگئی جہاں تابوتوں میں جمی برف کی سلوں میں انسانوں کو جما دیا گیا تھا۔

یہ ایک ظالمانہ عمل تھا لیکن بہرطور کیا گیا تھا کوئی اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہے میں نے اس مائیکرو ایلمنٹ کو وہاں سے نکالنے کے لیے مختلف جگہیں تلاش کیں لیکن ایسا کوئی راستہ نہیں تھا جہاں سے اسے نکال کر باہر لایا جاسکے۔ ہاں میں اسے اس کی جگہ متحرک کر سکتا تھا اور اس تحریک نے مجھے ایک بار پھر زیما پیرول کی شکل دکھا دی جو برف کے تابوت میں دفن تھی۔ میں عجیب سی نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے لگا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میری توقع سے بالکل مختلف تھا۔ اچانک ہی میں نے برف کے اس تابوت کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا۔ تابوت پھٹ گیا تھا اور برف اس سے باہر نکل پڑی

تھی۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھنے لگا۔ تب میں نے زیما پیرول کو دیکھا جو اٹھ کر تابوت میں بیٹھ گئی تھی پھر اس نے ہاتھوں کی جنبش سے برف کے بقیہ ٹکڑے بھی منتشر کر دیئے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

میرے لیے یہ منظر اتنا ناقابل یقین تھا کہ میں نے بار بار آنکھیں مل کر اسے دیکھا لیکن جو حقیقت تھی۔ اس سے کیسے منحرف ہوا جاسکتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جس نے مجھے چند لمحات کے لیے ششدر کر دیا تھا۔ زیما پیرول اپنے جسم سے وہ ذرات جھاڑنے لگی جو تابوت کے ٹوٹنے سے اس کے جسم پر پڑ گئے تھے اور پھر بالکل بہتر حالت میں آنے کے بعد اس نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں اس وقت وہ مجھے ایک غیرانسانی چیز لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات کا بھی کوئی صحیح طور اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ پھر اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے اسے اندر داخل کیا گیا تھا اور اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی میرے لیے اس سے زیادہ ناقابل یقین منظر اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے یہ سب کچھ ایک خواب سا محسوس ہو رہا تھا اور میرے اعضا ساکت ہوگئے تھے۔ زیما پیرول اس گول ڈھکن پر طاقت صرف کرنے لگی اور وہ اتنا کمزور بھی نہیں تھا کہ اس طرح زیما پیرول کے ہاتھوں میں آجاتا اس وقت میری کیفیت سب سے زیادہ خراب ہو رہی تھی۔ میں کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر ہوگیا تھا۔ کیا یہ کوئی روحانی کرشمہ ہے۔ کیا زیما پیرول کے مردہ جسم نے کوئی اور قوت حاصل کرلی ہے اگر نہیں تو یہ سب کچھ کیا ہے اوہ۔ میرے خدا' کیا ہے یہ سب کچھ۔ اس نے وہ ڈھکن اکھاڑ کر پھینک دیا تھا جس کے ذریعے اسے اندر لے جایا گیا تھا اور یہ جگہ ایئرپروف کر دی گئی تھی پھر وہ اس کھلے ڈھکن سے باہر نکل آئی اور میں ایک دم چونک پڑا۔ یہ ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی تھی اور اس کے نتائج نہ جانے میرے راستے میں کس شکل میں مزاحم ہوتے۔ جاسوس پرندہ اپنی جگہ سے ہٹ کر میرے کنٹرول سسٹم کے تحت زیما پیرول کو فوکس کیے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

زیما پیرول وہاں سے باہر نکل آئی اور اب اس کے قدم باہر جانے والے راستے کی جانب اٹھ رہے تھے۔ میں احمقانہ انداز میں منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ زیما کے قرب و جوار میں کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ اس کمرے سے بھی باہر نکل آئی اور اسی وقت میرے ذہن میں ایک خیال آیا جس طرح وہ لوگ میری آمد سے مضطرب ہوگئے تھے اور اس

وقت تک سکون سے نہ بیٹھے جب تک زیما میری جگہ گرفتار نہ ہوگئی اسی طرح اس وقت بھی زیما ان کے لیے ہیجان بن جائے گی اور وہ اس کے چکر میں مارے مارے پھریں گے۔ ہوسکتا ہے زیما انہیں کچھ وقت تک الجھانے میں کامیاب ہو جائے اگر ان لمحات میں' میں وہ سب سے اہم کام کرلوں یعنی ریکارڈ روم سے اس سلسلے میں جو کارروائی مجھے کرنی ہے میرے خیال میں اس سے بہتر وقت اور کوئی نہیں ہوگا ویسے بھی میں اپنی تمام کارروائیاں کرچکا تھا اور میں نے نقشے بھی ترتیب دے دیے تھے جن سے میں ریکارڈ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوسکتا تھا۔ اس موقع سے کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے ان کی تمام تر توجہ ایک عورت کی جانب ہوگی جو ان کے آئس کیبن سے فرار ہوگئی ہے۔ یقیناً" اس کے فرار کا علم انہیں بہت جلد ہو جائے گا حالانکہ اس وقت فلنٹ وارلو اپنی عیش گاہ میں ہے اور اس کے لیے اس سلسلے میں تحقیق کرنا ایک مشکل کام ہوگا لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی باقی لوگ تو مصروف ہوں گے یقیناً" ان لمحات سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور میں نے اپنے آپ کو فوراً" مستعد کرلیا۔ بس میں ان لمحات کا منتظر تھا جب بھاگ دوڑ شروع ہو جانے اور میں اس سلسلے میں اپنی کارروائیاں مکمل کرنے لگا۔

میں نے اپنے وہ تمام سائنسی ہتھیار جمع کیے جن سے مجھے فائدہ حاصل ہوسکتا تھا۔ میں نے ایک مائیکرو ایلیمنٹ کو ان راستوں پر متعین کرلیا جہاں سے گزر کر مجھے اپنی منزل تک پہنچنا تھا۔ اس وقت ایک شدید ہیجان میرے دل و دماغ میں برپا تھا۔ زیما کو کچھ وقت کے لیے نظرانداز کرنا پڑا' کیونکہ اس سے اہم کام میں نے اپنے لیے منتخب کرلیا' پھر وہی ہوا جس کی امید تھی۔

اچانک ہی شور شرابہ شروع ہوگیا۔ میں اپنی جگہ سے زمین پر آگیا اور اس کے بعد بھاگ دوڑ کرنے والوں کی بھیڑ میں شامل ہوگیا۔

"ہاں اس طرف دیکھا گیا ہے اسے' وہ نہ جانے کیا بلا ہے؟ دیکھو دیکھو وہ۔ وہ ایک سایہ جو ایک دیوار پر چڑھ رہا ہے۔" وہ اس جانب دوڑ گئے اور میں نے فوراً" ہی رخ بدل لیا۔ میرے جاسوس پرندے میری رہنمائی کر رہے تھے اور میں اس وقت ایک انتہائی اہم کام سرانجام دینے کے لیے جارہا تھا۔ مختلف راستوں سے گزر کر آخر کار میں اس عمارت میں داخل ہوگیا جہاں مجھے اپنی منزل تلاش کرنی تھی پیچ در پیچ راستے' پہاڑی غاروں کی

گزر گاہ بہت سے بھاگتے دوڑتے افراد یہ سب میرے راستے میں مزاحم ہو رہے تھے لیکن میرے اوپر اس وقت ایک دھن سوار تھی۔ میری چھٹی حس مجھے میری منزل کی جانب لے جارہی تھی۔ یہاں تک کہ میں اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں سے گہرائیوں میں جانے والے راستے تھے۔ میں نے ان سیڑھیوں کو دیکھا جو پتھروں سے ہی تراشی گئی تھیں اور اس کے بعد وہاں سے مجھے نیچے جانے میں کوئی خاص وقت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ رات کے ان لمحات میں بہت سے کام رکے ہوئے تھے اور پھر باہر کی بھاگ دوڑ نے مزید آسانی پیدا کردی تھی یہاں تک کہ جس جگہ میں موجود تھا وہاں لگے ہوئے لاؤڈ اسپیکروں سے سائرن کی آواز کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت تمام کام روک دیے جائیں اور لوگ باہر نکل کر ان لوگوں کی مدد کریں جو کسی خاص کام میں مصروف ہیں۔ میں نے چند لوگوں کو نیچے سے دوڑ کر آتے ہوئے دیکھا جو باہر کی جانب جارہے تھے چنانچہ ان کے ساتھ ساتھ مجھے واپسی کے لیے سیڑھیاں عبور کرنا پڑیں لیکن اس طرح کہ جب وہ تمام لوگ سیڑھیاں عبور کرکے اوپر پہنچ گیا تو میں آخری سیڑھی پر موجود تھا اور وہیں رک گیا تھا پھر جب میں نے ان لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور وہ نگاہوں سے دور ہوگئے تو میں واپس سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ ہوسکتا ہے کوئی اور اندر باقی رہ گیا ہو۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو اس کے لیے میرے ذہن میں ترکیب موجود تھی میں اس سے یہی کہوں گا کہ جلدی باہر چلو کوئی اہم واقعہ رونما ہوگیا ہے لیکن شکر تھا کہ ایسی کوئی شخصیت میری نگاہوں کے سامنے نہیں آئی۔ لوگ وہاں اپنے کاموں کے لیے مستعد رہا کرتے تھے اور پھر بہت کم افراد تھے جو اس وقت پروجیکٹس پر کام کر رہے تھے۔

میری پہلی منزل وہی ہال تھا جسے میں ایک بار دیکھ چکا تھا اور جہاں میں نے سب سے زیادہ عظیم الشان مشینیں نصب دیکھی تھیں۔ یہاں رک کر میں نے صورت حال کا جائزہ لیا۔ دوسرے مرحلے کے لیے بھی تو مجھے کم از کم ایک لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اس ہال میں رک کر میں نے یہ جائزہ لیا کہ اس پروجیکٹ کو تباہ کرنے کے لیے کون سے ایسے راستے ہیں جہاں سے میں اپنے پرواز کرنے والے بم اندر داخل کرسکتا ہوں اور مجھے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آیا کہ یہی ایک راستہ سب سے مناسب ہے یا پھر اس غار کی چھت میں نکلے ہوئے وہ بڑے بڑے پائپ جن کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا

تھا کہ وہ اوپر سے کھلے ہوئے ہوں گے یا انہیں اوپر سے کور کر دیا گیا ہوگا۔

یہاں سے آگے بڑھا اور پھر تقریباً" تیس منٹ تک میں باہر ہونے والے ہنگامے سے اپنے آپ کو بے پرواہ کر کے اپنی کاوشوں میں مصروف رہا۔ یہاں تک کہ میری پہنچ اس ریکارڈ روم تک ہوگئی جہاں مجھے سب سے اہم کارنامہ سرانجام دینا تھا۔ دل یہ چاہ رہا تھا کہ وہ دروازے بند کر دوں جہاں سے میں داخل ہوا ہوں تاکہ کوئی میرے کام میں مزاحم نہ ہوسکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنے کام کی تکمیل کرنے کے بعد مجھے خود بھی زندہ واپسی نصیب ہو یا نہ ہو، لیکن یہ نصیبوں کی بات ہے جس کے بارے میں پہلے سے کوئی اندازہ قائم کر لینا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔

ریکارڈ روم میں پہنچنے کے بعد اب سب سے بڑا مسئلہ ان عظیم الشان الماریوں کو کھولنے کا تھا جنہیں دیکھ کر ہی وحشت ہوتی تھی۔ بڑے بڑے کیبنٹ تھے اور ان کیبنٹوں میں نجانے کیا کیا سائنسی ریکارڈ موجود ہوگا۔ کوئین میکوویا نے جو کیمرا مجھے فراہم کیا تھا وہ بھی بڑا عجیب و غریب کیمرا تھا اس میں مائیکرو فلمیں وغیرہ نہیں تیار ہوتی تھیں بلکہ اس میں ڈسکیں لگی ہوئی تھیں۔ پتلے اور باریک کاغذ جیسی ڈسکیں۔ جن پر دنیا بھر کی تفصیل درج کی جاسکتی تھی۔ یہ چھوٹا سا ننھا سا چپٹا کیمرا میرے پاس محفوظ تھا اور میں اب اسے استعمال کرنے کے لیے پوری طرح تیار تھا، پھر میں نے ان کیبنٹوں کو کھولنے کی کارروائی کا آغاز کر دیا۔

آہنی چادروں کو اس آری کے ذریعے کاٹنے کا تجربہ ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ ایسے مضبوط کیبنٹ تھے جنہیں شاید ویلڈنگ کر کے کاٹنے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، لیکن جو سائنسی اوزار مجھے فراہم کیے گئے تھے وہ اپنی مثال آپ تھے ننھی باریک آریاں جن کے ننھے ننھے دندانے نجانے کون سی دھات سے بنے ہوئے تھے۔ صابن کی طرح ان چادروں کو کاٹتی چلی گئیں۔ میں نے تالے والے حصے کاٹ دیے اور جب تالے کٹ گئے تو دروازے کھولنے میں بھلا کون سی مشکلات پیش آسکتی تھیں۔

ان میں فائلوں کے انبار جمع تھے، اور ان فائلوں میں مجھے اپنے مطلب کی فائل تلاش کرنا تھی، چنانچہ میں مصروف ہوگیا اب میں دنیا کی ہر بات سے بے فکر ہوگیا تھا۔ کوئی آتا ہے تو آجائے جو بھی آئے گا اس سے نمٹنے کی کوشش کروں گا اور اگر اس سلسلے میں

زندگی بھی کام آگئی تو اس سے دریغ نہیں کروں گا۔

لیکن چونکہ باہر کا ہنگامہ شدید تھا۔ زیما پیرول نے میرا کام آسان ترین کر دیا تھا اس لیے وہاں کوئی واپس نہیں آیا اور فائلوں کے اس انبار میں مجھے وہ تین فائلیں دستیاب ہوگئیں۔ جن میں دنیا کو منجمد کرنے کے پلانٹ کا فارمولا تھا یہ فائلیں میں محفوظ کر کے نہیں لے جاسکتا تھا لیکن ان کے ایک ایک ورق کی تصویر میں نے ان ڈسکوں پر منتقل کر لی جو میرے پاس کافی تعداد میں موجود تھیں اور جب ایک ڈسک پوری ہو جاتی تھی تو کیمرے میں سرخ روشنی اسپارک کرنے لگتی تھی اور مجھے وہ ڈسک نکال کر محفوظ کرنا پڑتی تھی۔ اس طرح میں نے چھ ڈسک تیار کیں اور یہ فائل ختم ہوگئیں۔ بس یہی میرا کام تھا ورنہ نہ جانے ان فائلوں میں کیا کیا کچھ موجود تھا۔

میں ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد واپس اپنی جگہ پہنچ گیا۔ جاسوس پرندہ بھاگتے دوڑتے مسلح محافظوں کو تو منعکس کر رہا تھا، لیکن جب وہ زیما پیرول کو تلاش نہیں کر پائے تھے تو جاسوس پرندہ بھلا اسے کیسے تلاش کر سکتا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنی توجہ فلنٹ وارلو کی جانب مبذول کی۔ اس کے ہاتھ میں ایک مائیکرو فون تھا اور وہ اپنے لوگوں سے مخاطب تھا۔

"اور اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے پروجیکٹ میں کوئی انتہائی خوفناک سازش زیر عمل ہے، لیکن مجھے دکھ ہے کہ آپ لوگوں پر بھروسہ کر کے میں مطمئن ہوگیا تھا۔ وہ ایک لڑکی ہے لیکن میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ وہ ایک لڑکی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں پورا ایک گروہ سرگرم عمل ہو۔ میں کہتا ہوں آپ لوگ کیا کر رہے ہیں آخر۔ میں اب یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا ہوں کہ صرف ہم نسلوں کی بنیاد پر میں نے آپ لوگوں پر بھروسہ کر کے غلطی کی ہے۔ آپ لوگ قطعی اس قابل نہیں ہیں کہ ایک اتنے بڑے نظام کو سنبھال سکیں میں اب اس بات کے لیے مجبور ہوگیا ہوں کہ بے پرواہی برتنے والوں کو بدترین سزا سے دوچار کیا جائے۔ صبح سورج نکلنے سے پہلے مجھے اس قلعے میں ایک ایک شخص کی موجودگی کا پتا چلنا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہوا تو ذمے دار لوگوں کو موت کی سزا کے علاوہ اور کوئی سزا نہیں دوں گا میں۔"

اس کی یہ آواز نہ جانے کہاں کہاں سنی جارہی تھی۔ شاید وہ عام لاؤڈ اسپیکر بند کر

دیے گئے تھے جن میں سے ایک' اس درخت میں بھی کسی جگہ پہ نصب تھا اور میں اس پر سائرن وغیرہ کی آوازیں سنتا رہا تھا۔

پھر اچانک ہی میں نے زیما پیرول کو دیکھا جو ایک مشین کے عقب سے نمودار ہو رہی تھی اور میرا دل بری طرح اچھل پڑا۔ لڑکیوں نے غالباً" اس کی آہٹ محسوس کرلی تھی۔ ان کے حلق سے دہشتناک آوازیں نکلیں اور فلنٹ وارلو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

زیما پیرول آخر کار فلنٹ وارلو تک پہنچ گئی تھی اور باہر اس کی تلاش کی جا رہی تھی۔ باڈی گارڈز لڑکیاں ایک لمحے کے لیے تو خوفزدہ ہوگئیں لیکن پھر ان کے چہروں پر خوفناک تاثرات نظر آنے لگے۔ انہوں نے اپنے لباس سے مڑے ہوئے خاص قسم کے خنجر نکال لیے اور زیما پیرول کو دیکھنے لگیں۔ فلنٹ وارلو اچھل کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ غالباً" وہ بہت زیادہ پر جوش آدمی نہیں تھا اور لڑائی بھڑائی سے دور رہنے کا خواہش مند تھا۔ ویسے بھی آئزک ملٹن ہمیں اس کے بارے میں بتا چکا تھا کہ وہ بہترین سائنس داں ہے اور اس نے اپنی زندگی سائنسی امور میں صرف کی۔ یہ دونوں لڑکیاں اس وقت آتش فشاں بن گئی تھیں ان کے دلوں سے شاید زیما پیرول کا خوف بھی نکل گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ اس طرح اچھل کود کرنے لگیں کہ میں حیران رہ گیا۔ وہ مجھے مشینی لڑکیاں معلوم ہوتی تھیں پھر وحشت ناک آوازوں کے ساتھ وہ زیما پرول پر ٹوٹ پڑیں۔ زیما پیرول نے ایک جھکائی دی اور ان کے درمیان سے نکلی' لیکن فلنٹ وارلو کے قریب سے گزری تھی اور اس وقت فلنٹ وارلو مکاری کر گیا اس نے ایک پاؤں آگے کیا اور زیما پیرول نے اس کے پیر میں الجھ کر کئی قلابازیاں کھائیں۔ اس دوران لڑکیاں اس کے قریب پہنچ گئی تھیں پھر ایک لڑکی نے بھرپور وار اس کے جسم کے ایک مخصوص حصے پر کیا۔ زیما پیرول نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی' لیکن دوسری لڑکی نے ایک کار آمد وار اس کے سینے پر کیا اور میں نے زیما پیرول کے سینے سے خون ابلتے ہوئے دیکھا وہ زمین پر گر گئی تھی۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ زیما پیرول اپنا کارنامہ سرانجام دینے کے بعد آخر کار موت کو گلے لگانے میں کامیاب ہوگئی حالانکہ اس نے جو کچھ کیا تھا وہ بڑا حیرت ناک تھا اور وہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی تھی یعنی کہ برف کی سل سے اس طرح طاقت کے ساتھ نکل جانا کوئی آسان کام نہیں تھا اور وہ بھی اتنے طویل عرصے کے بعد عین

اس وقت جب میں اپنے طور پر اپنے مشن کی تکمیل کی تیاریاں کر رہا تھا اور زیما پیرول میرے ذہن میں مردہ ہو چکی تھی۔

فلنٹ وارلو کے حلق سے ایک حیرت بھری چیخ نکلی اس نے غالباً" اپنی ساتھی لڑکی کو شاباش دی تھی۔ مجھے ان دونوں خوفناک لڑکیوں کی اس کیفیت کا اندازہ نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی اس کی باڈی گارڈز بھی تھیں' سیکرٹری بھی تھیں اور بہترین لڑاکا تھیں جس طرح انہوں نے بھرپور وار زیما پیرول پر کیے تھے وہ ناقابل یقین کیفیت کے حامل تھے۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر زیما پیرول کے بدن کو ٹھوکر لگائی اور وہ پھر قلابازیاں کھا گئی۔ میں زیما پیرول پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا لیکن اچانک ہی میں نے اسے بالکل سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا اس کے سینے کا زخم اپنے طور پر ایک دم جڑتا سا چلا گیا تھا۔ مجھے پھر چکر آنے لگے۔ اپنی آنکھوں پر مجھے یقین نہیں آیا تھا۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی ایک لڑکی نے اس کی گردن پر وار کیا اور ایک بار پھر یہ وار کارگر ہوا تھا۔ خون کی لکیر نمودار ہوئی' لیکن پھر اس طرح بند ہوتی چلی گئی۔ جیسے کوئی اندرونی شے اس پر اثر انداز ہو رہی ہو۔ زیما پیرول کا وہ زخم بھی ٹھیک ہوگیا اور میں نے ان دونوں سیاہ فام لڑکیوں کے چہرے پر حیرت کے نقوش دیکھے اب وہ ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہی تھیں۔ غالباً" یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ ان کے لگائے ہوئے زخم ربڑ کے جسموں کی مانند جڑتے کیوں چلے جا رہے ہیں۔

دوسری لڑکی نے ہمت کر کے ایک تیسرا وار کیا لیکن اس بار زیما پیرول نے اس کا خنجر والا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور پھر اس نے اس کا ہاتھ موڑ کر اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اچانک ہی دوسری لڑکی چیخ مار کر باہر کی جانب بھاگی۔ وہ لڑکی جسے زمین پر دے مارا گیا تھا کسی ماہر جمناسٹر کی طرح اپنے دونوں پیروں کو زمین پر لگانے میں کامیاب ہوگئی تھی اور اس کے بعد اس نے لمبی چھلانگ لگائی۔

سیاہ فام ویسے بھی توہم پرست ہوتے ہیں۔ میں نے فلنٹ وارلو کو دیکھا جو ایک لمحے کے لیے حیران رہا تھا اور دوسرے لمحے وہ اس اندرونی دروازے کی جانب بھاگا تھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا جبکہ دونوں لڑکیاں بیرونی سمت بھاگی تھیں۔ چند لمحات کے بعد ہال

خالی ہوگیا۔ میں نے زیما پیرول کو دروازے کی جانب جاتے ہوئے دیکھا لیکن اس وقت یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہاں پر جو مائیکرو ایلیمنٹ موجود ہے اسے میں فلنٹ وارلو کے تعاقب میں لگاؤں یا زیما پیرول کے........ بعد میں‘ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ زیما پیرول جو کچھ بھی کر رہی ہے اسے کرنے دیا جائے اور فلنٹ وارلو کو چیک کیا جائے چنانچہ جاسوس پرندے کو میں نے اس پردے کے قریب پہنچایا لیکن بدقسمتی سے وہاں کوئی ایسا رخنہ نہیں تھا جس سے وہ پرواز کرتا ہوا اندر جاسکے اور خود اس میں کوئی ایسی قوت نہیں تھی کہ وہ دروازہ کھول کر اندر گھس سکے مجبوراً میں نے باہر واپسی کے لیے اسے کنٹرول کرنا شروع کیا اور چند لمحات کے بعد دروازے سے باہر نکل آیا۔

لیکن یہاں نہ تو زیما پیرول نظر آرہی تھی اور نہ ہی دونوں سیاہ فام لڑکیاں۔ وہ رات کی تاریکی میں مدغم ہوگئے تھے۔ یہ سب کچھ میرے لیے ناقابل یقین تھا اور میری عقل میرا ساتھ چھوڑ چکی تھی اور اس وقت میں نے یہ فیصلہ کیا اب ان تمام چکروں میں پڑنے کے بجائے اپنے کام کی تکمیل کرلینی چاہیے۔

میں نے آخر کار اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ یہاں اس قلعے میں میری یہ آخری کاوش تھی اور میرا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ اب تک جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں ایک ہیجانی کیفیت کارفرما تھی یہ لمحات ان تمام سوچوں کے لیے نہیں تھے کہ جو کچھ ہوا ہے کس انداز میں ہوا۔ اب میری تمام تر توجہ ان فلانگ ایلیمنٹس پر تھی جو سائنس کی دنیا میں بڑی دھماکہ خیز حیثیت رکھتی تھے اور اپنی طرز کے انفرادی ہتھیار تھے ورنہ اگر ایسے ہتھیار عام ہو جاتے یا دنیا کے اور ممالک کے پاس ہوتے تو ان کے ذریعے وہ کچھ کیا جاسکتا تھا جس کی تباہی ناقابل یقین ہوتی۔ یہ کوئن میکویا ہی کا کارنامہ تھا اور بلیک چینل اس سلسلے میں اقوام عالم پر فوقیت رکھتا تھا۔ میں ایک ماہر انجینئر کی طرح جو کچھ مجھے سکھایا گیا تھا۔ اس پر عمل کرنے لگا۔ مائیکرو پلیٹ مجھے وہ تمام ڈائریکشن فراہم کر رہی تھی جن کے نقشے میں نے تیار کرلیے تھے اور فلنٹ وارلو کی برسوں کی محنت ملیامیٹ ہونے کے لیے تیار تھی۔ وہ پلانٹ جو اس نے جگہ جگہ لگائے ہوئے تھے۔ فلنٹ وارلو ایک عظیم سائنس دان تھا اور اس نے جو کچھ کیا تھا وہ بلاشبہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل تھا لیکن اس کے جذبے بہتر نہیں تھے اور اس کے اندر انتقام کا لاوا پک رہا تھا اور یہ بھی حقیقت تھی کہ اپنی عالیشان کاوشوں کو

اگر وہ دنیا کی بربادی کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیتا تو بے گناہ انسان کروڑوں کی تعداد میں نیست و نابود ہو جاتے اور نجانے دنیا کو کتنی بڑی تباہی سے دو چار ہونا پڑتا میں اس وقت اس تباہی کا خاتمہ کرنے جارہا تھا ذمے داری میرے سپرد کی گئی تھی‘ فلانگ بم میری ڈائریکشن کے مطابق ان جگہوں پر پہنچ رہے تھے۔ آخری بم اپنی جگہ فکس کرنے کے بعد میں نے گہری سانس لی۔

ماحول کو ایک عجیب سی نگاہ سے دیکھا اور ریموٹ کنٹرول اپنے سامنے کرلیا اب اس کے بعد جو کچھ ہونا تھا وہ ناقابل یقین تھا‘ میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا‘ چھ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے چھ بج کر تئیس منٹ پر میں نے بٹن پر انگلی رکھی اور تڑاخا ہوا اور فضا میں پتھر اچھلنے لگے‘ غالباً زیما پیرول کے مسئلے کو یا تو حل کرلیا تھا یا پھر اس میں کچھ کمی آگئی تھی۔ لیکن اس تڑاخے نے اور اس دھماکے نے ایک بار پھر وہاں چیخ و پکار بیدار کر دی تھی۔ مجھے دوسرا دھماکہ کرنے کے بعد ان لوگوں میں شامل ہو جانا تھا۔ دوسرا دھماکہ اس سے زیادہ قیامت خیز تھا‘ فولادی اجسام پھٹ رہے تھے‘ فضا میں مختلف قسم کے دھوؤں کے مرغولے بلند ہو رہے تھے اور جب تیسرا دھماکہ ہوا تو سب کے ہوش و حواس جواب دے گئے اور پراسرار طلسمی قلعے کے دروازے کھل گئے اور وہاں موجود لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا میں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ درخت کی شاخ سے ہوتا ہوا میں اس کوارٹر کی چھت پر اور پھر وہاں سے نیچے پہنچ گیا اور اس کے بعد میں بھاگنے والوں میں شامل ہوگیا‘ لیکن بھاگتے بھاگتے میں نے چوتھا دھماکہ‘ پھر قلعے کے دروازے پر پانچواں دھماکہ کیا اور چھٹا اور ساتواں دھماکہ۔ میں نے باہر آنے کے بعد کیا تھا اب پورا قلعہ آگ اور دھوئیں میں گھر گیا تھا اور قلعے کے باہر بے شمار انسان قلعے سے دور بھاگتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ یہ ساتواں دھماکہ آخری دھماکہ تھا اور اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی بچانے کے لیے کوشش کرنا تھی چنانچہ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے خود بھی دوڑنا شروع کر دیا‘ عورتیں‘ مرد سیاہ فام‘ سفید فام سب کے سب زندگی بچانے کے لیے جنگلوں میں دوڑنے لگے تھے۔ جنگلوں میں جو حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے وہ ان کا بھی شکار ہونے لگے۔ جگہ جگہ بارودی سرنگیں پھٹ رہی تھیں انسانی جسم ان سرنگوں کے دھماکوں سے فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ عقب میں نگاہ ڈالی جاتی تو بھیانک قلعہ آگ اور رنگین

گیسوں کی لپیٹ میں ایک عجیب منظر پیش کرتا نظر آتا غرض وہ سب کچھ تھا جو حواس معطل کرنے کے لیے کافی تھا۔

پھر یہ سب کچھ بہت پیچھے رہ گیا۔ میں نے دوڑتے ہوئے طویل فاصلہ طے کرلیا۔ اب مجھے آس پاس زندگی بچانے کے لیے دوڑنے والے بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ ہر طرف خاموشی پھیلی ہوئی تھی اور ماحول پر ایک بھیانک کیفیت طاری تھی۔

میں اپنی ذہنی کیفیت کا خود بھی تجزیہ نہیں کرسکتا تھا اس وقت نہ جانے میرے ذہن پر کون سی کیفیت طاری تھی۔ میرے پاس جو کچھ محفوظ تھا وہ دنیا کا اتنا قیمتی خزانہ تھا کہ اگر دنیا کے کسی ملک کو اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جاتیں تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے نہ جانے کیا کچھ کر بیٹھتا میں نے ان تمام چیزوں کو اپنے لباس میں بنے ہوئے ان خاص قسم کے پاکٹس میں چھپا رکھا تھا جو خاص طور سے اسی کے لیے بنائے گئے تھے ان کی حفاظت میری زندگی کے لیے سب سے اہم مسئلہ تھا۔ جہاں میں اس وقت تھا یہ بالکل کھلی جگہ تھی ایک ایسا ٹیلا جس پر چھوٹی چھوٹی گھاس اگی ہوئی تھی لیکن اس کی لمبائی چوڑائی اتنی تھی کہ میں اس پر ہاتھ پاؤں پھیلا سکوں چنانچہ نہ جانے کس طرح بند ہوتی ہوئی پلکوں کے ساتھ اس ٹیلے پر چڑھا اور پھر اوندھا سیدھا اس پر لیٹ گیا۔ پھر یہ گہری نیند ہی تھی جو کہ تھکن کی وجہ سے مجھ پر سوار ہوئی تھی سورج کب چڑھا اور کب سر سے اتر گیا اس کا کوئی علم نہیں ہوسکا۔

جاگا تو چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی گہری گھور تاریکی اور اس میں جگہ جگہ جانوروں کی آوازوں سے خراش پیدا ہو رہی تھی ذہن آہستہ آہستہ جاگنے لگا اور میں ان آوازوں پر غور کرنے لگا ان میں ہاتھیوں کی چنگھاڑ بھی تھی شیروں کی غراہٹیں بھی اس کا مطلب تھا کہ یہ جنگل جنگلی درندوں سے بھرا ہوا ہے ایک لمحے کے لیے بدن میں سرد لہریں سی بیدار ہوئیں یہ جنگلی جانور انسانی جسم کی بو سونگھ کر کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں۔

ذہن پوری طرح بیدار ہوگیا بدن کا جائزہ لیا ہلکا ہلکا درد پورے بدن میں ہو رہا تھا اور تھکن ، ایک بوجھل سی کیفیت طاری تھی پیٹ پر نگاہ دوڑائی تو اندازہ ہوا کہ مفلس کی جیب کی طرح خالی ہے۔ لیکن ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی پھیل رہی تھی کیا خوبصورت

بات ہے دنیا کی تمام آسائشیں میرے قدموں تلے ہیں ایک جزیرے کا مالک ہوں اربوں روپے کی دولت میری غلام ہے لیکن اس وقت میرے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے زندگی اگر ان حادثات سے دوچار ہے تو اس میں دل کشی کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے یہی تو زندگی ہے کہ حالات سے پوری طرح آگاہ رہا جائے۔ پھر چند قدم آگے گیا تو قدرت نے میرے لیے ناریل کی صورت میں خوراک مہیا کر دی جو اس وقت مجھے دنیا کی سب سے بڑی نعمت معلوم ہوئی تھی۔

پانچ یا چھ دن میں نے صحرائے اعظم کے ان بھیانک جنگلی علاقوں میں سفر کیا تھا کھولتی ہوئی دلدلیں جگہ جگہ دہشت ناک مناظر' سانپ اور ایسے دوسرے حشرات الارض جنہیں دیکھ کر ہی خون خشک ہو جائے درختوں کے نامانوس پھل' یہ سب میرے ان اچھے دنوں کے ساتھی رہے تھے اور ساتویں دن مجھے نیم مدہوشی کے عالم میں گرفتار کرلیا گیا۔ ہوش و حواس قائم ہوئے تو میں زمباوے کی جیل میں تھا۔ ان لوگوں نے اپنی بساط بھر مجھے بہتر طریقے سے رکھا تھا۔ کچھ دیر بعد سیاہ فام حکام نے مجھے اپنے سامنے طلب کرلیا مجھے صورت حال کا تھوڑا تھوڑا اندازہ ہوچکا تھا بعد میں مجھے تفصیل بھی معلوم ہوگئیں۔ میں دیوانوں کی طرح زمبابوے کی سرحد میں داخل ہوا تھا اور سرحدی حکام نے گرفتار کرکے دارالحکومت حرارے پہنچا دیا تھا یہاں مجھ سے میرے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں ذہن کو حاضر رکھ کر تمام سوالات کے جواب دیے تھے میرا سارا سامان ان کے قبضے میں جا چکا تھا جو میرے لیے انتہائی دہشت ناک بات تھی لیکن میں نے اپنے نرم اور تحمل رویے سے انہیں رام کرنے کی کوشش کی میں نے بتایا کہ میں افریقہ کے جنگلات میں تحقیق کرنے کے لیے نکلا تھا میرا تعلق اسپین سے ہے اور میں وہاں کا ایک شریف آدمی ہوں پھر میں ایسے حالات کا شکار ہوگیا کہ میری ذہنی رو قائم نہیں رہ سکی اور دیوانگی کے عالم میں نہ جانے کس سمت نکل آیا میرے کاغذات وغیرہ گم ہوچکے ہیں اور اگر حکومت زمبابوے میرے ساتھ خلوص برتنا چاہے تو وہ میری حکومت سے رابطہ قائم کرکے میرے بارے میں تفصیلات حاصل کرسکتی ہے۔ میرے ان الفاظ کے بعد ان لوگوں نے میرے ساتھ بہتر سلوک کیا میں نے ان سے بڑی لجاجت سے کہا کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اگر ان کے پاس موجود ہے تو براہ کرم اسے میرے حوالے کر دیا جائے کیونکہ اس میں

میری زندگی بھر کا سرمایہ ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو دنیا کی کسی حکومت کے خلاف ہو' جواب میں ایک مقامی آفیسر نے مجھے بتایا کہ میرا سامان ان کے پاس محفوظ ہے اور اس میں کوئی بھی چیز ضائع ہونے کے امکانات نہیں ہیں لیکن ہوش میں آنے کے چند ہی گھنٹوں کے بعد میرے لیے ایک بہتر صورت حال پیدا ہوگئی تھی وہ بھی دو سیاہ فام ہی تھے جو جیل میں مجھے تلاش کرتے ہوئے پہنچے اور مسٹر ڈینش۔ مسٹر ڈینش کرتے ہوئے میرے سامنے آگئے تھے انھوں نے بڑے مخلصانہ انداز میں مجھ سے ملاقات کی جیل کے حکام بھی ان کے ساتھ تھے غالباً" یہ لوگ زمبابوے کی کوئی ایسی شخصیت تھے جن کا احترام کیا جاتا تھا اس کا اندازہ مجھے جیل کے حکام کے رویے ہی سے ہو رہا تھا ان میں سے ایک نے کہا۔

"مسٹر ڈینش حکومت اسپین نے ہم سے خصوصی طور پر درخواست کی ہے کہ ہم تمہارا تحفظ کریں اور تمہیں ہر ممکن سہولت یہاں سے جنوبی افریقہ تک پہنچانے کی فراہم کی جائے جنوبی افریقہ میں تمہارا سفارت خانہ تمہارے استقبال کے لیے تیار ہے اور ہم نے جیل کے حکام سے وہ تمام اجازتیں لے لی ہیں۔" میں کچھ لمحات کے لیے تو حیران ہوا تھا لیکن مسٹر ڈینش مجھے وہی شخص کہہ سکتا تھا۔ جسے یہ معلوم ہو کہ میرا نام دانش منصور ہے بہرحال ان لوگوں نے پذیرائی کی اور جب مجھے میرا سامان واپس کیا گیا تو میں نے ہر وہ چیز دیکھی جو میری ان کاوشوں کا ثمر تھی اور بلاشبہ ان لوگوں نے اس کی بھرپور حفاظت کی تھی مجھے وہ تمام چیزیں واپس کر دی گئیں اور اس کے بعد ایک بڑی لینڈ روور مجھے لے کر چل پڑی لینڈ روور کا سفر ایک عمارت پر ختم ہوا تھا۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو یہ کوئن میکوویا ہی کی کارروائی تھی جسے نے مجھے یہ سہولتیں فراہم کی تھیں میں بعض اوقات یہ غور کرتا تھا کہ کوئن میکوویا ہر وہ انتظام رکھتی ہے جو ضروری ہو اور یہ معمولی بات نہیں ہے اگر وہ یہ سہولتیں مجھے فراہم نہ کرتی تو یقینی طور پر میرے لیے اپنے کام کو بڑھانا ناممکن ہوتا۔ اور اس کے بعد مجھے زمبابوے سے جنوبی افریقہ بھجوانے کے انتظامات کیے جانے لگے مجھے اس کی اطلاع دے دی گئی تھی زمبابوے کے دارالحکومت سے جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ تک پہنچنے کے واقعات میں ایسی کوئی بات شامل نہیں تھی جو قابل ذکر ہو جوہانسبرگ میں مجھے کچھ افراد نے خوش آمدید کہا جو ایک پلے کارڈ لیے ہوئے کھڑے تھے جس پر میرا نام دانش منصور ہی لکھا ہوا تھا میں ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا اور پھر ایک

خوبصورت عمارت میں مجھے پہنچا دیا گیا اور یہاں میرا استقبال کرنے والی کوئن میکوویا ہی تھی جو ایک سبک اور محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ میری منتظر تھی میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر آنکھیں بند کرلیں تو وہ مسکراتی ہوئے آگے بڑھ آئی۔

"ہیلو دانش' میرا خیال ہے اب تم بالکل پرسکون ہو۔" آواز کوئن میکوویا کی تھی اور میرے لیے یہ کوئی حیران کن بات نہیں تھی اس نے کہا۔

"ہاں میں اب بالکل مطمئن ہوں۔"

"ویری گڈ۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"میں انسانی فطرت کو نہیں دبا پا رہی تم سے سب کچھ معلوم کرنے کی آرزو میرے دل میں ہے۔"

"سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم ذہنی اور جسمانی طور پر کیسے ہو۔"

"بالکل ٹھیک ہوں کوئن۔" میں نے جواب دیا۔

"کوئی تردد' کوئی الجھن اور کوئی ایسی تکلیف۔"

"نہیں بالکل نہیں' البتہ اس احساس کا شکار ضرور ہوں کہ جو ذمے داری میرے سپرد کی گئی تھی وہ آپ کی خواہش کے مطابق پوری کرتے میں کامیاب ہو سکا ہوں یا نہیں۔" کوئن میکوویا ہنس پڑی پھر بولی۔

"کسر نفسی کا یہ ایک اعلیٰ نمونہ ہے دانش منصور' میں اور اس سے زیادہ کیا کہوں۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں کوئن حالات پر غور کرتا ہوں تو ہر بار یہی احساس ہوتا ہے کہ میری کاوشیں اس قدر موثر نہیں تھیں جتنی مجھے سہولتیں فراہم کر دی جاتی ہیں۔"

"مجھے تمہاری بقاء بھی تو درکار ہے دانش منصور' میرے دل کی بات پوچھو تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ مجھے ایک ایسا دست راست مل گیا ہے جس کی میں توقع نہیں کرتی تھی لیکن آرزو مند تھی۔"

"شکریہ میڈم۔" میں نے ممنونیت سے کہا۔

"البتہ مجھے اس کی بہت خوشی ہے کہ وہ نئے کھلونے تمہارے بہت کام آئے۔ یقین کرو دانش منصور یہ نئے کھلونے بہت عرصے سے میرے پاس محفوظ تھے اور میں ان کا

تجربہ کرنا چاہتی تھی لیکن کسی زیرک شخصیت کے ذریعے جو انہیں صحیح اور بروقت استعمال کرسکے۔ کوئی کند ذہن انسان ان کی افادیت کو ضائع کرسکتا تھا۔ تم نے انہیں جتنی عقلمندی سے استعمال کیا ہے اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔"

"کمال ہے کوئن، میں تو کہتا ہوں ان کی وجہ سے مجھے تو ہاتھ پاؤں ہی نہیں ہلانے پڑے، بس میری حیثیت ایک کنٹرولر کی سی رہی۔"

"اصل کام انہیں ٹھیک وقت پر اور ٹھیک طریقے سے استعمال کرنا ہی تو ہے۔ میرے پاس ایسے ہزاروں چٹکلے پڑے ہوئے ہیں اور اس کامیاب تجربے کے بعد میں اب انہیں استعمال کرسکتی ہوں۔ آؤ، تمہیں ایک اہم شخصیت سے ملاؤں، تم اس سے مل کر یقیناً خوش ہوگے۔ آؤ بس ایک منٹ میں واپس آجائیں گے۔"

میں کوئن میکوویا کے ساتھ چل پڑا، وہ مجھے لیے ہوئے ایک تاریک کمرے میں داخل ہوگئی۔ بٹن جلا کر روشنی کی تو مجھے کمرے کے اس پار ایک تابوت نظر آیا۔ شیشے کے اس تابوت میں ایک انسانی جسم نظر آرہا تھا۔ سفید باریک لباس میں ملبوس، لیکن اسے دیکھ کر میرا سارا وجود جھنجنا اٹھا۔ میں شدت حیرت سے ابل پڑنے آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور میرے دل میں ایک عجیب سے کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ یہ زیما پیرول تھی۔

═══☆☆☆☆═══

میری اس مہم میں زیما پیرول کا ایک اہم کردار رہا تھا اور اس کے لیے میرے دل میں بہت سے نرم گوشے تھے۔ بارہا میں نے اس کے بارے میں سوچا تھا۔

میری سوالیہ نگاہوں کے جواب میں کوئن میکوویا نے کہا۔ "اس کی داستان بھی بہت سی دکھ بھری کہانیوں میں سے ایک ہے۔ مختصریوں سمجھ لو کہ یہ ایک مظلوم لڑکی تھی۔ اس کا باپ آرکس پیرول وکیل تھا اور پیرس میں اپنی زندگی گزار رہا تھا کہ ایک گروہ اس کے پیچھے پڑ گیا۔ اس نے اس گروہ کے خلاف مقدمہ جیتا تھا۔ گروہ نے اس کے پورے خاندان کو برباد کر دیا۔ یہ لندن میں تعلیم حاصل کر رہی تھی کہ اچانک اسے اپنے ماں باپ بہن بھائی وغیرہ کی موت کی اطلاع ملی اور جب اس نے ان سب کی خون آلود لاشیں دیکھیں تو یہ ذہن پر قابو نہ پاسکی اور اس کا برین بلاسٹ ہوگیا۔ مجھے اس وقت ایک تجربے کے لیے ایسے کسی انسان کی تلاش تھی جو برین ہیمرج کا شکار ہو۔ یہ مجھے بروقت مل گئی۔ میں نے اسے حاصل کرکے اس کے دماغ میں ایکسریز دوڑائیں اور اس کی حرکت بحال کی پھر ایک بڑا آپریشن کرکے اسے مصنوعی دماغ کا مالک بنا دیا۔"

"مصنوعی دماغ؟" میں نے حیرت سے ہونٹ سکوڑ کر زیما پیرول کو دیکھا۔

"ہاں۔ یہ مصنوعی دماغ کی مالک ہے اور اس کا دماغ بیٹری کی طرح چارج ہوتا ہے۔ میں نے ایک مشین کے ذریعے اس کے دماغ سے رابطہ رکھا ہے اور یہ میری ہدایات موصول کرتی ہے۔ ایک طرح سے یہ ایک انسان نما روبوٹ ہے۔"

"میرے خدا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان جنگلات میں میرے لیے بھٹک رہی تھی۔"

"نہ صرف بھٹک رہی تھی بلکہ مجھے تمہاری پوزیشن سے بھی آگاہ کر رہی تھی۔" کوئن میکوویا نے مسکرا کر کہا۔

کوئن میکوویا ایک عظیم سائنس دان تھی' اس میں کوئی شک نہیں تھا لیکن نہ جانے کیوں زیما پیرول کی کہانی نے مجھے مضمحل کر دیا تھا۔ اس کی شخصیت کے بارے میں معلوم کر کے میں ایک عجیب سے احساس کا شکار ہو گیا تھا۔ کوئن میکوویا تو سیمابی فطرت کی مالک تھی۔ اس کی مصروفیات دن رات جاری رہتی تھیں۔ میرے لیے فی الحال کوئی ایسا کام نہیں تھا جسے انجام دے سکتا۔

کوئن میکوویا سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا۔ "تمہیں کسی قسم کی ہدایات دینے کا کوئی حق مجھے حاصل نہیں ہے۔ میں نے تمہیں خلوص نیت کے ساتھ اپنے مشن کا ساتھی مقرر کیا ہے دانش منصور' لیکن ایک دوست کی حیثیت سے میں تم سے ہر بات کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کرتی۔

"ہونا یہی چاہیے کوئن۔" میں نے جواب دیا۔

"بے شک ایک رائے ہے میری اگر تم پسند کرو۔"

"ہاں ضرور کہو۔"

"میرے خیال میں اب کچھ وقت کے لیے تم اپنے وطن چلے جاؤ۔ اپنے لوگوں کے درمیان تھوڑا سا وقت گزار کر تمہیں جو خوشی ہو گی وہ تمہیں چاق و چوبند کر دے گی لیکن یہ تمہاری پسند پر منحصر ہے۔"

میں نے چند لمحات سوچا اور اس کے بعد آمادگی کا اظہار کر دیا۔ فی الحال واقعی کوئی مشن نہیں تھا اس لیے کچھ وقت اپنے پیارے وطن کی سرزمین پر گزار لیا جائے۔ وہاں کی زندگی کی بات ہی اور تھی۔ کوئن میکوویا کے لیے بھلا یہ ایسا مشکل کام تھا کہ وہ میری واپسی کا بندوبست کر دے لیکن اس نے پھر بھی کچھ وقت لے لیا اور اس کے بعد اس کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔

تو اس نے کچھ اشیاء میرے سپرد کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم بلیک چینل کے سربراہان میں سے ایک کی حیثیت رکھتے ہو اور میرے لیے یہ بے حد ضروری ہے کہ تم چاہے کیسی ہی ذہنی قوتوں کے حامل ہو لیکن میں تمہاری طرف سے مطمئن رہوں۔ یہ چند

کھلونے ہیں جن کے بارے میں' میں تمہیں بعد میں تفصیل بتاؤں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے ساتھ رکھو۔ ایک طرح کے بلیک آرمی کے خاص ہتھیار ہیں حالانکہ اپنے وطن جا رہے ہو اور اپنا تحفظ بہتر انداز میں کر سکتے ہو لیکن میرے جذبے مجھے غیر مطمئن کرتے ہیں چنانچہ اگر انہیں قبول کر لو تو مجھے خوشی ہو گی۔"

میں نے ہنستے ہوئے وہ پراسرار کھلونے کوئن میکوویا سے لے لیے اور کہا۔ "ان کے لیے شکر گزار ہوں۔"

کوئن میکوویا مجھے ان کے بارے میں تفصیل بتانے لگی اور میں نے یہ تمام تفصیل ذہن نشین کر لی۔ وطن واپسی کا تصور اس وقت مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے بیرون ملک اپنی ذمے داریاں پوری کرنے والا کوئی شخص چھٹی لے کر وطن پہنچے لیکن میں نے کسی کو اپنی واپسی کی اطلاع نہیں دی تھی اور اچانک ہی اپنے وطن پہنچا تھا۔

سرزمین وطن کی مٹی کی خوشبو شاید اس لیے انسان کو زیادہ عزیز ہوتی ہے کہ اس کا وجود اس مٹی کی تخلیق ہوتا ہے۔ جذباتی رشتوں کو کتنے ہی نام دے دیے جائیں لیکن اصلیت شاید یہی ہے کہ مٹی اپنی تخلیق کو پہچانتی ہے اور تخلیق مٹی کو۔ ایک عجیب سا سرور انگیز احساس لیے میں اپنی کوٹھی میں داخل ہوا۔ اب اس قدر بھی احتیاط ضروری نہیں تھی کہ میں اپنے آپ کو اپنے وطن والوں سے بالکل ہی پوشیدہ رکھوں حالانکہ دانش منصور کا وجود اب قصہ پارینہ ہو چکا تھا لیکن ان لوگوں کے لیے نہیں جو مجھ سے براہ راست منسوب تھے۔

بہت سی حیرتوں کا استقبال کرنا پڑا۔ سب دنگ رہ گئے تھے اور کچھ مشکوک بھی تھے جو مشکوک تھے انہوں نے اپنے طور پر کارروائی کی اور رشید ناگی میری واپسی کی خبر سنتے ہی دیوانہ وار دوڑا چلا آیا۔ میں اطمینان سے اپنے بیڈ روم میں پہنچ گیا تھا اور بوکھلائے ہوئے لوگوں کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

لیکن رشید ناگی کی شخصیت دوسروں سے بالکل مختلف تھی۔ اس نے گرم جوشی سے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "دنیا آپ کے بارے میں کیسے ہی خیالات کا اظہار کرے چیف لیکن آپ کا یہ غلام آپ کے بدن کی خوشبو کو پہچانتا ہے۔ اگر کبھی اس خوشبو کو پہچاننے میں کوئی غلطی ہوئی تو پھر رشید ناگی کا وجود ہی بے کار ہے۔"

میں نے رشید ناگی کو گلے لگالیا۔

اس نے حیران لہجے میں کہا۔ "لیکن چیف آپ کی واپسی بے حد پراسرار ہے؟"

"نہیں ناگی اس میں کوئی ایسا اسرار پوشیدہ نہیں ہے۔ بس تم لوگوں کے پاس آنے کو دل چاہا۔ خاموشی سے آگیا اور اس طرح اچانک تم سے ملاقات کرکے خوشی کچھ زیادہ ہی ہوئی۔"

رشید ناگی کے انداز سے پتا چلتا تھا کہ وہ خود بھی میری آمد سے بے انتہا مسرور ہو گیا ہے بہرحال اور لوگ بھی ملنے آتے رہے۔ ڈائمنڈ سٹی کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ ملکی اور شہری حالات کا پورا پورا ادراک ہوا۔ اپنوں کے بارے میں بہت سے سوالات کیے میں نے۔ رخسار جو میری زندگی کا ایک حصہ تھی اس وقت یہاں موجود نہیں تھی اس کے بارے میں رشید ناگی نے بتایا کہ وہ "پناہ گاہ" میں ہے۔ پناہ گاہ اس رفاہی ادارے کا نام تھا جسے میری ہدایت پر رشید ناگی نے ایک وسیع و عریض علاقے میں تعمیر کرایا تھا اور یہاں زندگی کے ستائے ہوئے لوگوں کے لیے ہر طرح کی آسائشیں مہیا کر دی گئی تھیں اور رخسار اس ادارے کی چیئرمین تھی اور ایک سوشل ورکر کی حیثیت سے اب وہ وطن عزیز میں ایک خاص مقام حاصل کر چکی تھی۔ رشید ناگی سے یہ ساری تفصیلات میں نے سنیں اور مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میں نے اپنا جو باغ سجایا تھا اس کا ہر پودا اب تناور درخت بن چکا تھا اور کسی کو کوئی مشکل نہیں تھی۔

میں نے سب سے پہلے رخسار ہی سے ملاقات کا فیصلہ کیا اور رشید ناگی سے کہا۔

"ناگی ڈیر رفتہ رفتہ میں اپنی ان محبتوں سے سیراب ہو جاؤں گا جن کی چاہ میرے دل میں ہے اس لیے میری آمد کی خبر عام نہیں ہونی چاہیے۔ ایک ایک کرکے میں لوگوں کا انتخاب کروں گا اور ان سے ملاقات کروں گا۔ تمام لوگوں کو ہدایت کر دینا۔"

"ٹھیک ہے چیف تعمیل حکم ہوگی اور آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ان سب کا کنٹرول میرے پاس مضبوط ہے۔"

پھر سب سے پہلے میں نے رخسار سے ملاقات کا فیصلہ کیا اور ایک شاندار گاڑی میں بیٹھ کر رخسار کی اس "پناہ گاہ" کی جانب چل پڑا جسے میں نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس عظیم الشان عمارت کے بڑے سے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔ رشید ناگی نے

نیچے اتر کر کالے شیشوں والی کار کا دروازہ کھولا۔ میں نے اپنے طور پر تو کسی قسم کا کوئی حفاظتی بندوبست نہیں کیا تھا لیکن رشید ناگی میرے سلسلے میں محتاط تھا۔ اس وقت میں سب کچھ بھول کر رخسار کو یاد کر رہا تھا۔ بہرحال میری زندگی میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک خوبصورت دفتر میں داخل ہوئے۔ دروازے پر کھڑے ہوئے چپڑاسی نے رشید ناگی کو پہچان کر دروازہ کھول دیا تھا۔ رخسار ایک عظیم الشان میز کے عقب میں کچھ کاغذات پر جھکی ہوئی بیٹھی تھی۔ سفید ساڑھی میں ملبوس بالکل سادہ چہرہ ہر قسم کے میک اپ وغیرہ سے بے نیاز۔ قدموں کی آہٹ پر اس نے گردن اٹھائی۔ رشید ناگی کو دیکھا اور پھر اس کی نگاہ اس کے عقب میں مجھ پر اٹھ گئی۔ مسکرا کر رشید ناگی سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن مجھے دیکھ کر ساکت ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک پتھریلا پن سا پیدا ہو گیا تھا۔ میں اس کی ذہنی کیفیت کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ایک کرسی کھینچی اور بیٹھ گیا۔ رشید ناگی اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور رخسار اسی طرح ساکت و جامد اپنی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی تھی۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ "میڈم میرا ایک سوشل پرابلم ہے جس کے لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ناگی نے البتہ مسکراتے ہوئے کہا۔ "سر آپ اپنا سوشل پرابلم سولو (Solve) کیجیے۔ میں باہر موجود ہوں۔" یہ کہہ کر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

رخسار نے اپنے آپ کو سنبھالا اور عجیب سے لہجے میں بولی۔ "بعض اوقات میں جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنے لگتی ہوں۔ خدا را مجھے یہ بتا دو کہ میں عالم خواب میں تو نہیں ہوں۔"

میں نے اپنا سیدھا ہاتھ میز پر پھیلا دیا اور رخسار نے درحقیقت اسے چھو کر دیکھا اس کے وجود میں ہلکی سی کپکپاہٹ دوڑ گئی۔ وہ مجھے دیکھتی رہی اور اس کی آنکھوں میں جو تحریریں رقصاں نظر آئیں وہ خود اپنا ترجمان تھیں۔

میں نے محبت بھرے انداز میں کہا۔ "کیسی ہو رخسار؟"

"اچانک اس طرح، مجھے بھی اطلاع نہیں دی۔"

"یہ پر لطف مناظر دیکھنے کو کہاں ملتے۔ اطلاع دے کر آتا تو کیا تم مجھے چھوڑ کر دیکھتیں۔" اس کے انداز میں بے پایاں مسرت پیدا ہوگئی اور وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے کہاں؟"

"آؤ' کوئی اور آجائے گا اور میرا امیج خراب ہو جائے گا۔ میرا مطلب ہے میں اس پر توجہ نہیں دے سکوں گی تو وہ میرے بارے میں نجانے کیا سوچے۔ آؤ پلیز۔"

میں اٹھ گیا۔ وہ مجھے ساتھ لیے ہوئے اس آفس کے ایک دروازے سے اندر داخل ہوئی اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ میں نے دلچسپی سے مسکراتے ہوئے اس کا ساتھ دیا۔ کشادہ سیڑھیاں عبور کرکے ہم لوگ ایک راہداری میں پہنچے اور پھر اوپر منزل میں آگئے۔ یہاں کئی کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر رخسار میرے اندر آنے کا انتظار کرنے لگی اور میں اندر داخل ہوگیا۔

"بڑی ٹیکنیکل اور خوشنما عمارت بنائی ہے۔"

جس کمرے میں داخل ہوئے وہ بیڈ روم تھا اور یہاں کا منظر بے حد خوب صورت تھا۔ رخسار نے مجھے دیکھا اور پھر نہایت آرام دہ کرسی میرے لیے گھسیٹ دی اور خود میرے سامنے بیٹھ گئی۔

"سنجیدگی قائم رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اصل میں آپ اس طرح آئے ہیں دانش منصور کہ مجھے یقین ہی نہیں آرہا۔ دانش۔" میں نے اسے دیکھا تو وہ بولی۔ "مجھے اس وقت زبان و بیان میں قید مت کرو۔ میں اپنی کیفیات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"مجھے احساس ہے رخسار' خود کو سنبھالو۔ بہت خوب صورت دفتر بنایا ہے تم نے۔ کہو کام کیسا ہو رہا ہے؟"

"نہایت اطمینان بخش اور میری آرزوؤں کے مطابق۔"

"مجھے خوشی ہوئی ہے۔" میں نے کہا۔

"لیکن فیصل یہ واقعی اچانک کیسے آگئے؟"

"بس دل چاہا۔ پابندیاں تو تمھیں نہیں' آگیا اور آنے کے بعد سب سے پہلے وہ درجے متعین کیے جو میرے دل میں محبت کرنے والوں کے لیے تھے یا پھر یوں سمجھو محبتوں

کا تعین کیا۔ کوٹھی میں جانا اس لیے ضروری تھا کہ وہاں سے سب کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں پھر ناگی سے فرمائش کی کہ پہلے تمہارے پاس چلے۔"

رخسار کو اب یقین آگیا تھا۔ اس نے مسرور لہجے میں کہا۔ "میں بہت خوش ہوں۔ بے حد خوش اور خاص طور سے اس بات پر بھی کہ تم نے مجھے اولیت دی ہے۔ میں تمہیں آج واپس نہیں جانے دوں گی۔ رشید ناگی سے کہہ دو کہ چلا جائے بس آج تم میرے پاس ہی رہو گے۔"

"ٹھیک ہے رخسار' بھلا اس میں ایسی کیا بات ہے جس کے بارے میں تم یہ سوچو کہ میں تعرض کروں گا۔"

ناگی کو میں نے ضروری ہدایات دے کر واپس کر دیا اور پھر میں نے رخسار کے ساتھ اس کی اس "پناہ گاہ" کا جائزہ لیا۔ اس نے بہترین انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ پناہ گاہ کے مختلف درجے تھے۔ اس میں ایک عظیم الشان ہسپتال بھی قائم کیا گیا تھا جس میں دنیا کی جدید ترین مشینوں کے ساتھ علاج معالجے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس میں زیادہ تر ایسے مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا جو اعلیٰ درجے کا علاج کرانے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے اور ان کے پاس وسائل نہیں ہوتے تھے۔ ایسے لاوارث مریضوں کے لیے یہاں رہائش گاہیں بھی تھیں جن کا علاج طویل عرصے تک کیے جانا ہوتا تھا اور جن کے پاس رہنے تک کا وسیلہ نہ ہوتا۔ لاوارث خواتین کے لیے الگ جگہ تھی اور بچوں کے لیے بھی معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ ان تمام چیزوں کا جائزہ لے کر میں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تو رخسار نے کہا۔ "یہ جگہ حالانکہ بہت زیادہ ہے لیکن مجھے کم محسوس ہوتی ہے۔ میں نے ناگی سے کہا ہے کہ ہمیں بہت سی برانچیں بھی کھولنی ہیں اس کے لیے زمینوں پر نگاہ رکھی جائے۔ ہسپتال ہم یہیں رہنے دیں گے لیکن ہمیں لاتعداد رہائش گاہیں تیار کرنا ہوں گی کیونکہ میرے وطن میں بہت سے ایسے لاچار لوگ ہیں جن پر ابھی تک توجہ نہیں دی گئی ہے۔"

"میں ناگی کو خاص طور سے ہدایت کردوں گا کہ وہ اس کام میں تاخیر نہ کرے' سنو گھر کے لوگوں کا کیا حال ہے؟"

"گھر کے لوگ؟" رخسار عجیب سے انداز میں ہنسی پھر بولی۔ "میری رہائش گاہ اسی پناہ گاہ میں ہے۔ میں ان لوگوں سے دور نہیں رہتی جن کے ساتھ میں نے محبت کے رشتے

جوڑے ہیں گھر والوں سے درخواست کی ہے میں نے کہ جسے میری ضرورت ہو جب دل چاہے مجھے طلب کرے یا خود آجائے۔ میری دنیا بالکل تبدیل ہو چکی ہے فیصل۔ اب میں اس پناہ گاہ کو اپنا گھر سمجھتی ہوں اور یہاں بہت مطمئن ہوں۔ ان لوگوں کے مسائل میری زندگی کو رواں دواں رکھتے ہیں اور میں ان کے لیے کچھ کر کے جو روحانی مسرت محسوس کرتی ہوں وہ مجھے کہیں اور نہیں ملتی۔"

عرفان غزنوی اپنے اہل خاندان کے ساتھ یہیں موجود تھے اور رخسار سے انہوں نے رابطہ مسلسل توڑ لیا تھا۔ باقی لوگوں کے بارے میں وہی اطلاع ملی تھی کہ ان میں سے کچھ یہاں موجود ہیں اور اپنے طور پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ البتہ بڑے غزنوی صاحب نے پھر ملک کا رخ نہیں کیا اور باہر ہی زندگی گزار رہے ہیں۔ آنا ماں خیریت سے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ہیں۔ ایک بار آئی تھیں تو اس "پناہ گاہ" میں آکر رخسار اسے بھی ملی تھیں اور انہوں نے حیرت سے پوچھا تھا کہ یہ سب کچھ کس نے بنوایا۔

"سوری فیصل میں نے تمہارا ہی نام لیا تھا۔ بس یوں سمجھ لو یہاں میں ایک ایسی شخصیت بن گئی تھی جو دوسروں سے تمہاری برتری کا اعتراف چاہتی تھی۔"

"انا ماں نے یہ تو نہیں بتایا رخسار کہ فیصل کون ہے؟" میں نے حسرت بھرے لہجے میں سوال کیا اور رخسار خاموش ہو گئی۔

رات ہم لوگ ایک ہی کمرے میں یکجا رہے اور تقریباً ساری رات باتیں کرتے رہے پھر شاید میں تو سو بھی گیا تھا لیکن صبح جب آنکھ کھلی تو رخسار کو جاگتے ہوئے ہی پایا۔ وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

میں نے اس سے کہا۔ "ناشتہ کراؤ رخسار اور اس کے بعد رشید ناگی کو طلب کرو۔ دوسری ملاقات میں مشعل شاہ سے کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے خاموشی سے میرے احکامات کی تعمیل کی۔

رشید ناگی کے آنے کے بعد اس کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے میں نے رخسار سے کہا۔ "مشعل شاہ سے ملاقات کرنے کے بعد الیاس بھائی کے پاس جاؤں گا اور شاید تمہاری مصروفیات میں سے کچھ وقت میں حاصل کر لوں لیکن الیاس بھائی سے ملاقات کرنے کے بعد میں تم سے رجوع کروں گا۔"

"تم جس طرح چاہو میں کسی بھی سلسلے میں ضد نہیں کروں گی کیونکہ میری ضد تو تم نے پہلے ہی مرحلے پر پوری کر دی ہے۔ یعنی یہ ایک دن میرے ساتھ گزارنے کی ضد۔" رخسار نے محبت سے کہا۔

میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی پھر رشید ناگی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چل پڑا۔

رشید ناگی کو میں نے بتایا کہ میں مشعل شاہ سے ملنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا۔ "چیف شاہ صاحب کو کوٹھی میں بلاؤ گے یا پھر ڈائمنڈ سٹی ہی چلنا چاہیے۔"

"نہیں ان کا احترام مانع ہے۔ میں ڈائمنڈ سٹی ہی میں ان سے ملاقات کروں گا۔ اس بہانے ڈائمنڈ سٹی کے دوسرے تمام افراد سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔" ناگی نے گردن خم کر دی۔

پھر ہم ساحل سمندر کے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ڈائمنڈ سٹی کا بوٹ بیس تھا اور یہاں سے ایک خوب صورت اسٹیمر ہمیں لے کر چل پڑا۔ ڈائمنڈ سٹی کی تو زندگی ہی بدل گئی تھی حالانکہ اب اتنا طویل عرصہ بھی نہیں ہوا تھا لیکن وہ ایک خوب صورت جزیرہ بنا دیا گیا تھا، جو اتنا حسین تھا کہ میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ مشعل شاہ کو میری آمد کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ایک خوب صورت گاڑی جو دوسرے ڈاک پر موجود تھی ہمیں لے کر چل پڑی اور کچھ دیر کے بعد میں اس عمارت میں پہنچ گیا جو رہائشی حصے میں تھی۔ یہاں میری ملاقات مشعل شاہ سے ہوئی۔ مشعل شاہ کا میری زندگی سے اتنا گہرا تعلق تھا کہ اس تعلق کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ مشعل شاہ بھی مجھے دیکھ کر شدید حیران ہوا اور پھر بزرگانہ شفقت کے ساتھ اس نے مجھے اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ وہ جیسی جیسی مشکلات سے گزرا تھا بھلا اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ اور کون جان سکتا تھا بلکہ آج یہ جو سب کچھ موجود تھا یہ مشعل شاہ ہی کا مرہون منت تھا۔ ہماری تفصیلی ملاقات ہوئی اور میں نے مشعل شاہ کو بتایا کہ میری زندگی کا محور کس طرح تبدیل ہوا ہے۔ کوئن میکوویا کے بارے میں سن کر مشعل شاہ حیران رہ گیا۔

"اس نے یہ سب کچھ کر ڈالا ہے جو تم بتا رہے ہو؟"

"جی شاہ صاحب اور اس کا نظریہ اس طرح میرے دل و دماغ میں بس گیا ہے کہ میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔"

"ہاں تم جس سطح کے انسان ہو ایسے لوگوں کو ایسے ہی مقاصد کے لیے اتارا جاتا ہے لیکن اب میں یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی ذات کو اس طرح اجاڑ درخت نہ بنالو اور اپنی زندگی کے لیے بھی کچھ کرو۔"

"میں نے ہمیشہ آپ کے احکامات کی تعمیل کی ہے شاہ صاحب آپ جو حکم دیں گے میں اس سے گریز نہیں کروں گا۔"

"تو پھر تم رخسار سے شادی کرلو۔" مٹھل شاہ نے کہا اور میرے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔

میں نے آہستہ سے کہا۔ "زندگی میں جو رشتے چھن گئے ہیں شاہ صاحب وہ رشتے مجھے دوسری شکلوں میں مل چکے ہیں جیسے آپ' الیاس بھائی اور میرے دوسرے محبت کرنے والے لیکن ایک داغ ہے سینے پر اگر وہ دھل جاتا تو صحیح معنوں میں میری اصل شکل وجود میں آتی۔"

"بیٹے! میں تمہاری زندگی کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تمہارے نظریے سے متفق بھی ہوں لیکن بعض اوقات تقدیر ایک وقت متعین کردیتی ہے کسی بھی کام کے لیے۔ ہو سکتا ہے وہ وقت ابھی نہ آیا ہو جو تمہاری ان آرزوؤں کی تکمیل کردے۔ کیا اس کے انتظار میں ہم دوسری چیزیں کھو دیتے ہیں؟"

"اس موضوع پر ہم لوگ گفتگو کریں گے شاہ صاحب۔"

پھر میں نے جزیرے پر ہونے والی کارکردگی کا جائزہ لیا اور مجھے بے حد اطمینان ہوا۔ میرے ذہن میں اپنے وطن کے لیے ایک تصور تھا۔ ایک آرزو تھی۔ اس آرزوؤں کی تکمیل میری خواہش کے مطابق تو ہونا ذرا مشکل ہی تھی لیکن جو کچھ آہستہ آہستہ ہوتا رہا تھا۔ اگر اس کی ایک چین بن جائے تو کم از کم یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی میں' میں اپنے خوابوں کی تعبیر پالوں۔ میرے ساتھی اب ایک راہ پر چل پڑے تھے اور امیدیں روشن ہوگئی تھیں۔ یہ تمام کچھ دیکھا۔ مٹھل شاہ کے ساتھ بھی خاصا وقت گزارا اور انہیں بتایا کہ کوئن میکوویا نے آنے والی نسلوں کے لیے ایسے بہت سے کردار تیار کرلیے ہیں جو اس کے اس مشن کو سنبھالیں۔ مٹھل شاہ نے فوراً ہی میری بات اچک لی۔

"جو کام اس نے اس انداز میں کیا ہے اسی کو میں ذرا مختلف شکل دینا چاہتا ہوں

یعنی یہ کہ تمہارا یہ مقصد تمہاری اولادیں سنبھالیں اور یہ کام جاری رہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "مٹھل شاہ میرا یہ کام' میری اولادیں نہ سہی میرے اہل وطن سنبھالے ہوئے ہیں۔ میں تو بس ایک نظریہ ہوں اس نظریے کی تقلید تو یہی لوگ کر رہے ہیں۔"

"پھر بھی میرا خیال ہے تم اپنے معمولات سے فراغت حاصل کرلو اس کے بعد میں کچھ وقت تم سے لوں گا اور اس میں رخسار کو بھی طلب کروں گا۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی جو تمہارے محبت کرنے والے ہیں۔"

مٹھل شاہ سے یہ ملاقات میرے لیے بہت ہی فرحت بخش رہی۔ ایک ایک فرد سے محبت تھی مجھے۔ تیسرا مرحلہ الیاس بھائی کا تھا۔ وہ گھر بھی میرے لیے ایسی ہی محبتوں کا باعث تھا اور اس گھر نے مجھے صحیح معنوں میں وہ بصیرت دی تھی جو آج میرے کام آرہی تھی۔ رشید ناگی نے بتایا تھا کہ الیاس بھائی اپنے اہل خاندان کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آصف نور بہت اچھا انسان ثابت ہوا ہے اور لوگ مالی طور پر بھی بہت بہتر حالت گزار رہے ہیں بہرحال الیاس بھائی کے ہاں پہنچ گیا۔

الیاس بھائی اب اپنے مشاغل سے ریٹائر ہوچکے تھے اور گھریلو زندگی بسر کر رہی تھے۔ انہوں نے اپنے لیے ایسے وسائل پیدا کرلیے تھے جو آج انہیں سہارا دے رہے تھے۔ وہ سب بھی مجھ سے اسی انداز میں ملے۔ نازاں باجی کے انداز میں ہمیشہ ہی میں نے ایک ماں کی ممتا پائی تھی۔ حالانکہ اب ان کے بھی بچے تھے لیکن انہوں نے جس طرح لپک کر اپنے سینے میں مجھے داخل کیا تھا اس نے میرے دل پر بڑا اثر چھوڑا اور شاید میری آنکھوں میں نمی بھی آگئی۔ الیاس بھائی' آصف نور سب کے سب اسی طرح میرے گرد جمع ہوگئے تھے کہ میں مسرت سے سرشار ہوگیا تھا۔ بعد میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہونے لگی۔ نازاں باجی' الیاس بھائی' آصف نور نے مجھ سے میرے بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل کیں اور جس طرح مناسب تھا میں نے انہیں بتایا پھر یہاں بھی وہی سلسلہ شروع ہوگیا۔

نازاں باجی نے کہا۔ "اور اس بار میں تمہیں اس طرح کہیں نہیں جانے دوں گی بلکہ تمہیں میری تمام تر محبتوں کا صلہ ادا کرنا ہوگا۔"

"اس کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نازاں باجی آپ کی محبتوں کا اگر کوئی صلہ ہو سکتا ہے تو مجھ سے طلب کیجئے جان دے کر بھی ادائیگی کروں گا۔"

"اور لفاظی بالکل نہیں چلے گی سمجھے تم۔ بس تمہیں شادی کرنا ہوگی ایک خاندان بنانا ہے' تمہیں اپنا۔ آخر ہم لوگ تمہیں اس طرح بے خانماں پھرنے کی اجازت کب تک دے سکتے ہیں۔ تم نے اپنا ایک محور بنالیا ہے ایک مقصد بنالیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ زندگی کے ان حقائق سے فرار ہے جو بہر طور تمہیں فیس کرتے ہیں۔" مجھے ہنسی آگئی میں نے کہا۔ "ایک بڑی مشکل یہ ہے نازاں باجی' ہر وہ شخص جو ایسے کسی جال میں پھنس چکا ہے دوسروں کو بھی اس جال میں پھنسے دیکھنا چاہتا ہے حالانکہ مشعل شاہ نے زندگی بھر ایسا نہیں کیا لیکن وہ بھی اس کے خواہاں ہیں۔"

"اور تم سب کو انگلیوں پر نچا رہے ہو' میں کہتی ہوں وقت کو اپنی مرضی کا تابع کیوں کرنا چاہتے ہو؟ کیوں اس بات کے خواہش مند ہو کہ وہ سب کچھ وقت سے پہلے ہو جائے جو تمہاری آرزو ہے۔"

"نازاں باجی' کیا یہ میرا خاندان نہیں ہے۔ کیا میں گھریلو زندگی سے محروم ہوں۔ آپ کی محبت بھری باتیں بھابی' الیاس بھائی' بزرگ مشعل شاہ' دوست رشید تاگی مجھے سب کچھ تو حاصل ہے۔"

"تو پھر کس چیز کے خواہاں ہو' کیوں ہماری باتوں کو نہیں مانتے کیوں اس طرح آوارہ گردی میں زندگی بسر کر رہے ہو؟"

الیاس بھائی نے گھور کر نازاں باجی کو دیکھا تو انہوں نے کہا۔ "نہیں مجھے اس پر یہ حق حاصل ہے الیاس بھائی۔" نازاں باجی کا انداز کچھ ایسا ہو گیا کہ مجھے انہیں سنبھالنا پڑا۔ وہ جذباتی ہو گئی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ شاہ صاحب بھی اس سلسلے میں خاصے جذباتی ہیں اور بہت جلد ایک نشست کا انعقاد کرنے والے ہیں۔ آپ لوگ بھی اس میں شرکت کیجئے بہرطور میں آپ کے فیصلوں سے انحراف نہیں کروں گا۔

میرے ان الفاظ نے انہیں مطمئن کیا تھا۔ اس کے بعد فرمائش ہوئی کہ میں کم از کم تین دن یہاں گزاروں اس سے پہلے مجھے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ میں خود انہی نظریات کے تحت یہاں آیا تھا۔ ہر ایک کی خواہش پوری کرنا میری ذمے داری تھی۔ البتہ یہاں یہ

آسانی بھی ہو گئی کہ شام میں خصوصی طور پر رخسار کو بلایا گیا اور ڈنر میں وہ ہمارے ساتھ شریک ہوئی۔ رخسار کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بے حد خوشی ہو رہی تھی کیونکہ ایک سوشل ورکر کی حیثیت سے اس نے اپنا بہترین مقام بنالیا تھا اور اس کا نام معزز حلقوں میں بڑے احترام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ گزرے ہوئے وقت کی تمام کہانیاں میری نگاہوں میں تازہ ہو گئی تھیں۔ اس شہر میں' میں نے جو زندگی گزاری تھی اب اس کا تصور بھی عجیب لگتا تھا۔ مسجد خضرا کے پاس دھوئی جانے والی گاڑیوں کے پاس میں نے کافی دیر کھڑے ہو کر وقت گزارا تھا۔ استاد پیرو اور دوسرے بہت سے کردار بھی تھے۔

بہرحال زندگی بڑی پھیلی ہوئی تھی۔ میں شاہد بھائی وغیرہ سے بھی ملا اور اس کے بعد میں نے رفیق احمد جاگیردار کے گھر کی جانب رخ کیا۔ ابھی تک انہیں میری آمد کے بارے میں علم نہیں تھا اور شاید انہیں میری زندگی کا بھی پتا نہیں تھا کیونکہ جن لوگوں کو اس راز میں شریک کیا گیا تھا وہ گنے چنے افراد تھے۔ رفیق احمد جاگیردار نے مجھے دیکھا تو دنگ رہ گئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں اور وہ اس طرح مجھے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا ہو۔

"اگر آپ مجھے ارواح خبیثہ میں سے سمجھ رہے ہیں تو مطمئن رہیے رفیق صاحب ایسی بات نہیں ہے۔"

"اللہ تمہیں اتنی طویل عمر دے کہ تم دنیا کی ہر خوشی دیکھو بیٹے لیکن .... لیکن میں نے تو کچھ اور ہی سنا تھا۔"

"ہاں بعض اوقات کچھ ایسی باتیں بھی منظر عام پر لائی جاتی ہیں جو حقیقی نہیں ہوتیں بہرحال میں زندہ سلامت ہوں اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔"

"دلل .... لیکن .... وہ خبریں۔"

"ان خبروں کا اس طرح قائم رہنا بہت ضروری ہے رفیق صاحب۔ حالات کچھ ایسے ہی ہیں' میں بہت کم لوگوں سے ملا ہوں۔ ان دنوں ملک میں نہیں رہتا لیکن نجانے کیوں آپ کو نظر انداز نہیں کر سکا۔ سنائیے آپ کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہوں بہرحال تم نے میرے خاندان کو جو سہارا دیا ہے مرتے دم تک میں ہی کیا بلکہ میرے اہل خاندان بھی اسے نہیں بھول سکتے۔"

"جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں وہ اجنبی اجنبی سے لگتے ہیں۔ نجانے کیوں آپ مجھے کبھی اجنبی نہیں لگے۔ خدارا ایسی بات نہ کیجئے گا۔" پھر میں نے عافیہ بیگم کے بارے میں پوچھا اور رفیق صاحب نے ایک مغموم سانس لے کر کہا۔

"کیا نہیں کر چکا ہوں میں اس کے لیے لیکن اللہ کو اس کی صحت دماغی منظور نہیں ہے جیسی تھی ویسی ہی ہے کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی اس میں۔"

"مل سکتا ہوں۔" میں نے پوچھا رفیق احمد کھڑے ہو گئے اور پھر وہ خود ہی عافیہ بیگم کے کمرے کے دروازے پر لے گئے۔ دروازہ آہستہ آہستہ بجایا تو اندر سے عافیہ بیگم کی آواز سنائی دی۔

"ابھی.......... ابھی کھولتی ہوں۔ بس ابھی کھولتی ہوں وہ آئے ہیں نا ساتھ۔"

"ہاں.......... دروازہ کھولو۔ کیا کر رہی ہو؟"

"اُفوہ۔ ابھی کھولتی ہوں کہا نا۔" عافیہ بیگم کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے عافیہ بیگم کو ایک عجیب ہیئت میں دیکھا۔ وہ خوبصورت چہرہ ہمیشہ کی مانند تھا۔ آنکھوں میں ایک کھویا کھویا انداز بھی۔ بالکل اسی طرح' بالوں کی ایک لٹ سفید ہو گئی تھی جس پر کاغذ کا ایک ٹکڑا عجیب سے انداز میں چپکا لیا گیا تھا۔ ہونٹوں پر لپ اسٹک لگائی تھی جو ہونٹوں سے آگے بھی پھیلی ہوئی تھی۔ گالوں پر بھی غالباً میک اپ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ چہرہ خاصا عجیب ہو گیا تھا اور مسکراہٹ میں ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ شرمائے شرمائے انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔

رفیق احمد نے تاسف بھرے انداز میں اسے دیکھا اور بولے۔ "بیٹے پہچانا انہیں' کون ہیں یہ؟"

"میں نے انہیں اپنے کمرے کی کھڑکی سے آتا دیکھ لیا تھا۔ آپ ہمیں تنہا چھوڑ دیجئے نا۔ بزرگوں کا نوجوانوں کے ساتھ موجود رہنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔ آپ جائیے نا۔" عافیہ بیگم نے شرمائے ہوئے انداز میں کہا اور رفیق احمد ایک مغموم سانس لے کر واپس پلٹ گئے۔

"آیئے اندر آیئے۔" عافیہ بیگم شرمائے ہوئے لہجے میں بولی۔

میں اندر داخل ہو گیا۔ نجانے ان خاتون کے اندر مجھے دیکھ کر یہ کیفیت کیوں پیدا ہو

جاتی تھی۔ یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عافیہ بیگم شرمائے شرمائے انداز میں گردن جھکا کر دوسری کرسی پر بیٹھ گئیں۔ چند لمحات خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔ "کیسی ہیں آپ عافیہ بیگم؟"

عافیہ نے شرگیں نگاہیں اٹھائیں۔ میں ان تاثرات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہنے لگیں۔ "آپ کی بلا سے۔"

"جی؟"

"تو اور کیا جب کوئی خبر ہی نہ لے تو شکایت نہ ہو تو اور کیا ہو؟"

"اوہو عافیہ بیگم میں تو اس شہر میں ہی نہیں تھا۔"

"یہ بھی تو بری بات ہے کہیں جاتا ہے کوئی تو بتا کر جاتا ہے لیکن آپ نے کبھی کچھ بتایا ہی نہیں۔ بس آتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ نہ کچھ پوچھ.......... نہ کچھ۔ یہ بھی نہیں پوچھتے کہ آپ پر کیا گزری ہے۔"

"اور سنایئے سنا ہے پچھلے دنوں آپ ملک سے باہر گئی ہوئی تھیں؟"

"جی ہاں لوگ مریض ہو گئے ہیں۔ خصوصاً ہمارے ابو' ان کا خیال ہے کہ ان کے سوا اس گھر میں سب پاگل رہتے ہیں۔ بس وہ ہوش مند ہیں چنانچہ علاج کراتے پھرتے ہیں۔ کبھی میرا کبھی کسی اور کا آپ بتایئے مجھ میں کوئی خرابی نظر آتی ہے؟"

"بالکل نہیں عافیہ بیگم آپ تو اس قدر ذہین اور سمجھدار ہیں کہ کبھی کبھی میں آپ کے بارے میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں۔" جواب میں وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کوئی انہیں بھی تو سمجھائے۔ زمانہ ہی ایسا ہے ہوش مند ناہوشوں کے سامنے بے عقل بن کر رہ گئے ہیں۔ بس رفتار زمانہ ہے آپ کہاں چلے گئے تھے؟"

"بس عافیہ بیگم زندگی بڑی مصروف ہے۔ نجانے کہاں کہاں وقت گزرتا ہے کوئی ایک ٹھکانا نہیں۔"

"ہمارے یہاں آجایئے۔ ہمارے گھر میں تو بہت سے کمرے ہیں۔ میں ایک کمرہ آپ کے لیے بالکل درست کر دوں گی۔ خوب سجا دوں گی اسے اور آپ کی ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دوں گی۔ آپ یہاں آجایئے نا۔" میں نے اس کی پیش کش کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھا۔

"غور کروں گا۔"

"غور کرنے کی کیا بات ہے۔ ہم پر بھروسا نہیں ہے آپ کو اور میں......... میں تو آپ کی اتنی خدمت کروں گی کہ......... کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ ہر کام میں خود کروں گی۔ آپ کے لیے میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے لیے کچھ کروں لیکن .... لیکن میں کیا کروں آپ میرے پاس ہوتے کب ہیں؟"

"آپ کا بے حد شکریہ عافیہ بیگم اور کیا کیا کر رہی ہیں آپ؟" میں نے پوچھا اور وہ ہنس پڑی۔

"میں کیا کروں گی بس وقت گزر رہا ہے اور بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔" اس نے کہا۔ دفعتہ اس کے بالوں پر لگا ہوا کاغذ کا ٹکڑا اڑ گیا اور اس نے جلدی سے کاغذ کو پکڑنے کی کوشش کی پھر واپس اپنے سر پر جمانا چاہا۔

"یہ کاغذ کیوں لگا رہی ہیں آپ سر پر؟"

"وہ بس۔ وہ بس کیا بتاؤں۔ بس دیکھو بالوں کی یہ لٹ سفید ہو گئی ہے۔ نجانے ایسا کیسے ہو گیا۔ میری عمر تو اتنی نہیں ہے لیکن شاید میرے بال نزلے سے سفید ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ محسوس مت کیجئے گا۔"

"نہیں عافیہ بیگم بالوں کی یہ سفید لٹ تو آپ کے چہرے پر بہت خوب صورت لگتی ہے۔"

"ایں۔" وہ میرے الفاظ میں کھو سی گئی اپنی جگہ سے اٹھی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ بالوں کی اس لٹ کو دیکھتی رہی پھر بڑے دل آویز انداز میں مسکراتے ہوئے پلٹی۔ "آپ کو میرے بالوں کی یہ سفید لٹ اچھی لگتی ہے؟"

"بے حد خوبصورت۔"

"میں تو پاگل ہوں بالکل ہی پاگل۔ آپ کھڑکی سے نظر آئے تو میں نے سوچا آپ ضرور مجھ سے ملنے آئیں گے۔ بس میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ بالوں کو چھپانے کی کوئی اور ترکیب سمجھ میں نہیں آئی تو میں نے یہ کاغذ سر پر چپکا لیا لیکن چپکا نہیں کمبخت۔ چلیے اچھا ہوا آپ کو میرے بالوں کی یہ لٹ اچھی لگتی ہے نا۔"

عافیہ بیگم باتیں کرتی رہیں نجانے کیوں میرے دل میں ان کے لیے ہمدردی کے

شدید جذبے موجود تھے۔ اتنی خوش شکل عورت اور بے چاری ذہنی عدم توازن کا شکار ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے واپس پلٹ آیا لیکن بہت دیر تک عافیہ بیگم کی باتیں ذہن کو کریدتی رہی تھیں۔ یہ عورت دیوانگی کا شکار ہے۔ اس کا کوئی بھی پس منظر ہو لیکن مجھے دیکھ کر اس کے انداز میں جو محبوبیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اپنے آپ کو جس طرح میرے لیے سنوارتی ہے۔ یہ بات بڑی حیرت انگیز تھی۔ رفیق احمد سے یہ سوال کر بھی نہیں سکتا تھا کہ کیا عافیہ بیگم ہر اجنبی نوجوان کو دیکھ کر اسی کیفیت کا شکار ہو جاتی ہیں یا صرف میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کچلی ہوئی ذہنیت کی مالک ہیں جس کی بنا پر ان کے جذبات سینے میں گھٹ کر دماغی خلل کا باعث بن گئے ہیں تو بہر طور یہ ایک دلدوز بات تھی۔ بہت وقت عافیہ بیگم کے بارے میں سوچتے ہوئے گزرا تھا۔

رشید ناگی اور میرا پورا ڈپارٹمنٹ میرے لیے سرگرم عمل ہو گیا تھا اور میرا ہر طرح خیال رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی پھر تمام لوگوں سے ملاقاتیں کرنے کے بعد میں نے رشید ناگی کے ساتھ مل کر شاہ نواز سے ملاقات کا پروگرام بنایا ویسے بھی میں تھوڑا بہت کچھ کام کرنا چاہتا تھا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وطن عزیز کی ترقی کے لیے دوسرے کیا کر رہے ہیں اور میری کون سی خدمات کی ضرورت ہے چنانچہ میری ہدایت پر رشید ناگی نے شاہنواز سے رابطہ قائم کیا اور اسے بتایا کہ میں یہاں آیا ہوا ہوں۔ شاہنواز اس وقت سے میرا معتقد تھا جب میں نے الیکشن میں اس کی مدد کی تھی اور شاہنواز کی سربراہی میں اس کے شعبے میں جو کارروائی ہوئی تھی اس کے بعد مجھے اس بات پر مسرت تھی کہ میں نے صحیح آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ شاہنواز نے فوراً ہی مجھ سے ملاقات کی اور بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ رسمی گفتگو کے بعد میں نے جب اسے اپنا مافی الضمیر بتایا تو اس نے کہا کہ وہ اس سلسلے میں کارروائی کرتا ہے اور چند روز کی کارروائی کے بعد اس نے ایک ایسی میٹنگ ارینج کی جس میں ملک کے نامور سائنس داں اور انتہائی اعلیٰ عہدیداران شامل ہونے کے لیے بہ خوشی تیار ہو گئے تھے۔ مجھے مسرت ہوئی کہ کم از کم میری کاوشیں وطن عزیز کے رکھوالوں کے علم میں آئی ہیں اور انہوں نے انہیں ایک مقام دیا ہے۔ میٹنگ بے حد خفیہ رکھی گئی تھی اور ایک غیر سرکاری عمارت میں اس کا انعقاد کیا گیا تھا جہاں وہ تمام افراد پہنچ گئے تھے جن کے درمیان مجھے شریک ہونا تھا۔ ایک خوبصورت ہال میں بڑی اعلیٰ

درجے کی نشستیں لگائی گئی تھیں اور ان نشستوں پر وہ لوگ موجود تھے جو ملک کے لیے کریم کی حیثیت رکھتے تھے۔ میرا ایک ایک سے تعارف ہوا اور اب تک میں نے وطن کے لیے جو کچھ کیا تھا اس پر مجھے خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ایک بڑی شخصیت نے میری خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"ایسے بھی خفیہ مجاہد موجود ہیں جو مسلسل وطن کی بہتری اور بقاء کے لیے سرگرم عمل ہیں اور اپنا نام بھی سامنے نہیں لانے دیتے۔ یہ ایک سچی محبت ہے وطن سے جسے بہرحال تاریخ کا ایک حصہ بننا ہوگا اور اسوقت اسے منظر عام پر لایا جائے گا جب دانش منصور کی جانب سے اجازت مل جائے گی۔"

میں نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ "عمر کا یہ حصہ ایسا ہے کہ وطن کے لیے جو کچھ کیا جاسکتا ہے کرلیا جائے اس کے بعد تو اپنے لگائے ہوئے درخت کے پھل کھانے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنا ہوگی۔ یہی محنت کا وقت ہے اور میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے وطن کو دینا چاہتا ہوں۔" اس پر تکلف میٹنگ کے بعد ڈنر کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ہم ڈنر کے لیے اٹھنے ہی والے تھے کہ اچانک ہی ایک تیز روشنی ہال میں ابھری ایک لمحے میں معدوم ہوگئی۔ روشنی کا مرکز ایک روشندان تھا جو بلندی پر بنا ہوا تھا۔ یہاں خاص طور سے اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ کوئی تصویر وغیرہ نہ بنائی جائے کیونکہ میں بہرحال دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔ اس بات پر شدید حیرت کا اظہار کیا گیا اور فوراً ہی سیکیورٹی کے ارکان کو اطلاع دی گئی خاصی بھاگ دوڑ رہی اور اس بھاگ دوڑ کے نتیجے میں یہی بات علم میں آئی کہ کسی کا کوئی وجود نہیں ملتا۔ روشنی کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ حیرانی کا اظہار کیا گیا اور اس کے بعد ڈنر کا آغاز ہوا۔ میں بالکل پریشان نہیں تھا۔ کوئی خاص وجہ بھی نہیں تھی اس پریشانی کی لیکن اعلیٰ حکام چونکہ اس بات کو چھپانا چاہتے تھے اس لیے ادھر ناخوشی نے دے شروع ہوئی اور اس سلسلے میں تحقیقات کی ہدایت دیں اور اسی جگہ جاری کردی گئیں۔ البتہ ذہن میرا بھی الجھا ہوا تھا کہ میری تصویر بنانے والا کون تھا جس نے اتنا خطرناک کام سرانجام دے ڈالا اور پھر وہ اپنا کام سرانجام دینے کے بعد کہاں روپوش ہوگیا تھا۔ میں خود تو اس وقت یہ تفتیش نہیں کرسکتا تھا لیکن رشید ناگی سے میری اس موضوع پر بات ہوئی۔

"چیف۔ بات ذرا سنسنی خیز ہے لیکن ظاہر ہے وہ سرکاری میٹنگ تھی اور ہم اس میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتے تھے۔"

"خیر کوئی حرج نہیں ہے رشید ناگی اب اگر کسی طرح میری زندگی کی بات منظر عام پر آبھی جائے تو اتنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم حالات سے نمٹنے کے قابل ہو چکے ہیں۔"

رشید ناگی پھر بھی تشویش میں ڈوبا رہا تھا۔ تھوڑی سی الجھن مجھے بھی تھی۔ بس یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اتنی اہم اور خفیہ میٹنگ میں کس نے یہ مشکل کارروائی کی اور اس کا مطلب کیا تھا؟ ظاہر ہے باقاعدہ پروگرام بنایا گیا ہوگا البتہ یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اگر میں منظر عام پر آجاؤں اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ دانش منصور زندہ ہے تو اس کے منفی اثرات کیا مرتب ہوسکتے ہیں؟

میری رشید ناگی سے بھی اس موضوع پر گفتگو ہوئی تو اس نے کہا۔ "اصولی طور پر تو چیف یہ تمام لوگ جنہیں آپ کے بارے میں تھوڑا بہت بھی معلوم ہے آپ کی زندگی پر گھی کے چراغ جلا ئیں گے۔ باقی جہاں تک حکومت کا معاملہ ہے آپ کو سب ہی خوش آمدید کہیں گے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کی زندگی کے انکشاف پر بڑی خوشیاں منائی جائیں گی۔"

"خیر میں ان خوش فہمیوں کا شکار نہیں ہوں بہرحال جو کچھ بھی ہے اس کی وجہ کبھی نہ کبھی منظر عام پر آہی جائے گی۔ ہمیں اس سلسلے میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"

بات آئی گئی ہوگئی۔ چار پانچ دن گزر گئے اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔

رشید ناگی نے ایک صبح مجھ سے ملاقات کی اور ایک اخبار میرے سامنے رکھ دیا۔ یہ ایک کثیر الاشاعت اخبار تھا اور بڑے اخباروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اخبار کے پہلے صفحے پر ایک تصویر شائع ہوئی تھی یہ تصویر اس وقت کی تھی جب میرے سلسلے میں بڑے بڑے لوگوں نے ایک میٹنگ کی تھی اور اس میٹنگ میں میری پذیرائی کی گئی تھی۔ جو واقعہ اس وقت ہوا تھا اب وہ منظر عام پر آیا تھا۔ نیچے جو خبر درج تھی وہ یہ تھی۔

"ملک کی ایک مقتدر کاروباری ہستی دانش منصور پھر سے زندگی پاگئے۔" بعد کی خبر میں تفصیل لکھی گئی تھی کہ کس طرح کچھ عرصہ قبل دانش منصور کی موت واقع ہوگئی

تھی اور ان کی باقاعدہ تدفین ہوئی تھی۔ پورے ملک میں اس بڑی ہستی کی موت کا سوگ منایا گیا لیکن اچانک ہی دانش منصور زندہ ہو کر لوگوں کے درمیان آ گئے۔ سرکاری عہدیداران کی ایک میٹنگ میں انہیں پایا گیا ہے ان کی شخصیت صیغہ راز میں ہے اور یہ پتا نہیں چل سکا کہ ان کی موت کا ڈرامہ کس لیے رچایا گیا تھا۔“

میں نے سنسنی خیز نگاہوں سے اس خبر اور تصویر وغیرہ کو دیکھا اور پھر رشید ناگی کا چہرہ دیکھنے لگا پھر مجھے ہنسی آ گئی۔ رشید ناگی اتنا متوحش نظر آ رہا تھا کہ میں اپنی ہنسی نہیں روک سکا۔

”بھائی یہ میری زندگی کی خبر ہے موت کی نہیں۔“

”چیف آپ کیا سمجھتے ہیں یہ کوئی بے مقصد عمل ہے؟“

”قطعی نہیں۔ میں بہت پہلے سے اس سلسلے میں ذرا سا الجھا ہوا تھا ناگی کہ وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جنھوں نے اتنا خطرہ مول لے کر میری تصویر بنائی۔ بہرحال جس مقصد کے لیے بنائی ہے وہ تو اب منظر عام پر آ گیا۔“

”چیف کیا ہو سکتا ہے یہ؟“

”ظاہر ہے ہم اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکے۔ اصل میں یہ انتظار ہی تو تھا کہ جو کچھ اس دن کیا گیا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اب یہ مقصد اس حد تک تو سامنے آیا۔“

”چیف کوئی سیاسی مسئلہ بھی ہو سکتا ہے ان لوگوں کو لپیٹنے کی کوشش، جنھوں نے آپ کی موت کے ڈرامے میں بڑا پارٹ پلے کیا تھا۔“

”کیا بات ہو سکتی ہے ناگی؟ میں کوئی سیاسی شخصیت تو نہیں ہوں یا ایسا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ میری موت کی کہانی کو منظر عام پر لا کر کسی نے کوئی سیاسی یا صنعتی مفاد حاصل کیا ہو؟“

”ہاں یہ بات تو درست ہے۔“

”اور آئندہ بھی اس قسم کے امکانات نہیں ہیں کہ ملکی پیمانے پر کوئی اس بات سے فائدہ اٹھائے بھئی فرض کرو اگر ان لوگوں سے باز پرس کی جاتی ہے یا ان پر نکتہ چینی کی جاتی ہے جنھوں نے میری موت کے سلسلے میں اپنی محبتوں کا اظہار کیا یا اس میں کسی بھی

شکل میں ملوث رہے تو اگر کوئی شخص یہ سوال اٹھاتا بھی ہے تو جواب دینے والا بہ آسانی کہہ سکتا ہے کہ دانش منصور کے گھر سے اس موت کی اطلاع ملی۔ باقاعدہ جنازہ تیار کیا گیا اور اس کی تدفین کی گئی۔ دانش منصور کی صنعتی اور کاروباری شخصیت ایسی تھی کہ وہ لوگ اس کے لیے افسردہ ہوئے، تعزیت کی، تدفین میں شرکت کی۔ اب انہیں کیا معلوم تھا کہ اس تابوت میں کون ہے جسے دفن کیا گیا۔ وہ اس کے ذمے دار تو قرار نہیں پاتے۔“

ناگی سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اس نے کہا۔ ”لیکن چیف اس سلسلے میں تحقیقات تو ہونی چاہیے۔“

”تمہارا کیا خیال ہے کیا.........؟“ ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ فون ناگی نے ریسیو کیا تھا۔

دوسری طرف شاہنواز تھا۔ اس کے پی اے نے ہمیں بتایا کہ مسٹر شاہنواز بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے فون ریسیور کیا تو شاہنواز کی آواز سنائی دی۔

”جناب دانش منصور صاحب میں شاہنواز بول رہا ہوں۔“

”ہاں شاہنواز صاحب میں نے اخبار کی خبر اور تصویر دیکھ لی ہے۔“

”ظاہر ہے اس سلسلے میں ہم لوگ زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے۔ ویسے اخبار کے پورے عملے کو پولیس ہیڈ کوارٹر لے آیا گیا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو، ویسے تو ہم کارروائی کر ہی رہے ہیں۔“

”اگر آپ میری ضرورت محسوس کرتے ہیں تو دیگر بات ہے ورنہ۔“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تاہم اس سلسلے میں بہت سی ایجنسیوں کو اس بات پر مامور کر دیا گیا۔ ابھی اخبار کے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم ہو سکیں۔“

”ٹھیک ہے شاہنواز اگر کوئی خاص بات ہو تو براہ کرم مجھ سے رابطہ قائم کر لینا۔ کسی کی ذمے داری لگا دو تاکہ وہ مجھے صورت حال سے آگاہ رکھے۔“

”بہت بہتر، ویسے آپ کو تو کسی ذہنی پریشانی کا سامنا نہیں ہے۔“

”نہیں مسٹر شاہنواز، نہ میں کوئی سیاسی شخصیت ہوں نہ کوئی مفرور مجرم، نہ قاتل وغیرہ۔ بھلا مجھے اس سلسلے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔ ہاں میری موت کی جو کہانی منظر پر آئی تھی اس کے بارے میں اگر کسی کو جواب دہی کے لیے مجبور ہوا تو پھر کوئی کہانی گھڑ لوں

گا۔"

"وہ کہانی کیا ہوگی ہمیں اس سلسلے میں طے کرلینا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے پھر رات ملاقات کرلی جائے۔ پورے دن کے معاملات سامنے آجائیں گے۔"

"جی بہتر ہے' میں رات کو آٹھ بجے۔"

"نہیں' ملاقات کے لیے ہم مناسب وقت بعد میں طے کرلیں گے۔"

"او کے۔" شاہنواز نے کہا اور رسمی گفتگو کے بعد فون بند کردیا۔

شاہنواز کی اس گفتگو نے بھی میرے ذہن کو تھوڑا سا الجھا دیا تھا بہرحال ابھی اس کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میں بہت سے ایسے محفوظ گوشے رکھتا تھا جن کے ذریعے اگر کوئی وقت پیش آہی گئی تو اس سے نمٹ لیا جائے گا۔ بظاہر ایسی کوئی بات نہیں تھی اور مجھے واقعی اس سلسلے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ شاہنواز سے ملاقات کا وقت طے ہوگیا۔ تھوڑی سی احتیاط رکھی گئی تھی چنانچہ ملاقات کے لیے ایک بالکل ہی الگ جگہ منتخب کرلی گئی۔ حالانکہ شاہنواز نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر یہ ملاقات ڈائمنڈ سٹی میں ہو تو کیا حرج ہے لیکن یہ ایک لمبا پراسس تھا اور اس کے بعد بھی اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اس سلسلے میں اتنا وقت ضائع کرسکے۔

بہرحال جس عمارت میں ملاقات کا وقت معین کیا گیا تھا وہ بھی میری ہی ملکیت تھی اور رشید ناگی نے اس کا تعین کیا تھا۔

مقررہ وقت پر میں رشید ناگی کے ساتھ عمارت میں پہنچ گیا اور یہاں میں نے شاہنواز کے علاوہ انتہائی اہم محکمے کے چند افراد کا استقبال کیا۔ رسمی گفتگو کے بعد ہم اصل موضوع پر آگئے۔ شاہنواز نے ان لوگوں کا مجھ سے تعارف کرایا اور بتایا کہ یہ وہ اہم افراد ہیں جو اس سلسلے میں تحقیق کررہے ہیں۔ اخبار کے پورے عملے کو حکومت کی تحویل میں لے لیا گیا ہے اور وہاں سے جو معلومات ہوئی ہیں وہ بڑی سنسنی خیز ہیں اور محسوس کیا جارہا ہے کہ کوئی اہم ہی بات ہوسکتی ہے۔

جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ یہ تھیں کہ اخبار کے ایڈیٹر کے پاس سے آخری کاپی چیک ہوکر پریس کے لیے چلی گئی تھی لیکن پریس تک پہنچنے سے پہلے اس میں یہ خبر

کچھ اور خبریں نکال کر ایک مخصوص جگہ پیسٹ کردی گئی۔ اس سلسلے میں اخبار کی کاپی کی خصوصی طور سے نشاندہی کی گئی تھی اور یہ صاف ظاہر ہوجاتا تھا کہ جس جگہ پر یہ خبر لگائی گئی ہے وہاں سے چند ایسی خبریں بھی غائب کی گئی ہیں جن کا بقیہ حصہ دوسرے صفحات پر تھا۔ اس وقت میں نے بھی اس بات پر غور کا نہیں کیا تھا لیکن اب جب یہ نشاندہی ہوئی اور سراغ رساں ایجنسی کے ایک خاص فرد نے جو شاہنواز کے ساتھ آیا تھا اخبار کی وہ کاپی میرے سامنے رکھ کر اس کی نشاندہی کی تو مجھے بھی پورا پورا اندازہ ہوگیا جس پیسٹر نے یہ خبر پیسٹ کی تھی اس کے بارے میں پتا چلا کہ وہ اپنے گھر سے ہی غائب ہے اور واپس نہیں پہنچ سکا کیونکہ اس کی رات کی ڈیوٹی ہوتی تھی اور اس وقت اس کی چھٹی ہوتی تھی جب وہ آخری کاپی پریس پہنچانے کا ذمے دار تھا۔ آخری کاپی پریس پہنچا دی گئی اور وہ معمول کے مطابق چھپ گئی اور اخبار صبح تقسیم ہوگیا لیکن پیسٹر معمول کے مطابق اپنے گھر نہیں پہنچا۔ میں یہ رپورٹ سن کر تھوڑا سا متفکر ہوگیا تھا۔ شاہنواز بھی الجھا ہوا تھا۔

"بہرصورت جناب یہ خبر جس مقصد کے تحت منظر عام پر لائی گئی ہے۔ ہمیں آخر کار اس کا علم ہوجائے گا۔ ایجنسی کے ذمے دار افراد نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ آپ کے تحفظ کے لیے حکومت اقدامات کرے اور کچھ لوگوں کو آپ کے تحفظ کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے شاہنواز سے کہا۔ "میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا مسٹر شاہنواز کیونکہ میرا اپنا سیکورٹی کا نظام موجود ہے اور میں اپنے طور پر اس سے مطمئن ہوں۔"

"پھر بھی جناب آپ کی جو شخصیت ہے ہمیں اپنی کارروائی تو کرنا ہوگی۔"

"یہ آپ مناسب سمجھتے ہیں لیکن میں براہ راست ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتا جو میری نگرانی پر مامور ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے یہ ہوسکتا ہے وہ اپنے طور پر اپنا کام سرانجام دیں۔"

اس میٹنگ میں اور کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی۔ شاہنواز نے مجھ سے پوچھا بھی تھا کہ اس کہانی کے منظر پر آنے کے کیا نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ میں نے یہی جواب دیا تھا کہ میں نہ کوئی مفرور مجرم ہوں۔ نہ قاتل' نہ کوئی غیر قانونی جرم کیا ہے میں نے جس کی بنا پر

میرا منظر پر آنا پریشان کن ہو۔ ہاں جو کہانی مجھے اس سلسلے میں گھڑنی ہے اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ میں کسی خاص پریشانی کا اظہار کروں۔ اپنے طور پر سوالات کرنے والوں کو میں جواب دے دوں گا۔ شاہنواز مطمئن ہوگیا تھا اور پھر یہیں سے میری نگرانی کا بندوبست کرلیا گیا اور میں نے اس پر کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ رات گئے میں اور رشید ناگی واپس آگئے تھے۔

"چیف ویسے ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ جس نے بھی یہ عمل کیا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد تو ہوگا؟"

"جب تک مقصد سامنے نہیں آئے گا ناگی اس وقت تک میں کیا کرسکتا ہوں؟"

"ویسے چیف میں نے اپنے طور پر بھی سیکورٹی کا بندوبست کرلیا ہے کہیں ان لوگوں کے درمیان کوئی تصادم نہ ہو جائے۔"

"ہوں یہ ذرا الجھن کی بات ہے' بہرحال ہم محتاط رہیں گے اور ضرورت پڑنے پر میں اپنی نگرانی کرنے والوں سے یہ بات بھی کہہ دوں گا کہ جو لوگ میرے اپنے ہیں اور میری حفاظت پر مقرر ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔"

"ٹھیک ہے چیف یہ کام میں خود کرلوں گا۔ آپ مطمئن رہیں۔ ویسے میری درخواست ہے کہ آپ محتاط رہیں۔"

"ناگی میرا نظریہ ذرا مختلف ہوگیا ہے۔ اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو۔"

"کیا چیف؟" ناگی نے حیرانی سے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اپنی مصروفیات بڑھا دوں۔ زیادہ سے زیادہ پبلک مقامات پر جاؤں۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے گھلنے ملنے کی کوشش کروں۔ ہاں بس ان ضروری امور سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتے ہیں جو ہمیں انجام دینے ہیں جیسے ڈائمنڈ سٹی' میں سمجھتا ہوں کہ میری وہاں موجودگی ضروری بھی نہیں ہے جو کام جس انداز میں وہاں ہو رہا ہے جاری رہے۔ میں شہری معمولات میں دلچسپی لیتا ہوں۔"

"اس سے کیا فرق پڑے گا چیف؟"

"اس سے وہ لوگ بہت جلد کھل کر سامنے آجائیں گے جو میری زندگی کا اظہار کرکے اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" رشید ناگی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"اوکے چیف۔ آپ مطمئن رہیں' انتظام کرلیا جائے گا۔"

میں نے رشید ناگی کو بھی ان کھلونوں کے بارے میں نہیں بتایا تھا جو کوئن میکوویا نے مجھے دیے تھے۔ ان میں کچھ چیزیں ایسی تھیں جو میرے لیے بہترین تحفظ کا بندوبست کرسکتی تھیں۔ کوئن میکوویا نے یہ چیزیں مجھے دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ بلیک آرمی کا نعم البدل ہیں جس کی تمہیں کہیں بھی ضرورت پیش آسکتی ہے اور اس وقت میں واقعی ان سے بھی کام لے سکتا تھا۔ چنانچہ میری اپنی شخصیت تقریباً محفوظ تھی ہاں رشید ناگی وغیرہ کو اس سلسلے میں بتا کر میں بالکل مطمئن نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ ہر پہلو کو سامنے رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے مزید کسی اخبار میں میرے بارے میں کوئی تفصیل آنا ممکنات میں سے نہیں تھا۔ انتظامات کرلیے گئے ہوں گے لیکن میں نے اس خبر کی تردید شائع کرانا بھی منظور نہیں کی تھی۔ کوٹھی میں بے شمار ٹیلی فون کالیں موصول ہوئیں تھیں ان میں کچھ شناساؤں کی کالیں بھی تھیں جنھوں نے یہ تصدیق کرنے کی کوشش کی تھی کہ اخباری خبریں درست ہیں یا نہیں اور اس خبر کو درست ہی قرار دیا گیا تھا۔ البتہ ملاقات سے معذرت کرلی گئی تھی۔ میں تھوڑی سی الجھن کا شکار ہوگیا تھا۔ کوئی بات منظر پر آنی چاہیے تاکہ اس کوشش کے پس منظر میں کیا ہے پتا چل سکے لیکن دن گزرتے رہے اور کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی۔ یہاں ان سب لوگوں سے مسلسل ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ سرکاری طور پر جن لوگوں کو میری نگرانی پر مامور کیا گیا تھا وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ بہت سی سرکاری میٹنگوں میں بھی شرکت کرنی پڑی تھی اور میرے شب و روز دلچسپی سے گزر رہے تھے پھر اس کلب میں مجھے خصوصی طور پر دعوت دی گئی جس میں ابتدائی دنوں میں مسز خان کے ساتھ آنا جانا رہتا تھا اور وہاں میرے بہت سے شناسا بن گئے تھے۔ میں نے کلب میں جانے سے گریز نہیں کیا۔ میری سیکورٹی کے انتظامات بہت سخت تھے اور اب مجھے یہ سب کچھ بڑا عجیب محسوس ہوتا تھا بہرحال میں کلب پہنچ گیا۔ کوئی پرانا چہرہ نہیں ملا تھا لوگ بدل گئے تھے۔ البتہ کلب کے منتظمین اب اس لیے میرے مداح تھے کہ بعض جگہوں پر میرا نام ایک محب وطن کی حیثیت سے سامنے آچکا تھا۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی جو قابل تذکرہ ہوتی۔ نئے لوگوں نے مجھ سے ملاقات کی البتہ ایک شخصیت میرے لیے بھی باعث دلچسپی بنی تھی۔ یہ ایک نوجوان اور خوب

صورت لڑکی تھی۔ اتنی خوب صورت کہ کلب میں داخل ہوئی تو بے شمار افراد مجھ پر سے توجہ ہٹا کر اس کی جانب متوجہ ہوگئے۔ اخروٹی رنگ کے بال' ایسے دلکش نقوش کہ دیکھنے والے کی نگاہ اس پر سے نہ ہٹ سکے۔ اتنا متناسب اور نفیس جسم کہ ایک ایک عضو کی تعریف کرتے زبان نہ تھکے۔ ہاں جب وہ خصوصاً مجھ سے ملی تو مجھے ذرا سنبھلنا پڑا۔

اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "میرا نام دردانہ شوق ہے۔ ترکی نژاد ہوں لیکن اب اسی ملک میں رہتی ہوں۔ والدین خوش حال ہیں اور میں اپنے شوق کی تکمیل کرتی ہوں۔ اگر آپ سے یہ کہوں مسٹر دانش منصور کہ آج پہلی بار اس کلب میں آپ کی ہی وجہ سے داخل ہوئی ہوں تو یہ غلط نہیں ہوگا۔

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مس دردانہ شوق۔ آپ کو مس ہی کہوں نا؟"

"یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ آپ کو جو محسوس ہو وہی کہیں۔"

"نہیں۔ پوچھ لینا بہتر ہوتا ہے۔"

"جی ہاں۔ میں مس ہوں میرے والد شوق جمالی ایک فارغ البال آدمی ہیں۔ زمینیں ہیں ہماری' وہاں کام ہوتا ہے اور ہم لوگ خدا کے فضل سے شہر میں آرام کی زندگی گزارتے ہیں۔"

"آپ کو تو یہاں بہت مشہور ہونا چاہیے تھا۔" میں نے کہا کیوں؟

"آپ اس قدر حسین ہیں کہ شہر کی توجہ آپ کی جانب ہونی چاہیے تھی۔"

"اس انوکھی تعریف کا بے حد شکریہ۔ اصل میں آپ کے بارے میں مجھے اخبار سے تفصیلات حاصل ہوئی تھیں اور میں نے دوبار آپ کی کوٹھی پر فون بھی کیا تھا لیکن آپ سے ملاقات کے سلسلے میں مجھ سے معذرت کرلی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بہت بڑے آدمی ہیں دانش صاحب لیکن بڑے آدمیوں کو بھی اپنی بڑائی قائم رکھنے کے لیے چھوٹوں سے رابطہ رکھنا چاہیے۔"

"ارے نہیں مس دردانہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو اگر یہ شکایت ہوئی تو میں اس کے لیے آپ سے معذرت خواہ ہوں۔"

"چلئے آج میرے اس شوق کی تکمیل بھی ہوگئی۔"

"آپ کے ذہن میں میرے لیے کوئی خاص تاثر تھا؟"

"جی ہاں میں ایڈونچر پسند ہوں اور اپنے اس شوق کے ہاتھوں بری طرح پریشان رہی ہوں۔ ایک ایسا شخص جس کی موت کی اطلاعات مل چکی ہو اگر دوبارہ زندگی پا جائے تو کیا یہ ایک حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ موت اور یہ زندگی کیا حیثیت رکھتی ہے؟"

"اس سلسلے میں آپ کو یقینی طور پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا مس دردانہ شوق کیونکہ میری موت کی کہانی کچھ غلط فہمیوں کا نتیجہ تھی۔ میں خفیہ طور پر ملک سے باہر چلا گیا تھا اور یہاں کچھ ایسے واقعات ہوئے جن کی بنا پر یہ تصور کرلیا گیا تھا کہ میں زندگی سے محروم ہوگیا ہوں جو شخص میری حیثیت سے ان لوگوں کو ملا وہ بے چارہ میرا ہم شکل تھا اور یوں اس واقعے کی مکمل تصدیق ہوگئی۔ خدا اس کی مغفرت کرے۔"

دردانہ شوق ہنسنے لگی پھر بولی۔ "ملک سے باہر جانا کوئی خاص اہمیت رکھتا تھا؟"

"نہیں مس دردانہ یہ بالکل ذاتی معاملات ہیں اور ظاہر ہے میں کسی کو اس میں شریک نہیں کرسکتا۔" اس نے اپنی نیلی آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی نہیں۔" میں اس سوال پر ہنس پڑا۔

"یقیناً" آپ جیسی حسین شخصیتوں کے سامنے جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہوتا لیکن اس سلسلے میں اگر آپ میری معذرت قبول فرمالیں تو میں شکر گزار ہوں گا۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

وہ دیر تک میرے ساتھ رہی لیکن بعد میں میرے ذہن پر اس کا نشہ دیر تک طاری رہا۔ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی جس پر میں توجہ دیتا لیکن دوسرے دن پھر وہ مجھ پر مسلط ہوگئی۔ کوٹھی پہنچی تھی اور کہا تھا کہ میں نے اس کو طلب کیا ہے۔ مجھے اطلاع ملی تو اسے بلانے کے لیے مجبور ہوگیا۔ وہ آگئی اور کہنے لگی۔

"جھوٹ بولنا بے شک بری بات ہے لیکن جب انسان کسی مجبوری کا شکار ہو جائے تو جھوٹ بولنا پڑ جاتا ہے۔ میں جھوٹ بول کر یہاں آنے پر معذرت خواہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں آپ تشریف لائیں شکریہ۔"

"تو آپ مجھے نہیں بتائیں گے کہ آپ کی موت کا وہ پراسرار ڈراما کیا حیثیت رکھتا ہے؟"

"مس دردانہ یہ موضوع میرے لیے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔"

"اچھا چلئے ٹھیک ہے میں اس سے دست بردار ہوتی ہوں لیکن آپ سے دست بردار نہیں ہوسکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں آپ سے دوستی کی خواہش مند ہوں۔"

"میں آپ کا دشمن نہیں ہوں۔"

"باتوں میں ٹالنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ مجھے پاگل کہا جاتا ہے میرے حلقوں میں اور میرا پاگل پن یہی ہے کہ اگر کوئی پسند آجاتا ہے تو میں اس کی جان چھوڑنا پسند نہیں کرتی۔" میں ہنسنے لگا۔

"آپ اس قدر خوب صورت ہیں کہ آپ سے گریز بھی تو ممکن نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے اپنے آپ سے ملنے کی اجازت دے دیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

اب میرے ذہن میں اس کے لیے ایک تاثر پیدا ہوتا جارہا تھا۔ ایک لڑکی کا مجھ تک پہنچنا بے معنی تو نہیں ہوسکتا۔ نتیجے میں' میں نے اسے اہمیت دینا شروع کردی اور پھر ایک شام اس نے مجھے اپنے گھر پر دعوت دی۔ رشید ناگی سے میں نے سرسری طور پر اس کا تذکرہ کردیا تھا۔

"جناب عالی میں اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرچکا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"شہر کے ایک فیشن ایبل علاقے کی کوٹھی میں رہتی ہے۔ باپ کا نام شوق جمالی ہے۔ کوئی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی ان لوگوں کے بارے میں سوائے اس کے کہ اس کوٹھی میں انھیں آئے ہوئے بہت کم وقت ہوا ہے۔"

"ہوں۔ اس کا مقصد ہے کہ سوچا جاسکتا ہے اس کے بارے میں۔"

"یقیناً چیف۔"

"اس نے مجھے اپنے گھر مدعو کیا ہے اور میں جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور ناگی نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"چیف میرا خیال ہے اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

دردانہ شوق کے والد شوق جمالی درحقیقت ایک اچھے انسان تھے۔ بڑے ملنسار اور خوش اخلاق۔ مجھ سے کہنے لگے۔ "اس لڑکی نے آپ کی تعریفیں کرکے ہم لوگوں کو آپ سے اتنا متعارف کرا دیا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے آپ ہمارے ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔"

شوق جمالی نے اپنی زمینوں کی تفصیلات وغیرہ بتائیں۔ اپنے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ تنہا ان کی اولاد ہے۔ یہاں زیادہ عرصہ اس لیے نہیں ہوا کہ انھوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ ترکی میں گزارا ہے اور وہیں کاروبار کرتے رہے ہیں۔ جبکہ ان کے والدین مقامی ہی تھے اور ان کی یہ زمینیں پشتی ہیں جو آج تک برقرار ہیں۔ بظاہر کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی تھی لڑکی کے اس قدر بے باک ہونے کا اندازہ اب اس بات سے ہو جاتا تھا کہ اس نے ترکی میں جنم لیا تھا وہیں پرورش پائی تھی اور اس کی فطرت میں کچھ تیزی اور طراری تھی۔

اچھی دلچسپ لڑکی تھی۔ بڑا اچھا ادبی ذوق رکھتی تھی۔ بس ذرا سرپھری سی معلوم ہوتی تھی لیکن بہ ظاہر میں اس سے اتنا ہی بے تکلف ہوسکتا تھا جتنا ممکن ہوسکے۔ البتہ وہ بہت آگے کی چیز تھی۔

"ایک دن اس نے مجھ سے کہا۔ "جب دو انسان اس قدر قربت اختیار کرجائیں تو پھر انہیں اس سے آگے قدم ضرور بڑھانا چاہیے۔ میں نے آپ کی فطرت میں ایک خاص بات دیکھی ہے دانش منصور صاحب۔"

"کیا؟"

"آپ بہت زیادہ قریب ہوکر اچانک اس طرح دور ہٹ جاتے ہیں جیسے کسی خیال نے آپ کو چونکا دیا ہو۔"

"نہیں میں آپ سے اتفاق نہیں کرتا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں۔"

"اگر کسی کو ناپسند کیا جاتا ہے تو اس سے گریز کیا جاتا ہے مس دردانہ۔"

"تو پھر ہم دونوں کو شادی کرلینا چاہیے۔"

اس نے اتنے اطمینان سے یہ بات کہہ دی کہ میں بھونچکا رہ گیا اور یہ غور کرنے لگا کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اس نے وہی کہا ہے۔ میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"شادی......... شادی......... شادی۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں زندگی میں آپ سے دور ہو جاؤں۔"

میں بہت دیر تک غور کرتا رہا اور پھر میں نے اس سادہ لوح لڑکی سے کہا۔ "مس دردانہ میں آپ کو ناپسند نہیں کرتا لیکن آپ کی فطرت میں جو بے باکی اور تیزی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس ملک میں تعلیم نہیں پائی اور نہ ہی یہاں کی تربیت آپ پر اثر انداز ہوئی۔ ہمارے یہاں لڑکیوں کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔"

"مجھے سب معلوم ہے اور اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے بے باکی سے آپ سے یہ سب کچھ کیوں کہہ دیا تو آپ اسے بس اتنا سمجھ لیجئے کہ جب کسی پر اعتماد ہو جاتا ہے تو بات اس حد تک بڑھ جاتی ہے ورنہ میں کسی اور سے یہ جملے نہیں کہہ سکتی تھی۔"

"تو پھر آپ کو یہاں رکنے کے لیے میں یہ بتانا پسند کرتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کا ساتھی منتخب کر لیا ہے اور میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے جو آپ نے کہا۔"

وہ ایک لمحے کے لیے سناٹے میں رہ گئی تھی۔ چند لمحات وہ کچھ نہ بول سکی پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ واپس آ گئی۔

اس نے تعریفی انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کمال ہے' واقعی کمال ہے۔ اصولی طور پر یہ سننے کے بعد مجھے اداس ہو جانا چاہیے۔ تم سے نفرت شروع کر دینی چاہیے کیونکہ تم نے مجھے ٹھکرا دیا ہے لیکن میں روشن خیال ہوں۔ دلوں کے سودے اس طرح نہیں ہو جاتے۔ اصل میں تم نے خود بھی مجھ سے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ان حالات میں کوئی مشکل نہیں ہوگی میرے لیے کیونکہ تم مجھے بھی پسند آ گئے تھے۔ مائی ڈیئر لیکن ہم دوست تو رہ سکتے ہیں نا؟؟"

"تم جیسی روشن خیال لڑکی کی دوستی پر مجھے فخر ہوگا ڈیئر دردانہ۔"

"شرط ہے ایک' مجھ اپنی محبوبہ سے ملاؤ۔ جو لڑکی دلوں پر اس طرح قبضہ جما لے کہ انسان کہیں کسی سے متاثر ہی نہ ہو۔ وہ یقینی طور پر ایسی ہی شخصیت کی مالک ہوگی جس کے سحر کو نظر انداز نہ کیا جا سکے۔ پلیز مجھے اس سے ملاؤ۔"

میں نے اس سے وعدہ کر لیا۔ زندگی کے یہ لمحات مجھے خاصے خوش گوار محسوس ہو رہے تھے۔ دردانہ شوق سے جس طرح میں نے حقیقت کا اظہار کر دیا تھا اس میں میری نیت کا خلوص شامل تھا۔ کسی کو دھوکا دینا اور وہ بھی اپنی ذات کے لیے' مجھے ناپسند تھا پھر کوئی دوسری لڑکی بھلا رخسار کی بلندی کہاں پا سکتی تھی۔ بے چاری دردانہ شوق کو میرے بارے میں کچھ معلوم ہی نہ تھا سوائے عمومی باتوں کے' تو مجھے یہاں ان حالات میں لطف آ رہا تھا۔ ایک جانب کوئن میکوویا کے مشن کی تکمیل کے لیے مجھے نجانے کیسے کیسے خطرناک لمحات سے دو چار ہونا پڑا تھا اور دوسری جانب یہ نرم اور خوشگوار ماحول تھا جس نے مجھے اپنی گرفت میں جکڑ لیا تھا۔ ان سب کے درمیان بڑی خوشی محسوس ہو رہی تھی پھر ایک وقت متعین کر کے میں دردانہ شوق کو رخسار کے سوشل ورک آفس میں لے گیا۔ رخسار آفس ہی میں تھی' مجھے دیکھ کر معمول کے مطابق خوش ہو گئی لیکن میرے ساتھ دردانہ شوق کو دیکھ کر وہ ایک دم سنبھل گئی تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر ہم دونوں کا استقبال کیا۔ دردانہ شوق کی عقابی نگاہیں رخسار کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"یہ رخسار ہیں۔ وہ جن سے تم ملنا چاہتی تھیں اور رخسار یہ دردانہ شوق ہیں میری دوست۔"

دونوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ رخسار نے اسے بڑی خوش اخلاقی سے بیٹھنے کی پیشکش کی۔

دردانہ مسکرا کر بولی۔ "جس انداز میں آپ سے تعارف حاصل کرنا چاہتی ہوں مس مجھے یقین ہے کہ مسٹر دانش منصور اس انداز میں میرا آپ سے کبھی تعارف نہیں کرائیں گے۔ نام تو معلوم ہو ہی چکا ہے' میں اس سے آگے بھی کچھ بتانا چاہتی ہوں آپ کو۔"

میں نے چونک کر دردانہ شوق کو دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ بے باک لڑکی کہیں اپنی گفتگو سے میرے اور رخسار کے درمیان کوئی نفاق ڈالنے کی کوشش نہ کرے۔ حالانکہ رخسار پر مجھے مکمل اعتماد تھا لیکن عورت کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ تھوڑی سی تشویش کا باعث ضرور تھا۔ رخسار بھی دلچسپی سے دردانہ شوق کی طرف متوجہ تھی۔

دردانہ نے کہا۔ ”مس رخسار آپ سے ایک سوال کروں جس پر نہ آپ کو حیران ہونا چاہیے نہ پریشان صرف سوال ہے تا ہے براہ کرم جواب ضرور دیجئے گا۔“

”ضرور مس دردانہ۔ کہئے۔“

”کیا آپ مجھ سے زیادہ خوب صورت ہیں؟“ دردانہ پھٹ پڑی۔

رخسار اس کے سوال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اتنا عجیب سوال شاید کسی نے کسی سے نہ کیا ہوگا لیکن بہرطور......... اس نے چند لمحات کے بعد جواب دیا۔

”یہ ایک ٹھوس سچائی ہے مس دردانہ کہ آپ بے حد حسین ہیں اور میں آپ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔“

”گڈ ویری گڈ لیکن مس رخسار میں آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آپ کا ساتھی بہت اچھا ہے۔ اتنا اچھا کہ آپ پر رشک کرنے کو دل چاہتا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”یہ مسٹر دانش منصور بہت بڑے آدمی ہیں۔ یہ بڑی اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں۔ میں ایک انتہائی دولت مند باپ کی بیٹی ہوں۔ ہمارا کاروبار نہ صرف یہاں بلکہ ترکی میں بھی کافی وسیع ہے۔ ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں اور اتفاقیہ طور پر میں مسٹر دانش منصور سے محبت کرنے لگی تھی۔ ایک تو میری فطرت دوسرے ان کی شخصیت' میں ان کے بہت قریب ہوگئی اور یہ بھی ایک سچائی ہے کہ میں نے زبردستی ان کے قریب پہنچ کر ان کی دوستی حاصل کی ہے۔ پھر میرے دل میں ان کے لیے محبت کا جو جذبہ پیدا ہوا اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان سے دل کی بات کہہ دوں اور جب میں نے اپنی محبت کا ان پر اظہار کیا تو انہوں نے نہایت بے تکلفی سے مجھے یہ بات بتا دی کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔ یہ کسی اور کو چاہتے ہیں۔ مس رخسار محبت تو آفاقی جذبہ ہے چاہنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی لیکن میں اس شخصیت کو دیکھنا چاہتی تھی جس نے میری محبت کا ناکام بنا دیا۔ آپ بے شک کچھ ایسی نمایاں خصوصیات رکھتی ہوں گی جن کی بناء پر دانش منصور صاحب نے آپ کو منتخب کیا ہے بہرحال بڑی خوشی کی بات ہے میں آپ لوگوں کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اب یہ نہ سمجھئے گا کہ میں آپ کی محبت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کروں گی۔ بس میرا جی چاہا کہ آپ سے ملاقات کروں اور شاید دانش منصور کو بھی یہ بات معلوم

نہیں تھی کہ میں یہاں آکر آپ سے کیا باتیں کروں گی لیکن دیکھئے ناکشادہ دلی بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے اور یہ میری نیک نیتی کی ضمانت ہے۔“

رخسار بہت سمجھدار تھی۔ اس نے اس بات پر کسی خاص کیفیت کا اظہار نہیں کیا اور مسکراتی ہوئی بولی۔ ”مس دردانہ آپ واقعی عظیم شخصیت کی مالک ہیں۔ ہاں ہم دونوں بہت عرصے سے ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ بڑی طویل کہانی ہے یہ لیکن بہرحال ہم ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور میں واقعی خوش قسمت ہوں کہ دانش منصور مجھے چاہتے ہیں۔

”ہم دونوں ایک دوسرے کی ذہنی قربت حاصل کر چکے ہیں جو کسی بھی وقت باقاعدگی میں تبدیل ہو جائے گی۔“

پھر اس کے بعد رخسار نے دردانہ شوق کی کافی خاطر مدارت کی۔ میں واقعی ابتدا میں تو بھونچکا رہ گیا تھا لیکن پھر ان دونوں خواتین کی فراخ دلی نے میری مشکل حل کر دی تھی اور بعد میں' میں ان حالات سے لطف اندوز ہوا تھا۔ دردانہ شوق کافی دیر کے بعد گئی۔

”اب میں ان کے ساتھ واپس نہیں جاؤں گی۔ ویسے تو کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میں اچھے لوگوں کے درمیان ہوں لیکن کچھ ایسی ضروریات ہیں جن کی بنا پر مجھے تنہا ہی جانا چاہیے۔ ویسے میری بھی کچھ سوشل پرابلمز ہیں مس رخسار اگر اجازت ہو تو کبھی کبھی آپ سے ملاقات کرتی رہوں اور مسٹر دانش منصور۔ رخسار کے سامنے یہ بات آپ سے کہہ رہی ہوں۔ یہ نہ سمجھیں کہ میں انہیں آپ کی طرف سے بھڑکا کر کوئی انتقامی کارروائی کرنے کی کوشش کروں گی۔ مس رخسار اگر کبھی میں دانش منصور کے خلاف آپ سے ایک لفظ بھی کہوں تو آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنے چپڑاسی کے ذریعے مجھے باہر نکلوا دیجئے گا۔“

”ارے نہیں آپ بہت عظیم خاتون ہیں دردانہ شوق آپ کیسی باتیں کرتی ہیں اور آپ جب چاہیں یہاں تشریف لاسکتی ہیں۔ میں آپ سے رابطہ کرکے بہت خوشی محسوس کروں گی اور آپ کو بتاؤں گی کہ دیکھئے میں اپنے وطن کے لوگوں کے لیے کیا کچھ کر رہی ہوں۔“

"او کے خدا حافظ۔" وردانہ شوق نے کہا اور رخسار سے ہاتھ ملا کر مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔

میں گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

رخسار نے مجھے دیکھ کر شرماتے ہوئے کہا۔ "وہ واقعی بہت خوب صورت ہے۔"

میں نے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا اور ہنس کر کہا۔ "کچھ محسوس کر رہی ہو؟"

"ہاں۔" رخسار نے جواب دیا اور میں چونک پڑا۔

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ کہ میری تقدیر واقعی بہت اچھی ہے۔ مجھے اپنی تقدیر کی خوب صورتی کا اندازہ نہیں تھا۔"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ رخسار کا مقصد میں سمجھ چکا تھا۔ "ویسے رخسار محبت میں اگر بدگمانیاں نہ ہوں تو عجیب نہیں لگتا۔"

"نہیں۔" اس نے فوراً جواب دیا اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو وہ بولی۔

"مجھے میری اوقات سے اتنا زیادہ مل گیا ہے دانش کہ اس کے بعد میرے وسوسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئے ہیں۔"

میں رخسار کی بات کے سحر میں گم ہوگیا تھا۔ بہرطور یہ اچھی بات تھی کہ رخسار کے دل میں کسی بدگمانی کا گزر نہیں ہوا تھا۔

معمولات جاری رہے۔ وردانہ کی دو بار مجھ سے ملاقات ہوئی۔ رخسار کے پاس وہ اس کے بعد نہیں گئی تھی پھر ایک شام رشید ناگی نے مجھے بتایا کہ مسٹر شاہنواز ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے خود شاہنواز کے پاس جا کر اس سے ملاقات کی۔

"ارے دانش منصور صاحب مجھے تو خود آپ کے پاس آنا تھا۔ میں نے ناگی صاحب سے اس کا اظہار کیا تھا۔"

"میں آ گیا بات ایک ہی ہے۔"

"آپ کی محبت اور بڑائی ہے۔ اصل میں ایک پیغام دینا چاہتا تھا۔ پرسوں شام آپ

سے کچھ افراد نے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور میں نے ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ پیغام میں آپ تک پہنچا دوں گا اور آپ کا جواب ان تک۔"

"کون لوگ ہیں؟"

"یوں سمجھ لیجیے کہ ملکی امور میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چار سائنس دان ہیں۔ دو فوجی حکام اور دو سول حکام۔ نواں فرد میں ہوں گا کیونکہ مجھے آپ سے بہت زیادہ قریب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے کام میں جس کا تعلق براہ راست مجھ سے نہیں ہے میری شمولیت بھی رکھی گئی ہے۔"

"جہاں مجھے پہنچنا ہو وہاں کے بارے میں بتا دو۔" شاہنواز نے مجھے تفصیلات بتائیں اور پھر تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد میں واپس آ گیا۔ میرے ذہن میں کوئی خاص احساس نہیں تھا۔ ڈائمنڈ سٹی کا کام بخوبی چل رہا تھا۔ کوئین میکوویا نے بھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جبکہ اگر وہ چاہتی تو یہ رابطہ کر سکتی تھی۔ غالباً وہ مجھے پوری طرح چھٹی دینا چاہتی تھی اور کیونکہ میرے ذہن میں بھی ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی اس لیے میں بھی سکون محسوس کر رہا تھا۔

وقت مقررہ پر میں اس عمارت میں داخل ہو گیا جو میرے لیے اجنبی تھی لیکن جہاں میرا استقبال ایک ہیرو کی حیثیت سے کیا گیا تھا۔ ان سائنس دانوں سے میں واقفیت رکھتا تھا۔ فوجی حکام میں بھی ایک بریگیڈیئر سے میری ملاقات تھی۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی تھے۔ دوسری شخصیت نئی تھی۔ اس کے علاوہ میرے وطن کے اہم محکمے کے دو سربراہ جنہوں نے بڑی محبت سے میری پذیرائی کی تھی۔ رسمی الفاظ کا تبادلہ کیا گیا اور اس کے بعد مقصد کی بات شروع کر دی گئی۔ ایک سائنس دان نے مجھے بتایا۔

"مسٹر دانش منصور ماضی میں آپ سائنسی امور کے سلسلے میں وطن عزیز کے لیے جو کچھ کر چکے ہیں وہ صیغہ راز میں نہیں ہے۔ اب آپ کا ایک باقاعدہ فائل بنایا گیا ہے اور اس خفیہ فائل میں آپ کی کاوشوں کی پوری تفصیلات درج ہیں۔ اس وقت ہم آپ سے اپنے ایک اہم منصوبے کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں جو نامکمل رہ گیا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ہم نے ایک انتہائی جدید ملک سے کچھ ایسی مشینیں اور کچھ ایسے پارٹس منگوائے تھے جو ہمارے اس اہم منصوبے کی تکمیل کے لیے بنیادی حیثیت

رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ سودا مکمل ہو چکا تھا اور ہم ان مشینوں اور پارٹس کے پر امن حصول کے لیے اس ملک کے حکام کو قائل کر چکے تھے یہاں تک کہ ہمارا شپ منٹ ہو گیا لیکن ہمارے دشمن ہماری ترقی کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹیں ڈالتے رہے ہیں۔ وہ اپنی کوششوں میں مصروف تھے اور ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ جب ہمارا شپ منٹ ہو گیا تب کہیں جاکر انہیں اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور انھوں نے اس حکومت کو قائل کر لیا کہ یہ مشینیں اور فاضل پرزے ہمیں نہیں ملنے چاہئیں۔"

"چنانچہ ہمارے اس جہاز کو راستے ہی میں روک لیا گیا تھا اور پھر ہمارے بدترین دشمنوں میں سے ایک عظیم سرمایہ دار نے وہ مشینیں خرید لیں۔ ہمیں سرمائے کی واپسی کر دی گئی اور معذرت کر لی گئی کہ یہ اشیاء کسی خاص منصوبے کے تحت ہمیں نہیں دی جاسکتیں اور ہمارا سودا کینسل کر دیا گیا ہے۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ پیدا ہو گیا تھا ہمارے لیے۔ ابتدا میں تو ہم بالکل ہی بے بس ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد نئی منصوبہ بندی کے تحت ہم نے کئی ملکوں سے رابطہ قائم کیا لیکن وہ ملک بھی ہمیں ہماری مطلوبہ اشیاء فراہم کرنے پر تیار نہ ہوئے اور اس کی وجہ وہی جدید ملک تھا جس نے ہمارا سودا کینسل کیا تھا اور اس طرح ہم اپنے ایک عظیم منصوبے کو جس پر ہمارا اربوں ڈالر کا سرمایہ صرف ہو چکا ہے تکمیل تک پہنچانے میں ناکام رہے۔"

"اس سرمایہ دار نے وہ بے مقصد چیزیں خرید کر اپنے ہاں اسٹور میں ڈلوا دی ہیں اور وہاں زنگ آلود ہو رہی ہیں جبکہ یوں سمجھ لیجیے مسٹر دانش منصور کہ ہمارے ملک میں ایک اہم ترقی کے لیے ان کا حصول بے حد ضروری ہے۔ ہم نئے سرے سے ان اشیاء کو کہیں سے حاصل نہیں کر سکتے لیکن کسی طرح اگر وہ اشیاء وہاں سے حاصل ہو جائیں جہاں وہ بے کار پڑی ہوئی ہیں تو یوں سمجھ لیجیے کہ ہمارے اس منصوبے کی خفیہ طور پر تکمیل ہو جائے گی۔ مسٹر دانش' اصولی طور پر یہ کام سرکاری حکام کا ہے اور انہیں اپنے طور پر یہ کرنا ہے لیکن آپ سمجھتے ہیں کہ عالمی سیاست میں ایسے معاملات بعض اوقات بڑی اہم نوعیت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس لیے ہم یہ رسک نہیں لینا چاہتے۔ خصوصاً ہمارا پڑوسی ملک اس سلسلے میں ہم پر کڑی نگاہ رکھتا ہے اور لازمی امر ہے کہ وہ بھی ان معاملات سے واقف ہو گا چنانچہ اگر ہم سرکاری بنیاد پر یہ کام کرتے ہیں اور خدانخواستہ اس کی تکمیل نہ

ہو پائی یا یہ منصوبہ منظر عام پر آگیا تو ہمیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ کی ذہانت سے ہمیں یہ امید ہے کہ آپ ہماری اس مشکل کا حل تلاش کر سکتے ہیں اور اس امید پر یہ تفصیلات آپ کے کانوں تک پہنچائی گئی ہیں۔ آپ اس سلسلے میں فیصلہ کرنے میں مکمل طور سے آزاد ہیں کیونکہ بہرحال ہر شخص کے کچھ نہ کچھ مسائل ہوتے ہیں یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ لازمی طور پر یہ سب کچھ کر لیجیے گا لیکن یہ درخواست کرنے کے لیے ہم نے منصوبہ بندی کی اور چونکہ آپ ہمیں یہیں اپنے وطن میں دستیاب ہو گئے اس لیے اس سے بہتر موقع اور کوئی نہ سمجھا گیا۔"

میں دلچسپی اور سنسنی سے یہ تفصیل سن رہا تھا۔ اس سے پہلے بھی میں ایسے کئی کام اپنے طور سرانجام دے چکا تھا۔ یہ فرمائش مجھ سے باقاعدہ کی گئی تھی اور وطن کا معاملہ تھا۔ میرے تو بدن کا رواں رواں اپنے وطن کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ اس بات کو بار بار اپنی زبان سے دہرانا مجھے عجیب لگتا ہے۔ اندرونی جذبوں کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ وہ تو وجود کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ اپنے وطن کو ایک ایسی جنت بنادوں جن کا تصور اقوام عالم حسرت سے کریں اور تصور بہرحال آہستہ آہستہ پروان چڑھتے ہیں بشرطیکہ دل میں جذبے ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی تعرض نہیں کیا۔

"آپ لوگوں کی محبت ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا اور میری حقیری کوششوں کو اتنی اہمیت دی حالانکہ میں نے جو کچھ کیا ہے آپ میں سے کسی کے لیے نہیں کیا یہ تو میرے اندر کی آواز ہے جس کے تحت میں عمل کرتا ہوں۔ بہرطور میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے لیے ایک خدمت کا تعین کیا اور مجھے اس کا موقع دیا۔ میں انتہائی خلوص کے ساتھ اس کام کی تکمیل کی ذمے داری قبول کرتا ہوں اور اس سلسلے میں مجھے تفصیلات درکار ہوں گی۔"

"وہ تفصیلات میں آپ کو فراہم کروں گا کیونکہ میں اس شعبے کا انچارج ہوں۔" ایک سائنس دان وقار صمدانی نے کہا۔ وقار صمدانی صاحب کا نام ملکی معاملات کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ گو ان سے میری پہلی ملاقات تھی لیکن بہرطور ان کی شخصیت سے واقف تھا۔

میں نے نہایت ادب سے کہا۔ "صمدانی صاحب آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے

لیے میں ذاتی طور پر آپ کا شکر گزار ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی بڑا کام کاروباری طور پر نہیں بلکہ جذبوں کے نام پر ہوتا ہے اور چونکہ آپ میرے وطن کے لیے اپنے دل میں جذبے رکھتے ہیں اس لیے میں آپ کی انتہائی عزت کرتا ہوں۔ میری دلی آرزو ہے کہ آپ جس قدر جلد ممکن ہوسکے مجھے اس بارے میں تفصیلات فراہم کردیں۔ میں انتہائی خوش دلی سے اپنا یہ فرض سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔"

تمام لوگوں نے مجھ سے بڑی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا تھا اور پھر صمدانی صاحب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ چند روز کے اندر اندر وہ اس سلسلے کی تمام کاغذی کارروائی مکمل کرکے میرے ساتھ میٹنگ کریں گے اور مجھے تفصیلات فراہم کردیں گے۔

واپس آنے کے بعد میں بہت دیر تک اس میٹنگ کے بارے میں غور کرتا رہا بہرحال میری پسند کا کام تھا۔ یہاں خاصا وقت گزار لیا تھا۔ میں کام کی نوعیت دیکھنے کے بعد کوئن میکوویا سے بھی اس سلسلے میں مدد لے سکتا تھا۔ اب مجھے اس پر پورا پورا اعتماد ہوچکا تھا کہ وہ میرے وطن کے بارے میں اب اسی انداز میں سوچتی ہے جس طرح میں۔ بہرحال اب میں نے اس موضوع کے بارے میں سوچنا شروع کردیا تھا۔ اس دوران برابر سب سے ملاقات جاری تھی اور اب چونکہ یہ امکان ہوگیا تھا کہ مجھے کچھ عرصے کے بعد ملک سے باہر جاکر اپنے اس مشن کی تکمیل کرنی ہے اس لیے میں زیادہ وقت ان لوگوں کے ساتھ گزارتا تھا۔

☆☆☆☆

وردانہ شوق کا کردار بہرطور میرے لیے خاصا متاثر کن تھا کیونکہ اس کے بعد اس نے مجھ سے زیادہ ملاقات کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہاں ایک بار وہ رخسار سے ضرور ملی تھی جس کا تذکرہ رخسار نے مجھ سے کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ کافی اچھی لڑکی ہے۔ بہت فراخدل اور مجھے اس کا کردار بہت پسند آیا ہے۔

پھر صمدانی صاحب نے مجھ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ غالباً وہ اپنا کام مکمل کرچکے تھے۔ ان کی خوب صورت کوٹھی میں' میں نے ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ چونکہ تمام ضروری کاغذات ان کے اپنے پاس موجود ہیں اور انہیں لے کر آنا ممکن نہیں ہے اس لیے میں زحمت کروں اور مجھے ان کی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ پھر وہاں مجھے ان تمام تفصیلات سے آگاہی ہوئی۔

وہ مشینری جس شخص نے خریدی تھی اس کا نام "جینی ڈیل" تھا۔ نسلاً یہودی تھا۔ بارباڈوس میں ایک بڑا کاروبار کرتا ہے۔ بارباڈوس بحیرہ کری بین کے ٹرینی ڈاڈا سے تقریباً تین سو کلو میٹر شمال مشرق میں بہت سے جزائر پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت برج ٹاؤن ہے اور جینی ڈیل برج ٹاؤن میں ہی رہتا ہے۔ اس مشینری سے اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ بس اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ ایک مسلم ملک کو اتنا بڑا پروجیکٹ حاصل نہ ہوسکے' مسٹر وقار صمدانی نے مجھے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں۔ میں اس کے علاوہ اور کوئی مدد نہیں کرسکتا کہ یہ تفصیلات آپ کو فراہم کردوں۔ باقی مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جب آپ یہ تفصیلات سمجھ لیں تو ہائی

کمان سے رابطہ کریں تاکہ آپ سے یہ معلوم کرلیا جائے کہ اس مہم کی تکمیل کے لیے آپ کو مقامی طور پر کیا کچھ درکار ہوگا؟"

وقار صمدانی سے تمام تر معلومات حاصل کرکے اور ان کے ساتھ ڈنر لے کر میں واپس آیا تو میرا ذہن انہی تصورات میں الجھا ہوا تھا۔ بارباڈوس کے بارے میں ابھی تک مجھے کچھ معلومات حاصل نہیں تھیں۔ رشید ناگی سے اس سلسلے میں گفتگو کرکے تفصیلات بھی معلوم کی جاسکتی تھیں اور اسے بتانا بھی ضروری تھا کہ اب میں کس پروگرام کا آغاز کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی بہت سے فیصلے بھی کرنے تھے۔ کوئن میکوویا کو اپنی اس مہم سے آگاہ کروں یا نہ کروں اور اپنے طور پر ہی یہ کام سرانجام دینے کی کوشش کروں بہرحال یہ باقاعدہ پلاننگ کی بات تھی اور اس رات میں نے اپنے ذہن کو اس پلاننگ میں الجھائے رکھا اور کچھ مستحکم فیصلے کرلیے۔

دوسرے دن کوئی ایسی اہم بات رونما نہ ہوئی جو قابل تذکرہ ہو لیکن دن کو گیارہ بجے یہ واقعہ رونما ہوگیا۔ رشید ناگی نے فون پر مجھے بتایا کہ کل شام سے رخسار اپنی رہائش گاہ پر موجود نہیں ہے۔ اس نے کسی سے کوئی رابطہ بھی نہیں کیا ہے اور یہ بتا کر نہیں گئی ہے کہ وہ کہاں جارہی ہے اس سلسلے میں اس کے سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ نے تشویش کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس سے پہلے کبھی اس کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں رونما ہوئی تھی اور وہ اپنی مصروفیات سے لوگوں کو آگاہ رکھتی تھی۔ میرے ذہن مین ایک چھناکا سا ہوا۔ رخسار کہاں جاسکتی ہے حالانکہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا لیکن پھر بھی رشید ناگی کو تشویش ہوئی تو بے مقصد نہیں ہوگی۔ میں نے رشید ناگی کو فوراً طلب کرلیا اور اس کے بعد اس سے کہا کہ رخسار کی تلاش کے سلسلے میں فوراً کارروائی کی جائے حالانکہ بظاہر کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ بہت پراعتماد ہے اور اپنے طور پر اپنا تحفظ کرنا بھی جانتی ہے لیکن معمولات میں تبدیلی کا نوٹس لینا ضروری ہے۔

"سر میرا خیال ہے اگر عرفان غزنوی کے ہاں سے معلومات حاصل کی جائے۔"

"یہ تم اپنے طور پر ہی کرسکتے ہو۔ میری غیر موجودگی میں تم تمام صورت حال سے آگاہ رہے ہو۔ ویسے بھی غزنوی خاندان میں میری کوئی مداخلت ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔"

"آپ فکر نہ کریں سر میں معلومات کرتا ہوں اس کے علاوہ کبھی کبھی میڈم ڈائمنڈ سٹی بھی چلی جاتی ہیں۔ میں وہاں سے بھی معلوم کرتا ہوں لیکن آپ کی موجودگی میں ان کا کوئی الگ مشغلہ میرے لیے ذرا تعجب خیز ہے۔"

رشید ناگی چلا گیا۔ ہمارا ضروری عملہ رخسار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ میں کوٹھی ہی پر رہ کر ٹیلی فون کالوں کا انتظار کرتا رہا اور شام کے ساتھ بجے گئے لیکن رخسار اپنی رہائش گاہ پر نہیں پہنچی تھی۔ عرفان غزنوی کے ہاں سے بھی مکمل طور پر اس سے لاعلمی کا اظہار کیا گیا تھا اور ڈائمنڈ سٹی پر بھی وہ موجود نہیں تھی۔ اب بات ذرا تشویش ناک حد میں داخل ہوگئی تھی۔

دوسرا دن بھی گزر گیا اور رخسار کا کوئی پتا نہیں چلا تو میرے ذہن میں خفقان ہونے لگا۔ کیا ہے یہ سب کچھ؟ پھر اچانک ہی مجھے دردانہ شوق کا خیال آیا اور میں بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہوسکتا ہے دردانہ شوق کچھ اس سلسلے میں تفصیلات فراہم کرسکے۔ میں نے آج تک دردانہ شوق سے کبھی اس کا ٹیلی فون نمبر نہیں لیا تھا۔ ٹیلی فون ڈائریکٹری میں وہ نمبر تلاش کرنے کے بجائے میں نے خود ہی تیاریاں کیں اور اس کی رہائش گاہ کی جانب چل پڑا جہاں مسٹر شوق جمالی کا قیام تھا۔ نجانے کیوں میرے دل میں ان لوگوں کا خیال آگیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ایڈونچر پسند لڑکی نے رخسار کو اپنے ساتھ کہیں الجھا لیا ہو۔ وہ ایسی ہی سحرانگیز قوت کی مالک تھی اور رخسار اس سے متاثر بھی تھی۔ کچھ دیر کے بعد میں اس خوشنما کوٹھی پر پہنچ گیا۔ شوق جمالی مجھے کوٹھی کے برآمدے ہی میں نظر آگئے۔ مجھے دیکھ کر بڑے پرتپاک انداز میں میری جانب بڑھے۔

"زہے نصیب' زہے نصیب' دانش منصور صاحب تشریف لائے ہیں۔ آیئے آیئے خیریت' ہم غریب لوگ کیسے یاد آگئے؟"

"دردانہ کہاں ہیں؟"

"اندر موجود ہے آیئے آپ آیئے۔ کوئی اور بھی ساتھ ہے؟"

"نہیں تنہا ہوں۔"

"گاڑی لاک کردی ہے؟"

"جی ہاں۔"

"تو پھر تشریف لائیے۔" وہ مجھے لے کر اندر پہنچ گئے۔ بڑے احترام سے ایک صوفے پر بٹھایا اور مجھ سے میری خیریت پوچھنے لگے۔

"جی ہاں خیریت ہی ہے ذرا دردانہ صاحب کو بلا دیجئے۔"

"اطلاع نہیں ملی ہوگی آپ کے آنے کی اسے ورنہ وہ تو آپ ہی کے گن گاتی رہتی ہے۔ بلاتا ہوں۔"

شوق جمالی صاحب نے ایک ملازم کو طلب کیا۔ اس سے کوئی عمدہ مشروب لانے کے لیے کہا اور پھر خود دردانہ کو بلانے کے لیے اٹھ گئے۔ میں بے چینی سے دردانہ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد دردانہ کے ساتھ واپس آگئے۔ دردانہ نے بڑے تپاک سے میرا استقبال کیا۔

"فون کر دیا ہوتا مجھے۔ کم از کم آپ کے شایان شان استقبال تو کیا جاسکتا تھا۔"

"دردانہ میں ایک مشکل کا شکار ہو گیا ہوں۔" میں نے کہا اور دردانہ کے چہرے کا رنگ اتر گیا۔

"خیریت' کیا بات ہے؟"

"رخسار سے تمہاری کب ملاقات ہوئی تھی؟"

"دو تین دن ہو گئے کیوں؟"

"دردانہ' رخسار غائب ہے۔"

"کہاں' کب کیسے؟" وہ شدید حیرت کے عالم میں بولی۔ شوق جمالی چونک پڑے تھے۔

"رخسار وہی لڑکی دردانہ جس کے بارے تم نے مجھے بتایا تھا؟"

"جی ڈیڈی۔"

"کیا ہوا' غائب ہے سے تمہاری کیا مراد ہے۔ مائی ڈیئر دانش منصور۔"

"سر وہ ایک ذمے دار خاتون ہیں اپنے کام پورے پروگراموں کے ساتھ کرتی ہیں لیکن' لیکن وہ لاپتا ہیں کہیں سے بھی ان کا کوئی پتا نہیں مل رہا۔ دردانہ کی دوست بھی ہیں وہ۔ میں نے سوچا شاید ان سے ان کے پروگرام کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے۔"

"اوہ نہیں مجھے کوئی پروگرام نہیں بتایا تھا رخسار نے مگر واقعی آپ نے ایسی جگہوں

پر تلاش کر لیا اسے جہاں وہ کسی کو اطلاع دیے بغیر جاسکتی ہیں؟"

"ہاں دردانہ کہیں سے کوئی پتا نہیں چل رہا۔"

"میں سخت پریشان ہو گیا ہوں کیا کرنا چاہیے کہاں جاسکتی ہیں وہ؟" دردانہ خود بھی بے چین نظر آنے لگی تھی۔ اتنی دیر میں ملازم مشروب لے آیا۔

"اس وقت کچھ پینے کا موڈ نہیں ہے جناب معافی چاہتا ہوں۔ اصل میں اس سلسلے میں اور بھی کچھ کام کرنے کا خواہش مند ہوں۔ بس دردانہ سے معلومات حاصل کرتے چلا آیا تھا۔ دردانہ پلیز اپنا ٹیلی فون نمبر دے دو ورنہ میں تمہیں ٹیلی فون کر کے ہی معلوم کر لیتا۔"

"میں ابھی لکھ کر دیے دیتی ہوں۔" اس نے کہا۔

ایک چٹ پر فون نمبر لکھ کر مجھے دے دیا۔ میں اٹھا تو وہ بھی میرے ساتھ ہی اٹھ گئی۔

"ایکسکیوزمی۔ اگر آپ مائنڈ نہ کریں مسٹر دانش منصور تو کیا میں بھی اس کی تلاش میں آپ کے ساتھ رہ سکتی ہوں۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ اس اطلاع نے میرے اعصاب پر کتنا بڑا اثر کیا ہے۔ اب میں بھی یہاں بے سکون رہوں گی۔"

"سوری دردانہ' نجانے کہاں کہاں بھٹکنا پڑے مجھے' ویسے تم اتنی مہربانی ضرور کر دینا کہ اگر تمہیں اس کے بارے میں کوئی اطلاع مل جائے تو مجھے فون پر اطلاع دے دینا۔"

"ٹھیک ہے۔ کاش میں آپ کو بتا سکتی مسٹر دانش منصور کہ رخسار کی کسی مشکل سے میں کتنا دکھ محسوس کر رہی ہوں۔"

"تھینک یو دردانہ' تھینک یو ویری مچ۔" میں وہاں سے بھی باہر نکل آیا۔ درحقیقت میں بے بسی محسوس کر رہا تھا۔ کیا عجیب بات ہے۔ تمام وسائل میرے ساتھ ہیں۔ نجانے کیا کیا کچھ کر چکا ہوں اپنی زندگی میں ایک چھوٹے سے مسئلے کا حل میرے پاس نہیں تھا۔ یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ رخسار اس طرح کہیں غائب ہو سکتی ہے۔ یقینی طور پر کسی حادثے کے سوا اور کچھ نہیں ہوا ہے۔ ورنہ رخسار ایسی لڑکی نہیں ہے کہ اس طرح کا کوئی بھونڈا مذاق کرے یا اگر کوئی مصروفیت بھی ہو تو کسی کو بتانا پسند نہ کرے۔

مزید کچھ وقت گزر گیا۔ اس وقت بھی میں اپنی کوٹھی پر موجود تھا۔ ابھی تھوڑی دیر

پہلے الیاس بھائی واپس آ گئے تھے۔ رات کو نازاں باجی اور بھائی آئے تھے۔ ہر شخص رخسار کے لیے پریشان تھا۔ رشید ناگی کف افسوس مل رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ رخسار خود بھی تو ایک اہم شخصیت ہے کم از کم دانش منصور کے حوالے سے لیکن ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں تھا۔

رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے تھے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی یا تو کوئی رخسار کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہو گا یا پھر ممکن ہے کہیں سے اس کے بارے میں کوئی اطلاع ملے۔ ان دونوں ٹیلی فون ایک لمحے میں ریسیو کیا جاتا تھا اور یہ وہ ٹیلی فون تھا جو صرف میرے استعمال میں رہتا تھا۔ میں نے ریسیور اٹھا لیا اور دوسری طرف سے دردانہ شوق کی آواز سنائی دی۔

"دانش منصور سے بات کرنا چاہتی ہوں میرا نام دردانہ شوق ہے۔"

"میں بول رہا ہوں دردانہ۔"

"ہیلو دانش کیسے ہیں آپ؟"

"ٹھیک نہیں ہوں دردانہ ابھی تک رخسار کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔"

"آپ نے کہا تھا نا کہ اگر مجھے رخسار کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے تو میں آپ کو بتاؤں۔"

"اوہ مائی گاڈ تو کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو چکا ہے۔"

"ہاں' اب سے نہیں اس وقت سے جب سے وہ غائب ہوئی ہے۔"

دردانہ شوق کے لہجے میں ایک عجیب سی چہکار تھی جس نے مجھے چونکا دیا اور میں اس کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔

"کیا اس سلسلے میں بھی کوئی مذاق مناسب ہو سکتا ہے دردانہ؟"

"بالکل نہیں جناب دانش منصور صاحب' میں آپ سے بالکل مذاق نہیں کر رہی جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ حقیقت ہے۔ بس ذرا آپ کی بھاگ دوڑ سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور یہ دیکھ رہی تھی کہ آپ اسے کس حد تک چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کے اور اس کے درمیان صحیح معنوں میں روحانی رشتے موجود ہیں۔ آپ کی کیفیت سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔"

میرے دل میں دردانہ کے لہجے سے اور اس کے الفاظ سے شبہ سر ابھارنے لگا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے دردانہ رقابت کا شکار ہو گئی ہو۔ اس نے بظاہر رخسار سے یگانگت کا مظاہرہ کیا ہو اور درپردہ اس کے خلاف کسی چکر میں لگ گئی ہو۔ عورت کی فطرت سے ایسی کسی سازش کا تصور بعید نہیں تھا۔

"ہیلو۔" دوسری جانب سے دردانہ کی آواز ابھری۔

"میں غور کر رہا ہوں دردانہ کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"جو کچھ میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں مسٹر دانش منصور وہ بڑی طویل بات ہے اور مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں آپ کو اس سے آگاہ کر دوں۔"

"پلیز دردانہ تمہاری ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"تو پھر سنئے جناب آپ کو یاد ہو گا کہ ایک بار آپ بہت بڑے بڑے سرکاری افسران کی ایک میٹنگ میں شریک ہوئے تھے مگر نہیں۔ میں نے بات شاید غلط جگہ سے شروع کر دی۔ اس سے پہلے تھوڑے سے الفاظ کا اضافہ کر لیجئے دانش منصور تو مر چکا تھا لیکن اچانک ہی اسے اس کے شہر میں دیکھا گیا وہ آزادانہ طور پر نقل و حرکت کر رہا تھا اور اس نے اپنے جتنے یادگاری مراکز قائم کر رکھے تھے وہاں اسے دیکھا جا رہا تھا۔ دانش منصور کے بہت پرانے دوستوں کو اس سلسلے میں تشویش ہوئی ویسے مسٹر دانش منصور آپ لوگ یقین کر لیجئے کہ آپ کے ان دوستوں کو آپ کی موت کا یقین نہیں تھا بلکہ اس دوران کئی بار مختلف معاملات میں آپ کے ہونے کا شک کیا گیا لیکن اس شک کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی یہاں آپ کے شہر میں آپ کے دوستوں کا ایک باقاعدہ پینل ہے جو اپنے معاملات میں مصروف ہونے کے باوجود آپ کے بارے میں بھی تشویش زدہ رہا ہے۔"

"جب یہ اطلاع اس پینل کو ملی تو فوری طور پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا گیا اور ہیڈ کوارٹر سے ہدایت ملی کہ آپ کی زندگی کی تصدیق کر لی جائے تو اب میں آ جاتی ہوں اسی میٹنگ والے دن کے واقعے پر۔ ہمارے ایک ساتھی نے زندگی کی بازی لگا کر اس میٹنگ میں آپ کی شرکت کی تصویریں حاصل کیں۔ یہ تصویریں ہیڈ کوارٹر پہنچائی گئیں اور ہیڈ کوارٹر سے فوری ہدایت ملی کہ آپ کی زندگی کی خبر عام کر دی جائے نتیجہ میں ہمیں آپ کے شہر کے اس بڑے اخبار سے رجوع کرنا پڑا اور کسی نہ کسی طرح ہم نے اپنا یہ کام کر ہی

لیا۔ اصل میں یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ آپ کو اپنی زندگی کی خبر عام ہونے کے بعد ہر وقت چھپے چھپے رہنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور آپ مکمل طور سے منظر عام پر آجائیں۔"

"چنانچہ دانش منصور صاحب ہمیں اپنے اس مشن میں بھی کامیابی حاصل ہوئی اور ہم زیادہ آسانی سے آپ کی نقل و حرکت کا جائزہ لیتے رہے۔ جب ہمارے کرم فرماؤں کو آپ کے بارے میں پورا پورا یقین ہوگیا تو پھر ہمیں کسی ایسے پروگرام کی ضرورت درپیش ہوئی جس کے تحت آپ کے بے پناہ وسائل سے چھٹکارہ حاصل کرتے ہوئے ہم اپنے کام کا آغاز کرسکیں اور اس سلسلے میں میری خدمات حاصل کی گئیں۔ دانش منصور صاحب میرے ذریعے اس بات کا پتا چلایا گیا کہ اس دنیا میں آپ کو سب سے عزیز کس کی شخصیت ہے۔ انسان کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے اور آپ کی کمزوری مس رخسار ہیں۔ میں نے آخر کار پوری چھان بین کے بعد یہ رپورٹ پیش کردی کہ آپ کی کمزوری کیا ہے اور بس اس کے بعد میرا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ مس رخسار سے قربت حاصل کرنے کے بعد میں نے ادارے کو مطلع کیا اور ادارے کی ہدایت پر مس رخسار کو اپنے ساتھ لے آئی اور اب وہ بڑی احتیاط اور حفاظت کے ساتھ ہماری تحویل میں ہیں۔ آپ میرا شکریہ ادا کیجیے دانش منصور صاحب کہ میں آپ کو آپ کی محبوبہ کی زندگی اور صحیح سلامت ہونے کی خوشخبری سنا رہی ہوں۔"

وہ خاموش ہوگئی۔ میری وجود میں آگ کا سمندر کھولنے لگا تھا۔ بڑی غلطی ہوگئی تھی مجھ سے بہت بڑی غلطی جس کا ازالہ ممکن نہیں تھا تاہم کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔ میں نے نجانے کتنی مشکلات سے اپنے لہجے پر قابو پایا پھر آہستہ سے کہا۔

"کیا آپ کو اپنے ادارے کا نام بتانے کی اجازت ہے مس دردانہ؟"

"جی ہاں ایسی کوئی پابندی نہیں عائد کی گئی ہے مجھ پر کہ میں آپ کو آپ کے پرانے دوستوں کا نام بتادوں۔ ہمارا تعلق ڈان سینٹر سے ہے۔" اس نے کہا اور میرے جبڑے بھنچ گئے۔

میں اس کھولن پر قابو نہیں حاصل کرپا رہا تھا جو اس وقت میرے وجود میں ہو رہی تھی لیکن طیش کا مظاہرہ حماقت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ میرا مذاق اڑاتی' میں نے پھر اپنے لہجے کو کنٹرول کرکے کہا۔

"گڈ تو پھر آپ بھی ڈان سینٹر کو میری طرف سے اس شاندار کامیابی کی مبارکباد پیش کردیجیے گا۔" میرے الفاظ پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کمال ہے ایسے اچھے اور شریف دشمن میں نے کبھی نہیں دیکھے' بہرحال میں تو درمیانی رابطہ ہوں جو حکم آپ دے رہے اس کی تعمیل بھی کردوں گی۔"

"تعمیل کے ساتھ ساتھ مس دردانہ شوق آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ رخسار کے سلسلے میں مجھ سے رابطہ کریں اور رخسار کے سلسلے میں ان کا نظریہ کیا ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ براہ کرم ان سے کہیے کہ وہ جلد ہی اس سلسلے میں اپنے مطالبات کا اظہار کردیں۔ اب آپ سے کیا چھپانا آپ تو جانتی ہیں کہ میں رخسار کو کتنا چاہتا ہوں۔"

"یقیناً" میں اس سلسلے میں آپ سے بھرپور تعاون کروں گی۔ ویسے دانش منصور صاحب ایک بات اور بھی کہنا چاہتی ہوں جو ذاتی نوعیت کی ہے۔"

"جی فرمایئے۔"

"آپ اس غلط فہمی کو دل سے نکال دیجیے گا کہ میں آپ پر عاشق ہوگئی تھی۔ بڑی سبکی محسوس ہوئی تھی مجھے اس وقت جب میں نے آپ سے اظہار عشق کیا اور آپ نے مجھے مسترد کردیا۔ شاید عورت کی فطرت میں انتقامی جذبے کبھی ختم نہیں ہوتے لیکن آپ یہ نہ سوچیں کہ میں رخسار سے کوئی انتقام لوں گی۔ ہرگز نہیں جناب اول تو وہ میری رنج سے باہر کی چیز ہے۔ دوسری بات یہ کہ انتقام اسی شخص سے لیا جانا چاہیے جس سے دشمنی ہو آپ میرا یہ حساب اپنے کھاتے میں لکھ لیجیے گا۔ کبھی کسی جگہ ہو سکتا ہے آپ سے واسطہ پڑے۔"

"آپ متضاد بات کہہ رہی ہیں مس دردانہ شوق۔ یعنی یہ کہ آپ میری جانب ملتفت بھی نہیں تھیں اور پھر میرے مسترد کیے جانے کی وجہ سے انتقامی جذبوں کا شکار بھی ہوگئی ہیں۔ خیر چھوڑیے یہ وقت اس موضوع پر بات کرنے کا نہیں ہے آپ پلیز۔ میرا پیغام آگے پہنچا دیجیے گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"اوکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی دانش منصور صاحب آپ کو یہ اطلاع دینا بھی میرا فرض ہے کہ اب اس مکان میں ہم لوگ آپ کو نہیں ملیں گے۔ آپ خود بھی سمجھدار اور اتنی سی بات پر یقین کرسکتے ہیں کہ جب ہم آپ کے سامنے ڈسکلوز ہوگئے تو

پھر ہمارا آپ کے ہاتھ آنے کا کیا سوال ہے۔"

"یہ الفاظ آپ نہ بھی کہتیں تو بھی میں یہ بات سمجھ لیتا۔"

"اچھا پھر خدا حافظ ہو سکتا ہے مجھے دوبارہ آپ سے رجوع کرنے کی ہدایت ملے اور اگر نہ ملے تو بہر طور اس تکلیف دہی کے لیے معافی چاہتی ہوں خدا حافظ۔" ادھر سے فون بند ہو گیا۔

میں ریسیور ہاتھ میں لیے سناٹے میں بیٹھا رہ گیا تھا۔ بہت بڑی غلطی ہوئی تھی۔ بس اسی کو چراغ تلے اندھیرا کہتے ہیں۔ نجانے کیا کیا کچھ تعمیر کر لیا تھا اس نامکمل حیات میں لیکن انسانی کمزوریوں کا اب تک شکار تھا۔ اس لیے کہ انسان تھا اتنی سی بات نہ سمجھ سکا کہ رخسار کو میرے حوالے سے میرے دشمن کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں پھر میرے حلق سے غراہٹ نکلی۔

"ڈان سینٹر۔" بھول گیا تھا اس ادارے کو اور اس کے ارکان کو نقصان پہنچانا تو میری زندگی کا نصب العین تھا۔ نصب العین چھوڑ دیا تھا میں نے کچھ وقت کے لیے لیکن اب سہی۔ جب تک زندہ ہوں اس کی کمینگی کا انتقام لیتا رہوں گا اور جہاں تک رخسار تمہارا مسئلہ ہے تو مجھے معاف کرنا ویسے ہی میری ذات سے تمہیں کیا مل گیا۔ یہ مصیبت بھی تمہاری تقدیر میں تھی لیکن قدرت نے اگر تمہیں زندگی دی ہے تو یہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور میں زندگی کی آخری سانس تک تمہارے حصول کی جدوجہد کرتا رہوں گا۔ باقی میں نے ہمیشہ ہی تقدیر کے فیصلوں پر انحصار کیا ہے۔ خود اپنی تلاش میں آج تک ناکام ہوں دنیا کو تسخیر کرنے کی بات کیا کروں۔ دل کو ایک عجیب سی ڈھارس ہو گئی رشید ناگی سے اس کے بعد پہلی ملاقات ہوئی تو میں نے پوری تفصیل اسے بتا دی اور رشید ناگی غم و اندوہ سے سر جھکا کر رہ گیا میں اس کی اندرونی کیفیت کو بھی اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔

"نہیں رشید ناگی میں نے کبھی ان حالات سے شکست نہیں تسلیم کی ہے ایک گنہگار آدمی ہوں لیکن ہمیشہ اس قوت پر بھروسا کرتا رہا ہوں جس نے کائنات کی تخلیق کی ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہے غلطی ہوئی شاید ہم سے تسلیم کرتے ہیں لیکن غلطی ہونی چاہیے ورنہ دل میں غرور پیدا ہو جاتا ہے بہرحال میں اس مسئلے کو اول حیثیت نہیں دوں گا رخسار

کے معاملے کو اگر چھپانا بہتر سمجھتے ہو تو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے اس کے سلسلے میں لیکن ایک فیصلہ یہ میں نے ضرور کیا ہے کہ اب ڈان سینٹر کا وجود مٹ جانا چاہیے۔ نہ صرف ڈان سینٹر کا بلکہ روز آرگنائزیشن کو بھی اس لپیٹ میں آنا ہو گا تمہیں علم ہے کہ میرے سلسلے میں یہ دونوں ادارے ایک بار متحد ہو چکے ہیں موجودہ صورت حال مجھے نہیں معلوم خیر جانے دو اس بات کو رخسار کو انھوں نے جس اعلیٰ پلاننگ کے ذریعے اغواء کیا ہے اس کے تحت میرا اندازہ ہے کہ وہ شاید اب اس ملک میں نہیں ہو گی ان لوگوں نے اپنے بے پناہ وسائل سے کام لیتے ہوئے اسے کہیں ایسی جگہ نکال دیا ہو گا جہاں فی الحال وہ ہمارے ہاتھ نہ آ سکے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ یہاں میرے وسائل بے پناہ ہیں اور وہ مجھے رخسار ہی کے ذریعے بلیک میل کر سکتے ہیں۔"

"چیف بہت کچھ دل میں ہے کہنے کے لیے لیکن بیکار الفاظ کا زیاں ہو گا اب یہ بتائیے ہمیں کرنا کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ میری تو یہ رائے ہے کہ رخسار کے سلسلے میں کوئی جھوٹی کہانی گھڑلی جائے تاکہ بلاوجہ لوگ افسردگی کا شکار نہ ہوں اور میرے لیے باقاعدہ ایک تعزیتی اسکول نہ کھل جائے۔ ہمیں تھوڑی سی اداکاری کر کے یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ رخسار اچانک ہی ملک سے باہر چلی گئی ہے اور اس کے ذہن میں کوئی منصوبہ ہے۔ مجبوری ہے اس جھوٹ کے سوا اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کے بعد رشید ناگی میں جانتا ہوں کہ ڈان سینٹر مجھ سے اپنے مفادات کے حصول کی بات کرے گا میں اس سے تعاون کروں گا ناگی ویسے تو میں تمہیں ہر مسئلے سے تقریباً روشناس ہی رکھتا ہوں لیکن اگر اچانک ایسی کوئی صورت حال پیش آ جائے جس کی وجہ سے مجھے ملک سے باہر نکل جانا پڑے تو تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہیے تمہیں اندازہ ہے کہ اب مجھے ایسے معاملات سے نمٹنے کی خاصی مہارت ہو چکی ہے میں تمہیں آگاہ کیے دے رہا ہوں میرے معاملات تم بہتر طریقے سے سنبھال لینا۔"

"چیف کتنا خوشی کا وقت گزر رہا تھا آپ اتنے عرصے کے بعد آئے تھے بہت سی تبدیلیاں رونما ہونے کی توقع تھی بہت سے منصوبے ہمارے اپنے ذہنوں میں تھے جن کا ابھی آغاز بھی نہیں ہوا۔"

"بہرحال یہ ساری باتیں میرے خیال میں بے مقصد ہیں۔ تمہیں جو سمجھانا چاہتا تھا میں نے سمجھا دیا ہے مجھ سے تعاون کرو۔"

رشید ناگی ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا تھا۔ اس کے بعد بھی مجھے تقریباً چالیس گھنٹے ڈان سینٹر کی جانب سے رابطہ قائم کرنے کا انتظار کرنا پڑا۔ چالیس گھنٹے کے بعد ٹیلی فون پر مجھے ایک اجنبی آواز سنائی دی تھی جب میں نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ میں دانش منصور ہی بول رہا ہوں تو دوسری طرف سے کہا گیا۔ "اور آپ یقیناً مجھے نہیں جانتے ہوں گے مسٹر دانش منصور کیونکہ ہماری پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میرا نام کارسس مینوئل ہے اور تعلق ڈان سینٹر سے ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ میں یہاں ڈان سینٹر کے مفادات کا نگراں ہوں۔"

"جی مسٹر کارسس مینوئل فرمایئے۔"

"تعجب کی بات ہے آپ نے مس رخسار کے لیے مکمل خاموشی اختیار کر لی ہے اور وہ ہنگامہ خیزی نہیں ہوئی جس کی توقع میں کر رہا تھا۔"

میں نے حقارت سے کہا۔ "اس کی وجہ یہ ہے مسٹر کارسس مینوئل کہ شاید آپ ڈان سینٹر کے کوئی معمولی سے کارکن ہیں ورنہ آپ کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ جو کچھ آپ کر چکے ہیں اس کے بعد آپ کیا کریں گے۔ یہ دانش منصور کے علم ہے۔"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ' تو پھر آپ یہ بتایئے کہ مس رخسار کی واپسی کے لیے آپ ہمارے ساتھ کیا تعاون کر سکتے ہیں؟"

"دوست میں جانتا ہوں کہ رخسار اب یہاں نہیں ہوگی تم لوگوں نے اسے گھنٹوں کے اندر اندر اس ملک سے باہر نکال دیا ہوگا چونکہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ یہاں رہ کر تم اسے میری نگاہوں سے اوجھل نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ میں کوئی کارروائی کر کے اپنا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے سربراہان کی طرف سے کیا ہدایات ملی ہیں۔"

دوسری طرف چند لمحات کے لیے خاموشی چھا گئی تھی۔ میں انتظار کرتا رہا۔

"ویری گڈ بہرحال بے پناہ ذہین لوگوں کا ٹکراؤ ہے مجھے اس بارے میں بتا دیا گیا تھا جہاں تک میرے سلسلے میں حقارت آمیز الفاظ استعمال کرنے کا سوال ہے تو میں اسی لیے

انھیں نظر انداز کیے دیتا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر سے مجھے اس بارے میں کوئی ہدایت نہیں ہے ہاں اس بات کا خواہش مند ہوں کہ کبھی میرے مدمقابل آجانا اور اپنی ذہانتوں کو مجھ پر آزما لینا۔" میں نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"ناراض ہوگئے مائی ڈیئر۔ چلو کوئی بات نہیں دیکھ لیں گے کسی وقت ہماری تمہاری بھی ایک دلچسپ ملاقات ہو جائے گی۔"

"کل ساڑھے دس بجے ہمارے ٹیلی فون کا انتظار کرو اور اپنے آپ کو ملک سے باہر جانے کے لیے تیار رکھو۔ وقت ذہن نشین کر لیا ہوگا۔ ساڑھے دس بجے۔ ٹیلی فون ٹریس کرنے کی کوشش مت کرنا حماقت ہوگی۔" آواز آئی اور فون بند کر دیا گیا۔

میرے ہونٹوں پر حقارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ بعد میں بہت غور و خوض کے بعد میں نے چند فیصلے کیے تھے اور دوسرے دن ساڑھے دس بجے کارسس مینوئل کے فون کا انتظار کرنے لگا تھا۔ مقررہ وقت پر مجھے فون موصول ہوا۔ کارسس مینوئل ہی تھا۔ چہکتی ہوئی آواز میں بولا۔ "یقیناً آپ فون کے پاس بیٹھے ہوں گے مسٹر دانش منصور۔"

"دفتروں میں صاحب کا منہ چڑھا ایک چپڑاسی ہوتا ہے کبھی دیکھا ہے۔"

"کیا مطلب؟" مینوئل چکرا گیا۔

"وہ صاحب سے ملاقات کے لیے آنے والے ہر شخص کا انٹرویو لینے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ وہ صرف چپڑاسی ہوتا ہے۔ تم اس سے مختلف نہیں ہو مینوئل اس لیے اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو۔"

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ مینوئل اس انسلٹ کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔ "مجھے تمہاری ذہنی کیفیت کا اندازہ ہے اس لیے میں تمہاری بات کا برا نہیں مناؤں گا۔ ہاں ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا ہے کہ کسی مناسب موقع پر ہم مقابل ضرور آئیں گے۔"

"کہیں بھی کسی بھی شکل میں میرے سامنے آؤ۔ اپنا نام مجھے کبھی نہ بتانا۔ اس وقت زندگی کھو بیٹھو گے۔"

"او کے مسٹر دانش منصور۔ آپ کے لیے ہدایت ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو بارباڈوس چلے جایئے۔ بار باڈوس کے دارالحکومت برج ٹاؤن میں آپ کو ہوٹل آرکیولا

میں قیام کرنا ہے۔ آرکیولا کا روم نمبر آٹھ سو آپ کے نام پر بک رہے گا۔ باقی ہدایات آپ کو وہیں سے ملیں گی۔"

بارباڈوس کے نام پر میرے ذہن میں ایک چھنکا ہوا تھا' لیکن میں نے اس احساس کے اظہار کے لیے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا تھا۔

"اور کچھ۔"

"بارباڈوس کے بارے میں آپ جانتے ہی ہوں گے آپ کو ہماری طرف سے کوئی مراعات نہیں ملیں گی اور آپ اپنے طور پر انتظامات کرکے بارباڈوس جائیں گے۔ بس وہاں پر جب آپ پہنچیں گے تو کام کا آغاز ہوگا۔"

"اوکے اور کچھ؟" جواب میں ادھر سے فون بند کر دیا گیا تھا۔

اب میرے لیے حیرت کے اظہار کا مناسب وقت تھا۔ بارباڈوس۔ بارباڈوس۔ پھر ذہن بہتر خیالات کی طرف منتقل ہوگیا۔ ادھر صمدانی صاحب کی طرف سے بارباڈوس کے سلسلے میں ایک مہم میرے سپرد کی گئی تھی اور پھر جس مشکل کا شکار ہوا تھا اس کے تحت یہ فیصلہ کرنا تھا کہ رخسار کے حصول کے لیے کیا کروں' لیکن ادھر سے بارباڈوس کا نام لیا گیا تھا۔ اب اگر اس بات کو قدرت کی امداد سمجھ لوں تو کیا غلط ہے۔ گویا میں تقسیم نہیں ہو پایا تھا اور دونوں مسئلے یکجا ہوگئے تھے۔ مجھے یہ غیبی مدد ملی تھی ویسے محنت کے بغیر تو دنیا کا کوئی کام نہیں ہوسکتا' لیکن دوسرے پہلو پر بھی غور کرنا پڑا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری توقع کے خلاف رخسار کو یہیں کہیں رکھا گیا ہو اور مجھے یہاں سے دور رکھ کر بعد میں اس کے تحفظ کے لیے کارروائی کی جائے' لیکن یہ صرف ایک وہم تھا۔

ڈان سینٹر کا نام سامنے آنے کے بعد یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ کوئی کچا کام ہوا ہوگا۔ ان لوگوں نے نہایت معقول بندوبست کرلیا ہوگا اور رخسار کا حصول آسانی سے ممکن نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ جس طرح میں ڈان سینٹر کو جانتا تھا اسی طرح ڈان سینٹر بھی دانش منصور سے اچھی طرح واقف تھا۔ خواہ مخواہ احمقانہ احساسات کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے۔ رشید ناگی سے بہتر مشیر اور کون تھا۔ چنانچہ میں نے اسے طلب کرلیا اس دوران بہت سی سوچیں میرے ذہن میں آتی رہی تھیں رشید ناگی ان دنوں بڑا مضمحل تھا اور میں نے اس کے اضمحلال کی وجہ جانتا تھا۔

"ناگی تم بہت نفیس انسان ہو۔ میرے ہمدرد اور بہی خواہ لیکن اب تو تمہیں یہ اندازہ ہو جانا چاہیے کہ مجھے کچھ کاموں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اور ایک وقت متعین کر دیا گیا ہے جب تک میں اپنی پوری ڈیوٹی سرانجام نہیں دے لوں گا میرے لیے سکون کے لمحات نہیں پیدا ہوسکتے۔ کیونکہ زندگی کا تعیش حاصل کرنے کے بعد ہوسکتا ہے میری کارکردگی وہ نہ رہے جو ہونی چاہیے۔ تم لوگوں نے رخسار سے شادی کا فیصلہ کیا میرے لیے۔ میں تیار ہوگیا لیکن رخسار نے جو کچھ کہا اس نے تمہاری زبان بھی بند کر دی۔ اس بات کے امکانات تھے ناگی کہ اگر رخسار اس بات کے لیے تیار ہو جاتی تو میرے آگے کے راستے بند ہو جاتے وہ نہ ہوسکا اور میری جدوجہد کسی قدر سست پڑ گئی' لیکن قدرت یہ نہیں چاہتی۔ رخسار ڈان سینٹر کے قبضے میں چلی گئی۔ بڑا اچھا پروگرام تھا ان لوگوں کا۔ اصولی طور پر ہمیں اس منصوبے کی داد دینی چاہیے۔ خیر زیادہ ڈرامہ کرنا مناسب نہیں ہے اب مجھے ادھر سے ہدایت ملی ہے کہ میں بارباڈوس جاؤں۔ بہت محتاط طریقہ اختیار کیا ہے انھوں نے۔ وہ میرے لیے یہیں سے کوئی راستہ منتخب کرتے یہاں مجھ سے مذاکرات ہوتے تو انھیں میری طرف سے خطرات لاحق ہوسکتے تھے کیونکہ بہر طور یہاں میری طاقت ان سے زیادہ ہے انھوں نے براہ راست مجھے ایک جگہ طلب کرلیا ایک ایسی جگہ جہاں وہ مجھ سے مذاکرات کی پوزیشن میں ہوں' لیکن ایک دلچسپ بات ہے وہ میٹنگ جس کے بارے میں تمہیں تفصیلات بتا چکا ہوں اس میں مجھ سے درخواست کی گئی ہے کہ میں بارباڈوس جاؤں اور وہاں اپنی کارروائی کروں تفصیل میں تمہیں بعد میں بتادوں گا لیکن میں اس دلچسپ اتفاق پر غور کر رہا ہوں کہ دونوں کاموں میں مجھے ایک ہی جگہ اپنے عمل کا آغاز کرنا ہے ڈیئر ناگی۔ یہ اطلاع تمہیں دینا ضروری تھی۔ اب تم فوری طور پر ایک کام کرو۔"

"یس سر۔" ناگی آہستہ سے بولا۔

"ایک بار نادرہ نے ہمیں ایک فہرست مہیا کی تھی جس میں ڈان سینٹر اور روز آرگنائزیشن کے بین الاقوامی نمائندوں کے نام درج تھے اور مختصر سی تفصیل تھی ان کے بارے میں' میں وہ فہرست دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"سر وہ کمپیوٹر کر دی گئی ہے اور کمپیوٹر کی یادداشت میں پوری فہرست موجود ہے۔

میں ابھی ایک سوگیارہ سے طلب کیے لیتا ہوں۔"

رشید ناگی نے یہیں سے بیٹھ کر رابطہ کیا اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمیں وہاں سے اطلاع موصول ہوگئی۔

"جی سر' بارباڈوس میں ڈان سینٹر کے مفادات کا نگراں ایک یہودی سرمایہ دار جینی ڈیل ہے۔ جینی ڈیل بار باڈوس کے بہت سے جزائر میں اپنا کاروبار پھیلائے ہوئے ہے اور آس پاس کے علاقوں میں ڈان سینٹر کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی مستقل رہائش گاہ جزیرہ کارڈوس میں ہے اور وہیں اس نے اپنا تمام کاروبار پھیلایا ہوا ہے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں بہرحال اس تفصیل سے کافی حد تک مطمئن تھا اور مجھے خوشی تھی کہ مسٹر وقار صمدانی کا کام بھی وہیں سے متعلق ہے۔

"مجھے ڈان سینٹر کے کرتا دھرتاؤں میں سے کچھ اور افراد کے نام درکار ہیں اور میں ان کی تفصیل بھی چاہتا ہوں۔"

"سر' وہ بھی ابھی مہیا ہو جائے گی۔" ناگی مصروف رہا اور پھر ہماری تقریباً چالیس منٹ کی کارکردگی مکمل ہوگئی۔

"سر' میری اس سلسلے میں کیا خدمات ہیں؟"

"نہیں ناگی بس اب مجھے بارباڈوس جانا ہے اس کے لیے تیاریاں کردو۔ وہاں دانش منصور ہی کی حیثیت سے جاؤں گا۔"

ناگی کے چہرے پر چند لمحات تردد کے آثار پھیلے رہے۔ میں نے اس کے تردد کو محسوس کرکے کہا۔ "ناگی' ان دنوں جو کچھ کرتا رہا ہوں اس کی تفصیلات تمہارے علم میں نہیں ہیں' اگر علم میں آجائیں تو تم میری جانب سے بالکل مطمئن ہو جاؤ۔"

"نہیں سر۔ میں آپ کی طرف سے مطمئن ہوں' پھر بھی اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو۔"

"نہیں' نہ اس سلسلے میں سرگرم رہنے کی ضرورت ہے ان لوگوں نے ایک بار پھر مجھے میرے فرض کی جانب مائل کر دیا ہے۔ ضروری ہے رشید ناگی کہ میں ان تباہ کن اداروں کی کارکردگی سے واقف رہوں جو دنیا بھر میں انسانوں پر عرصہ حیات تنگ کیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے سرمایہ اپنے قبضے میں کرلیا ہے اور اس کے ذریعے دنیا میں بسنے

والے اربوں انسانوں کی تقدیروں سے کھیل رہے ہیں۔ مہنگائی زندگی کی ضروریات کے ذخیرے اور اس کے بعد اپنے سرمائے میں اضافے کے لیے ان کی قیمتیں بڑھانا۔ ملکوں کو اپنی مرضی کے مطابق کنٹرول کرنا۔ یہ انسانوں کے خلاف جنگ ہے اور میں اس جنگ میں سرگرم عمل ہونا چاہتا ہوں۔"

ہوٹل آرکیولا اتنا خوبصورت ہوٹل تھا کہ اس کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں خوب صورت ہوٹل کا مزاج دیکھا تھا' لیکن اس کی شان ہی کچھ اور تھی۔ طرز تعمیر میں ایک انوکھا پن تھا۔ میں نے ضروری امور سے گزرنے کے بعد روم نمبر آٹھ سو کا دروازہ کھولا اور پورٹر کے ساتھ اندر داخل ہوگیا۔ بڑا شاہانہ کمرہ تھا۔ کم از کم ان لوگوں نے میرے مزاج کا خیال رکھا تھا۔ پورٹر ٹپ لے کر چلا گیا تو میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی یہاں اب اپنے کام کا آغاز کر دینا تھا۔ میں نے پر سکون انداز میں سارے ماحول کا جائزہ لیا اور کمرے میں زیادہ وقت نہ گزارا۔ باہر نکل کر تھوڑی سی آوارہ گردی کی اور اس کے بعد گھوم پھر کر واپس آگیا۔ جائے وقوع کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس دوران اگر میری غیر موجودگی میں مجھ سے رابطے کی کوشش کی گئی ہو تو میں نہیں جانتا' لیکن اس کے بعد تقریباً چودہ گھنٹے تک مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا تھا۔ ڈان سینٹر نے جس طرح میرے گرد جال بچھایا تھا اس کے بعد اس کی توقع تو نہیں تھی کہ وہ لوگ میری آمد سے بے خبر ہوں گے لیکن انھوں نے یہ خاموشی نجانے کس مقصد کے تحت اختیار کی تھی۔ غالباً وہ ذہنی طور پر مجھے مضمحل کرنا چاہتے تھے' لیکن میرے پروگرام سیٹ تھے۔ میں نے ہوٹل کی عقبی کھڑکی کا جائزہ لیا تھا اس کے خوب صورت شیشے باہر کی جانب کھلتے تھے۔ کھڑکی میں ہلکی سی گرل لگی ہوئی تھی جو صرف خوب صورتی کے لیے تھے اور اسے بہ آسانی اس کی جگہ سے ہٹایا جاسکتا تھا۔

دوسری جانب ایک پتلی سی راہداری تھی جو کمروں کی قطار کے آخری حصے تک چلی گئی اسے حفاظتی راہداری کہا جاسکتا تھا لیکن اس کا اختتام اوپر جانے والی سیڑھیوں پر ہوتا تھا یہ سیڑھیاں ایمرجنسی طور پر بنائی گئی تھیں اور اس پتلے سے راستے سے گزر کر باہر کی راہداری کی سمت آجاتی تھیں۔ میں نے رات کو تجربے کے طور پر ہوٹل کی کھڑکی کی گرل کو نیچے سے تھوڑا سا اپنی جگہ سے ہٹایا اور خوبصورت گرل اپنی جگہ سے ہٹ گئی' پھر میں

آہستگی سے اتر کر راہداری سے گزرتا ہوا آخری سرے تک پہنچ گیا۔ البتہ مجھے جھک کر اس جانب سے گزرنا پڑا تھا اس کے علاوہ سامنے کی سمت بھی عمارتیں تھیں جو کافی بلند و بالا تھیں اور اس بات کے امکانات تھے کہ وہاں سے مجھے دیکھا جاسکے' لیکن اتنی احتیاط حماقت کے سوا کچھ نہیں تھی اور میں اب کسی بھی چیز کو خاطر میں نہیں لارہا تھا' بہرحال میرے کام کی تکمیل کا وقت آگیا۔ رات کے ساڑھے نو بجے تھے جب میں نے اپنے کام کا آغاز کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

میں نے اپنے کاغذات' پاسپورٹ' لباس وغیرہ وہیں رہنے دیے سوائے ان مائیکرو ایلی منٹس پیکٹ کے جو میری اس مہم میں کوئن کا دیا ہوا قیمتی سرمایہ تھے یا پھر اس کے علاوہ وہ کرنسی جو کافی مقدار میں تھی اپنے لباس میں احتیاط سے محفوظ کی اس کے بعد کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ڈائل کھولا۔ گھڑی کی پوری مشینری تین چوڑیوں سے نکل کر میرے ہاتھ میں آگئی۔ نیچے ایک موٹا خول تھا جس میں باریک باریک خوبصورت رنگ برنگی گولیاں بھری ہوئی تھیں بالکل اسی طرح کی گولیاں جیسی بیرنگ وغیرہ میں بیرنگ کی روانی کے لیے ڈالی جاتی ہیں۔ میں نے ان میں سے احتیاط کے ساتھ دو گولیاں نکال لیں اور پھر چاروں طرف کا جائزہ لے کر آہستہ آہستہ اس کھڑکی کی جانب بڑھ گیا کھڑکی کی گرل ہٹائی عقب میں روشنیوں کا طوفان تھا میں نے گرل کو واپس اس کی جگہ لگایا اور پھر اپنے کام کے لیے تیار ہوگیا ننھی ننھی دونوں گولیوں کو میں نے انتہائی باریکی کے ساتھ پن دبا کر اندر ڈال دیا صرف ایک منٹ کا وقفہ تھا میرے پاس' ناخن سے باریک سا پن دبا کر گولیوں کو اندر پھینکنے کے بعد میں راہداری میں تیزی سے دوڑتا ہوا آخر کار اس کے آخری سرے تک پہنچ گیا اور اس کے بعد وہاں سے نکل کر راہداری میں سیدھا چلتا ہوا لفٹ تک آیا لفٹ نے مجھے دوسری منزل پر پہنچا دیا میں براہ راست نیچے نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس منزل پر پہنچ کر میں نے اطمینان کے ساتھ آگے قدم بڑھانا شروع کر دیے اور پھر آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا ہوا منزلیں طے کرتا رہا پھر غالباً میں ہوٹل کی تیسری منزل پر تھا کہ کان پھاڑ دینے والے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور چاروں طرف چیخ و پکار مچ گئی۔ ان مائیکرو نمبر کی تباہ کاری کے بارے میں مجھے اندازہ تھا میرا کمرہ تو خیر مکمل طور پر تباہ ہوگیا ہوگا۔ آس پاس کے کمروں کو بھی نقصان پہنچا ہوگا لیکن اتنا تباہ کن نہیں کہ انسانی زندگیوں کو خطرہ ہو۔

شور شرابے سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی اور میں خود بھی ہکا بکا سا کھڑا ہوا لوگوں کو کمروں سے نکل نکل کر بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور جب بھاگنے والوں کی بھیڑ سیڑھیوں تک پہنچ گئی تو میں بھی ان میں شامل ہوگیا اور تیز رفتاری سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا۔ نیچے بھی خوفناک ہنگامہ برپا تھا لوگ ہوٹل سے نکل نکل کر بھاگ رہے تھے منتظمین پریشان پھر رہے تھے باہر ٹریفک رک گیا تھا میں گاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور پھر ہوٹل سے کافی دور نکل آیا سڑکیں بھرتی جارہی تھیں۔ یہاں سڑکوں کا ایک دلچسپ نظام تھا ایک سڑک کے بعد دوسری چوڑی سڑک پھر تیسری چوڑی سڑک اور اس کے بعد خوبصورت بازار تھوڑے ہی فاصلے پر ایک چھوٹا سا پب نظر آرہا تھا یہ آخری سڑک کے آخری کنارے پر تھا ہوٹل کی ہنگامہ خیزی یہاں تک نظر آرہی تھی لیکن پب میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی دور دور ہی سے اس حادثے کا نظارہ کر رہے تھے۔ میں بھی اپنے آپ کو سکون دینے کے لیے پب کے ایک گوشے میں جا بیٹھا اور وہاں سے ہوٹل کی سمت دیکھنے لگا پولیس گاڑیوں کے سائرن اور لوگوں کی بھاگ دوڑ یہاں سے صاف نظر آرہی تھی لوگ تبصرے کر رہے تھے اور یہ تبصرے انگریزی زبان میں تھے میں ان کی مدھم مدھم آوازیں سن رہا تھا اسی وقت ایک نوجوان ویٹرس میرے سامنے آگئی۔

"کیا پیش کروں سر۔" میں اس وقت انتہائی برق رفتار ہو رہا تھا۔

میں نے ویٹرس کا چہرہ دیکھا اور اسے دیکھتا رہا اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک پیدا ہوگئی تھی وہ مسکرائی۔

"کیا پیش کروں سر؟"

"جو کچھ میں چاہوں گا وہ تم پیش نہ کرسکو گی اس لیے اپنی مرضی سے جو دل چاہے لے آؤ۔"

"جی۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"ہاں۔"

"آپ کچھ کھانا پسند کریں گے یا پینا؟"

"کوئی جوس۔ تازہ پھلوں کا جوس اور ساتھ میں تمہاری میٹھی مسکراہٹ۔" میں نے ویٹرس سے کہا اور ویٹرس ایک لمحے تک کھڑی مجھے دیکھتی رہی۔ تجربہ کامیاب رہا تھا

پھر وہ گردن خم کرکے واپس چلی گئی۔

میں طائرانہ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیتا رہا تھوڑی دیر کے بعد ویٹرس واپس آئی۔ اس نے ایک جگ اور گلاس میرے سامنے رکھ دیا۔ ساتھ میں دو خالی پلیٹیں بھی تھیں۔ میں ان خالی پلیٹوں کا مطلب نہیں سمجھ سکا جبکہ ایک پلیٹ میں گلاس رکھا ہوا تھا اور چھوٹی سی ٹرے میں جگ۔

"اس خالی پلیٹ کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟"

"آپ نے اس پر غور نہیں کیا سر اس میں میری میٹھی مسکراہٹ ہے۔" اس نے کہا اور مسکرا دی۔

"گڈ' لیکن تمہارے جانے کے بعد تو مجھے یہ پلیٹ خالی ہی نظر آئے گی۔"

"میری ڈیوٹی گیارہ بجے ختم ہوتی ہے۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں گیارہ بجے تک رہوں گا۔"

"جی پلیز۔" اس نے کہا اور گردن جھکا کر واپس چلی گئی۔

میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا اس اجنبی شہر میں مجھے کسی شناسا کی تلاش تھی اور کرنسی کی موجودگی میں ایسے شناسا کو خرید لینا مشکل کام نہیں تھا میری پہلی ہی کوشش کامیاب ہوئی تھی اور اب آگے جو صورتحال ہو۔ اس منصوبے کو میں ایک نیا رنگ دینے کا خواہشمند تھا اور آخر کار اس کا آغاز ہو گیا تھا۔ میں ان کے پروگرام کے مطابق برج ٹاؤن پہنچا تھا۔ لیکن اب یہاں میں ان کے لیے اتنی الجھنیں پیدا کر دینا چاہتا تھا کہ ان کی دماغی صلاحیتیں ہی ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔ میں خوش ذائقہ جوس پیتا رہا جو شاید کئی پھلوں کا مکسچر تھا اور اسے کچھ خاص فلیور دے کر مزید لذیز بنا دیا گیا تھا ادھر ہوٹل کے گرد پولیس نے اپنا پہرہ سخت کر دیا تھا وہاں جو بھی کارروائی ہو رہی ہو اب مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی میں اپنے جہاز جلا چکا تھا۔ پاسپورٹ اور کاغذات وغیرہ میں نے خاص طور سے وہاں چھوڑ دیے تھے تاکہ وہ پولیس کو دستیاب ہو جائیں ویسے یہاں سے میں اپنے ہوٹل کے کمرے کا تعین کر سکتا تھا آگ کے شعلے نظر نہیں آئے تھے لازمی امر تھا کہ آگ پکڑنے والی کوئی چیز وہاں موجود نہیں تھی اور جو دھماکے میں نے ان ننھے بموں سے کیے تھے وہ بے شک اس کمرے کو تباہ کرنے کے لیے کافی تھے لیکن اس سے زیادہ ان

کی اور کوئی خاص تباہ کاری نہیں تھی۔ غرض یہ کہ کافی وقت گزر گیا۔

ویٹرس آئی اور اس نے میرے سامنے سے برتن سمیٹتے ہوئے کہا۔ "گیارہ بجنے میں اب چند منٹ باقی ہیں سر میں اپنی ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد یہاں سے واپس نکلوں گی یہ سڑک سیدھی جاتی ہے اور تھوڑے فاصلے پر ایک ٹیکسی اسٹینڈ ہے میں وہاں آپ کا انتظار کروں گی۔"

"اوکے۔ تھینک یو۔" میں نے اس سے کہا اور بل ادا کرنے کے لیے ایک کرنسی نوٹ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

وہ خاموشی سے نوٹ لے کر چلی گئی تھی پھر جب وہ نوٹ کی بقیہ رقم واپس لائی تو اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا اور اب وہ ویٹرس کے لباس میں نہیں تھی۔ میں نے اس کی شکل و صورت پر غور نہیں کیا تھا نہ غور کرنے کی ضرورت تھی لیکن اب وہ مجھے ایک خاصی خوش شکل لڑکی نظر آئی۔ عمر بائیس تیئس سال سے زیادہ نہیں ہو گی بقیہ رقم میں نے اس کے حوالے کر دی اور وہ شکریہ ادا کرنے کے بعد ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈالتی ہوئی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

میں خاموشی سے چند لمحات بیٹھا رہا اور اس کے بعد ٹہلنے کے سے انداز میں اٹھتا ہوا آگے بڑھ گیا ہوٹل کے سامنے وہی ہنگامہ جاری تھا۔ میں ٹہلتا ہوا اس ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل پڑا۔ دور سے میں نے اسے کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ میرا انتظار کر رہی تھی۔

میں اس کی طرف چل پڑا' لیکن اچانک ہی میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ تین پولیس کاریں سائرن بجاتی ہوئی مختلف اطراف سے آئی تھیں اور ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گئی تھیں' پھر ان سے مسلح پولیس مین نیچے اترے اور ٹیکسی اسٹینڈ کے چاروں طرف پھیل گئے۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ کیا ہوا۔

☆☆☆☆

مسلح پولیس مینوں نے پوزیشن سنبھالی۔ ان میں چند افسران بھی تھے جو وہاں موجود لوگوں کا گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے۔ میں نے لڑکی کی طرف دیکھا اس نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا۔ وہ کمال جرات سے کام لے کر میرے پاس آکھڑی ہوئی اور اس نے میرے بازو میں بازو ڈال دیا۔ اس کے اس عمل سے مجھے کافی تقویت ہوئی تھی۔ پولیس والوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔ "وہی میھوڈسٹ، ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہیں علم ہوگا کہ آرکیولا میں دھماکے ہوئے تھے۔ ان دنوں تو اگر کسی موٹر بائیک کا ٹائر بھی برسٹ ہو جاتا ہے توفوراً" میھوڈسٹ کو تلاش کیا جاتا ہے۔"

بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی تھی لیکن میں خاموش رہا۔ پولیس کے وہ اعلیٰ افسران جو وہاں موجود ایک ایک شخص کا جائزہ لے رہے تھے اب ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے تھے۔ میں نے ہونٹوں پر ایک مصنوعی مسکراہٹ اور چہرے پر اطمینان سجالیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ لوگ ہمارے قریب رکے، مشتبہ نگاہوں سے مجھے اور لڑکی کو دیکھا اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ بڑے سخت لمحات تھے، دماغ چٹخنے لگا تھا۔ ذرا سی غلطی ہوئی تو مصیبت آجائے گی۔ جب وہ لوگ خاصے آگے نکل گئے تو مجھے اطمینان ہوا، لیکن اس ساری کارروائی کے ختم ہونے کا انتظار کرنا تھا اور اس میں تقریباً بیس بائیس منٹ ضائع ہوگئے۔ پھر اس کے بعد پولیس افسران دوبارہ گاڑیوں میں بیٹھ گئے اور گاڑیاں واپس چلی گئیں۔ تب لڑکی نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور میرے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اس نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"کیا ہی احمقانہ کارروائی ہے۔ کیا کسی میھوڈسٹ کے چہرے پر لکھا ہوتا ہے کہ وہ باغی میھوڈسٹ ہی ہے یا پھر ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی فہرست پہنچ چکی ہے جس میں باغیوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور یہ شناسا چہروں کی تلاش میں ہیں۔ ورنہ اس طرح ہر ایرے غیرے کو روک کر باغیوں کی تلاش ایک احمقانہ عمل کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

میں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ ڈرائیور خاموشی سے ٹیکسی چلاتا رہا تھا۔ ابھی تک میں نے لڑکی سے اس کا نام تک نہیں پوچھا تھا لیکن اس وقت کچھ ایسی اعصابی تھکن سی طاری تھی کہ راستے میں، میں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ ٹیکسی ایک بلڈنگ کے سامنے رکی، لڑکی نے اپنے پرس سے کچھ رقم نکالی اور ٹیکسی ڈرائیور کو دے دی۔ وہ خاموشی سے چلا گیا تھا۔ پھر فلیٹ کی سیڑھیاں طے کرتے ہوئے اچانک میرے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد لڑکی نے ڈرائیور کو اپنا پتا بالکل نہیں بتایا تھا لیکن ڈرائیور نے اسے اس کے گھر لا کر چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں خود ہی مجھے احساس ہوا کہ یہ کوئی حیران کن بات نہیں ہے لڑکی وہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر کام کرتی تھی اور چونکہ پیشہ ور ہے اس لئے ڈرائیور جانتے ہوں گے کہ اسے کہاں جانا ہے چنانچہ یہ شک میں نے اپنے دل سے نکال دیا۔ لڑکی ایک فلیٹ کے دروازے پر پہنچی۔ چابی نکال کر اس نے دروازہ کھولا اور پھر مجھے ساتھ لیے ہوئے اندر داخل ہوگئی۔

فلیٹ خاصا کشادہ تھا اور ایک خاص طرز تعمیر کا نمونہ تھا اس کے دو پورشن تھے اوپر کے پورشن میں تین کمرے اس کے بعد چند سیڑھیاں نیچے اتر گئی تھیں اور شاید ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ اس نے فلیٹ کی روشنیاں جلائیں اور اس کے بعد مجھے لیے ہوئے بیڈ روم میں آگئی۔ اس کی اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ بہتر بیڈ روم تھا لیکن جس پیشے وہ منسلک تھی اس میں کسی ایسے بیڈ روم کی موجودگی حیران کن نہیں کہی جاسکتی تھی، مجھے اندازہ تھا کہ ہوٹل کی ویٹرس کے طور پر وہ کچھ نہ کماتی ہوگی، لیکن ان راتوں کی کمائی یقینی طور پر بہت بہتر ہوگی۔ اس نے ایک انگڑائی لے کر کہا۔

"اور یقیناً" تم کچھ کھانے پینے کی فرمائش تو نہیں کرو گے۔ البتہ میرے لیے یہ پوچھ لینا از حد ضروری ہے کہ گزاری ہوئی رات میں تمہیں بھوک تو نہیں لگتی، کچھ لوگ ایسے

ہوتے ہیں جو اپنے مشاغل کے فراغت حاصل کرنے کے بعد کھانے پینے کے لیے مانگتے ہیں۔"

"نہیں ڈیئر میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں البتہ مجھے تمہارا نام ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا۔"

"اوہو واقعی۔ میرا نام سوراکاریو ہے اور اس تعاون کے لیے اگر تم اپنا نام بھی مجھے بتادو تو اچھا ہے تمہیں مخاطب کرنے میں آسانی ہوگی۔ ورنہ ہم اپنے مہمانوں سے ان کا نام نہیں پوچھتے' کیونکہ زیادہ تر لوگ غلط نام ہی بتاتے ہیں۔ اصل میں عزت داروں کو اپنی عزت بھی تو محفوظ رکھنا ہوتی ہے۔"

میں مسکرایا۔ میں نے کہا۔ "تم مجھے ڈینش کہہ کر پکار سکتی ہو۔"

"تھینک یو مسٹر ڈینش۔ اب میں پہلے دوسرے کمرے میں جاکر غسل کروں گی۔ پھر لباس تبدیل کروں گی اس کے بعد تمہاری خدمت میں حاضری دی جائے گی۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی اور وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں نے ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لیا۔ بڑی نفیس سجاوٹ تھی۔ سادہ اور عمدہ۔ ایک طرف پیتل کا چوڑا سا پیالہ نما گلدان رکھا ہوا تھا۔ جس کے اوپری حصے پر لکڑی کے ایک اسٹینڈ میں اصلی پھول سجائے گئے تھے اور وہ خاصے ترو تازہ محسوس ہو رہے تھے لیکن عارضی طور پر یہ گلدان میرے لیے بڑا کارآمد تھا۔ میں نے فوراً ہی عمل کر ڈالا۔ اپنی جیب سے مائیکرو ایلی منٹس کے پیکٹ اور کرنسی کی بڑی مقدار میں نے گلدان میں ان پھولوں کے نیچے منتقل کر دی۔ تھوڑی سی کرنسی جو بہرطور اتنی تھوڑی بھی نہیں تھی۔ میں نے اپنی جیبوں میں محفوظ رکھی۔

کوئی بھی لمحہ ایسا آسکتا تھا جس سے مجھے کوئی پریشانی لاحق ہو سکتی۔ اس کے بعد میں جوتے اتار کر ملحقہ غسل خانے میں داخل ہو گیا۔ منہ ہاتھ دھویا۔ پاؤں دھوئے۔ باتھ روم میں اتنا زیادہ وقت گزارنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ لیکن جان بوجھ کر میں نے اتنا زیادہ وقت صرف کیا کہ سوراکاریو کمرے میں واپس آجائے اور میں نے کمرے میں آہٹیں محسوس کیں۔ تب میں بھی تولیے سے چہرہ رگڑتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس نے ایک خوب صورت نائٹی پہنی ہوئی تھی اور ایک صوفے پر بڑے دلاویز انداز میں دراز تھی۔ کمرے

میں تیز روشنی جل رہی تھی اور اس روشنی میں اس کے چہرے کے نقوش پہلے کی نسبت کافی دلکش نظر آرہے تھے۔ مجھ سے مسکرا کر بولی۔

"قربتوں کا لطف اس وقت دوبالا ہو جاتا ہے جب تھوڑا سا تعارف ہو جائے اور پھر ویسے بھی رات تو ایک بجے کے بعد شروع ہوتی ہے' یہ میرا مشورہ ہے ورنہ میں تمہارے لیے ہوں۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے اس سے کہا۔

"ہائے ڈیئر سورا' کسی بھی کام میں جلد بازی مناسب قرار نہیں دی گئی ہے' ویسے ٹیکسی اسٹینڈ پر جو واقعہ پیش آیا تھا وہ اتنا پریشان کن تھا۔"

"اب تو یہاں یہ سب کچھ دن رات ہی ہوتا رہتا ہے۔"

"بدقسمتی سے میں بارباڈوس کا باشندہ نہیں ہوں بلکہ ایک تعمیراتی کمپنی کا ٹریولنگ ایجنٹ ہوں اور اپنی کمپنی کی جانب سے یہاں بھیجا گیا ہوں۔"

"صورت شکل سے بھی تم یہاں کے باشندے نہیں معلوم ہوتے۔ خیر اصل میں اس وقت یہاں میتھوڈسٹ باغی مقامی حکومت کو کافی مشکل میں گرفتار کیے ہوئے ہیں شاید تمہیں بارباڈوس کی جغرافیائی کیفیت معلوم ہو۔ میتھوڈسٹ یہاں صرف نو پرسنٹ ہیں۔ چار پرسنٹ روسٹ اور باقی اینگلیکن۔ میتھوڈسٹ آج کل اینگلیکن گورنمنٹ کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں اور انہیں باغی قرار دے دیا گیا ہے' لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے اور وہ بڑے منظم طریقے سے اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں۔"

"مقصد کیا ہے؟"

"پتا نہیں' شاید کچھ ایسے مطالبات جنہیں اینگلیکن حکومت ماننا پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ انہوں نے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ لیکن بات عام پبلک کی نہیں ہے کوئی ایک گروپ ہے جو اس سلسلے میں فعال ہے اور یہ کارروائیاں کر رہا ہے بہرحال اس کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن ہمیں کیا۔ تم یہ بتاؤ کیا پینا پسند کرو گے؟"

"شراب کے سوا سب کچھ؟"

"شراب کے سوا بھی کچھ ہوتا ہے اس دنیا میں؟"

"شاید نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے میں شراب پینے کے قابل نہیں رہا۔ عمر کے ایک حصے میں اتنی پی لی کہ بعد میں جسم نے اسے قبول کرنا بند کر دیا۔"

"ارے واہ یہ تو عجیب بات ہے چلو پھر ٹھیک ہے کافی وغیرہ پینے کا موڈ بنے تو مجھے بتا دینا اور ہاں اب مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتی ہوں۔"

"تم نے خود کہا تھا کہ قرب حاصل کرنے کے لیے تھوڑا سا ایک دوسرے کے قریب آجانا ضروری ہوتا ہے۔" وہ ہنس دی پھر بولی۔

"تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ ایک ایک کپ کافی پی لیتے ہیں۔"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔"

"میں کافی بنا کر لاتی ہوں۔" اس نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ نائٹی کے نیچے اس نے اور کوئی لباس نہیں پہنا تھا اور اس کا بدن نائٹی سے پوری طرح جھلک رہا تھا۔ وہ ایک مکمل کاروباری لڑکی معلوم ہوتی تھی اور اپنے کاروبار کو بہتر انداز میں کرنا جانتی تھی لیکن مجھے بہر طور ہوشیار رہنا تھا' چاہے کچھ بھی ہو اپنے آپ کو کسی کی تحویل میں دینا کسی بھی طور مناسب نہیں تھا۔ ابھی تو مجھے اپنے اس عمل کا رد عمل دیکھنا تھا۔

وہ کافی بنانے چلی گئی اور نجانے کیوں میرے ذہن میں ایک شک سا پڑ گیا' پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے فلیٹ کے دروازے پر کوئی آہٹ ہوئی ہو' دروازہ کھلا ہو' جس کمرے میں موجود تھا اس کی پچویشن ایسی نہیں تھی کہ میں باہر نکل کر صورت حال کا جائزہ لیتا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر میں ان آہٹوں کا جائزہ لینے لگا' مجھے صاف محسوس ہوا کہ کوئی فلیٹ میں آیا ہے اور لڑکی اس سے مدھم لہجے میں باتیں کر رہی ہے۔ بس اسے چھٹی حس ہی کہا جاسکتا ہے کہ میں اتنا زیادہ محتاط ہو گیا!

پھر دبے قدموں کی آوازیں سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ اگر کوئی آیا ہے تو لڑکی اس کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گی' لیکن جہاں تک مزید صورت حال کا سوال تھا مجھے اس کے لیے احتیاط برتنی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنے لیے ایک لائحہ عمل مرتب کر لیا۔ لڑکی کافی دیر کے بعد واپس آئی تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں کافی کے برتن سجے ہوئے تھے لیکن کافی کی پیالی ایک ہی تھی اس نے ٹرے میز پر رکھی تو میں نے تعجب سے اس سے پوچھا۔

"تم کافی نہیں پیوگی سورا؟"

"نہیں۔ میرا لیور (Lever) درست ہے لاؤ میں تمہارے لیے کافی نکالے دیتی ہوں۔" اس نے کہا اور کافی پاٹ سے میری پیالی میں کافی انڈیل دی' پھر شوگر کین ڈالے اور اس کے بعد کریم کافی کو اپنے ہاتھ سے حل کر کے اس نے میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"تم کب شروع کرو گی؟"

"بس اب انتظار کیسا۔ ایک لمحے میں آتی ہوں۔" اس نے کہا اور میں اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ بہت دلکش نظر آرہی تھی۔ لیکن اس کی دلکشی کو جانچنے سے زیادہ ایک اور کام از حد ضروری تھا' میں نے جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کافی کی وہ پیالی ہاتھ میں تھامی۔ برق رفتاری سے باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر گیا اور کافی کے کپ کو واش بیسن میں الٹ کر خالی کر کے لے آیا۔ پھر کافی کی پیالی لے کر میں بستر پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا۔

وہ چند لمحات میں واپس آگئی تھی۔ ساتھ لایا ہوا سائفن' بوتل اور گلاس اس نے میز پر رکھا۔ میں نے کافی کی پیالی ہونٹوں سے لگائی اور مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا اس نے اپنے لیے پیگ بنایا اور پھر وہی گلاس اونچا اٹھاتے ہوئے اس کے سپ لینے لگی۔ میں نے بھی بار بار کافی کی پیالی کو ہونٹوں تک لے جا کر یہ ظاہر کیا کہ میں کافی پی رہا ہوں' کچھ دیر کے بعد میں نے خالی پیالی ساسر میں رکھی اور اسے کہیں رکھنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگا۔ تب وہ اپنی جگہ سے اٹھی پیالی میرے ہاتھ سے لے کر اسے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں بس یوں ہی مدہوشی کی اداکاری کرنے لگا میں نے اس طرح پلکیں جھپکائیں جیسے میری پلکیں بوجھل ہوتی جا رہی ہوں اور پھر میں لڑکھڑائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"کمال ہے یہ کافی بھی وہسکی کا مزہ دے رہی ہے۔"

"یہ اصل برازیل کی کافی ہے ڈارلنگ۔" سورا نے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں چھپے ہوئے مزاح کے آثار مجھے صاف محسوس ہوئے' جیسے وہ میرا مذاق اڑا رہی ہو۔ میں نے بدن کو ڈھیلا چھوڑا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھ کا گلاس نیچے رکھا اور میرے قریب آگئی۔

"ڈیئش۔ ڈیئر ڈیئش۔" اس نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے زور زور سے

جھنجھوڑا اور پھر میرے بدن کو اپنے ہاتھوں میں سہارا دے کر نیچے سرکایا۔ ڈبل تکیہ رکھا ہوا تھا۔ اسے سنگل کیا اور میرے پاؤں پھیلا کر بیڈ کے پائنتی رکھی ہوئی خوب صورت چادر میرے بدن پر ڈال دی۔ اس کے اس انداز میں ایک اپنائیت سی جھلکتی تھی۔

چند لمحات میں اسے وہیں کھڑا محسوس کرتا رہا اور اس کے بعد میں نے اسے دروازے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا' وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی اور اس کی ان حرکات نے میرے اس خیال کی تصدیق کر دی تھی کہ کافی میں کوئی خواب آور دوا ملائی گئی ہے۔ اب اس کی کئی وجوہات ہو سکتی تھیں۔ یا تو وہ مجھے لوٹنا چاہتی تھی' یا پھر ممکن ہے وہ اس قسم کی لڑکیوں میں سے نہ ہو جو گاہک تو پھانستی ہیں لیکن کوئی ایسا عمل کر دیتی ہیں کہ انھیں اپنے گاہکوں کی چیرہ دستیوں کا شکار نہ ہونا پڑے۔ کوئی بھی بات ہو سکتی تھی اور مجھے اس کے کسی بھی عمل پر کوئی اعتراض نہیں تھا' بشرطیکہ وہ میرے خلاف کوئی سازش نہ ہو۔ بلکہ یہ تو ایک دلکش بات تھی کہ مجھے اس مشکل کا شکار نہیں ہونا پڑا تھا جس سے گزرنے کا احساس میرے دل میں موجود تھا۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور دلچسپیاں بھی پیدا ہو گئیں۔ مثلاً یہ کہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ ایک اور لڑکی کے ساتھ اندر آئی تھی۔ یہ دوسری لڑکی بھی اچھی خاصی دلکش تھی اندر آکر اس نے میرے قریب پہنچ کر مجھے دیکھا اور پھر بولی۔

"خاصا خوب صورت نوجوان ہے۔"

"سوری ایلا' تم اسے جگا نہیں سکتیں۔"

"ہونہہ' مجھے جگانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"تو بس اب تم آرام کرو۔ ان لوگوں نے کس وقت آنے کے لیے کہا ہے؟"

"ڈھائی بجے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں ان کا انتظار کروں گی۔"

"سو تو نہیں جاؤ گی سورا؟"

"کیسی باتیں کرتی ہو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" سورا نے جواب دیا۔ پھر بولی۔

"تو میں جاؤں؟"

"ہاں جاؤ' میں اسے سنبھال لوں گی۔ صبح کو تم ساڑھے چھ سات بجے تک آجانا۔"

"او کے۔ او کے۔" سورا نے کہا اور باہر نکل گئی اندر موجود لڑکی نے دروازہ اندر سے بند نہیں کیا تھا۔ یہ بھی نائٹی پہنے ہوئے تھی' جونہی مجھے موقع ملتا تھا میں آنکھوں میں درز پیدا کر کے اسے دیکھ لیا کرتا تھا۔ لڑکی مدھم آواز میں سیٹیاں بجاتی رہی۔ پھر سینٹر ٹیبل کے پیچھے پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر اس نے شراب کے دو تین پیگ لیے اور اس کے بعد عقبی کھڑکی پر جا کھڑی ہوئی۔ پھر میری جانب دیکھا اور مسکراتی ہوئی میرے قریب آگئی۔ اس کے بعد اس نے میری جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور میری جیبوں میں موجود کرنسی نکال کر اس نے دیکھا۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"ہت تیرے کی' اپنی ہی نسل کا معلوم ہوتا ہے۔ اتنی کرنسی تو خیر اسے ویسے بھی ہمارے حوالے کرنا ہو گی۔ پھر اسے چرانے کا کیا فائدہ خواہ مخواہ شرمندہ ہو گا۔ اے مسٹر اگر تم جاگ جاؤ تو مجھے خوشی ہو گی۔ تم جیسے خوب صورت آدمی کو سونا نہیں چاہیے۔" اس نے میرے رخسار پر ایک ہلکا سا تھپڑ مارا اس کے بعد آگے بڑھ کر لائٹ بند کی اور پھر میرے قریب آکر لیٹ گئی۔ میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ دونوں کسی خاص عمل میں مصروف ہوں اور اپنی دانست میں اپنے شکار کو اسی طرح ذبح کیا کرتی ہوں۔ ویسے مجھے دونوں کی شخصیت کافی پراسرار لگ رہی تھی۔ جو کچھ بھی ہوں' مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس بات کا مجھے یقین تھا کہ کم از کم میرے لیے وہ خطرناک نہیں ہو سکتیں۔

اس نے اپنی دانست میں کافی میں خواب آور دوا ملا کر مجھے بے ہوش کر دیا تھا لیکن میں تو بے ہوش نہیں ہوا تھا البتہ ساتھ لیٹی ہوئی لڑکی کو بے ہوش کرنا میرے لیے بالکل مشکل کام نہیں تھا۔ میرے لباس کے کف میں خاص قسم کے بٹن لگے ہوئے تھے اور یہ بٹن کوئین میکوویا کا عطیہ تھے اور کوئن میکوویا کے کسی عطیے کے بارے میں بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ وہ کوئن میکوویا کا عطیہ ہے۔ پھر بھی میں لڑکی کے سو جانے کا انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد میں نے اس کے ایک پاؤں اور ایک ہاتھ کو اپنے جسم پر محسوس کیا اس نے کروٹ بدل لی تھی۔ وہ کسی بھی طرح مجھے تنہا ہونے کا احساس نہیں دلانا چاہتی تھی۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس کی گہری گہری سانسیں فضا میں ابھرنے لگیں۔ میں نے سامنے لگی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔ ڈھائی بجے کسی کو آنا تھا۔ لیکن کون؟ اور یہ سارا قصہ کیا ہے؟

کم از کم اتنا بے حس آدمی نہیں تھا کہ صورت حال کو معلوم کرنے کی کوشش نہ کرتا' چنانچہ جب مجھے احساس ہوگیا کہ یہ لڑکی جس کا نام ایلا لیا گیا ہے سوگئی ہے تو میں نے اپنی آستین کا ایک بٹن اوپر کیا اسے لڑکی کے چہرے کے قریب کرکے نچلا حصہ آہستہ سے دبایا اور لڑکی کے انداز میں ایک لمحے کے لیے کپکپاہٹ پیدا ہوگئی اس کے بعد وہ بے حس ہوگئی تھی بس اتنا ہی کافی تھا وہ کئی گھنٹوں کے لیے ہوش و حواس سے بے گانہ ہوگئی تھی پھر بھی اس کا تجربہ کرلینا ضروری تھا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کا رد عمل کیا ہوا ہے۔

چنانچہ میں نے لڑکی کو جھنجوڑنا شروع کردیا بہت زور زور سے اسے ہلایا لیکن اس کے انداز میں ہوشمندی کے آثار بالکل محسوس نہ ہوئے تو میں نے اطمینان کی گہری سانس لی۔

صیاد خود اپنے دام میں پھنس گیا تھا۔

چنانچہ اب مجھے لڑکی کی جانب سے کوئی فکر نہیں رہی تھی' لیکن یہ تصور اب بھی ذہن میں تھا کہ آخر یہ چکر کیا ہے؟ میں تو اپنا ہی کھیل اس کھیل رہا تھا۔ یہ کوئی نیا کھیل ہو رہا ہے۔ حالانکہ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں تھا' لیکن تجسس کو دبا نہیں سکتا تھا' اپنے سلسلے میں جو کچھ میں نے کیا تھا اس کے لیے میرا نظریہ یہ تھا کہ ان لوگوں کی ہدایت کے مطابق میں بار باڈوس پہنچوں' انھیں یہ اطمینان ہو جائے کہ میں ان کی ہدایت پر عمل کر رہا ہوں' لیکن یہاں پہنچنے کے بعد انھیں ذہنی خلجان کا شکار کردوں' براہ راست وہ میری جانب سے مشکوک نہ ہوں بلکہ یہ سوچیں کہ یہ سب کچھ ہوا کیا ہے اور اس کے بعد میں اپنے لیے راستے منتخب کروں' پہلے مرحلے میں تو کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔

لازمی امر ہے کہ آرکیولا میں پولیس اپنی تحقیقات مکمل کرچکی ہوگی' بے شک اسے وہاں میری لاش دستیاب نہیں ہوئی ہوگی لیکن میرے کاغذات وغیرہ اور وہ تمام چیزیں جو اصولی طور پر میرے پاس ہونی چاہئیں' پولیس کے قبضے میں آچکی ہوں گی اور جن کو وہاں میرا انتظار تھا وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ کسی اور نے میرے خلاف سازش کی ہے ورنہ اگر میں خود کوئی حرکت کرتا تو اپنے ہی کمرے میں دھماکہ کرکے نکلنے کی کوشش نہ کرتا' بلکہ اگر جاتا تو اپنے کاغذات وغیرہ ضرور ساتھ لے لیتا' یہ چیز ان لوگوں کو صحیح معنوں میں الجھانے کا باعث بن جائے گی' لیکن ان لڑکیوں کا چکر کیا ہے؟ گزرے ہوئے واقعات پر نظر دوڑائی تو کچھ عجیب سا لگا' سورا کاریو ہوٹل میں ویٹر کا کام کرتی ہے اور یہ اس کی

بہن' لگتا ہے سارا مسئلہ صرف گاہوں کے لیے نہیں ہے' بلکہ کچھ اور بھی معاملات ہیں۔ لڑکی میرے نزدیک لیٹی ہوئی تھی' اس کے بدن کی بھینی بھینی خوشبو میرے نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی' بے خبر سونے کی وجہ سے اس کا لباس بے ترتیب ہوگیا تھا اور پھر لباس بھی ایسا پہنے ہوئے تھی جو بدن کو چھپانے کے بجائے اور نمایاں کر رہا تھا۔"""

ایسے عالم میں ذہن پر قابو رکھنا مشکل ہوتا ہے اس کیفیت کو کوئی مجھ سے پوچھے لہٰذا اس کیفیت سے بچنے کے لیے رخسار کا تصور ذہن پر مسلط کرلیا' بڑی قربانیاں دینے والی لڑکی ہے' کیا کچھ نہیں کیا اس نے میرے لیے گھربار چھوڑا' اپنوں سے بیگانی ہوگئی اپنے آپ کو محبت کے اس رنگ میں ڈھال لیا جو طلب سے بے نیاز ہوتا ہے اور یہ آخری مشکل بھی اٹھانے کے لیے چل پڑی' نہیں رخسار جو کچھ ہو رہا ہے اس میں تمہارا حصہ لینا بھی بڑا ضروری تھا۔ میں تمہارے لیے اپنے مشن کو نہیں چھوڑوں گا۔ سارے فیصلے تقدیر کے ساتھ ہیں' میں نے تو کبھی تقدیر سے انحراف کیا ہی نہیں' رخسار کے تصور نے دل کو سکون بخشا تھا حالانکہ اضطراب کی لہریں بار بار دل میں اٹھتی تھیں' لیکن میں انہیں دبا لیتا تھا اور اس طرح کافی وقت گزار لیا پھر ایک بار احساس ہوا جیسے کمرے کے دروازے پر کوئی موجود ہے' سورا کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا' غالباً' وہ اندر کا جائزہ لے رہی تھی' میں نے خود کو بے سدھ کرلیا اور دروازے کی آہٹیں ختم ہوگئیں۔

دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کی سوئی دو کے ہندسے سے آگے بڑھی تو میں نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا' کوئی بڑا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا' خطرات پر خطرات مول نہیں لینے چاہئیں' فی الحال یہ جگہ میری پناہ گاہ بن جائے تو اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں ہے۔ لڑکیوں کا اگر کوئی معاملہ ہے تو اس میں دلچسپی لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تھوڑا سا وقت ان لوگوں کو منتشر کرنے کے لیے حاصل کرلوں اس کے بعد اپنے عمل کا آغاز کروں گا' کوئی جلدی نہیں محسوس ہوتی تھی' اور تقدیر پر شاکر ہو جانے کا یہی انعام ہے کہ اضطراب سے نجات مل جاتی ہے۔ میں نے گل دان سے ایلی میٹس کے پیکٹ نکالے' مائیکرو پلیٹ کو متحرک کیا ایک کھلی جگہ سے اسے باہر منتشر کر دیا اور اس کے بعد مائیکرو ویژن پر اپنے جاسوسوں کا عمل دیکھنے لگا' مناظر بدل رہے تھے۔ ڈھائی بجنے میں ابھی دیر تھی' میں نے ایک کمرے میں سورا کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس نے اطالوی موسیقی کا

ریکارڈ لگایا ہوا تھا اور مدھم سروں میں موسیقی سن رہی تھی۔ سامنے شراب کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ غالباً" ڈھائی بجنے کا انتظار کر رہی تھی' مکمل لباس پہنا ہوا تھا' مائیکرو ویژن ریسیور وہاں سے آگے بڑھا' میں نے اپنی آنکھوں پر میگنیفائڈ گلاس گاگلز لگا رکھی تھی اور مائیکرو ویژن پر مجھے تمام مناظر صاف نظر آرہے تھے۔

درحقیقت کوئن میکوویا نے ان آلات کے ذریعے مجھے سپرمین بنادیا تھا اور میں وہ سب کچھ کرسکتا تھا جس کا عام لوگ تصور بھی نہ کرسکیں۔ یہاں تک کہ ڈان سینٹریا روز آرگنائزیشن والے بھی اس سلسلے میں اتنا کام نہ کرسکیں' جبکہ روز آرگنائزیشن کی کارروائی بھی دیکھ چکا تھا۔ بہرطور میں انتظار کرتا رہا پھر مائیکرو ویژن ریسیور پر میں نے دستک سنی' ہلکی ہلکی دستک جو کہ مخصوص انداز میں دی جارہی تھی' میں نے دروازے کو فوکس کرلیا' سورا تیز قدموں سے چلتی ہوئے دروازے تک پہنچی تھی' پھر کچھ کوڈورڈز کا تبادلہ ہوا تھا اور اس کے بعد دروازہ کھل گیا تھا' آنے والے چار افراد تھے۔ قیمتی سوٹوں میں ملبوس مقامی آدمی تھے اور یہ ایک دلچسپ بات تھی کہ بار ہاؤس کے رہنے والوں کے خدوخال سوفیصد مشرقی معلوم ہوتے تھے اور اگر مشرقی لوگوں میں گھل مل جاتے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کا تعلق اس علاقے سے نہیں ہے۔ چاروں کی شخصیتیں بھی اچھی تھیں' سورا نے مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ غالباً" انہی چاروں کو یہاں آنا تھا۔ میں مائیکرو ویژن پر ان لوگوں کو آتے بڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ کمرہ جو سیڑھیاں اترنے کے بعد نیچے بنا ہوا تھا' پہلی بار کھولا گیا' یہ تقریباً بیس آدمیوں کی نشست گاہ تھی' کوئی تین فٹ چوڑی میز جو بہت لمبی تھی اور اس کے گرد کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ بات معمولی نہیں ہے' یہ ایک باقاعدہ کانفرنس ہال تھا' ان چاروں آدمیوں کے بیٹھنے کے بعد سورا نے دروازہ بند کیا اور خود بھی بیٹھ گئی' میرے جاسوس پرندے اپنے کام میں مصروف تھے' میں نے انھیں ایک موثر ڈائریکشن دی اور ان کی آوازیں اور تصویریں میگنیفائڈ گلاسز کے ذریعے بہت قریب سے دیکھنے لگا' ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"آپریشن کا پہلا دن کل مقرر کیا گیا ہے' مس سورا جو انٹرنیشنل بزنس سیمینار مقامی حکومت کی طلبی پر یہاں منعقد ہونے والا ہے اس کی تیاریاں کرلی گئی ہیں' بنیادی طور پر

اس کے لیے ہاؤس کا انتخاب کیا گیا ہے' لیکن تین ایسی عمارتیں اور بھی ہیں کہ اگر لنک ہاؤس کو نقصان پہنچ جائے تو اس کا نعم البدل ثابت ہوسکتی ہیں' ہائی کمان سے حکم ملا ہے کہ کل ان چاروں عمارتوں کو اڑا دیا جائے۔ ویسے مس سورا حکومت بھی ہماری کارروائیوں سے بے خبر نہیں ہے' یہ اطلاع مجھے خاص طور سے موصول ہوئی ہے کہ ان عمارت کے تحفظ کے لیے انتہائی معقول بندوبست کیا گیا ہے اور ان کے اطراف میں شدید پہرہ لگا دیا گیا ہے' سنا گیا ہے کہ آس پاس کی عمارتوں میں بھی ایسے کیمرے نصب کرلیے گئے ہیں جن سے ان عمارتوں کے تحفظ کا کام ہوسکے' لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ کامیابی حاصل کرنی ہے اگر یہ چاروں عمارتیں تباہ کردی جائیں اور ان کی شہرت عام ہو جائے تو وہ بزنس مین جو دنیا کے مختلف ملکوں سے یہاں آنے والے ہیں' سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ان کی زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے اور اس طرح ہو سکتا ہے نئے پروگرام کے تحت ان لوگوں کو جمع ہونے میں کچھ وقت لگ جائے اور ہمیں یہی وقت درکار ہے اپنی کارروائیاں مکمل کرنے کے لیے اور یہ ہمارا بہترین کارنامہ ہوگا اور اس سے ہمیں بیشتر مفادات حاصل ہوں گے۔ بہرحال اس سلسلے میں ہم سب نے اپنی ڈیوٹیاں مخصوص کرلی ہیں۔ ہم میں سے تین افراد ان تین عمارتوں کو سنبھال لیں گے' لیکن لنک ہاؤس کے لیے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے تمہیں چار ایسے افراد دیے جائیں گے جو تم سے رابطہ رکھیں گے اور لنک ہاؤس کے گرد چکراتے رہیں گے' کیونکہ وہ خود لنک ہاؤس تک نہیں پہنچ سکیں گے لیکن ایک خاتون ہونے کی حیثیت سے تمہیں اس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ سورا تم وہاں جاسکتی ہو اور اس کے بعد تمہارے پرس میں موجود طاقتور ڈائنامائٹ لنک ہاؤس کے کسی بھی حصے میں اپنی تخریب کاری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں' اس بارے میں ہم لوگ اپنے منصوبے کو ترتیب دے لیتے ہیں۔ صورت حال کو تم نے سمجھ لیا' اب اس کے بعد میں تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں۔"

"میری رائے کچھ بھی نہیں ہے سر جو ذمے داری ہم سب کو تقسیم کی گئی ہے وہ تو ہمیں سرانجام دینا ہی ہے' رائے کی کیا گنجائش ہے؟" سورا نے کہا۔

"میرا مطلب ہے ہمیں اپنا پروگرام تشکیل دے لینا چاہیے۔" اس شخص نے کہا اور اس کے بعد وہ لوگ دیر تک منصوبہ بندیاں کرتے رہے اور پروگرام پر بحث جاری

رہی' مجھے بڑا لطف آرہا تھا' یہ تو کوئی بہت ہی دلچسپ معاملہ نکل آیا ہے میں ان کی باتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا' کسی قسم کی خاطر مدارت کا بندوبست نہیں کیا گیا' سب باعمل لوگ تھے' میں نے اس وقت تک ان لوگوں کو دیکھا' جب تک وہ فلیٹ سے باہر نہ نکل گئے۔ اس سے زیادہ بھی چھان بین کی جاسکتی تھی' لیکن اس کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی' جارہے ہیں تو انھیں جانے دیا جائے اور کیا لینا دینا ہے۔ بہرطور یہ سب کچھ انتہائی سنسنی خیز تھا' سورا نے فلیٹ کا دروازہ بند کیا۔ پھر ایک دوسرے کمرے تک گئی اور لباس وغیرہ تبدیل کرکے اسی بیڈ روم میں جا لیٹی' روشنی بجھادی گئی تھی اس کا مطلب تھا کہ اب اس سے آگے ٹائیں ٹائیں فش ہے اور مجھے بھی آرام کرنا چاہیے۔ میں نے مائیکرو ایلی منٹس سمیٹے انھیں واپس اسی گلدان کے نیچے منتقل کیا اور اس کے بعد مسکراتا ہوا مسہری پر آلیٹا۔ میں نے ایلا پر نظر ہی نہیں ڈالی تھی لیکن پھر بھی ایک نوجوان جسم کی گرمی بہت شدید ہوتی ہے۔ اس کی آنچ مجھے آہستہ آہستہ پگھلاتی ہی رہی تھی' نیند اڑتی اڑتی سی آئی تھی اور میں تھوڑی دیر کے لیے بے خبر ہوگیا تھا' لیکن میری نیند زیادہ گہری نہیں ہو پائی تھی' وقت بھی چونکہ کافی ہوگیا تھا' لیکن ایسے حالات میں اگر ایک دو گھنٹے کی نیند بھی لے لی جائے تو تھوڑا بہت سکون تو مل ہی جاتا ہے۔

چنانچہ اس وقت صحیح ٹائم کا اندازہ نہیں ہوسکا تھا جب کسی آہٹ پر میری آنکھ کھل گئی' دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا تھا' میں نے چونک کر دیکھا اور مجھے احساس ہوا کہ صبح ہوچکی ہے۔ آنے والی سورا تھی جو دبے قدموں سے چلتی ہوئی مسہری تک آئی اور پھر اس نے ایلا کو جھنجھوڑ دیا اور مدھم لہجے میں بولی۔

"ایلا اٹھو نیند آرہی ہے تو جاؤ دوسرے کمرے میں سو جاؤ' اب مجھے یہاں لیٹنا ہے تاکہ وہ غلط فہمی کا شکار نہ ہو' ایلا اٹھو بھئی' اٹھو جلدی اٹھو پونے سات بج رہے ہیں' میں خود بھی سوگئی تھی' ایلا........" وہ ایلا کو جھنجھوڑنے لگی۔ میں نے ایک لمحے میں یہ فیصلہ کرلیا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے' بہرطور اس سے رابطہ رکھنا تھا' چنانچہ میں گہری سانس لے کر اٹھ گیا' اور تھوڑا سا کھسک کر مسہری سے ٹک گیا وہ بری طرح خوفزدہ ہوگئی تھی اس نے میرا چہرہ دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"صبح بخیر سورا' اسے سونے دو۔" میں نے کہا وہ ساکت رہ گئی تھی' چند لمحات

خاموش رہی پھر میں نے کہا۔

"جو کچھ ہوا ہے اس کا مجھے پورا علم ہے سورا' لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' بیٹھو اسے سونے دو' اسے جاگنے میں ابھی دیر لگے گی۔" وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر میں ہی اپنی جگہ سے اٹھا اس کے قریب پہنچا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک جانب بٹھاتے ہوئے بولا۔

"جب میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں تو پھر تم کیوں پریشان ہو' میں تمہارے اس عمل سے ذرا بھی ناراض نہیں ہوں' اگر مزید تفصیلات جاننا چاہتی ہو تو تمہیں مطمئن کرنے کے لیے میں تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ وہ کافی میں نے پی ہی نہیں جس میں تم خواب آور دوا ملا کر لائی تھیں اور میں پوری ہوش مندی سے تمام حالات کا جائزہ لے رہا ہوں اور اس کے باوجود میں تم سے منحرف نہیں ہوں' اگر یقین نہ آئے تو آنے والا وقت تمہیں یقین دلا دے گا........" وہ صوفے سے اس طرح ٹک گئی جیسے اعصابی کشیدگی کا شکار ہوگئی ہو' میں نے اس سے کہا۔

"اس کے علاوہ سورا میں تمہاری اس میٹنگ کا جائزہ بھی لے چکا ہوں جس میں تمہارے چار ساتھیوں نے آج کے لیے منصوبہ بنایا ہے' منصوبے کے بارے میں بھی اگر تفصیل چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں' اگر صرف اتنا اشارہ دے دوں کہ آج تمہاری ذمے داری لنک ہاؤس کو ڈائنامائٹ سے اڑانے کی ہے تو میرا خیال ہے تمہیں تمام تفصیلات کا اندازہ ہو جائے گا۔" وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی اس کے انداز میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بولی۔

"تم کون ہو' کون ہو تم؟"

"اگر تم مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کروگی سورا تو یہ بھی تمہارے لیے ممکن نہیں ہوگا جبکہ میں تمہیں مکمل طور سے دوستی کی پیشکش کر رہا ہوں' اگر میرے بارے میں یہ جاننا چاہتی ہو کہ میں کون ہوں تو تمہارے اطمینان کے لیے صرف اتنا کہے دیتا ہوں کہ میرا تعلق بھی اچھے لوگوں سے نہیں ہے' بس یوں سمجھ لو ایک لاابالی زندگی کا مالک ہوں' لیکن نہ تو تمہارے پاس کسی خاص مقصد کے تحت آیا ہوں اور نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہوں' بار باڈوس کے معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے' لیکن اس

کے باوجود میں تمہارے بہت کام آسکتا ہوں۔ اگر حماقت کرو گی تو اب خود کو ہی نقصان پہنچاؤ گی۔"

وہ ایک بار پھر بے جان سی ہو کر بیٹھ گئی اور سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی، میں نے کہا۔

"کیا تم نے زندگی میں کسی کو دوست نہیں بنایا سورا؟"

"تم میرے دوست کیسے ہوسکتے ہو جبکہ میں تمہیں میرا مطلب ہے تمہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ میں نے تمہیں بے ہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"ہاں مجھے ایسی ایکٹو لڑکیاں بہت پسند ہیں' بہرحال دیکھ لو تمہاری کوشش مجھ پر کارگر نہیں ہوئی اور میں نے تمہارے بارے میں معلومات کرلیں۔"

"کیا میں یہ پوچھنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ تم سرکاری جاسوس ہو؟"

"پوچھو؟"

"بتاؤ؟"

"میں سرکاری جاسوس نہیں ہوں۔ نہ تمہارے خلاف کسی قسم کا کوئی منصوبہ لے کر آیا تھا۔ بس تم پسند آگئی تھیں' سوچا یہاں کچھ دن تمہارے ساتھ گزار دوں گا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے سورا۔" سورا نے ایلا لی جانب دیکھا پھر تشویش بھرے لہجے میں بولی۔

"اتنی گہری نیند تو نہیں سوتی۔"

"میں نے اس کی نیند گہری کر دی ہے تاکہ یہ میرے معاملات میں مداخلت نہ کرسکے۔ مجھے تمہاری وہ میٹنگ دیکھنی تھی۔ سورا نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔"

"ان ساری باتوں کے بعد مجھے تقدیر پر بھروسہ کرنا پڑے گا۔ تقدیر میں اگر کوئی خرابی ہے تو سڑک پر بھی کسی گولی کا شکار ہو سکتی ہوں' ٹھیک ہے تمہاری مرضی ہے اپنے بارے میں بتاؤ تو بتادو مجھے کسی مشکل کا شکار کرنا چاہتے ہو تو بھی بتادو' جوان آدمی ہو' ذہین بھی معلوم ہوتے ہو شاید ہم دونوں مل کر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔"

"اور ایک سوال اب میں تم سے کرتا ہوں سورا' کیا تمام باتوں کو نظرانداز کرکے تم مجھے اپنے دوستوں میں قبول کرسکتی ہو سوچ سمجھ کر جواب دینا۔"

"دوست بنو گے میرے۔" اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"بار بار پیشکش کر رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے' میری تقدیر۔"

"تم میھوڈسٹ مشن کی حامی ہو۔"

"ہاں' میں میھوڈسٹ ہوں۔"

"تمہارا سربراہ کون ہے؟"

"ہینی ڈیل۔ ایک بڑا سرمایہ دار ہے۔ وہ جزیرہ کارڈوس میں رہتا ہے۔ ہمارا مددگار ہے۔" اس نے جواب دیا اور میرے ذہن میں چھناکا سا ہوا۔ اعصاب کشیدہ ہوئے لیکن میں نے خود کو سنبھال لیا۔

"وہ بھی میھوڈسٹ ہے۔"

"نہیں۔ وہ یہودی ہے لیکن اسے حکومت کی تجارتی پالیسی سے اختلاف ہے۔ اس نے ہمیشہ حکومت کے خلاف میھوڈسٹ مشن کی امداد کی ہے اور اس کے بل پر میھوڈسٹ حکومت سے اپنے حقوق لینے کے لیے کوشاں ہیں۔"

"حکومت نے اس پر ہاتھ نہیں ڈالا؟"

"کوئی ثبوت نہیں ہے حکومت کے پاس۔ اس کے علاوہ وہ اپنی پشت مضبوط رکھتا ہے۔"

"کیسے؟"

"اسے دوسری کچھ حکومتوں کی مدد حاصل ہے جس میں اسرائیل سرفہرست ہے۔"

"مگر تم صرف ایک کارکن ہو۔"

"ہاں۔ اور میھوڈسٹ مشن کی حامی۔ وہ ریستوران جہاں تم سے ملاقات ہوئی ہمارا ایک پوائنٹ ہے۔"

"لیکن ڈیئر سورا۔ ایک سوال پریشان کن ہے۔"

"کیا؟"

"ہوٹل میں ویٹرس کی حیثیت سے تم کام کرتی ہو۔ مانتا ہوں کہ یہاں تم خود کو چھپائے ہوئے ہو لیکن تمہیں مالی مدد تو ملتی ہوگی۔ اس کے بعد تمہیں کسی کو یہاں لانے کی

ضرورت کیوں پیش آئی۔ کیا تمہیں مجھ پر کوئی شبہ ہو گیا تھا؟"

"نہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ پھر بولی۔ "ہم کوئی مالی مدد نہیں لیتے۔ یہ مشن سچائی پر مبنی ہے۔ ہمیں اس کا سہارا یقیناً حاصل ہے لیکن ہم اپنی ذات کے لیے اس سے کچھ نہیں لیتے بلکہ کچھ نہ کچھ فنڈز اپنے مشن کو دیتے ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ اس دوران وہ تشویش بھری نظروں سے ایلا کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"اسے کیا ہوا؟"

"بالکل ٹھیک ہے۔ بس ذرا گہری نیند سو گئی ہے۔"

"میری ایک التجا قبول کرو گے؟"

"بولو۔"

"اپنے بارے میں مجھے کچھ تو بتا دو۔ میں نے تمہیں یہ سب کچھ بتا کر خود پریشان ہو گئی ہوں۔ کیا تم میری اس ذہنی خلش کو دور کر سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں۔ دوست بنا ہوں تمہارا۔ میں ایک بے گناہ قاتل ہوں۔" میں نے کہا اور وہ سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایک گہری سانس لے کر بولی۔

"میں سمجھی نہیں۔"

"سیدھی سی بات ہے وہ قتل میں نے نہیں کیا تھا، لیکن حالات و شواہد پوری طرح اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے۔ کہ قاتل میں ہی ہوں، میں نے عدالت میں اپنی بے گناہی کی قسمیں کھائیں ان لوگوں کو ہر طرح یقین دلانے کی کوشش کی کہ جس قتل کا الزام مجھ پر رکھا جا رہا ہے اس سے میرا ذرا برابر تعلق نہیں ہے لیکن جو لوگ سزا دلوانا چاہتے تھے وہ بضد ہو گئے اور میں بے گناہ سزا بھگتنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ چنانچہ جو کام میں نے پہلے نہیں کیا تھا بعد میں وہ سرانجام دے لیا۔"

"یعنی؟"

"ایک قتل کا الزام تھا مجھ پر ڈیئر سورا، لیکن میں نے دس قتل کیے، پورے دس البتہ وہ قتل میں نے نہیں کیا تھا جس کے الزام میں وہ مجھے سزا دلوانا چاہتے تھے اور پھر یہ

دس قتل کرنے کے بعد میں ان کے چنگل سے نکل گیا۔ یہ دس قتل میں نے صرف اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کے لیے کیے تھے اور اس کے بعد تمہیں خود یہ اندازہ ہو جانا چاہیے کہ دنیا میں میرے لیے کیا جگہ ہو سکتی تھی۔" سورا سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی، پھر سرسراتی ہوئی آواز میں بولی.........

"کیا تم مفرور قاتل ہو؟"

"ہاں، اور اب تمہیں اس کا اختیار ہے کہ فوراً مجھے یہاں سے نکال باہر کرو، ظاہر ہے ایک قاتل کو اپنے گھر میں، اپنی چھت کے نیچے کون برداشت کر سکتا ہے۔" سورا کے چہرے کے تاثرات بدلے پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا میں صورت سے بھی اتنی ہی بری لگتی ہوں؟"

"کیا مطلب.........؟"

"میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں گی؟"

"اصولی طور پر تمہیں نہیں کرنا چاہیے، اس کی بھی دو وجوہات ہیں، خیر ایک یہ کہ میں نے یہ قتل یہاں نہیں کیے بلکہ اب جتنا فاصلہ میں نے اس جگہ سے اختیار کر لیا ہے اس فاصلے کے بارے میں کوئی بھول کر بھی نہیں سوچ سکتا، بار باڈوس زندگی میں پہلی بار آیا ہوں اور یہ میرے لیے اتنی محفوظ جگہ ہے کہ یہاں مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، کسی کا تصور بھی اس طرف نہیں جا سکتا۔"

"اگر ایسا نہ ہوتا ڈیئر تو یقین کرو تم اتنی اچھی شخصیت کے مالک ہو کہ تمہارے لیے جان بھی دی جا سکتی ہے۔" سورا نے کہا۔

"ڈیئر سورا، اصولی طور پر، معاف کرنا یہ لفظ میں بار بار استعمال کر رہا ہوں، دوستی اسی کو کہتے ہیں، میں نے بھی زندگی میں کچھ دوستیاں کی ہیں اور ان دوستیوں کو نبھانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ بہرحال تم نے مجھ سے پوچھا میں نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ یہ بھی میری سچائی کا ایک ثبوت ہے ورنہ کون اپنے آپ کو کسی کی نگاہوں میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں اور اسی بنیاد پر تم سے کہہ رہی ہوں کہ جب تم نے مجھے دوست سمجھ کر یہ سب کچھ بتا دیا ہے بھلا میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں کوئی نقصان

پہنچانے کی کوشش کروں۔"

"خدا کی قسم نہیں، بالکل نہیں، میں تو آج جذباتی ہو رہی ہوں اپنی زندگی پر کوئی تجربہ بھی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ بات میری زندگی کی نہیں بلکہ ایک مشن کی بات ہے اور اگر میری وجہ سے میرے مشن کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی، لیکن اس کے باوجود کیا تم اس بات پر یقین کرو گے کہ مجھے تمہاری طرف سے کوئی تشویش نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو پھر بھی تجربے کار نہیں کہوں گی، کوئی تجربہ نہیں ہے مجھے دنیا کا، کون کیا ہے۔ یہ میں کچھ نہیں جانتی، لیکن تمہارے بارے میں میرا دل یہ کہتا ہے کہ تم مجھے کوئی تکلیف نہیں دو گے۔" میں ہنسنے لگا۔ میں نے کہا۔

"ہاں سورا، میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا بلکہ تم اگر چاہو گی تو میں تمہاری مدد بھی کر سکتا ہوں۔"

"ہوں، میری مدد، واقعی تم میری مدد کر سکتے ہو، کیونکہ تم ایک ایکٹو آدمی ہو، لیکن اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟؟"

"ظاہر ہے تمہارے پاس سے چلا جاؤں گا۔"

"میرے پاس آئے کیوں تھے؟؟" اس بار اس نے لگاوٹ بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"سورا، عورت پرست نہیں ہوں، شراب بھی نہیں پیتا تمہیں بتا چکا ہوں، بس یوں سمجھ لو کہ تمہارے پاس پناہ کی تلاش میں آیا تھا، بارباڈوس آنے کے بعد ایک بھی دوست نہیں بنا سکا، میں کسی ایسی شخصیت سے دوستی چاہتا تھا، کسی بڑی شخصیت سے دوستی کرنا میرے لیے مناسب نہیں ہوتا، تمہارا انتخاب کیا، میں نے سوچا کہ راستہ کوئی بھی ہو پروفیشن کوئی بھی ہو، اچھا دوست کسی بھی شکل میں کسی بھی لمحے مل سکتا ہے اور نجانے کیوں میں نے تمہارے اندر ایک اچھے دوست کی شکل محسوس کی۔" وہ کسی قدر تشویش کا شکار ہو گئی کچھ دیر سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"تو پھر میرے ساتھ کچھ وقت گزارو۔"

"انکار نہیں کروں گا سورا کیونکہ یہ میری ضرورت ہے۔"

"میں بھی اوپری دل سے یہ بات نہیں کہہ رہی تم یہاں آرام کر سکتے ہو، میں تم پر

مکمل بھروسہ کر رہی ہوں اور یقین کرو ڈینش، زندگی میں بہت کم میں نے کسی پر مکمل بھروسہ کیا ہے، اصل میں وقت نے تجربات ہی کچھ ایسے دیئے کہ دنیا سے بڑی بددل ہو گئی اب اس طرح جیسے تم یہاں آئے ہو، اکثر لوگ میرے پاس آئے ہاں اگر حقیقت پوچھتے ہو تو ایک بات کا اعتراف تمہارے سامنے ضرور کروں گی وہ یہ کہ ہم دونوں بہنوں نے نہایت چالاکی سے خود کو بچائے رکھا ہے اس کے لیے ہم نئے نئے سوانگ رچاتی ہیں۔ بہرحال میں تمہارے سامنے اپنی صفائی نہیں پیش کر رہی، جو کچھ کہہ رہی ہوں دوستی کے رشتے سے کہہ رہی ہوں۔"

"ہوں۔ تو پھر تمہیں میری طرف سے میتھوڈسٹ مشن کے لیے کچھ عطیات قبول کرنے ہوں گے۔" سورا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"گویا یہاں رہنے کا معاوضہ دینا چاہتے ہو؟"

"اگر سمجھتی ہو تو یہ بھی سمجھ لو مجھے اعتراض نہیں ہے کیونکہ میں یہاں اپنے دل میں جو مقصد لے کر آیا تھا وہ میری توقع سے زیادہ بہتر انداز میں پورا ہو رہا ہے۔"

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔" سورا نے کہا اور ایک دم خاموش ہو گئی۔ ایلا کے بدن میں جنبش ہو رہی تھی، کچھ دیر وہ کسمسائی اور اس کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں، پہلی نگاہ مجھ پر ہی پڑی تھی، ایک لمحے کے لیے خالی الذہنی کے انداز میں مجھے دیکھتی رہی اور اس کے بعد جیسے کرنٹ لگ گیا، دہشت زدہ انداز میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی، لیکن برابر ہی سورا موجود تھی، اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سورا کو دیکھا اور سورا مسکرا دی۔

"نہیں ڈارلنگ، کوئی مسئلہ نہیں ہے، یہ ۔۔۔ ت ہیں۔" سورا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ، اوہ مائی گاڈ، مم .... مائیں، لعنت ہے مجھ پر ...." ایلا اپنے آپ لو لونے لگی۔

"بالکل نہیں اب تم بہت عمدہ سا ناشتا تیار کرو اور ہم دونوں کو پیش کرو۔" ایلا اپنی جگہ سے اٹھی اور پھر پریشانی سے ہم دونوں کو دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی، سورا ہنسنے لگی پھر اس نے کہا۔

"اس کی پریشانی اپنی جگہ ایک حقیقت رکھتی ہے خیر، تو ڈیئر یہ ہے صورت حال کیا

عجیب بات ہے، تم کس طرح چند لمحوں میں اپنے ہو گئے، تعجب ہوتا ہے۔" میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اس نے کہا۔

"ناشتہ کرنے کے بعد مجھے نکلنا ہے۔"

"ہاں میں جانتا ہوں، ریستوران جانا ہوگا؟"

"اوہو نہیں، جن لوگوں نے مجھے میری ذمہ داریاں بتائی ہیں وہ یوں سمجھ لو اس ریستوران کے مالک بھی ہیں، ہمارا ایک باقاعدہ پروگرام ہوتا ہے اور ہم اسی کے تحت کام کرتے ہیں، آج میری ذمے داریاں بالکل مختلف ہیں ریستوران نہیں جاؤں گی۔" اس نے کہا اور میں پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

"وہاں تمہیں تنہا ہی کام کرنا ہوگا۔" کچھ دیر کے بعد میں نے کہا۔

"نہیں تمہارے علم میں تو سب کچھ ہے، چار آدمی میرے ہمراہ ہوں گے لیکن مجھ سے الگ الگ۔"

"ٹھیک ہے سورا، تو تم نے مجھے یہاں قیام کرنے کی اجازت دے دی ہے؟"

"اب یہ انداز اختیار کرکے مجھے شرمندہ نہ کرو۔" اس نے محبت بھرے انداز میں کہا اور میں خاموش ہو گیا۔

ہم دیر تک خاموش رہے اس کے بعد ایلا ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آگئی اور پریشان لہجے میں بولی۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا ہے اور تم جانتی ہو کہ جب میں الجھن میں ہوتی ہوں تو بیمار پڑ جاتی ہوں۔"

"ایلا بس یہ دوست ہیں، ہم جس تشویش کا شکار تھے اور جو کچھ ہمارے ذہن میں تھا اب صورت حال اس سے مختلف ہو گئی ہے۔"

"یہ دوستی کہاں سے نکل آئی؟" ناشتا کرتے ہوئے پوچھا۔

"چند گھنٹوں کی دوستی ہے، لیکن چند سالوں کی طرح پائدار۔"

"تم جانو تمہارا کام جانے۔" ایلا نے کہا اور ناشتے میں مصروف ہو گئی، ہم نے ناشتا خاموشی سے کیا تھا، پھر ایلا بولی۔

"میں چلتی ہوں، میرے لیے تو کوئی کام نہیں ہے؟"

"نہیں تم آرام سے جاؤ۔" ایلا کے جانے کے بعد ہی میں نے ایلا کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیا کرتی ہے تو سورا نے بتایا۔

"کئی کام اس کے سپرد ہیں، یہ بھی مشن کی ممبر ہے اور ایک سرکاری آفس میں ایسے لوگوں کے لیے کام کرتی ہے جو ہمارے لیے کارآمد ہیں اور ان سے ہمیں اپنی بقاء کے بہت سے راز معلوم ہو جاتے ہیں۔" سورا نے جواب دیا۔ کمال کی بات تھی، عورت درحقیقت، ناقص العقل ہوتی ہی اور اتنے بڑے بڑے کاموں کے لیے اس پر بھروسہ کرنا مردوں کی ناقص عقلی کا مظہر ہوتا ہے۔ ورنہ یہ نرم و نازک اور معصوم سی شے کہیں بھی کسی بھی جگہ بربادی کا باعث بن سکتی ہے، میرا تو خیر مسئلہ ہی دوسرا تھا، میں نے اپنے لیے جو راستے منتخب کیے تھے سورا کا مل جانا راستوں کے لیے معاون تھا، لیکن سورا نے مجھے یہ سب کچھ بتا کر اپنے لیے واقعی تباہی مول لے لی تھی، پھر اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہو جاؤں۔"

"قیام یہیں ہوگا؟"

"ہاں پلیز، اور اگر کہیں جانا چاہو تو راستے ذہن نشین کرکے جانا، فلیٹ کی چابی تمہارے پاس ہی رہے گی۔"

"تم خوفزدہ تو نہیں ہو؟"

"بالکل نہیں، بلکہ جذباتی ہوں، کاش تمہارے مل جانے کی خوشی میں، میں ایک ہفتہ آرام کر سکتی، لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔"

"اوکے سورا.........." پھر سورا تیار ہو گئی، مجھ سے اجازت لے کر باہر نکل گئی اور میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے، اس سلسلے میں تھوڑا سا قدم اگر بڑھ جائے تو میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور ممکن ہے ان لوگوں کے لیے بھی کوئی کارآمد بات ہو، ویسے سوچنے کے لیے بہت سا مواد پیدا ہو گیا تھا، ڈینی ڈیل سے میرا تیسرا رشتہ بھی قائم ہو سکتا تھا، پہلا رشتہ تو وہ تھا جس کے تحت مجھے اس سے اپنے وطن کے لیے ایک اہم چیز حاصل کرنی تھی اور مجھے اس کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ دوسرا رشتہ یہ قائم کر دیا گیا تھا کہ ڈان سینفرڈ کی جانب سے مجھے اس سے ملاقات کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور تیسرا اب

اس کے اس مشن کے سلسلے میں بھی قائم ہوسکتا تھا اور یہ رشتہ قائم ہونا بے حد ضروری ہے لیکن کس طرح؟ بہت غور کرتا رہا' لنک ہاؤس کو تلاش کرلینا اتنا مشکل کام نہیں ہوگا' دیکھتا ہوں ممکن ہے انھیں میری مدد کی ضرورت بھی پیش آجائے.........

پھر بہت وقت وہیں گزارا اور اس کے بعد ایک منصوبہ ذہن میں ترتیب دے کر مائیکرو ایلی مینٹس میں سے کچھ اشیاء نکالیں اور وہاں سے چل پڑا' یہ محفوظ جگہ تھی اور یہاں میری ان قیمتی اشیاء کو کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں تھا' بار باڈوس میں میرے لیے بے شک خطرات تھے' لیکن مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ ہینٹی ڈیل بھی یہاں ایک معروف آدمی ہے اس کے علاوہ مجھے یہ بھی پتا چلا تھا کہ وہ یہاں نہیں بلکہ جزیرہ کارڈوس میں رہتا ہے۔ بہرحال اس تک رسائی حاصل کرنے کے لیے میھوڈسٹ کی امداد کرنا بڑا ضروری تھا اور یہی راستہ منتخب کرکے میں آگے بڑھنا چاہتا تھا' دیکھو نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

کچھ دیر کے بعد میں سڑکوں پر نکل آیا' شہر کی فضا میں کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی' میں ہوٹل میں جو ہنگامہ کرکے آیا تھا اس کے نتائج کا بھی مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا' بعد میں ایک انگریزی اخبار ہاتھ لگا اور اس میں وہ نیوز تلاش کرنے لگا' میں نے ایک چھوٹے سے پارک کی ایک بینچ پر بیٹھ کر اخبار کی ورق گردانی کر ڈالی' لیکن نہایت ہی فرسودہ اخبار تھا' اس میں میھوڈسٹ' این گلیکین اور پروٹسٹنٹ عقائد کے سیاسی معاملات کا تذکرہ تو بھرپور انداز میں کیا گیا تھا' لیکن ہوٹل میں ہونے والے دھماکے کی کوئی خبر شائع نہیں ہوئی تھی' غالباً اس خبر کو اہمیت ہی نہیں دی گئی تھی۔ بہرحال خبر مل بھی جاتی تو کیا فائدہ' مجھے کسی کے خیالات کا تو علم نہیں ہوسکتا تھا' یہ تو پتا نہیں چل سکتا تھا کہ جو لوگ ہوٹل میں دانش منصور کا انتظار کررہے تھے' ان پر دانش منصور کے ساتھ ہونے والے اس حادثے کے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ میں نے بہت وقت وہاں بھی گزار دیا پھر وہاں سے اٹھ کر آگے چل پڑا۔ لنک ہاؤس کے بارے میں ایسی جگہوں سے معلومات حاصل کی جہاں کسی کو اس بات کا شبہ نہ ہوسکے کہ اس سلسلے میں کوئی غلط شخص یہ بات پوچھ رہا ہے۔ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا میں آخر کار لنک ہاؤس پہنچ گیا۔ دور سے اس عمارت کو دیکھا اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ دیکھا۔ عمارت شطرنج کے مہروں کی شکلوں کے برجوں اور ستونوں سے بنی ہوئی تھی جگہ جگہ برجیاں نظر آرہی تھیں اور قلعے

نما فصیلیں بھی' عمارت اچھی خاصی مضبوط تھی' بڑا سا گیٹ تھا' دوسری چیز جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ عمارت کے اطراف لاتعداد پولیس گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور پولیس کے جوان ٹہل رہے تھے' یہی نہیں بلکہ عمارت سے کوئی سو سو گز کے فاصلے پر خاص طریقے کے اسٹینڈ رکھ کر ان میں رسیاں باندھی جارہی تھیں' ایسے کام عموماً" راستہ روکنے کے لیے ہوا کرتے ہیں' میں نے حیران نگاہوں سے اس عمل کو دیکھا اور پھر چاروں طرف دیکھا' تھوڑے ہی فاصلے پر مجھے سورا نظر آئی جو اپنا پرس ہاتھ میں لیے آہستہ روی سے ایک سمت جارہی تھی۔

اس کے آس پاس اور لوگ موجود نہیں تھے' میں تھوڑا سا فاصلہ دے کر سورا کا تعاقب کرنے لگا' اس نے مجھے نہیں دیکھا تھا سورا تھوڑی دور پیدل چلی اور پھر ایک چھوٹے سے ریستوران میں آبیٹھی۔ میں نے بھی ریستوران کا رخ کیا تھا' میں اس وقت اس پر مسلط نہیں ہونا چاہتا تھا کیونکہ مجھے علم تھا کہ چار آدمی اور اس کے ساتھ موجود ہیں' گو ان میں سے کوئی نظر نہیں آرہا تھا' لیکن وہ آس پاس ضرور موجود ہوں گے۔ البتہ جب میں ریستوران میں داخل ہوگیا تو سورا نے مجھے دیکھ لیا اور مضطربانہ انداز میں اٹھ کر کھڑی ہوگئی' پھر اس نے مجھے انگلی سے اشارہ کرکے اپنے قریب بلایا اور میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

"تم یہاں کیسے نکل آئے بیٹھو؟" اس نے کہا اور میں اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ادھر نکل آنا اتفاق ہے یا؟"

"نہیں سورا اتفاق نہیں ہے؟"

"پھر۔" وہ میرا جائزہ لیتی ہوئی بولی۔

"جبکہ تم نے صورت حال بتا دی تھی میں نے سوچا ذرا تمھاری کارکردگی کا جائزہ لے لیا جائے۔" اچانک میں نے محسوس کیا کہ سورا کے بدن پر کپکپی سی طاری ہوگئی ہے' اس کے چہرے کا رنگ ایک دم تبدیل ہوگیا تھا اور اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے رینگ آئے تھے' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے متوحش نگاہوں سے مجھے دیکھا' ابتداء میں تو میں اس کی اس کیفیت کو سمجھ نہیں پایا' لیکن اچانک ہی میرے ذہن کو

شاک لگا' صورت حال کا ایک ہلکا سا جائزہ لینے سے میرے اس خیال کی تصدیق ہو گئی۔

میں ذرا گہرے انداز میں سوچنے لگا' مجھے ان لوگوں کا پروگرام معلوم ہو چکا تھا' سورا مجھے اپنے گھر چھوڑ آئی تھی اور اس کے بعد لنک ہاؤس کے گرد اتنا سخت پہرہ ہو گیا تھا اس کا شک حق بجانب تھا وہ یہ سوچ سکتی تھی کہ ہو سکتا ہے میں سرکاری مخبر ہوں اور یہ سارا پروگرام کرنے کے بعد میں نے مخبری کر دی اور عمارت کے گرد پہرہ لگ گیا۔ میرے ہونٹوں پر اس خیال سے مسکراہٹ پھیل گئی اور میں یہ فیصلہ کرنے لگا کہ اب مجھے آگے کیا کرنا چاہیے۔ سورا ذہنی انتشار کا شکار معلوم ہوتی تھی' کچھ لمحات کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا بات ہے سورا' کافی پریشان نظر آ رہی ہو؟"

"نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔"

"یہاں یہ غیر معمولی چہل پہل حیران کن نہیں ہے' کیا ان عمارتوں کے گرد اتنا سخت پہرہ رہتا ہے؟"

"نہیں۔" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟"

"میں نے بتایا نا ادھر ادھر بکھرے ہوئے ہوں گے۔"

"کیا تمہارے کام کا وقت ابھی نہیں آیا۔" میں نے سوال کیا اور اس نے گھٹی گھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھا پھر بولی۔

"ان حالات میں بھلا کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"گویا یہ سب کچھ اچانک ہے؟"

"ہاں۔" اس نے ایک طویل سانس منہ سے خارج کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی اب تم اپنی ان کوششوں میں ناکام رہو گی؟"

"یقیناً' بھلا اس مشکل میں کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"کیا ہو سکتا ہے؟"

"میرا مطلب ہے کہ تم لوگوں سے باز پرس تو ہو گی کہ یہ پلان لیک آؤٹ کیسے ہوا؟" اس نے میری اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا' چند لمحات خاموش رہنے کے بعد میں

نے پھر پوچھا۔

"تم کسی کو جواب دہ ہو سورا۔" اب وہ کسی قدر الجھی ہوئی نظر آنے لگی' اس نے بے چین نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولی۔

"میں زیادہ دیر یہاں نہیں بیٹھ سکتی' تم کچھ پیو گے۔"

"تمہیں تھوڑی دیر تو بیٹھنا چاہیے' ظاہر ہے وہاں سیکیورٹی کے زبردست انتظامات ہو رہے ہیں' ان حالات میں بھلا تم کیا کر سکتی ہو۔" وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگی' کئی بار اس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لیے کھلے' لیکن اس کے بعد خاموش ہو گئے' پھر اچانک ہی ایک مدھم سی سیٹی کی آواز اس کے لباس کے کسی حصے سے ابھری اور وہ چونک پڑی' اس نے بدحواس نگاہوں سے مجھے دیکھا' ادھر ادھر دیکھنے لگی' غالباً کوئی ایسی جگہ تلاش کرنا چاہتی تھی جہاں وہ ٹرانسمیٹر پر موصول ہونے والے اشارے کے تحت بات کر سکے.........

میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہو رہا ہے بات کرو سورا۔" اب تو وہ بالکل ہی نڈھال ہو گئی تھی' میں نے کہا۔

"بات کرو سورا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔" اس نے ایک لمحے مجھے دیکھا' ٹرانسمیٹر پر کئی بار سیٹی بجی تھی' پھر اس نے اپنی کلائی سامنے رکھ لی جس پر ایک ننھی سی خوب صورت گھڑی بندھی ہوئی تھی' گھڑی کی چابی کو اس نے اندر دبایا اور گھڑی کا ڈائل سرخ ہو گیا اور پھر اس سے ایک مناسب آواز ابھری جس کو میں بھی سن سکتا تھا۔

"سورا سور کس بول رہا ہوں۔"

"یس' یس ماسٹر۔" سورا کے منہ سے کپکپاتی آواز نکلی۔

"صورت حال کی پوری رپورٹ مجھے مل چکی ہے اور ایک بدترین حادثہ بھی ہو چکا ہے۔" آواز آئی۔

"ک.........کیا سر کیا.........؟"

"کارپ اور ایلس گراؤنڈ تھری پر مامور تھے' تمام گراؤنڈ سیکیور کر لیے گئے ہیں اور سخت انتظامات کیے گئے ہیں' تم جانتی ہو وہ دونوں انتہائی جذباتی نوجوان تھے اور جب انھوں نے یہ دیکھا کہ اب ان کی کارکردگی ختم کر دی گئی ہے اور وہ اپنے مشن میں

کامیاب نہیں ہوسکیں گے تو انھوں نے قربانی دینے کا فیصلہ کرلیا۔"

"سس......... سر سر‘ آپ نے ان دونوں کے لیے لفظ تھے استعمال کیا ہے۔"

"ہاں‘ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔" دوسری طرف سے جواب ملا اور سورا کے منہ سے ایک آہ نکل گئی۔

"ہمیں اپنے ساتھیوں کی زندگی سے محروم ہونا پڑا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں ہم نے اپنا میسج کنوے کردیا ہے کارب اور ایلس نے ہیڈ کوارٹر سے مشورے کے بغیر اپنے طور پر فیصلہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہیڈ کوارٹر انھیں زندگی کی قربانی دینے کی اجازت کبھی نہیں دے گا‘ اس لیے انھوں نے یہ اجازت نہیں لی۔ انھوں نے ڈائنا مائٹ ساتھ لیے موٹر بائیک پر بیٹھے اور اس کے بعد موٹر بائیک کو طوفانی انداز میں آگے بڑھاتے ہوئے وہ رکاوٹیں عبور کرگئے جو سیکورٹی نے لگائی تھیں اور پھر انھوں نے اندر داخل ہوکر ڈائنا مائٹ استعمال کرلیے اور گراؤنڈ تھری کو اڑا دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ان کے جسموں کے پرخچے بھی اڑ گئے‘ وہ دونوں عظیم انسان اپنی زندگی کی قربانی دے کر یہ میسج بار باڈوس کی حکومت کو دے گئے کہ میھوڈسٹ کسی طور پر غیر ملکی تسلط کو قبول نہیں کریں گے اور ایسی ہر پالیسی کو مسترد کردیں گے جو میھوڈسٹ مفادات کے خلاف ہو‘ بہرحال سورا‘ موجودہ کیفیت کیا ہے؟"

"سر سیکیورٹی انتہائی سخت ہے‘ لیکن سر ہم میں سے ہر شخص کارب اور ایلس کی طرح زندگی قربان کرنے کو تیار ہے آہ کاش یہ کام ان دونوں سے پہلے میں کرلیتی اب آپ کے علم میں یہ آچکا ہے اس لیے میں بھی اجازت چاہتی ہوں۔"

"دیکھو سورا‘ میں نے یہ سب کچھ تمھیں اس لیے نہیں بتایا کہ تم بھی وہی حماقت کرو جو ان دونوں نے کی ہے‘ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کی قربانی کی ضرورت نہیں ہے‘ تھوڑی دیر انتظار کرلو حالانکہ اب یہ امکانات نظر نہیں آتے کہ ہم کسی اور گراؤنڈ پر اپنی کوشش میں کامیاب ہوسکتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ وقت وہاں گزار لو مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ ہمارے اس پروگرام کی نشاندہی کیسے ہوگئی؟"

"سر سر۔"

"تمھیں اطلاع دے دی گئی ہے سورا حکم دیا جاتا ہے کہ اب کوئی رسک نہ لیا

جائے‘ اگر تم لوگوں نے یہ کوشش کی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے حکم کی خلاف ورزی ہوگی‘ اوکے۔" آواز بند ہوگئی‘ سورا اب بھی ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی‘ اس نے چابی دوبارہ دبائی اور اس کے بعد خاموش ہوکر میری صورت دیکھنے لگی۔

میں نے اس کی آنکھوں میں شکایت کے عنصر کو نمایاں دیکھا تھا‘ میرے ذہن میں شرارتیں مچل رہی تھیں‘ اس میں کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ سورا مجھے اس کارروائی کا ذمے دار سمجھ رہی تھی‘ فطری بات تھی اگر کسی کی کاوشوں سے کوئی ایسا حادثہ رونما ہو جائے تو پھر اس کے لیے دل میں بھلا کیا جگہ قائم رہ سکتی ہے اور وہ بھی ایک اجنبی شخص کے لیے بہرحال ایک نیا نام سورکس میرے علم میں آیا تھا‘ یہ کون ہوسکتا ہے۔ سورا کے انداز میں اب بے پناہ گھٹن نمودار ہوگئی تھی‘ اس نے بھنچی آواز میں کہا۔

"میں جانا چاہتی ہوں ڈینش اب مجھے اجازت دو۔"

"بیٹھو سورا‘ کیا فضول بکواس لگا رکھی ہے۔" میں نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی آنکھیں تخوف سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ان آنکھوں میں شدید خوف نمایاں نظر آرہا تھا۔

"مجھے کچھ پلاؤ۔" میں نے کہا اور ویٹر کو اشارہ کردیا۔ ویٹر قریب آیا تو میں نے اپنے اور اس کے لیے جوس طلب کرلیا‘ سورا اب بے جان سی بیٹھی ہوئی تھی اور میں خاموشی سے ریستوران سے باہر لنک ہاؤس پر نگاہیں دوڑا رہا تھا جہاں سیکیورٹی فورسز کے ارکان اپنا کام مکمل کرچکے تھے۔ وہ پوری طرح چوکس نظر آرہے تھے‘ ہم اس وقت تک خاموش رہے جب تک ویٹر نے جوس لاکر نہیں رکھ دیا‘ میں نے اپنا گلاس اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور کہا۔

"پیو۔"

"تت......... تم تم نجانے تمہارا رویہ مجھے کیسا محسوس ہو رہا ہے؟"

"جوس اٹھاؤ سورا میں حکم عدولی برداشت نہیں کرتا۔" میں نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور وہ مجھے دیکھنے لگی‘ چند لمحات اس کے چہرے کے تغیرات نمایاں رہے اور اس کے بعد اس نے جوس کا گلاس اٹھایا پھر اس کے کئی گھونٹ لینے کے بعد بولی۔

"نجانے کیوں نجانے کیوں‘ میں اپنے آپ کو بہت الجھا ہوا محسوس کررہی ہوں اور

مسٹر ڈینش ساری باتیں اپنی جگہ' لیکن کیا آپ اپنے انداز کو کچھ عجیب سا نہیں محسوس کر رہے۔"

"جوس پیو؟"

"کیا میں تمہاری محکوم ہوں؟" اس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کم از کم جوس پینے کی حد تک تم میری محکوم نہیں ہو۔"

"کیا مطلب؟" اس نے کہا مگر میں نے اس کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے اپنا گلاس خالی کرتا رہا' پھر میں نے گلاس نیچے رکھ دیا اور بولا۔

"وہ ڈائنامائٹ کہاں ہیں؟"

"کک.........کیا مطلب؟" وہ پھر لرز گئی۔

"دیکھو سورا' صورت حال کو تم بھی اچھی طرح محسوس کر رہی ہو اور ایک سمجھدار انسان کی حیثیت سے تمہیں اس صورت حال سے تعاون کرنا چاہیے۔"

"میں تمہارا مطلب جاننا چاہتی ہوں تم کہہ کیا رہے ہو' کچھ میری سمجھ میں بھی تو آئے۔" اب اس کے لہجے میں درشتی پیدا ہوگئی۔

"ڈائنامائٹ کہاں ہیں' اپنا پرس ادھر رکھو۔"

"ہرگز نہیں' سوال ہی نہیں پیدا ہوتا' میں' میں یہاں جان دے دوں گی' خود بھی مرجاؤں گی انہی ڈائنامائٹ کے ذریعے' لیکن یہ تمہیں نہیں دوں گی۔"

"اور یہ موت بالکل بے مقصد ہوگی' اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا' کارپ اور ایلس تو بہرطور اپنا کام کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوگئے' لیکن تم صرف ان ڈائنامائٹس کی حفاظت کے لیے اپنی زندگی دے رہی ہو' اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا' نہ ہی یہ اتنی قیمتی چیز ہے۔"

"لل.........لیکن تم ان کا کرو گے کیا؟"

"یہ اب میرے قبضے میں آجانے چاہئیں' کیا فائدہ میں ابھی یہاں سے سیکیورٹی فورسز کو اشارہ کروں' وہ آئے تمہیں گرفتار کرے تمہارے ان چاروں ساتھیوں کا پتا معلوم کرے اور تم پولیس کی تحویل میں پہنچ جاؤ۔" میں نے اچانک ہی سورا کے چہرے پر

غم کے آثار دیکھے' پھر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ آہستہ آہستہ سسکنے لگی' اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"بہت بڑی غلطی ہوگئی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔"

"جب غلطیاں ہو جاتی ہیں تو سمجھدار لوگ ان پر رویا نہیں کرتے۔"

"میں' میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کرسکوں گی' میری وجہ سے میرے دو ساتھیوں کی زندگی گئی' آہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے' کاش ایسا نہ ہوتا۔"

"اور اب بھی تم ڈائنامائٹ نکال کر میرے حوالے نہیں کرو گی؟" میں نے کہا اور اس نے نفرت زدہ انداز میں پرس میری جانب بڑھا دیا' میں نے اس کا پرس کھولا اور ڈائنامائٹس دیکھنے لگا۔ چھوٹے چھوٹے تین پیکٹ تھے اور کچھ عجیب سی بناوٹ تھی ان کی' میں نے بغور ان کا جائزہ لیا' یہ جدید ترین سسٹم پر بنائے گئے تھے اور ان کا حجم بہت چھوٹا رکھا گیا تھا' لیکن ظاہر ہے یہ اس قدر طاقتور ہوں گے کہ ایک عمارت کو تباہ کرسکیں' میں نے تعریفی نگاہوں سے اسے دیکھا پرس میں ان کا ریموٹ کنٹرول بھی مل گیا تھا جو ماچس کی ایک ڈبیہ کی مانند تھا اب میں اتنا احمق بھی نہیں تھا کہ اس ریموٹ کنٹرول سسٹم کو سمجھ نہ پاتا' میں نے یہ تمام چیزیں دیکھیں' ڈائنامائٹس میں نے اپنے لباس میں رکھ لیے وہ مدھم لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"کبھی کبھی انسان اس طرح دھوکہ کھا جاتا ہے ڈینش یقین کرو' صرف تمہاری شخصیت کی بناء پر' تمہارے اندر انسانی صفات کو محسوس کرکے میں نے تمہیں اس کا موقع دیا تھا۔"

"غلط ڈرالنگ یہاں تم غلط کہہ رہی ہو۔"

"کیوں؟"

"تم نے مجھے یہ موقع صرف اس لیے دیا تھا کہ میں تمہارے راز سے واقف ہوگیا تھا۔"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے' میں زندگی کی قیمت پر بھی تمہیں روک سکتی تھی' لیکن عورت ہوں نا' ہم لوگوں کو کم عقل کہا جاتا ہے اور یہ ایک بڑی سچائی ہے' میری کم عقلی نے ہمارے بہت بڑے منصوبے کو فیل کر دیا۔"

"ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے' اچھا اب مجھے اجازت دو تم بل کی ادائیگی کرکے میرے جانے کے تقریباً" پندرہ منٹ کے بعد یہاں سے اٹھو گی' اگر اس سے پہلے تم نے اٹھنے کی کوشش کی تو میرا ایک اشارہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو جہنم میں پہنچا سکتا ہے۔" میں نے سرد لہجے میں کہا......... اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا' اس کے بدن میں جیسے جان ہی نہیں رہ گئی تھی۔

وہ اپنی جگہ بیٹھی ساکت نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور میں تیزی سے ریستوران سے باہر نکل کر اس کے عقبی حصے کی جانب چل پڑا تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ وہ فوری طور پر میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی تھی' لیکن جو منصوبہ میں نے اپنے ذہن میں ترتیب دیا تھا میں ہر قیمت پر اس کی تکمیل چاہتا تھا' اس سے میرے لیے مستقبل میں بہتری کی راہیں کھل سکتی تھیں اور میں اس کام کو اپنے مشن سے الگ نہیں سمجھتا تھا' وہ خود چونکہ مخدوش حالت میں تھی اس لیے عارضی طور پر مجھے اس سے کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں تھا' عقبی حصے میں بازار پھیلا ہوا تھا' میں آہستہ آہستہ اس بازار میں چلتا رہا' مجھے اپنے مطلب کی دکان کی تلاش تھی اور پھر مجھے ایک ہارڈ ویئر اسٹور مل گیا۔

میں اسٹور میں داخل ہو گیا' یہاں سے میں نے نائلون کا باریک تار خریدا' اپنے اس منصوبے کو میں حیرت ناک طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا اور یہ میرے لیے ایک تجرباتی مرحلہ بھی تھا' نائلون کے تاروں کی ایک گچھی لے کر میں وہاں سے نکلا اور اب اس کے بعد مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں میں دلجمعی سے اپنا کام سرانجام دے سکوں پھر ایسی ایک جگہ مجھے نظر آ گئی' کئی منزلہ عمارت تھی جو زیر تعمیر تھی' اس پر تعمیری سامان بندھا ہوا تھا' لیکن لنک ہاؤس کے قریب ہونے کی وجہ سے یہاں کام نہیں ہو رہا تھا اور آس پاس افراد چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ بہترین جگہ تھی' یہاں سے لنک ہاؤس کا فاصلہ بھی بہت زیادہ نہیں تھا۔ حالانکہ اصولی طور پر اگر لنک ہاؤس کو کسی خطرناک مرحلے سے بچانا مقصود تھا تو اس عمارت پر بھی سیکیورٹی کے کچھ افراد موجود ہونا چاہیے تھے۔

میں نے دل میں ایک فیصلہ کیا کہ اگر مجھے کوئی نظر آ گیا تو میں عمارت میں داخلے کا کیا جواز پیش کر سکوں گا اور اس کے بعد میں عمارت میں داخل ہو گیا' تعمیراتی سامان کے انبار لگے ہوئے تھے' باہر کچھ افراد بھی موجود تھے' ان کی نگاہوں سے بچ کر اندر داخل ہونا

مشکل کام نہیں تھا کیونکہ عمارت کے نچلے حصے میں متعدد دروازے تھے اور ہر دروازے پر پہرہ نہیں دیا جا سکتا تھا' ان دروازوں میں ابھی ایسے راستے نہیں بنائے گئے تھے جن کے ذریعے کسی کو اندر داخل ہونے سے روکا جا سکے' چنانچہ میں عمارت میں داخل ہو کر سیڑھیاں عبور کرنے لگا' چوتھی منزل تک عمارت تعمیر ہو چکی تھی اور اس کے اوپر شٹر بندھے ہوئے تھے' میں چوتھی منزل کے ایک نامکمل کمرے میں پہنچ گیا اور میں نے اسے اپنے کام کے لیے محفوظ پایا' البتہ دیواروں کی آڑ میں نے اس طرح قائم رکھی کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہ آئے' اور کہیں سے مجھے دیکھا نہ جا سکے' یہاں میں اطمینان سے بیٹھ گیا اور اس کے بعد میں نے اپنے لباس سے اپنا اسلحہ نکالا یعنی وہ مائیکرو پلیٹ جو میرے منصوبے کی تکمیل کرنے کے لیے ایک حیثیت رکھتی تھی' میں نے اس کو درست کیا اور اس کے بعد میرا مائیکرو سسٹم آن ہو گیا۔ پلیٹ فضا میں پرواز کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی اور میں اسے لنک ہاؤس کی جانب کنٹرول کرنے لگا چند سیکنڈ سے زیادہ صرف نہیں ہوئے تھے' مائیکرو پلیٹ نے لنک ہاؤس کو فوکس کیا اور اس کی تصویر مجھے مائیکرو ویژن پر موصول ہونے لگی' میں نے پلیٹ کو مختلف انداز میں تحریک دے کر جگہ جگہ کا جائزہ لیا' ایک ایسی جگہ مجھے نظر آ گئی' جہاں سے نیچے اتر کر میں لنک ہاؤس کے اندرونی حصوں کو دیکھ سکتا تھا۔

تقریباً چھ منٹ اس کام میں صرف ہوئے' میں نے لنک ہاؤس کے اندرونی حصے کا یہیں بیٹھے بیٹھے بخوبی جائزہ لے لیا تھا' پھر مائیکرو پلیٹ کو میں نے ایک جگہ فکس کر دیا اور اس کے بعد نائیلون کے تار نکال کر ان کا ایک جھولا سا بنانے لگا' میں نے اپنے دل میں سوچا تھا کہ اپنے طور پر میں یہ کاوش کر کے دیکھ لیتا ہوں' کامیابی اگر اس طرح حاصل ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میرے فلائنگ بم کام آئیں گے جو میری پاس موجود تھے' یہ بم بھی نہایت کارآمد اور طاقتور تھے اور اگر ڈائنامائٹ کے برابر کام نہیں بھی کر سکتے تب بھی کم از کم وہ میسج کنوے ہو جائے گا جو ان دو آدمیوں کی قربانی کے بعد بقول سوزکس کے' حکام تک پہنچ گیا تھا۔

میں نے نائلون کے باریک تاروں کا ایک جھولا سا بنایا اور اس کے بعد ایک فلائنگ بم سے اسے منسلک کر دیا' یہ ایک انوکھا تجربہ تھا ہو سکتا ہے خود کوئن میکوویا نے کبھی ایسا تجربہ نہ کیا ہو' حالانکہ فلائنگ بم کے بارے میں مجھے اس بات کا بالکل علم نہیں تھا کہ اس

میں فضا میں معلق رہنے کے دوران کتنی طاقت ہوتی ہے' وہ اپنا کام تو بخوبی کرسکتا تھا اور اسے کسی بھی ٹارگٹ پر بھیجا جاسکتا تھا' لیکن اپنے ساتھ وہ تھوڑا سا وزن لے جاسکتا ہے یا نہیں اس کا مجھے انداز تھا' ویسے یہ ڈائنا مائٹس جو لنک ہاؤس کو اڑانے کے لیے سورا کو دیے گئے تھے یقینی طور پر اتنے طاقتور ہوں گے کہ لنک ہاؤس کو نقصان پہنچا سکیں لیکن ان کا حجم نہایت کم رکھا گیا تھا۔

جھولے میں میں نے ڈائنامائٹ کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ رکھا اور پھر جھولے کے اوپری سرے کو نائلون کے تاروں کے ذریعے ننھے سے فلائنگ بم سے اس طرح باندھ دیا کہ اس کے کھلنے کا احتمال نہ رہے اس کے بعد میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ تجربہ کیا اور اپنے ریموٹ کنٹرول سے فلائنگ بم کو اٹھانے لگا' پھر یہ دیکھ کر میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی کہ فلائنگ بم نے ذرا بھی کسی دقت کے بغیر ان ڈائنامائٹس کو اپنے آپ سے منسلک کرکے فضا میں معلق کرلیا تھا۔"

میں دل ہی دل میں کوئن میکودیا کی زبردست سائنسی صلاحیتوں کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکا۔ یہ منصوبہ تو شاید کبھی اس کے ذہن میں بھی نہ آیا ہو یا ممکن ہے اس نے انھیں اتنا پاور فل رکھا ہو کہ وہ تھوڑے بہت وزن کو اٹھا کر لے جاسکیں۔ البتہ میں نے تو یہ محسوس کیا تھا کہ یہ ننھا سا طاقتور فلائنگ بم جو فضا میں پرواز کرتے ہوئے ان ڈائنا مائٹس کو اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے تھا اس سے کئی گناہ زیادہ طاقتور وزن کو اٹھا سکتا تھا' یہ میری کامیابی کا ایک ایسا مرحلہ تھا کہ اس پر مجھے جس قدر خوشی نہ ہوتی کم تھی' پھر میں ایک ایسی کھڑکی پر آگیا جہاں سے لنک ہاؤس کا بخوبی جائزہ لیا جاسکتا تھا اور اس کے بعد میں نے اپنی کارروائی کا آغاز کردیا۔ فلائنگ بم ایک بار پھر زمین سے فضا میں بلند ہوا اور اس کے بعد مناسب رفتار سے پرواز کرتا ہوا لنک ہاؤس کی جانب بڑھنے لگا۔ میں نے اسے اتنا بلند کردیا تھا کہ نیچے سے کوئی بھی شخص اس کا اندازہ نہ کرسکے۔ یہی بہتر تھا مجھے اسے نچلی سطح پر وہاں تک لے جانا خطرناک محسوس ہوا اور میں نے یہ خطرہ مول نہیں لیا تھا' کچھ دیر کے بعد میں نے اسے لنک ہاؤس کے اوپر معلق دیکھا' یہ عجیب و غریب چیز اگر کسی کی نگاہوں میں آجاتی تو وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اس کی حقیقت کیا ہے پھر اس کے بعد میں نے اسے آہستہ آہستہ نیچے اتارنا شروع کردیا' میں اپنا یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے سر

انجام دے رہا تھا اور پھر میری یہ تدبیر مکمل طور سے کامیاب ہوگئی۔

ڈائنا مائٹس اور میرا فلائنگ بم مائیکرو پلیٹ کی زد میں آگئے تھے اور اب وہ مجھے ان کی تصویر پیش کر رہی تھی۔ باقی کام بھی نہایت احتیاط کے ساتھ کرنا تھا' میں نے اپنے اس سپاہی کو آہستہ آہستہ لنک ہاؤس کے اس حصے میں پہنچا دیا جہاں بڑے بڑے کیبنٹ' الماریاں اور میزیں وغیرہ پڑی ہوئی تھیں' پورا لنک ہاؤس خالی تھا' غالباً احتیاط کے پیش نگاہ اسے خالی رکھا گیا تھا' ورنہ آج ورکنگ ڈے ہی تھا' اپنی اس کامیابی سے میں اتنا خوش تھا کہ بتا نہیں سکتا' اگر ڈائنا مائٹ کا ریموٹ سسٹم اتنے فاصلے سے کام نہ بھی کرسکا تب بھی انھیں تباہ کرنے کے لیے میرا مائیکرو فلائنگ بم موجود تھا جو کم از کم ان ڈائنا مائٹس کو بلاسٹ کرسکتا ہے۔

یہ شاندار کامیابی حاصل کرنے کے بعد میرے بدن میں شدید سنسنی بیدار ہوگئی تھی اور میں ایک عجیب سی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے اطراف کے ماحول کا جائزہ لیا اور اس کے بعد عمارت سے واپس نکل آیا' لنک ہاؤس کو اڑانے کے بعد عمارت سے نیچے اترنا' ایک احمقانہ فعل تھا کیونکہ اس سے خطرات پیش آسکتے تھے' ہاں مائیکرو پلیٹس کو میں کسی بھی جگہ سے کنٹرول کرسکتا تھا' عمارت سے باہر نکلتے ہوئے بھی مجھے کسی خاص بات کا کوئی احساس نہیں ہوا' البتہ اب میں سورا کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا' پتا نہیں وہ ریستوران سے باہر نکلی یا نہیں ویسے ریستوران کا فاصلہ اتنا تھا لنک ہاؤس سے کہ اس کی تباہی کے اثرات وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ پھر ایک ایسی سنسان جگہ دیکھ کر جہاں سے میں فرار اختیار کرسکوں' میں نے اپنے کام کے آغاز کا فیصلہ کرلیا۔ یہاں رک کر میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد ڈائنا مائٹ کے ریموٹ کنٹرول بٹن کے وہ ننھے ننھے سرخ حصے دبا دیے جو تینوں ڈائنا مائٹس کو یکے بعد دیگرے بلاسٹ کرسکتے تھے۔ تینوں بٹن ایک ساتھ دبائے اور کان پھاڑ دینے والا خطرناک دھماکا مجھے لرزا گیا۔

آس پاس کی عمارتوں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے تھے' غالباً یہ دھماکا اس لیے بھی شدید ہوا تھا کہ میرا فلائنگ بم بھی ان کی زد میں آکر پھٹ گیا تھا کیونکہ میرے کنٹرول سسٹم سے ان کا رابطہ بالکل ختم ہوگیا تھا' البتہ اس دوران میں نے مائیکرو پلیٹ اوپر اٹھالی تھی تاکہ وہ ضائع نہ ہوسکے' ڈائنا مائٹ اپنا کام کرچکے تھے' ہولناک تباہی نے لنک ہاؤس کو ادھیڑ

کر رکھ دیا تھا' میری خوشی کی انتہا نہیں تھی' مائیکرو پلیٹ کو میں نے واپس کنٹرول کیا اور آن کی آن میں وہ واپس میرے پاس پہنچ گئی' میرا کام ختم ہوگیا تھا۔ لوگ بھاگ رہے تھے دوڑ رہے تھے' ٹریفک رک گیا تھا' ایک خوفناک افراتفری مچ ہوئی تھی۔ سیکیورٹی فورسز کے افراد بھی شاید لنک ہاؤس کے اس دھماکے کی زد میں آگئے تھے کیونکہ وہ لنک ہاؤس سے زیادہ فاصلے سے پر نہیں تھے' بہرطور میں نہیں جانتا تھا کہ میں نے یہ سب کچھ درست کیا یا غلط' لیکن بہرحال کر ڈالا تھا اور اب اس کے نتائج دیکھنا تھے چنانچہ میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے لنک ہاؤس کو دیکھا عظیم الشان عمارت کو عظیم الشان نقصان پہنچا تھا' وہاں دھویں اور آگ کے سوا کچھ نہیں تھا' چاروں طرف بھگدڑ مچی ہوئی تھی' ویسے میں نے محسوس کیا کہ ان حالات میں ممکن ہے راستوں پر بھی نگاہ رکھی جائے' میں تو ویسے ہی ایک مخدوش شخصیت تھا' میرے کاغذات اور دوسری تمام چیزیں بھی میرے پاس موجود نہیں تھیں' اگر کسی نے مجھ سے میرے بارے میں کوئی سوال کرلیا تو میرے پاس اس کا کوئی جواب موجود نہیں تھا' چنانچہ کوئی بھی محفوظ پناہ گاہ اس وقت میرے لیے اشد ضروری تھی اور یہ محفوظ پناہ گاہ فی الحال سورا کے فلیٹ کے علاوہ اور کون سی ہوسکتی تھی کم از کم اس کام کی تکمیل کے بعد وہ میری جانب سے مشکوک تو نہیں رہے گی' چنانچہ میں فلیٹ کی جانب چل پڑا اور کچھ دیر کے بعد اطمینان سے فلیٹ میں داخل ہوگیا۔ یہ جگہ تو اب میرے لیے ایک بہترین پناہ گاہ بن چکی تھی اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا حماقت تھی' فلیٹ کا دروازہ میں نے اندر سے بند کرلیا تھا' باہر سے کوئی بھی آئے گا تو اسے اس بات کا علم یقینی طور پر ہو جائے گا کہ اندر کوئی موجود ہے ویسے اسے باہر سے کھول کر بھی آیا جاسکتا تھا' غرضیکہ اب میرے لیے کوئی مشکل نہیں تھی' چائے کا موڈ بنا اور میں کچن میں پہنچ گیا' یہاں تمام سامان موجود تھا' میں نے یہ مشق بھی کی اور بہترین قسم کی چائے اور اس کے ساتھ پنیر کے بسکٹ جو پیک ڈبے میں تھے نکال لیے اور پھر اطمینان سے بیٹھا چائے سے شغل کرتا رہا۔

وقت گزرتا رہا پھر میں بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کرکے سوچوں میں گم ہوگیا' تھکن تو کوئی خاص نہیں تھی لیکن نیند آگئی۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ رات کو بھی پوری نیند نہیں

لے سکا تھا پھر اس وقت جاگا جب اندھیرا پھیل چکا تھا اور کمرے کے دروازے پر آہٹ ہوئی تھی' جس میں' میں سو رہا تھا' میری آنکھ کھل گئی' چٹ سے روشنی ہوئی اور اس کے بعد میں نے سورا کو دیکھا جو ایک دم ٹھٹک گئی تھی اس کا چہرہ گہرا سرخ ہوگیا تھا اور عجیب سے تاثرات پیدا ہوگئے تھے پھر وہ پاگلوں کی طرح دوڑی اور اس نے میرے بستر پر چھلانگ لگا دی' اس نے مجھے اس طرح بھینچ لیا کہ درحقیقت میں عورت کی اس لمحے کی بات کا دل سے قائل ہوگیا' سورا نے اپنے بازو میری گردن میں ڈال لیے تھے اور مجھے دیوانوں کی طرح چوم رہی تھی' وہ پاگل ہوگئی تھی۔ بہرحال اس کی اس جذباتی کیفیت کو میں نے پوری طرح برداشت کیا اور اسے اپنے آپ سے ہٹانے کی کوشش نہیں کی۔ میں اس کی اس وقت کی دیوانگی کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا وہ مجھے چومنے کے ساتھ ساتھ بڑبڑاتی بھی جارہی تھی۔

"پاگل' دیوانے' یہ سب کچھ کیسے کر ڈالا تم نے اور مجھے' مجھے تم نے سولی پر لٹکا دیا تھا' آہ تم نے مجھے اپنے بارے میں شک کا شکار کر دیا تھا' آہ کیسا برا وقت گزارا ہے میں نے' کتنا ٹوٹ گیا تھا میرا دل' سوچنے لگی تھی میں کہ دوستی کے نام پر بھی یہ سب کچھ کیا جاسکتا ہے' تم نے دوستی کی عظمت بحال کر دی ہے' پاگل' پاگل' پاگل کیسے کر ڈالا' یہ سب تم نے کیسے کر ڈالا۔" وہ شاید زندگی بھر مجھ سے اتنی بے تکلف نہ ہوتی جتنی اس ہیجان خیز کیفیت میں ہوگئی تھی' میں نے اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھے اور اسے اپنے سامنے کرلیا۔

"میری جانب سے تمہارا اعتماد بحال ہوگیا سورا۔" میں نے سوال کیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا' مجھے دیکھتی رہی اور ایک بار پھر والہانہ انداز میں مجھ سے لپٹ گئی۔

"آئی ایم سوری' ڈینش آئی ایم ویری سوری' زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوئی مجھ سے تم پر شک کرکے' ڈینش آئی ایم سوری مجھے معاف کردو' پتا ہے میں نے کیا سوچا تھا' ڈینش میں نے سوچا تھا کہ یہ جو سیکیورٹی لگائی گئی ہے اور جس کی وجہ سے ناکامی کا محسوس کرکے میرے دو ساتھی زندگی کھو بیٹھے ہیں' یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے' اپنے دونوں ساتھیوں کا خون میری گردن پر ہے' ڈینش میں غم سے پاگل ہو جاتی' میں نہیں کہتی کہ آگے کیا ہوتا' ڈینش دوستی سے میرا اعتماد اٹھ جاتا لیکن تم نے' تم نے دوستی کا

ایک محل قائم کر دیا ہے' ایک ایسا مینار جو کبھی سرنگوں نہیں ہو گا' ڈینش میری جان میری زندگی۔" وہ ایک بار پھر شدت سے جذبات سے میرے سینے پر اپنا رخسار رگڑنے لگی' میں نے آہستہ سے کہا

"میری بہت اچھی دوست اپنے آپ پر قابو پاؤ' اب ہوش میں آجاؤ۔"

"کیسے ہوش میں آجاؤں؟ تم نے مجھے وہ مقام دیا ہے جس کے بارے میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔"

"دوست دوستوں کو تحفے ہی دیا کرتے ہیں۔"

"مگر میں کتنی ذلیل ہوں' میں نے تم پر شک کیا۔ میں نے یہی سوچا تھا کہ تم حالات سے واقف ہو چکے ہو اور تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا جس کے ذریعے حکومت کو ہمارے پروگرام کی اطلاع ملی لیکن غلط تھا یہ سب کچھ غلط تھا۔"

"غلط تھا نا؟"

"ہاں بالکل غلط۔"

"مگر تمہیں کیسے یقین ہے کہ جو کچھ ہوا وہ میں نے ہی کیا تھا؟"

"بیکار بات مت کرو' بہرحال میرا اپنا بھی ایک مقام ہے۔ کیا اس مقام کو حاصل کرنے والا اتنا ہی احمق ہو سکتا ہے؟ او مائی گاڈ' میں نے یہ سوچا تھا کہ بس ہماری شامت آگئی' مجھے گرفتار کیا جائے گا اور میرے ساتھ میری بہن کو بھی معصیت کا شکار ہونا پڑے گا اور پھر ہمارے جسموں کی کھال اتار لی جائے گی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے ہمارے ساتھ کون کون ہے آہ نجانے کیا کیا سوچ ڈالا تھا میں نے۔ تم شاید یقین نہ کرو کہ میری کیا کیفیت ہو گئی تھی۔ بہت دیر تک تو میں وہاں سے اٹھ ہی نہیں سکی تھی مگر اب یہ بتادو کہ تم نے یہ سب کچھ کیسے کر ڈالا؟"

"تمہارے دو آدمی اس سلسلے میں موت کا شکار ہو گئے تھے اور تم نے مجھے شک کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ بس میں بھی جذباتی کیفیت کا شکار ہو گیا اور اس کے بعد اس تاک میں لگ گیا کہ کسی بھی طرح مجھے لنک ہاؤس میں داخل ہونا اور اس کے لیے میں نے بڑے مشکل راستے اختیار کیے۔ مجھے لنک ہاؤس کے نیچے نیچے گٹر سسٹم سے گزر کر وہاں تک پہنچنا پڑا اور آخر کار میں نے اپنے کام کی تکمیل کر ڈالی۔ میں نے بھی اپنے آپ کو ان دونوں کی طرح مقتول سمجھ لیا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جیسے بھی بن پڑے گا اس کام کو سرانجام دیے بغیر نہیں رہوں گا۔ مجھے اس کے لیے کامیابی حاصل ہو گئی۔"

"تم اس دور کے سب سے بڑے دیوانے ہو۔ مجھے معاف کرنا ڈینش اب میں تم سے تکلف کا کوئی رشتہ نہیں قائم کر سکتی جو کچھ میرے منہ میں آئے گا کہنے سے باز نہیں رہ سکوں گی۔"

"تمہیں رہنا بھی نہیں چاہیے سورا۔"

"تم نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے کارپ اور ایلس زندگی کی بازی لگا کر بھی اتنا بڑا مقام حاصل نہیں کر سکے جتنا مجھے تمہاری وجہ سے ہو گیا ہے۔"

"دوستی کی بات کرتی ہو نا سورا؟"

"ہاں۔"

"تو پھر کسی سے یہ مت کہنا کہ یہ کام تم نے نہیں کیا' سمجھیں۔ اسے اپنے آپ ہی سے منسوب رکھو۔" اس نے خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھا اور اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تب میں نے کہا۔

"اور اب خواہ تم کتنی بھی تھکی ہوئی ہو چائے بنا کر لاؤ۔ میں باتھ روم میں جا کر ذرا منہ ہاتھ دھولوں کام کی تکمیل کے بعد میں یہاں آکر گہری نیند سو گیا تھا۔"

"ابھی لائی تم جاؤ۔" اس نے کہا اور دروازے سے باہر نکل گئی' میں مسکراتا ہوا غسل خانے کی جانب بڑھ گیا۔

پھر جب میں ترو تازہ ہو کر باہر نکلا تو وہ یقینی طور پر کچن ہی میں مصروف تھی۔ میں اس کا انتظار کرتا رہا جب وہ آئی تو اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا اور غالباً اپنا حلیہ بھی سنوار لیا تھا۔ بڑی نکھری نکھری اور بے حد خوش نظر آرہی تھی۔ ساتھ میں ایک ٹرالی بھی لے کر آئی تھی جس پر بہت سی چیزیں سجی ہوئی تھیں۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ بھی بھرپور انداز میں مسکرا دی۔ اس کی ہر ادا سے محبت ٹپک رہی تھی' میرے سامنے بیٹھ گئی پھر ایک ایک پلیٹ میرے سامنے بڑھاتی رہی' میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی متاثر ہو گئی ہو مجھ سے سورا۔"

"ضرورت سے زیادہ نہیں بلکہ ضرورت سے بہت کم۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔

کس طرح میں اپنی زندگی تم پر نثار کردوں۔"

"بات کچھ نہیں ہوتی' مایوسیوں کے تاریک اندھیروں میں جب اچانک اتنی روشنی پھیل جائے کہ آنکھیں تک نہ کھل سکیں تو انسان کے لیے برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں خلوص دل سے اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں تم سے بہت متاثر ہوگئی تھی اور ہوٹل میں جب میں نے تمھیں دیکھا اور اس بدلی ہوئی صورت حال پر غور کیا تو میرا دل ریزہ ریزہ ہوگیا' یہ سوچ کر کہ تم وہ نہیں نکلے جو میں نے سمجھا تھا' بلکہ تمھاری وجہ سے میرے دو ساتھی بھی مارے گئے' ہیں میں اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے تم پر ضرورت سے زیادہ شک ہوگیا تھا اور پھر جب تم نے ڈائنا مائٹ مجھ سے لیے اور انھیں لے کر نکل گئے تو اصولی طور پر مجھے وہاں سے بھاگ جانا چاہیے تھا یہ سوچ کر کہ اب تم میری نشاندہی کردو گے اور میں گرفتار ہو جاؤں گی اور میرے چاروں ساتھی بھی لیکن ایسا نہیں ہوا اور میں اعصابی کھنچاؤ کی وجہ سے وہاں سے ہٹ بھی نہ سکی۔" میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

"اگر میں تم سے نرم روی سے ڈائنا مائٹ مانگتا اور اپنے ارادے کا اظہار کرتا تم کبھی اس کے لیے تیار نہ ہوتیں۔ مجبوراً مجھے وہ رویہ اختیار کرنا پڑا تھا۔"

"تم نے بہت اچھا کیا لیکن تم نے ہمارے مشن کے لیے جان کی بازی لگا دی آخر کیوں؟ آخر کیوں۔"

"دیکھو برا مت ماننا سورا جو کچھ بھی کہوں گا سچ کہوں گا۔ تمھارے مشن سے واقعی مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میری دلچسپی صرف اس دوستی سے تھی جو میرے اور تمھارے درمیان ہے' میں نے تمھارے چہرے پر مایوسی کی لکیریں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔"

"بہت بڑی بات ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم نے اپنی ذہانت کا مظاہرہ کرکے وہ کر دکھایا جو ناممکن تھا۔"

"یہ سورکس" کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہمارا گروپ کمانڈر' وہی تمام کارروائی کر رہا ہے ایک بڑا سرمایہ دار ہے۔ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ میتھوڈسٹ مشن کے لیے اس طرح باعمل ہوسکتا ہے بس یوں سمجھ لو کہ اسی نے ہنی ڈیل سے تعلق قائم کیا ہے اور ہنی ڈیل چیف کنٹرولر ہے کنٹرولر

وہ خود ہے۔"

"ویری گڈ۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا ایلا واپس نہیں آئی میں نے ایلا کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی۔

"نہیں۔ اس کے بارے میں تمھیں تفصیل بتا چکی ہوں وہ اپنے باس کے ساتھ زیادہ تر مصروف رہتی ہے۔ اس سے آگے کی بات مجھ سے نہ پوچھنا بس یوں سمجھ لو کہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے باس کو ہر طرح شیشے میں اتارے ہوئے ہے اور بڑی کامیابی سے اپنا کام سرانجام دے رہی ہے۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔

بہرحال یہ بھی میرے لیے ایک دلچسپ مرحلہ تھا کہ میں ایسے لوگوں سے آ ٹکرایا تھا پھر ہم نے ڈنر کیا' کوئی پونے دس بجے کے قریب ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور سورا نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کون بول رہا ہے؟"

"سر سورا ہوں۔"

"اوہ.......... سورا ڈیئر کتنی مبارکباد دوں تمھیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ .... یہ سب آخر ہوا کیسے؟ تم نے ایک مافوق الفطرت ہستی کی شخصیت اختیار کرلی ہے پورے گروپ کے سامنے' ہر شخص اس وقت تمھاری ہی باتیں کر رہا ہے اور حقیقت زندگی تو کارپ اور ایلس نے کھوئی ہے لیکن جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے وہ کارپ اور ایلس بھی سرانجام نہیں دے سکے۔ مرنے والوں کی یاد تا زندگی ہمارے دلوں میں رہے گی وہ قربانیاں دینے والوں میں شامل ہیں لیکن سورا جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے ہم اس کے لیے تمھیں بڑی پر خلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ تم نے ہماری ناک اونچی کر دی لنک ہاؤس کو تباہ کرنا اس وقت میرا خیال ہے ایک پوری آرمی کے لیے ممکن نہیں تھا۔ ابھی میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ یہ تم نے کیسے کر ڈالا؟ لیکن تمھاری آواز سن کر ہم لوگوں کو جتنی خوشی ہوئی ہے ہم بیان نہیں کرسکتے ویسے سورا جو لوگ ڈیوٹی پر تمھارے ساتھ متعین تھے وہ بھی بخیریت واپس آگئے ہیں اور انھوں نے عجیب و غریب انکشافات کیے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ تم ان کی نگاہوں کے سامنے رہی ہو لیکن تم نے نجانے

کون سا کارنامہ سرانجام دے ڈالا اور کس طرح یہ سب کچھ کر ڈالا۔"

"سر اس کی تفصیل میں آپ کو ٹرانسمیٹر پر نہیں بتا سکتی بس یوں سمجھ لیجیے ایک ایسی قوت نے ہماری مدد کی ہے جس کے بارے میں آپ کو میں بالمشافہ ہی سب کچھ بتا سکتی ہوں۔"

"جو کچھ بھی ہے لیکن تمہارے اس کارنامے کو سنہری الفاظ میں لکھنے کا درجہ حاصل ہے رات کو دو بجے ہمارا انتظار کرنا ہم لوگ تمہارے پاس پہنچیں گے کوئی ایسی مشکل تو نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں سر شہر کے حالات آپ خود دیکھ لیجیے۔"

"شہر کے چپے چپے پر چیکنگ ہو رہی ہے۔ ہر شخص کو روک کر اس کے بارے میں معلوم کیا جا رہا ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"یس سر میں جانتی ہوں۔"

"ہم مقررہ وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور باقی تمام باتیں بالمشافہ ہی ہوں گی اصل میں ہم صرف یہ جاننا چاہتے تھے کہ تم خیریت سے گھر پر پہنچ گئی ہو۔"

"سر میں بالکل خیریت سے ہوں۔" سورا نے جواب دیا اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر پر یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور بولی۔

"دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں دیکھ بھی رہا ہوں اور سن رہا ہوں۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے خیریت؟"

"مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم انھیں میرے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہو؟"

"دیکھو میری ایک بات سنو اب تم ایسی شخصیت نہیں رہے ہو کہ تمہیں گمنام رکھا جائے یا میں تمہارے نام سے کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں میری بات مانو ڈیئر مسٹر سورکس سے مل لینا بہت ضروری ہے۔ تم نے اپنے جو حالات مجھے بتائے ہیں آخر مجھے بھی تو اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہے۔"

"سورا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کارروائی کا کریڈٹ تمہیں ہی ملے۔"

"کریڈٹ مجھے مل چکا ہے تم خود ٹرانسمیٹر پر ساری گفتگو سن چکے ہو لیکن اب اس

کے بعد جو کچھ میں کرنا چاہتی ہوں پلیز اس میں میرے لیے کوئی الجھن نہ پیدا کرنا البتہ ایک سوال میں تم سے ضرور کروں گی۔"

"ہاں بولو؟"

"مستقبل میں تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"مستقبل۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں۔ کچھ تو سوچا ہوگا اپنے بارے میں؟"

"یقین کرو سورا کچھ نہیں سوچا جو کچھ تمہیں بتا چکا ہوں۔ بات بس وہیں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اب یہاں تم سے ملاقات ہو گئی ہے جب تم سے جدا ہوں گا تو آگے کے بارے میں سوچوں گا' میں بہت زیادہ سوچ کر اپنے آپ کو تھکانا پسند نہیں کرتا۔"

"تو پھر میں ایک بات کہوں تم سے۔"

"ہاں ضرور۔"

"سوچنے کا کام میرے سپرد کر دو۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارے لیے اب آئندہ کے فیصلے میں کروں گی مجھے معاف کرنا۔ مجھے اپنے لہجے کو اتنا مستحکم نہیں بنانا چاہیے لیکن بس دل چاہتا ہے اور اس وقت میں پوری طرح دل کی گرفت میں ہوں.........." میں ایک گہری سانس لے کر مسکرانے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم پسند کرو۔"

عمل سے زندگی بنتی ہے۔ جو واقعات پیش آئے تھے وہ اس فقرے کا جیتا جاگتا ثبوت تھے۔ میں ایک اہم منصوبے کے تحت یہاں آیا تھا۔ ڈان سینٹر کے سربراہ کے پاس مجھے حاضری دینی تھی۔ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ ہر لمحہ میری نگرانی کر رہے ہوں گے اور میرے وطن سے لے کر بارباڈوس تک نہ جانے کتنی نگاہوں نے میرا تعاقب کیا ہوگا پھر ان کی خواہش کے مطابق میں نے ان کے منتخب کردہ ہوٹل آرکیولا میں قیام کیا۔ گویا وہ مطمئن ہو گئے کہ میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے کام دکھا دیا۔ ایسا کام جو میری ذہانت کا کرشمہ تھا۔ رخسار ان کے قبضے میں تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ میں صرف اس کی وجہ سے بے بس ہوا ہوں لیکن سب کچھ کرنے کے بعد اس

طرح غائب ہو جانا ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا اور وہ مشکل میں گرفتار ہو جائیں گے پھر یہ سب کچھ جس سے ہمنی ڈیل تک پہنچنے کے راستے مل گئے تھے۔ بہرحال زندگی رہی تو انھیں ایسا سبق چکھاؤں گا کہ مرنے کے بعد بھی یاد رکھیں گے۔

وقت گزرتا رہا۔ ایلا آگئی تھی لیکن وہ میرے پاس نہیں آئی بعد میں سورا نے بتایا۔

"ایلا تم سے شرمندہ ہے۔"

"کیوں؟"

"یعنی تم نے اسے چوٹ دے دی تھی۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بے حد ذہین ہو۔"

"یہ تمہاری تحقیق ہے۔ میں کیا کہوں۔"

"تم نے ہم دونوں کو بے وقوف بنایا۔ اگر تم جیسا کوئی پہلے مل جاتا اور......... اور........." سورا خاموش ہوگئی۔

"اور........." میں نے شرارت سے پوچھا۔

"بس خاموش ہو جاؤ۔" سورا نے شرما کر کہا۔

رات گئے تک سورا میرے پاس رہی۔ پھر بولی۔ "میری ضرورت تو نہیں ہے میں جاؤں۔"

"ضرور۔"

"ان لوگوں کے استقبال کی تیاریاں کروں گی۔ میرا خیال ہے مسٹر سورکس خود آئیں گے؟"

"پچھلی رات جو لوگ آئے تھے ان میں مسٹر سورکس نہیں تھے؟"

"نہیں۔ وہ دوسرے لوگ تھے۔ اوکے میں چلتی ہوں۔" سورا نے کہا اور پھر وہ میرے کمرے سے چلی گئی۔

☆☆☆☆

اس کے بعد کے حالات جاننے کے لئے

ناسور سیریز کا شاہکار

"بلیک چینل" پڑھیں